بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۵

تفسیر سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ رعد،
سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر اور سورۂ نحل۔

مرتّبہ

مسعود احمد

بی، ایس سی۔

امیرِ جماعتِ المسلمین

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام کتاب ——— تفسیر قرآن عزیز جلد ۵

سالِ طباعت ——— ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء

اشاعت ——— اوّل

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— محمد نذیر

جملہ حقوق بحق طبع جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

(رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵ء پرانا نمبر ۲۱۶۳/۶۵-۶۶)

محفوظ ہیں۔

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی، بلاک جی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۳۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

فہرست مضامین سورۂ "یونس"

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت	
۲	سورج کے متعلق جملہ مسائل	۱۶
۳	چاند کے متعلق جملہ مسائل	۲۴
۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی (قبل نبوت) آپ کی رسالت کی دلیل ہے	۴۷
۵	شرک کی تردید	۵۳
۶	قرآن مجید کا چیلنج	۱۰۲
۷	تحلیل وتحریم اللہ تعالیٰ کا کام ہے	۱۳۷
۸	اتباع رسول کی اہمیت	۱۴۷
۹	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلم تھے	۱۶۴
۱۰	حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۱۷۱
۱۱	حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۱۹۳
۱۲	شرک کی تردید	۲۰۵

فہرست مضامین سورۂ "ہود"

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	قرآن مجید کی خصوصیات	۲۱۵
۲	سب جانداروں کا رزق اللہ کے ذمہ ہے	۲۲۴
۳	قرآن مجید کا چیلنج	۲۳۸
۴	اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار	۲۶۰
۵	نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۲۶۳
۶	ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۲۸۴
۷	صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۲۹۸
۸	ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۳۰۵
۹	لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۳۱۲
۱۰	شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۳۲۱
۱۱	موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات	۳۳۴
۱۲	نماز کے اوقات	۳۵۲
۱۳	اختلاف کی مذمت	۳۶۶
۱۴	انبیاء علیہم السلام کے قصوں کا مقصد	۳۷۲

فہرست مضامین سورۂ "یوسف"

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	سورۂ یوسف کا شانِ نزول	۳۷۷
۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل	۳۸۵
۳	نظر لگنا، نظر کے جملہ مسائل	۴۴۰
۴	یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرنے کی حکمت	۴۷۲
۵	یوسف علیہ السلام کے حالات وفضائل	۴۸۵

فہرست مضامین سورۂ رعد

۱	شرک کی تردید۔	۴۹۹
۲	حق کیسے غالب ہوتا ہے۔	۵۴۴

فہرست مضامین سورۂ ابراہیم

۱	رسول قوم کی زبان میں بات کرتا ہے۔	۶۰۱	۴	کلمۂ کفر کی مثال۔	۶۳۸
۲	کافروں کے اعمال کی کوئی حقیقت نہیں۔	۶۱۸	۵	عذابِ قبر۔	۶۴۲
۳	کلمۂ طیبہ کی مثال۔	۶۳۱	۶	ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات۔	۷۰۲

فہرست مضامین سورۂ حجر

۱	قرآن مجید اور احادیث کی حفاظت۔	۷۴۰	۴	اصحاب الحجر کا بیان۔	۷۹۶
۲	آدم علیہ السلام کے مفصل حالات۔	۷۶۷	۵	صالح علیہ السلام کے حالات۔	۸۰۰
۳	عذاب زدہ بستیوں کے جملہ مسائل۔	۷۹۱	۶	سورۂ فاتحہ کی فضیلت۔	۸۰۹

فہرست مضامین سورۂ نحل

۱	مویشی کے مسائل۔	۸۲۹	۶	مچھلی کے متعلق احکام شریعت۔	۸۵۲
۲	گھوڑوں کے مسائل۔	۸۳۳	۷	زیورات کے مسائل۔	۸۵۳
۳	سواری اور باربرداری کے جانوروں کے مسائل۔	۸۳۵	۸	شرک کی تردید۔	۸۵۶
۴	عام جانوروں کے مسائل۔	۸۳۹	۹	حدیث نبوی بھی کتاب اللہ ہے۔	۹۵۰
۵	توحید کا اثبات۔	۸۴۵	۱۰	تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے آداب۔	۱۰۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ یونس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ①

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ
اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ
النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا
لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

ترجمہ الٓرٰ (اے رسول) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (جو آپ کی طرف وحی کی جارہی ہیں) ① کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص پر وحی بھیجی (اور اُس سے کہا) کہ لوگوں کو ڈرائے اور ایمان والوں کو خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا درجہ ہے (لیکن) کافروں نے (اس کو جھٹلایا اور) کہا یہ تو کھلا جادوگر ہے ②

معانی ومصادر (عَجَبًا) عَجِبَ، یَعجَبُ، عَجَبٌ (س) تعجب ہونا۔
(قَدَمٌ) قَدَمَ، یَقْدُمُ، قَدْمٌ وقُدُوْمٌ (ن) آگے بڑھنا۔
(صِدْقٌ) صَدَقَ، یَصْدُقُ، صِدْقٌ (ن) سچ بولنا، سچا کر دکھانا۔ (صِدْقٌ: فضل)۔

تفسیر (الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ) اے رسول، یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

حکمت والی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ (یٰسٓ۔ ۱و۲)

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔

قرآن مجید حکمت سے پُر اور دانائی کی باتوں سے لبریز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ (اٰل عمران۔ ۵۸)

(اے رسول) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔

قرآن مجید حکمت والی کتاب کیوں نہ ہو جبکہ اس کا نازل کرنے والا حکمت والا ہے۔ قرآن مجید بھی حکیم اور قرآن مجید کا نازل کرنے والا بھی حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○ (النمل۔ ۶)

اور (اے رسول) یہ قرآن آپ کو حکمت والے اور علم والے (اللہ) کی طرف سے القاء کیا جارہا ہے۔

آگے فرمایا (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ) کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص پر وحی بھیجی اور اس سے کہا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے اور جو لوگ اس کی بات مان کر ایمان لے آئیں انہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا مرتبہ ہے۔ یہ مرتبہ حقیقی ہے۔ دائمی ہے۔ یہ ایسا مرتبہ نہیں جو زائل ہونے والا ہو اور نہ ایسا مرتبہ ہے جو دنیاوی مرتبوں کی طرح فانی ہو۔ فانی مرتبے حقیقت وسچائی پر مبنی نہیں ہوتے ان کا وجود نظر تو آتا ہے لیکن حقیقتاً وہ باطل ہونے والا ہوتا ہے۔ سچا مرتبہ درحقیقت وہ مرتبہ ہے جو نہ باطل ہو اور

نہ زائل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝

(طٰہٰ - ۷۵ و ۷۶)

اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے۔ یعنی دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو (گناہوں سے) پاک رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

(اقتربت الساعۃ - ۵۴ و ۵۵)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے با اقتدار بادشاہ کے ہاں سچے (لازوال) مقام میں۔

قرآن مجید کی پراز حکمت باتیں سنکر کافروں کو ایمان لے آنا چاہئے تھا۔ انہیں یہ سوچنا چاہئے تھا کہ عاجز کر دینے والا فصیح و بلیغ بیان کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ تو خالق کائنات ہی کا بیان ہو سکتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس کے کلام الٰہی ہونے کے قائل ہوتے (قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ) کہنے لگے کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو کھلے جادوگر ہیں۔ ان کے پیش کردہ کلام کا اعجاز اس لئے نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ اس لئے ہے کہ یہ جادوگر ہیں ان کے بیان میں جو جادو ہے وہ ان کے جادوگر ہونے کا نتیجہ ہے نہ کہ رسول ہونے کا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝

(صٓ - ۱ تا ۳)

صٓ، نصیحت والے قرآن کی قسم (بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں) لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ تکبر اور مخالفت میں (مبتلا) ہیں ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا (جب کبھی عذاب آیا) تو انہوں نے (اللہ کو) پکارا (لیکن اس وقت پکارنا لاحاصل تھا) نجات کا وقت تو نکل چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً

(اے رسول) آپ کو تو (ان کے انکار قیامت سے) تعجب ہوتا ہے اور وہ (قیامت کا)

يَسْتَسْخِرُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○
(الصّٰفّٰت - ۱۲ تا ۱۵)

مذاق اڑاتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اسے قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ○ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○
(الانبیاء - ۲و۳)

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اسے سنتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کے دل (نصیحت کی بات سننے سے بالکل) غافل ہوتے ہیں مزید برآں یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں بھی کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے آتے ہو۔

الغرض کافروں نے ہٹ دھرمی کے ساتھ حق کا انکار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید حکمت سے پُر ہے۔ اس پر غور کیجئے اور اس پر ایمان لے آئیے۔

اے لوگو، اس بات پر تعجب نہ کیجئے کہ آپ ہی جیسا ایک انسان آپ کو ہدایت دینے کے لئے کیسے آگیا۔ یاد رکھئے ہادی ہمیشہ انسان ہی ہوتے رہے ہیں۔

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے تاکہ آپ کو آپ کے رب کے پاس حقیقی اور دائمی مرتبہ حاصل ہو۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ
أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ
إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ إِلَيْهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ
حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ

يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ، وَ
الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ
مِّنْ حَمِيمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيمٌ
بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۴

ترجمہ (اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ گر ہوا، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، (اس کے ہاں) بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش نہیں کر سکتا، وہی اللہ تمہارا رب ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، (اے لوگو) آخر تم غور کیوں نہیں کرتے (کیا کسی اور کی بھی یہی شان ہے اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر اسکی عبادت کیوں کرتے ہو) ۳ (اور یہ بھی سن لو کہ) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، (یہ اللہ کا وعدہ ہے اور) اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے (ایسا ہو کر رہے گا) وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ اس کو پیدا کرے گا تاکہ (ان سے حساب لے اور) ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ اجر و ثواب دے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو ان کے کفر کی وجہ سے پینے کے لئے گرم پانی ہے اور (مزید برآں) دردناک عذاب ہے ۴

معانی و مصادر (قِسْطٌ) قَسَطَ، یَقْسِطُ، قِسْطٌ (ن ض) عادل ہونا۔
(حَمِیْمٌ) حَمِیَ، یَحْمٰی، حَمْیٌ و حُمِیٌّ و حُمُوٌّ (س) گرمی بڑھ جانا (حَمِیْمٌ = گرم)۔

تفسیر کافروں نے اللہ کے علاوہ بہت سے رب بنا رکھے تھے۔ ان کی پوجا کرتے تھے۔ ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے، ان کی نذریں و نیازیں کرتے تھے، ان کے فتووں سے حلال و حرام کا فیصلہ کرتے تھے، کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے اور کسی کو بیٹی، الغرض انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں اس کے بندوں کو شریک کر رکھا تھا۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ان افعال کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف۔ ۳۹ و ۴۰)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) اے قید خانے کے ساتھیو، (بتاؤ) کیا (مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ) علیحدہ علیحدہ رب بہتر ہیں یا اللہ (بہتر ہے) جو واحد (و یکتا) اور غالب و زبردست ہے (اور اے قید خانے کے ساتھیو) جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

کفّار کے خود ساختہ ارباب کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ) اے لوگو تمہارا رب تو اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا (یُدَبِّرُ الْاَمْرَ) وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (الٓمّٓ تنزیل۔ ۵)	وہی آسمانوں سے (لے کر) زمین تک کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

(مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ) اس کے ہاں بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرۃ۔ ۲۵۵)	کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اُس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔

(ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) یہی اللہ تمہارا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، آخر تم غور کیوں نہیں کرتے کہ نہ تمہارا کوئی رب ہے اور نہ کوئی عبادت کے قابل سوائے اس کے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، نظامِ کائنات جس کی تدبیر کا مرہونِ منت ہے اور جس کے ہاں کوئی بغیر اس کی اجازت کے سفارش نہیں کر سکتا کیا اور بھی کسی کی یہ شان ہے! (اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا) تم سب کو اسی کے طرف لوٹ کر جانا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے (وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا) اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے (اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ) وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہ ہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا (لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ) تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو انصاف کے ساتھ ان کا اجر و ثواب عطاء فرمائے (وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ) اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کو سزا دے۔ ان کے لئے ان کے کفر کی وجہ سے جو وہ کر رہے ہیں پینے کے لئے گرم پانی ہو گا اور مزید برآں دردناک عذاب ہو گا۔

عمل

اے لوگو، صرف اسی کو اپنا رب مانئے اور صرف اسی کی عبادت کیجئے

(۱) جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا،

(۲) جو تمام کائنات کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے۔

(۳) جس کی اتنی بلند و بالا شان ہے کہ اس کے ہاں بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔
(۴) جس کے پاس آپ سب کو لوٹ کر جانا ہے اور
(۵) جو ہر چیز کو پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور دوبارہ بھی پیدا کریگا۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ
ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ
مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ
وَالْحِسَابَ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ
ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ، یُفَصِّلُ
الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۵

ترجمہ وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے منازل مقرر کئے تاکہ تم (ماہ و) سال کو شمار کر سکو اور (ماہانہ اور سالانہ) حساب و کتاب رکھ سکو، یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، علم والوں کے لئے وہ اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے (تا کہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) ۝۵

معانی و مصادر (ضِیَآءٌ) ضَاءَ، یَضُوْءُ، ضَوْءٌ وضِیَآءٌ (ن) چمکنا۔
(مَنَازِلُ) نَزَلَ، یَنْزِلُ، نُزُوْلٌ (ض) اترنا (مَنَازِلُ = مَنْزِلٌ کی جمع۔ اترنے کے مقامات)۔
(السِّنِیْنُ) سِنِیْنُ = سَنَةٌ کی جمع، سال۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کے دلائل بیان کئے۔ آیت زیر تفسیر میں مزید دلائل دیتے ہوئے فرمایا (هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً) وہی ہے جس نے سورج کو روشنی (کا منبع) بنایا (وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ) اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم (ماہ و) سال کی گنتی معلوم کر سکو اور ماہانہ اور سالانہ حساب و کتاب رکھ سکو (مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ) یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، ان سب کی تخلیق کا یقیناً کوئی مقصد ہے، یہ چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

(المؤمنون - ۱۱۵ تا ۱۱۷)

(اے لوگو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ، بادشاہ حقیقی (فضول کام کرنے سے) بلند و بالا ہے، اس کے سوائے کوئی الٰہ نہیں، وہ عزت والے عرش کا مالک ہے اور (اے لوگو) جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہی ہوگا، بیشک کافر فلاح نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الدخان - ۳۸ و ۳۹)

اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو (محض) کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے۔ ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ان کی پیدائش میں ہماری کیا مصلحت ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى، وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ (الاحقاف-۳)

ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک کے لئے

پیدا کیا ہے، (قیامت کے دن اللہ بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اسی دن سے ڈرانے کے لئے رسول بھیجے جاتے ہیں لیکن) کافر اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے منہ موڑ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ (التغابن - ۴)

اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اسی نے تمہاری صورت بنائی اور بہت اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

اِن تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو کسی خاص مصلحت سے پیدا کیا ہے اور اس مصلحت کی طرف "اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ؟" اور "اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" میں بڑا لطیف اشارہ ہے یعنی دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں انسانوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ انہیں چاہئے کہ ان چیزوں سے اپنے خالق کو پہچانیں، صرف اسی کو اپنا رب سمجھیں، اسی کی عبادت کریں اور ان نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر انہیں ڈرنا چاہئے کہ ایک دن وہ اُس کے پاس لوٹائے جائیں گے۔ اس دن وہ ان لوگوں کو ان چیزوں کی تخلیق کے مقصد کے خلاف عمل کرنے پر سزا دے گا (يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ) سمجھنے والوں کے لئے اس نے اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے تاکہ سمجھنے میں کسی قسم کی دقت اور الجھن نہ ہو۔ معمولی سے عقل رکھنے والا بھی اگر غور و فکر کرے تو وہ ان چیزوں کی تخلیق کی مصلحت کو سمجھ سکتا ہے اور اپنے کو دوزخ سے بچانے کا اہتمام کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

(آل عمران ۔ ۱۹۰ تا ۱۹۴)

کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے رب، ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان لانے کے لئے پکار رہا تھا (وہ یہ کہہ رہا تھا) اپنے رب پر ایمان لاؤ، ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو مٹا دے، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں پورا پورا اجر عطاء فرما اور اے ہمارے رب، تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جن نعمتوں کے دینے کا ہم سے وعدہ کیا ہے وہ نعمتیں ہمیں عطاء فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ان آیات سے صاف واضح ہے کہ عقلمند آدمی کائنات میں غور و فکر کر کے کائنات کے مقصد کو پہچان لیتا ہے۔ وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ چیزیں ہماری آزمائش کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اگر ہم آزمائش میں پورے نہیں اترے تو ہماری خیر نہیں پھر وہ دعائیں کرنے لگتا ہے، اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ○ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ○ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ○ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ○

(المؤمنون ۔ ۵۷ تا ۶۱)

بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں کرتے اور جو (اللہ کے راستہ میں) دیتے ہیں جو دیتے ہیں اس کے باوجود ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کے پاس لوٹنا ہے۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور نیکیوں کے لئے (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ، أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ○

(الشوریٰ۔ ۱۸)

اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں وہ قیامت سے ڈرتے رہتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ وہ (بالکل) حق ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجہ کی حماقت میں (مبتلا) ہیں۔

پوری آیت کا لب لباب یہ ہے کہ جس ہستی نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں درحقیقت وہی رب ہے، اسی کی عبادت و اطاعت کرنی چاہیئے اور جس شخص نے صرف اس کو رب نہ مانا اور صرف اس کی عبادت و اطاعت نہیں کی تو پھر اس کا حشر بُرا ہوگا۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ کو جس نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اپنا رب سمجھئے۔ صرف اسی کی عبادت کیجئے۔

اے لوگو، چاند کے ذریعہ اپنے ماہ و سال کا شمار کیجئے۔ سورج کو صرف ایام کی گنتی کا ذریعہ سمجھئے۔

سورج کے متعلق جملہ مسائل

① دنوں کا شمار سورج کے ذریعہ کرے۔ دن کی ابتداء صبح صادق سے کرے اور رات کی ابتداء غروب آفتاب سے کرے۔

حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں :۔

لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ قَالَ لَهٗ عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِیْ عِقَالَیْنِ عِقَالًا اَبْیَضَ وَعِقَالًا اَسْوَدَ اَعْرِفُ اللَّیْلَ مِنَ النَّهَارِ فَلَا یَسْتَبِیْنُ لِیْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِیْضٌ اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَبَیَاضُ النَّهَارِ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول اللہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم ..... جزء ۳ صـ۳۶ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر جزء اول صـ۴۴۱ واللفظ لمسلم)

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (رمضان کی راتوں میں کھاتے پیتے رہو) جب تک سفید تاگا سیاہ تاگے سے ممتاز نہ ہو جائے تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول میں اپنے تکیے کے نیچے دو ڈورے رکھ لیتا ہوں۔ ایک ڈورا سفید اور ایک ڈورا سیاہ (تاکہ) میں رات کو دن سے پہچان سکوں لیکن کچھ ظاہر نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے۔ سفید اور سیاہ تاگے سے تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔

نوٹ : خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (البقرۃ۔۱۸۷)

پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان وقت انقضاء الصوم جزء اوّل صـ۴۴۱)

جب رات سامنے آئے اور دن پیٹھ پھیرے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے۔

مندرجہ بالا آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ دن صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے۔

(۲) سورج گہن کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سمجھیئے۔ اللہ تعالیٰ گہن کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنَّهُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ یُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهٗ) (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سورج اور چاند میں کسی کی موت و زیست سے گہن نہیں لگتا بلکہ یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

یخوف اللہ عبادہٗ بالکسوف جزء۲ ص۴۳۲
وباب لا تنکسف الشمس لموت احد
جزء۲ ص۴۳۸ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ
باب الکسوف جزء اول ص۳۵۸ و ص۳۵۹
واللفظ للبخاری)۔

③ جب سورج گہن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے، کچھ صدقہ وخیرات کرے۔ غلام آزاد کرے اور فوراً نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کے ذکر، تکبیر، دعاء واستغفار کے لئے مسجد روانہ ہو جائے۔ مسجد پہنچ کر نماز ادا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَافْزَعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ) فَادْعُوا اللّٰہَ وَکَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِہٖ وَدُعَائِہٖ وَاسْتِغْفَارِہٖ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوۃ فی الکسوف ۲/۴۴ وباب الذکر فی الکسوف ۲/۴۸ وباب لا تنکسف الشمس لموت احد ولا لحیاتہٖ ۲/۴۸ وباب صلوۃ الکسوف جماعۃ ۱/۴۹ وباب ھل یقول کسفت الشمس او خسفت ۲/۴۴ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوۃ الکسوف جزء اول ص۳۵۸ وص۳۵۹ وباب عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۳۶۲ وباب ذکر النداء لصلوۃ الکسوف ۱/۳۶۴ واللفظ للبخاری)

جب تم گہن دیکھو تو گھبرا کر نماز کی طرف چلو اللہ کا ذکر کرو، اللہ سے دعاء مانگو، اللہ کی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو، صدقہ دو اور گناہوں کی معافی مانگو۔

④ جب سورج گرہن ہو تو ایک منادی کو مقرر کیا جائے کہ وہ اس طرح اعلان کرے:۔

اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ یا اِنَّ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃٌ (نماز جمع کرنے والی ہے یعنی نماز کے لئے جمع ہو جاؤ)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔
اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول ص۳۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو مقرر کیا (کہ وہ یہ اعلان کرے) "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِیَ اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب النداء بالصلوٰۃ جامعۃ جزء ۲ ص۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب سورج گرہن ہوا تو اس طرح اعلان کیا گیا۔ "اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ"

⑤ امام کو چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھائے۔ ہر رکعت میں دو یا تین یا چار رکوع کرے۔ سجدے دو ہی کرے۔ ہر رکعت میں قیام، رکوع اور سجدے بہت طویل ہوں لیکن دوسرا قیام پہلے قیام سے کم ہو، دوسرا رکوع پہلے رکوع سے کم ہو، دوسری رکعت میں بھی یہی کیفیت رہے البتہ پہلی رکعت کے مقابلہ میں قیام اور رکوع کم طویل ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔
خُسِفَتِ الشَّمْسُ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِی الْاُوْلٰی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصدقۃ فی الکسوف جزء ۲ ص۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا لیکن وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدے کئے اور لمبے سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔
ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ

پھر سجدہ کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا مگر پہلے قیام سے کم تھا، اس کے

الرُّكُوعَ وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول ص۳۰۵ وصحیح بخاری باب التعوذ من عذاب القبر ۲/۱۰۵ واللفظ لمسلم)

بعد رکوع کیا اور اسے بھی لمبا کیا، مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر اپنا سر اٹھایا کھڑے ہوئے قیام کیا اور لمبا قیام کیا مگر پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع کو لمبا کیا مگر وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں :۔

فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِىْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ (صحیح بخاری باب خطبۃ الامام فی الکسوف ۲/۴۳)

پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَاَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَرَاَ قِرَاءَةً دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَرَاَ قِرَاءَةً دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ اَيْضًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيْهَا رَكْعَةٌ اِلَّا الَّتِىْ قَبْلَهَا اَطْوَلُ مِنَ الَّتِىْ بَعْدَهَا وَرُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِنْ سُجُوْدِهٖ (صحیح مسلم باب عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف من امر الجنۃ والنار جزء اول ص۳۰۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور صحابہ کے ساتھ چھ رکوع اور چار سجدے کئے آپ نے اولاً تکبیر کہی اور پھر قرأت کی اور بہت لمبی قرأت کی، پھر قیام کے مثل رکوع کیا پھر قیام کیا اور پہلی قرأت سے کم قرأت کی پھر قیام کے مثل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت کی جو پہلی قرأت سے کم تھی پھر قیام کے مثل رکوع کیا اور اس کے بعد رکوع سے سر اٹھایا اور پھر سجدہ میں گئے اور دو سجدے کئے اور پھر کھڑے ہوئے اور اس رکعت میں بھی تین رکوع کئے اور اس میں کوئی رکعت ایسی نہ تھی مگر اس میں ہر ایک پہلا رکوع پچھلے رکوع سے زیادہ لمبا تھا آپ کا رکوع سجدوں کے برابر تھا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّهٗ صَلّٰى فِىْ كُسُوْفٍ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ

آپ نے کسوف کی نماز پڑھی، قرأت کی پھر

قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْأُخْرٰى مِثْلَهَا (صحیح مسلم باب ذکر من قال رکع ثمان رکعات فی اربع سجدات جزء اول ص۳۶۳)

رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا اور پھر سجدہ کیا اور پھر دوسری رکعت بھی اس طریقہ سے ادا فرمائی۔

⑥ امام کو چاہیئے کہ قرأت جہر سے کرے۔

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ (صحیح بخاری باب الجهر بالقراءة فی الکسوف جزء۲ ص۲۹ وصحیح مسلم باب صلوٰة الکسوف ۱/۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نمازیں جہر سے قرأت کی۔

⑦ رکوع کرنے کے بعد جب دوسرا قیام کرے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دوبارہ قرأت شروع کردے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي الصَّلٰوةِ الْكُسُوْفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب الجهر بالقراءة فی الکسوف و صحیح مسلم باب صلوٰة الکسوف ۲/۲۹ جزء اول ص۳۵۸ واللفظ للبخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی جب قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر دوبارہ قرأت کی (الغرض) صلوٰۃ کسوف میں دو رکعتیں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھیں۔

⑧ اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد بھی گرہن باقی رہے تو پھر دو دو رکعت پڑھتا رہے یہاں تک کہ گرہن جاتا رہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں:۔

كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت پڑھتے رہے اور (ہر دو رکعت

انْجَلَتْ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب من قال یرکع رکعتین جزء اول ص۱۷۶ و سندہ صحیح - مرعاۃ جزء ۳ ص۳۸۷)

کے بعد) سورج کے متعلق دریافت کرتے یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا۔

⑨ عورتیں بھی سورج گرہن کی نماز میں شریک ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ فِيْ نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَرْكَبِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِيْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهٗ (صحیح مسلم باب ذکر عذاب القبر فی صلوٰۃ الخسوف جزء ۱ ص۳۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو ایک سواری پر سوار ہوئے اسی اثناء میں سورج میں گرہن شروع ہوگیا۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سے اترے اور اپنی نماز کی جگہ تشریف لے گئے جہاں ہمیشہ نمازوں میں امامت کرتے تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں:۔

اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِيَ الْمَاءَ (صحیح بخاری باب صلوٰۃ النساء مع الرجال فی الکسوف جزء ۲ ص۴۶)

میں عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت آئی کہ آفتاب میں گہن لگا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور عائشہ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کوئی نشانی ہے تو انہوں نے اشارے سے کہا ہاں میں بھی نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھے غشی آجائے میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔

⑩ جب سورج گرہن ہو تو غلام آزاد کرے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں:۔

لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن

بِالْعَتَاقَةِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ (صحیح بخاری باب من احب العتاقة فی کسوف الشمس جزء ۲ صـ۲۷)

(کی صورت) میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

(۱۱) جب گرہن ختم ہو جائے تو نماز کے بعد امام خطبہ دے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اما بعد کے بعد یہ کلمات کہے:۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنْ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ

بیشک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت و پیدائش کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا بلکہ ان نشانیوں کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب الصدقة فی الکسوف ۲/۴۳ وصحیح مسلم باب صلوٰة الکسوف ۱/۳۵۸ واللفظ للبخاری)

آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا کہ آفتاب اور ماہتاب دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت یا حیات کے سبب سے ان میں گہن نہیں لگتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذِهِ الْاٰیَاتُ الَّتِیْ یُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَکُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنْ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب الذکر فی الکسوف جزء ۲ صـ)

یہ نشانیاں اللہ بھیجتا رہتا ہے۔ یہ کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے (رونما) نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں:۔

فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَخَطَبَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ (صحیح مسلم باب عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الکسوف من امر الجنۃ جزء اول ص۳۶۱)

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اما بعد۔

چاند کے متعلق جملہ مسائل

ہلال اور رویت ہلال اور اس کے ذریعہ ماہ و سال کے حساب کے جملہ مسائل سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۹ کی تفسیر میں بیان کر دئے گئے ہیں۔

چاند گرہن

چاند گرہن کے تمام مسائل سوائے غلام آزاد کرنے کے وہی ہیں جو سورج گرہن کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰہَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَادْعُوا اللّٰہَ وَکَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَافْزَعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِہٖ وَدُعَائِہٖ وَاِسْتِغْفَارِہٖ (صحیح بخاری باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس ۲/۴۲ وباب الصدقۃ فی الکسوف ۲/۴۳ وباب خطبۃ الامام فی الکسوف ۲/۴۴ وباب صلوٰۃ الکسوف جماعۃ ۲/۴۶ وباب الذکر فی الکسوف ۲/۴۸ وصحیح مسلم باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف من امر الجنۃ ۱/۳۶۲ وباب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف ۱/۳۶۳ و ۱/۳۶۴ وباب صلوٰۃ الکسوف ۱/۳۵۸)

سورج اور چاند میں کسی کی موت اور زیست سے گہن نہیں لگتا لہذا جب تم گہن دیکھو تو ڈرتے ہوئے نماز کے لئے آجاؤ، نماز پڑھو، اللہ سے دعا کرو، اس کی بڑائی بیان کرو، صدقہ کرو، اللہ کا ذکر کرو اور اس سے معافی مانگو۔

چاند گرہن کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِسْتَعِیْذِیْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا فَاِنَّ ھٰذَا ھُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ (رواہ الترمذی فی ابواب تفسیر القرآن وصححہ ۲/۲۷۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دیکھا فرمایا: اے عائشہ اس کی شر سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو اس لئے کہ یہی غاسق ہے جب اس میں گہن لگ جائے۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ میں غاسق سے جب اس میں گہن لگ جائے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے)۔

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَ
النَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦

ترجمہ بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں ۝٦

تفسیر اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد رب ہونے کی نشانیوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ) رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں (وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اس نظام کو وہی چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس نظام کا ناظم کوئی نہیں لہذا کوئی بھی رب ہونے کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (الاعراف - ۵۴)

(اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے۔ اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے

مسخر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے) (اور) اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○ وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ○ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ، وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○

(یٰسٓ - ۳۷ تا ۴۰)

اور ان کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی رات بھی ہے، اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر تاریکی چھا جاتی ہے اور سورج (بھی ایک نشانی ہے وہ) اپنے مستقر کی طرف چلا جا رہا ہے یہ (اللہ) غالب اور جاننے والے کا حکم ہے (جس کی وہ تعمیل کر رہا ہے) اور چاند (کو ہم نے بنایا، وہ بھی ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے)، ہم نے اس کی منزلیں مقرر کیں (جن منزلوں سے گذرتا ہوا وہ گھٹتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ کھجور کی ایک پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج ہی کے لئے ممکن ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے، سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ، اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے اور اے رسول آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(القصص - ۷۱ تا ۷۳)

آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو) اور (اے لوگو) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم (رات کو) آرام کر سکو اور (دن کو) اس کا فضل تلاش کر سکو اور تاکہ (اس نعمت پر) تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے واحد رب ہونے کے بہت سے دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو پیدا نہیں کیا لہٰذا کوئی بھی رب ہونے کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

(الاعراف - ۱۸۵)

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت اور (اس کے علاوہ) وہ تمام چیزیں جو اللہ نے پیدا کی ہیں ان کی طرف نظر نہیں کی (جو اللہ کی عظمت اور توحید کی کھلی شہادت ہیں)۔

آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لہٰذا صرف وہی رب ہونے کے قابل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(لقمٰن - ۱۰ و ۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں، تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ (پھر) ان سے پوچھیے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نقصان پہنچائیں گے، وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھیے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

الغرض ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی نشانیاں ہیں لیکن ان سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہی ڈرے گا جو اپنے نفع و نقصان کو سمجھتا ہو، جس میں اتنی عقل ہو کہ وہ آئندہ آنے والے نقصان کو نقصان سمجھے اور اس سے بچنے کی فکر کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے غرضکہ ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین

النَّارِ ○

(آل عمران - ۱۹۰ و ۱۹۱)

کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

مندرجہ بالا آیت اور آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ ڈرتے وہی لوگ ہیں جو عقلمند ہیں۔ جن میں عقل و شعور نہ ہو وہ ڈرتے نہیں لہذا وہ اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے نظام اور اس کی پیدائش پر غور کیجئے۔ کائنات کا نظام اور اسکی پیدائش اس بات کی گواہ ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ ہی رب اور الٰہ ہے لہذا صرف اللہ کو رب اور الٰہ مانیئے اور تمام الٰہوں کا انکار کر دیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
اطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ
عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝٧ أُولٰٓئِكَ
مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ۝٨ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ
رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ

النَّعِيْمِ ⑨ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑩

ترجمہ بے شک جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور جو دنیا کی زندگی میں خوش اور مطمئن ہیں اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہیں ⑦ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے دوزخ ہوگا ⑧ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کا رب ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے منزل مقصود پر پہنچائے گا جہاں نعمت کے باغوں میں ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی ⑨ (پھر) ان باغوں میں ان کی پکار یہ ہوگی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (اے اللہ تو پاک ہے) وہاں (آپس میں) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سب تعریف اللہ، رب العالمین کے لئے ہے ⑩

معانی ومصادر (اِطْمَأَنُّوْا) اِطْمَأَنَّ، يَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (باب اِفْعِلَال۔ رباعی مزید فیہ) مطمئن ہونا، ساکن ہونا۔

(مَاْوٰى) اَوٰى، يَاْوِىْ، اُوِيٌّ (ض) اترنا، سکونت کرنا، پناہ لینا (مَاْوٰى ۔ ٹھکانہ۔ پناہ گاہ)۔

(دَعْوٰى) دَعَا، يَدْعُوْ، دَعْوٰى (ن) پکارنا، مدد مانگنا۔

(تَحِیَّۃٌ) حَیَّا (حَیّٰی)، یُحَیِّیُ، تَحِیَّۃٌ (باب تفعیل) سلام کرنا، دعا کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان نشانیوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے۔ دوسرا کوئی رب نہیں۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِھَا) بے شک جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور جو دنیا کی زندگی میں خوش اور مطمئن ہیں (وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ) اور جو لوگ ہماری (ربوبیت اور الوہیت) کی نشانیوں سے غافل ہیں، ان کو دیکھ کر غور و فکر نہیں کرتے (اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ) ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کی بداعمالی کی وجہ سے دوزخ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا انکار دراصل قیامت اور حساب و کتاب کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ، ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۴۷)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے (تمام) اعمال ضائع کر دئے جائیں گے (پھر) ان کو ان کے اعمال (بد) کا ہی بدلہ ملے گا۔

جس شخص کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کو ایک دن اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا وہ یقیناً دنیا کی زندگی میں مگن ہو جائے گا اور جب اُسے اپنے اعمال بد کے سلسلہ میں کسی قسم کا خطرہ ہی نہ رہے تو پھر وہ یقیناً اطمینان سے زندگی گذارے گا لیکن جس شخص کو قیامت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور حساب و کتاب کا خوف دامنگیر ہو وہ کبھی چین و سکون سے زندگی نہیں گذار سکتا۔ اسے ہر وقت آخرت کی فکر ہوگی۔ وہ دنیا کو ایک حقیر اور فانی چیز سمجھ کر کبھی اس کی طرف راغب نہیں ہوگا۔ وہ دنیا کی ایک ایک چیز کو دیکھ کر اپنے انجام پر غور کریگا اور ڈرتا رہے گا۔ قدرت کی نشانیاں اسے اپنے خالق کی توحید کا سبق دیں گی لیکن جو شخص قدرت کی نشانیاں دیکھ کر بھی خالق کائنات کی توحید سے بے بہرہ رہے گا اور معبودان باطل کی پرستش میں لگا رہے گا تو پھر ایسے شخص کا ٹھکانہ سوائے دوزخ کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْھَا وَھُمْ عَنْھَا مُعْرِضُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۱۰۵)

اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں (جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں) یہ ان کے پاس سے ہو کر

گذرتے ہیں لیکن ان سے روگردانی کرتے
ہیں (ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ ان
کے ذریعہ ایمان کی توفیق ہو)

اتنی بے شمار نشانیوں کو دیکھ کر بھی جو شخص اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا قائل نہ ہو تو یہ اس کی بدبختی ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ) ان مشرکین کے برخلاف جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا رب انہیں ان کے ایمان کے بدولت منزل مقصد پر پہنچائے گا جہاں نعمت کے باغوں میں ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی (دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ) ان باغوں میں ان کی پکار یہ ہوگی: "سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ" (اے اللہ تو پاک ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُھُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَا یَبْصُقُوْنَ فِیْھَا وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِیَتُھُمْ فِیْھَا الذَّھَبُ اَمْشَاطُھُمْ مِّنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُھُمُ الْاُلُوَّةُ وَرَشْحُھُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ زَوْجَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِھِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَھُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُھُمْ قَلْبُ وَاحِدٍ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِیًّا

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص ۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب الجنة باب فی صفة الجنة واھلھا جزء ۲ ص ۵۳۳ واللفظ للبخاری)

جنت میں داخل ہونے والے اول گروہ کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند نہ تو جنت میں انہیں تھوک آئے گا، نہ ناک کی ریزش، نہ پاخانہ، ان کے برتن سونے کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی، اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا ان کا پسینہ مشک (جیسا خوشبودار) ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو دو بیویاں ہوں گی، لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا، نہ اہل جنت میں آپس میں اختلاف ہوگا نہ بغض وکدورت، سب کے دل ایک ہوں گے وہ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَاْكُلُ اَھْلُ الْجَنَّةِ فِیْھَا وَیَشْرَبُوْنَ

جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے

وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْحَمْدَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَالتَّكْبِيرَ) كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ (صحیح مسلم کتاب الجنة باب فی صفات الجنة واهلها جزء ۲ ص۵۳۳)

لیکن نہ پاخانہ کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے نہ پیشاب کریں گے اور ان کا کھانا ڈکار کی شکل میں تحلیل ہو جائے گا جس سے خوشبو مشک کی طرح آئے گی، انہیں تسبیح، تحمید اور تکبیر اس طرح سکھائی جائے گی جس طرح تمہیں سانس لینا سکھایا گیا ہے۔

آگے فرمایا (وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ) آپس میں ان کا تحفہ سلام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ، تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ○

(ابراهیم - ۲۴)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان باغات میں ان کی (آپس کی) دعاء سلام (علیکم) ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ○ جَنَّاتِ عَدْنِ ِالَّتِي وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ○ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ○

(مریم - ۶۰ تا ۶۲)

مگر جس نے توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا (یعنی وہ) بہشتہائے جاودانی (میں داخل ہوں گے) جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے بغیر ان کو دکھائے وعدہ کیا ہے، بے شک اس کا وعدہ (سامنے) آنے والا ہے ان باغات میں کوئی لغوبات ان کے سننے میں نہیں آئے گی بس (ہر طرف سے) سلام (کی آوازیں آتی ہوں گی) وہاں ان کو صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

آگے فرمایا (وَآخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) ان کی آخری پکار یہ ہوگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (ہر قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے)۔ صحیح مسلم

کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے کہ اہل جنت کو تسبیح و تحمید و تکبیر کے متعلق الہام کیا جائے گا۔ صبح و شام وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، اور تکبیر کرتے رہیں گے۔ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حمد و ثناء کا اختتام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے ہوا کریگا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو غور و فکر کے ساتھ دیکھئے اور خالق کائنات کی توحید پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، اگر آپ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہیں لائے تو آپ کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ دوزخ سے بچنے کا سامان کیجئے۔

اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کرتے رہیے تاکہ آخرت میں آپ کو نعمتوں کے باغ میں رہنے کی جگہ دی جائے۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ
اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ
اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ، فَنَذَرُ الَّذِيْنَ
لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪

ترجمہ اور (اے رسول) جس طرح یہ لوگ خیر کی طلب میں جلدی کرتے ہیں اسی طرح اگر اللہ بھی (ان کی بداعمالی کی سزا میں) ان کی تباہی و بربادی میں جلدی کرتا تو ان کی اجل کا کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا (لیکن) ہم تو ان لوگوں کو جن کو ہم سے ملاقات کی امید نہیں ہے (ڈھیل دے کر آزاد) چھوڑ دیتے ہیں (پھر) وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہتے ہیں ⑪

معانی و مصادر (اِسْتِعْجَالٌ) اِسْتَعْجَلَ، يَسْتَعْجِلُ، اِسْتِعْجَالٌ (باب استفعال) جلدی چاہنا۔
(يَعْمَهُوْنَ) عَمِهَ، يَعْمَهُ، عَمَهٌ وَعُمُوْهٌ وَعُمُوْهِيَةٌ وَعَمَهَانٌ (ف س) بھٹکنا، حیران ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ) اور (اے رسول) جس طرح لوگ خیر کے پانے میں جلدی چاہتے ہیں اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ بھی ان کی بداعمالی کی سزا میں جلدی کرتا تو ان کی اجل کا کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم و بردبار ہے کہ فوراً سزا نہیں دیتا۔

آگے فرمایا (فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ) ہم تو ایسے لوگوں کو جن کو ہماری ملاقات کی توقع نہیں ہے فوراً نہیں پکڑتے بلکہ انہیں ڈھیل دے کر آزاد چھوڑ دیتے ہیں پھر وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ بداعمالی کی سزا فوراً نہیں دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اس مہلت کے زمانہ میں سنبھل جاتے اور حق کا راستہ اختیار کر لیتے لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ اس مہلت کے زمانہ میں بدستور اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

(الرعد - ۳۲)

اور (اے رسول) (اگر آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی بلکہ) میں نے کافروں کو (ہمیشہ) مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں، لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) پھر میں نے ان کو پکڑ لیا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا۔

قیامت پر ایمان لانا بہت ضروری ہے۔ قیامت پر ایمان لانا ہی انسان کو بے راہ روی سے روکتا ہے۔ جس شخص کا قیامت پر ایمان نہ ہو وہ تو یہ سمجھ کر گناہ کرے گا کہ مجھے اس گناہ پر کوئی سزا نہیں ملے گی۔ ایسا آدمی پھر کسی گناہ کی پرواہ نہیں کرے گا۔ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی لمبی اور ان کی نوعیت بڑی لرزہ خیز ہوگی۔ ایسے گناہ گار کو تو فوراً سزا ملنی چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو بھی فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہوں۔ اگر میں ان کی سزا میں جلدی کرتا تو ان کا کام کبھی کا تمام ہو گیا ہوتا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ بڑا بردبار اور حلیم ہے کہ گناہگار کو فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے۔ اس ڈھیل کے زمانہ کو غنیمت سمجھئے اور توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے۔

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے تاکہ آپ کے گناہوں کی فہرست لمبی نہ ہو۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ
دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ
قَائِمًا، فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ
مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ
مَّسَّهُ، كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے، بیٹھے اور کھڑے (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں (تو ہم سے اس طرح کنارہ کش ہو کر) چل دیتا ہے گویا اس نے کسی تکلیف (کو دور کرنے) کے لئے جو اس کو (پہلے کبھی) پہنچی تھی ہمیں پکارا ہی نہیں تھا (وہ پھر اس کنارہ کشی کو اچھا بھی سمجھتا ہے اس لئے کہ) جو لوگ (سرکشی ہیں) حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں ان کے اعمال ان کے لئے مزین کر دئے جاتے ہیں ﴿۱۲﴾

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا) اور (اے رسول) جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے، بیٹھے اور کھڑے غرض یہ کہ ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے۔ لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے تاکہ ہم اس کی تکلیف کو دور کر دیں (فَلَمَّا

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ) لیکن جب ہم اس کی تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو ہم سے اس طرح بے پرواہ ہو کر چل دیتا ہے گویا اس نے تکلیف کے سلسلہ میں جو اس کو پہلے کبھی پہنچی تھی ہمیں پکارا ہی نہیں تھا (پھر وہ اپنی اس ناشکری کو اچھا بھی سمجھتا ہے) (كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) جو لوگ اپنی سرکشی میں حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں ان کے اعمال ان کے لئے اسی طرح مزین کر دئے جاتے ہیں (جس طرح خوشحالی کے زمانہ میں انسان کی ناشکری اس کے لئے مزین کر دی جاتی ہے)۔

انسان کی ناشکری اور سرکشی کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْا دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۵۱)

اور (اے رسول) جب ہم انسان پر (اپنا) فضل و کرم کرتے ہیں تو وہ (ہم سے) منہ موڑ لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ، بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الزمر۔ ۴۹)

(اے رسول) جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اپنے پاس سے اس کو کوئی نعمت دیدیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے (اپنے) علم کی بدولت ملی ہے (اے رسول، بات یہ نہیں ہے) بلکہ وہ (مال ہم نے اس کو بطور) آزمائش (دیا) ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اس میں اللہ کی کیا مصلحت ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ، اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

(ھود ۔ ۱۰ و ۱۱)

اور اگر ہم انسان کو تکلیف کے بعد جو تکلیف اسے پہنچی ہو راحت کا مزا چکھائیں تو کہتا ہے سب مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں (پھر) وہ خوشی میں مگن ہو جاتا ہے اور اترانے لگتا ہے مگر (ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے) جو صبر کرتے ہیں (ناشکری نہیں کرتے) اور (ہر حال میں)

نیک عمل کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں
جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والے صالحین کو مستثنیٰ کر دیا یعنی تمام انسان یکساں نہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ناشکری نہیں کرتے اور یہ وہ لوگ ہیں جو صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، مصیبت میں بھی اللہ تعالیٰ کو پکارئیے اور خوشی میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارئیے۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو بھول نہ جایا کیجئے بلکہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیئے اور اس کی نافرمانی سے باز رہیئے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا، كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ
بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اور (اے کافرو) تم سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا (تو اس ظلم کی سزا میں) ہلاک کر چکے ہیں، ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (ان نشانیوں کو دیکھ کر انہیں ایمان لے آنا چاہئے تھا لیکن) وہ ایسے کہاں تھے

کہ ایمان لے آتے، (اے کافرو) ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح (ہلاک کرکے ان کی سرکشی کا) بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۳﴾ پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ﴿۱۴﴾

معانی ومصادر (خَلِیْفٌ) خَلَفَ، یَخْلُفُ، خِلَافَۃٌ (ن) خلیفہ ہونا، جانشین ہونا (خَلِیْفٌ = خلیفۃٌ کی جمع)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ تمام کفار کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے خصوصاً مشرکین مکہ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا) اے کافرو، تم سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا تو اس ظلم کی سزا میں ہلاک کر چکے ہیں (وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ) انہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس اپنی رسالت کے دلائل وبراہین لے کر آئے تھے۔ ان دلائل وبراہین کو دیکھ کر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ ایمان لے آتے لیکن (وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا) وہ ایسے کہاں تھے کہ ایمان لے آتے وہ ایمان نہیں لائے تو ہم نے انہیں نیست ونابود کر دیا (كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ) اور ہم مجرمین کو اس طرح سزا دیا کرتے ہیں (ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ) پھر ہم نے ان کے بعد اس سرزمین میں تم کو ان کا جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اگر تم نے بھی ویسے ہی عمل کئے جیسے عمل کہ تم سے پہلے گذری ہوئی قوموں نے کئے تھے تو پھر تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو ان کا ہوا۔ تمہیں بھی عذاب الٰہی سے اسی طرح نیست ونابود کر دیا جائیگا جس طرح انہیں کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○
(قٓ - ۳۶)

اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ (تمام) شہروں میں بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (آئے) گئے تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور (اسکے علاوہ) ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے، اور عاد کو، ثمود کو اور

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ○

(الفرقان - ۲۷ تا ۳۹)

کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ○

(سبا - ۴۵)

اور (اے رسول) ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں انہوں نے بھی (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ تو اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے، انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا (جب وہ باوجود دس گنا طاقت کے اپنے کو عذاب سے نہیں بچا سکے تو یہ اپنے کو کیا بچائیں گے)۔

عمل

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اگر آپ ایمان نہیں لائیں تو عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکیں گے۔

اے لوگو، آپ کو گذشتہ امتوں کا جانشین بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آپ کیسے عمل کرتے ہیں لہٰذا آپ اچھے عمل کیجئے اور گذشتہ امتوں کے مانند عمل کر کے عذاب الٰہی کے مستحق نہ بنیئے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَٰتٍ
قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ،
قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ
مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي، إِنْ أَتَّبِعُ
إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ
إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا
تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ

بِهٖ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا
مِّنْ قَبْلِهٖ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
بِاٰيٰتِهٖ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) جب ان لوگوں کو ہماری روشن آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی کوئی امید نہیں (آپ سے) کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اس میں کچھ ردّوبدل کردو، آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ردّوبدل کردوں، میں تو بس اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے (اور) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے ﴿۱۵﴾ (اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر نہ سناتا اور نہ اللہ تم کو اس سے آگاہ کرتا (اور اے کافرو) میں اس سے پہلے تم لوگوں میں (اپنی) عمر (کا کافی حصہ) گذار چکا ہوں (کبھی ایسی بات کہی؟) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ جس شخص نے اتنی عمر تک کچھ نہ کہا ہو وہ یکایک ایسا فصیح و بلیغ کلام کیسے بنا سکتا ہے) ﴿۱۶﴾ (مزید برآں) اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرے یا اللہ کی آیات کو جھٹلائے (یقیناً کوئی نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں خود کسی بات کو بناؤں اور اُسے اللہ کی طرف منسوب کردوں اور نہ مجھ سے یہ ہو سکتا ہے کہ جو کلام الٰہی میرے پاس آرہا ہے اسے جھٹلا دوں، اگر

دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی میں کروں تو پھر مجھ سے بڑا مجرم کون ہوگا اور) مجرم کبھی فلاح نہیں پاتے ⑰

معانی ومصادر (اِئْتِ) اَتٰی، یَاْتِیْ، اِتْیَانٌ واَتْیٌ واِتْیَانَۃٌ ومَاتَاۃٌ (ض) آنا (اِئْتِ = آ)
(تِلْقَآئِیْ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ ولَقَاءَۃٌ ولِقَایَۃٌ ولُقِیَانٌ (س) سامنے آنا، ملاقات کرنا، (تِلْقَآءِ) = سامنے، مقابل، طرف)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ) اور جب ان کفار کے سامنے ہماری روشن آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہماری ملاقات کی کوئی توقع نہیں کہتے ہیں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیے یا اس میں کچھ ردّوبدل کر دیجئے۔ اس بات کے کہنے سے ان کی منشاء یہ ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں جو خالص توحید کی باتیں ہیں ہمیں یہ پسند نہیں۔ اگر یہ اس میں سے نکال دی جائیں اور ان کے بدلہ ایسی آیتیں لکھ دی جائیں جن سے ہمارے معبودان باطل کی بھی اہمیت آشکار ہو تو ہم اسے تسلیم کر لیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت اور حساب وکتاب کا انکار کرنے والے ہی ایسی باتیں کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ○
(النحل ۔ ۲۲)

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (وہی فریاد رسی کر سکتا ہے) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبر (و سرکشی) کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○
(صٓ ۔ ۵ تا ۷)

(کافر کہتے ہیں) کیا اس نے (تمام) معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ان میں جو سردار تھے وہ (رسول کی مجلس سے) نکل کر چل دئے (اور آپس میں کہنے لگے) چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، دعوئ نبوت سے اس کا کوئی خاص مقصد ہے۔ ہم نے پچھلے مذہب میں یہ بات کبھی نہیں سنی، یہ محض افتراء ہے۔

کافروں کو توحید سے نفرت تھی۔ شرک اور اپنے شرکاء سے محبت تھی لہذا وہ لوگ توحید کی باتیں

سننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○
(الزمر۔ ۴۵)

اور (اے رسول) جب اللہ کا (ولاشریک) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں :۔

الغرض کافروں کا مطالبہ تھا کہ دوسرا قرآن لے آیئے یا اس میں کچھ ردوبدل کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مطالبہ کے جواب میں فرمایا (قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ) اے رسول کہہ دیجئے کہ مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں اپنی طرف سے قرآن مجید میں ردّوبدل کروں (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى) میں تو بس اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں بنایا تھا کہ اس میں تغیر و تبدل کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی چیز کی تبلیغ کرتے تھے جو آپ پر وحی کی جارہی تھی، اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔

آگے فرمایا (اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے قیامت کے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا جارہا ہے اور جس چیز کے اعلان کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے آپ اُسے بے کم وکاست پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○
(المآئدۃ۔ ۶۷)

اے رسول، جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں انہیں (بے کم وکاست لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور (اپنے فرض منصبی کو ادا نہیں کیا، یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اللہ آپ کو ان تمام لوگوں (کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا (آپ کا کام صرف ہدایت ربانی کو پہنچا دینا ہے، ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانا آپ کا کام نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے لیکن) اللہ کافروں کو (جب

تک وہ ایمان نہ لائیں) ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ○

(الحجر۔ ۹۴ و ۹۵)

(اے رسول) جو حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اس کو (علی الاعلان) بیان کر دیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔ ہم ان مذاق اڑانے والوں کے مقابلہ میں آپ کے لئے کافی ہیں (لہٰذا آپ ان کی پرواہ نہ کریں)۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کی تعمیل نہ کرتے اور توحید کی آیات کو چھپا کر یا ان میں ردّو بدل کر کے مشرکین کو خوش کرتے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر تھا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سب سے بڑا خطرہ ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُم بِهِ) اے رسول، ان کفار سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں قرآن مجید پڑھ کر تم کو نہ سناتا اور اس طرح اللہ تعالےٰ ہی تم کو اس سے واقف نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم کو قرآن مجید کی آیات سے واقف کرے لہٰذا وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید کی آیات پڑھ پڑھ کر سناؤں۔ میرا کام تو وحی الٰہی کی پیروی کرنا ہے۔ اگر وحی نہ آتی تو میں نہ سناتا جس طرح وحی کے آنے سے پہلے میں نے کچھ نہیں سنایا تھا (فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ) وحی کے آنے سے پہلے میں تم لوگوں میں عمر کا ایک طویل حصہ گذار چکا ہوں کبھی میں نے اس عرصہ میں کچھ سنایا؟ نہیں سنانے کا سبب یہ تھا کہ مجھ پر وحی نہیں آتی تھی اور اب سنا اس لئے رہا ہوں کہ مجھ پر وحی آ رہی ہے (أَفَلَا تَعْقِلُونَ) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جب میں نے کبھی کوئی جھوٹ بات نہیں کہی تو اب کیسے جرأت کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے درمیان عمر کا ایک طویل حصہ گذار چکے تھے۔ کبھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی بات نہیں کہی، کبھی جھوٹ نہیں بولا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اب جھوٹ بولتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملنے سے قبل کی زندگی کو بطور دلیل نبوت کے پیش کیا۔ نبوت سے پہلے کی زندگی میں نہ آپ نے کسی سے کچھ پڑھا نہ لکھا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا آدمی ایسا معجز کلام پیش کر دے جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا والے عاجز ہوں۔ بغیر پڑھے لکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید جیسا کلام پیش کر دینا یقیناً آپ کی نبوت کی بہت زبردست دلیل ہے۔

نبوت سے قبل کی زندگی دو طرح سے دلیل نبوت ہے :-

① نبوت سے قبل کی زندگی میں آپ نے کبھی ایسی باتیں نہیں کہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آخر عمر میں جاکر جھوٹ بولیں اور وہ بھی اللہ پر،

② نبوت سے قبل کی زندگی میں آپ نے نہ کسی سے پڑھا نہ لکھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر پڑھے لکھے آپ ایسا عاجز کر دینے والا کلام پیش کر دیں۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گذشتہ زندگی خود آپ کی نبوت کی زندہ شہادت ہے۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح بیان کیا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

(العنکبوت - ۴۸)

اور (اے رسول) اس (کتاب کے آنے) سے پہلے آپ نہ تو کوئی کتاب ہی پڑھتے تھے اور نہ اپنے دست راست سے کچھ لکھ ہی سکتے تھے (اگر) ایسا ہوتا تو پھر یہ اہل باطل ضرور شبہ کرتے (اور ان کا شبہ کرنا بعید از قیاس بھی نہ ہوتا لیکن کیونکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے لہذا یہ عاجز کر دینے والی آیات یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا، مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا، وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ، اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ○

(الشوریٰ - ۵۲ و ۵۳)

اور (اے رسول) اسی طرح (مندرجہ بالا تین طریقوں) سے ہم نے آپ کی طرف اپنے احکام کی وحی بھیجی ہے (اس سے پہلے) آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیسی ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے البتہ ہم نے اس کتاب کو نور بنایا ہے، اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت پر چلاتے ہیں اور (اے رسول) آپ یقیناً (لوگوں کو) سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔ یعنی اللہ کا راستہ جو اُن تمام چیزوں کا مالک ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (یعنی وہی ان کو انجام دیتا ہے)۔

آگے فرمایا (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ) تو اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے، اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کرے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بات کہے جو اللہ تعالےٰ نے نہ کی ہو یا اس کی آیتوں کو جھٹلا دے۔

کافروں کا یہ خیال تھا کہ قرآن مجید تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا لیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

(اے رسول) کیا کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (رسول) نے خود بنا لیا ہے۔ (ھود۔ ۱۳)

کیونکہ کافروں کے خیال کے مطابق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کو بنایا تھا لہذا انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کلام کے علاوہ کوئی اور کلام لے آئیے یا اس میں تغیّر و تبدّل کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہذا تغیر و تبدل کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔ اگر کافروں کا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کو خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام کو خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلا رہے ہیں وہی سب سے بڑے ظالم ہیں (اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ) بے شک گنہگار فلاح نہیں پا سکتے یعنی جو لوگ اس کلام الٰہی کو جھٹلا رہے ہیں وہ گنہگار ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ یہ لوگ کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ انہیں کبھی بھی دوزخ سے نجات نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

(الزمر۔ ۳۲)

(اے رسول) اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس حق آئے تو اس کو جھٹلائے، تو کیا ایسے کافروں کے لئے دوزخ میں ٹھکانہ نہیں ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اے لوگو، قرآن مجید کے نزول سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کا ایک بڑا حصّہ اپنی قوم میں گذارا۔ کبھی ایسی بات نہیں کہی، کبھی جھوٹ نہیں بولا، کسی کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کیا، نہ پڑھا نہ لکھا تو پھر وہ ایسا کلام کیسے بنا سکتے ہیں جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا

عاجز ہے۔ سوچئے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔

اے لوگو، جب دلائل سے یہ ثابت ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو پھر ان پر ایمان لائیے تاکہ آپ فلاح پائیں۔

اے لوگو، قرآن مجید کو نہ جھٹلائیے۔ قرآن مجید کو جھٹلانے والے فلاح نہیں پا سکتے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی کسی غلط بات کو منسوب نہ کیجئے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ
اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٨﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے (بہت) بلند و بالا ہے ﴿١٨﴾

معانی ومصادر (تَعْلٰی، تَعَالٰی، یَتَعَالٰی، تَعَالِیْ (باب تفاعل) بلند ہونا۔

تفسیر ابتدائے سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور ربوبیت کے دلائل دئے، پھر قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے دلائل دئے پھر آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے کفار کی حالت اور ان کی باطل تاویل کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ) اور اے رسول یہ کافر اللہ تعالےٰ کے علاوہ ایسے لوگوں کی اور ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ ان کو فائدہ پہنچا سکیں۔ نفع و نقصان پہنچانا تو صرف اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، وَاللّٰہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

(المآئدۃ - ۷۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے شخص کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا (نہ وہ تمہاری پکار سنتا ہے اور نہ اسے تمہاری پکار کا علم ہوتا ہے،) بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور اسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ) سننے والا جاننے والا ہے۔

یہ معبودان باطل کسی کو کیا نفع و نقصان پہنچائیں گے یہ تو خود اپنے کو بھی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا ○

(الفرقان - ۳)

اور لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کر کھڑا ہونا۔

کافر بھی اس حقیقت سے واقف تھے کہ ان کے معبودان باطل ان کے نفع نقصان کے مالک نہیں۔ وہ ان کی اس لئے عبادت نہیں کرتے تھے کہ وہ خود انہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں بلکہ (وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ) وہ کہتے تھے کہ یہ معبود اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان کی سفارش سے اللہ تعالیٰ ہمیں نفع پہنچاتا ہے یا نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔

الغرض مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ نفع و نقصان کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان کے شرکاء صرف سفارشی ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ براہِ راست اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے ان شرکاء کو وسیلہ بناتے ہیں اور اسی لئے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ، وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○

(الزمر - ۳)

خبردار ہو جاؤ اللہ کا تو دین خالص ہے (وہی اس کا واحد شارع ہے) اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا لئے ہیں (وہ ان کارسازوں کی عبادت کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت تو صرف اللہ کے لئے ہے تو وہ اس طرح جواب دیتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں، بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اللہ ان باتوں کا فیصلہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کرے گا، بے شک اللہ اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

کفار کے اس جواب پر کہ ہمارے شرکاء اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف سفارشی ہیں، مشکل کشا نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ) اے رسول، ان سے کہیئے کیا تم اللہ تعالیٰ کو آسمانوں میں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے علم نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کو سفارشی بنایا ہوتا تو اسے تو علم ہوتا۔ جب اُسے کسی ایسی ہستی کا جو سفارشی ہو علم نہیں تو پھر کوئی سفارشی نہیں۔ اگر سفارشی ہوتا تب بھی اس کی عبادت جائز نہیں ہوتی چہ جائیکہ سفارشی کوئی ہے نہیں محض بدعقیدگی سے ایک سفارشی کھڑا کر کے اس کی عبادت کی جا رہی ہے۔ یہ کتنی بڑی نادانی کی بات ہے۔ یہ توہم پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔

الغرض سفارشی یا وسیلہ سمجھ کر بھی کسی کی عبادت کرنا شرک ہے (سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو یہ کر رہے ہیں پاک اور بلند و بالا ہے۔

آیت زیرِ تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار اپنے شرکاء کو عقیدۃً مشکل کشا نہیں سمجھتے تھے بلکہ عقیدۃً وہ اللہ تعالیٰ ہی کو مشکل کشا سمجھتے تھے تاہم وہ مشرک تھے اس لئے کہ وہ ان ہستیوں کی عبادت کرتے تھے جو مشکل کشا نہیں۔ اگر وہ عقیدۃً مشرک ہوتے تو صاف کہہ دیتے کہ ہم ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں، یہ نہ کہتے کہ ہم ان کو سفارشی اور وسیلہ سمجھتے ہیں۔ جب یہ لوگ عقیدۃً مشکل کشا نہ سمجھتے ہوئے ان کی عبادت کرنے سے مشرک قرار پائے تو وہ لوگ کتنے بڑے مشرک ہوں گے جو عقیدۃً اپنے بزرگوں کو مشکل کشا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے ہاں کسی کو سفارشی نہ سمجھئے۔

اے لوگو، کسی کو سفارشی بنا کر بھی اس کی عبادت نہ کیجئے یعنی وہ تمام کام نہ کیجئے جو اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہیں مثلاً جھکنا، سجدہ کرنا، نذر و نیاز کرنا، کسی کی دہائی دینا، کسی کو مدد کے لئے پکارنا کسی کی غیر مشروط اطاعت کرنا، کسی کی تحلیل و تحریم کو تسلیم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا، وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول، پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (یہ) بات پہلے سے طے نہ کی گئی ہوتی (کہ ان کے اختلاف کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہ ہوگا) تو جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا ﴿۱۹﴾

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا) ابتداء میں تمام لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ نہ اختلاف تھا نہ فرقہ بندی لیکن بعد میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف کو پسند نہیں کیا بلکہ نبی بھیجنے شروع کر دئے تاکہ ان کے اختلاف کو دور کر کے پھر ان کو امت واحدہ بنا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ،

(پہلے) سب لوگ ایک ہی جماعت تھے (ان میں کوئی اختلاف نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(البقرۃ - ۲۱۳)

والا بنا کر بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف اس (دین) میں کسی اور نے نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی (انہوں نے) کھلے دلائل کے آنے کے بعد محض آپس کی ضد میں (اختلاف کیا)، پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)۔

آگے فرمایا (وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ) اور اے رسول، اگر آپ کے رب کی طرف سے یہ بات پہلے سے طے نہ ہو گئی ہوتی کہ ان کے اختلاف کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہیں ہوگا تو جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ فیصلہ اسی لئے نہیں ہو رہا ہے کہ فیصلہ کا ایک دن مقرر ہے۔

دنیا میں فیصلہ کرنے کا اہتمام تو اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اختلاف کو دور کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع کیا۔ جو لوگ ان انبیاء علیہم السلام پر ایمان لے آئے وہ اختلاف سے بچ گئے اور جو لوگ ان انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہیں لائے وہ بدستور اختلاف میں مبتلا رہے اور انبیاء علیہم السلام کی بات کو جھٹلاتے رہے۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو انبیاء تسلیم نہیں کیا لہذا ان کے فیصلہ کو فیصلہ نہیں مانا۔ انبیاء علیہم السلام کا فیصلہ ایسا فیصلہ نہیں تھا کہ سب اسے مان جاتے لیکن وہ فیصلہ کہ جس فیصلہ کے بعد کسی کو فیصلہ سے انکار کی جرأت نہ ہو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، سزا اور جزاء کا فیصلہ ہے۔ سزا اور جزاء کے فیصلہ سے معلوم ہو جائیگا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔ کس کی بات صحیح تھی اور کس کی بات غلط۔ اس دن جو ناحق پر تھا وہ بھی یقین کرے گا کہ حق کیا تھا اور باطل کیا تھا۔ کسی کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

سب تسلیم کرلیں گے کہ حق کس کے پاس تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

(الحج - ۶۹)

جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو ان باتوں کے سلسلہ میں اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

عمل

اے لوگو، اختلاف سے بچئے۔ ایک جماعت بن کر رہیے۔

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ
ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا
ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى
مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾

ترجمہ اور کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے (اسی کو معلوم ہے کہ مطلوبہ معجزہ کب واقع ہوگا) لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور تمہارے ساتھ میں بھی انتظار کرتا ہوں ﴿۲۰﴾

معانی و مصادر (غَيْبٌ) غَابَ، يَغِيبُ، غِيَابٌ وغِيْبَةٌ وغِيَابَةٌ و غُيُوْبَةٌ (ض) چھپ جانا۔

تفسیر کفار کسی طرح ایمان لانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ طرح طرح کے بہانے کرتے تھے، منجملہ ان کے ایک بہانہ یہ بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ کیوں نہیں دکھاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ) اور اے رسول، یہ کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا (فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ) تو اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ غیب کا علم تو اللہ کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ تمہارا مطلوبہ معجزہ کب نازل ہوگا۔ مجھے اس کا علم نہیں (فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ) لہٰذا تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ معجزہ نازل کرنے میں تاخیر کی ضرور کوئی مصلحت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہوگی معجزہ نازل فرما دیگا۔ مزید برآں معجزہ کے نازل ہونے کے بعد بھی تمہارے ایمان کی کوئی توقع نہیں۔ اس وقت بھی کوئی بہانہ کر دو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَٰبًا فِى قِرْطَاسٍ اور (اے رسول) اگر ہم آپ کی طرف کاغذ

فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(الانعام - ۷)

پر لکھی ہوئی کتاب اتار دیں، پھر یہ اس کو اپنے ہاتھ لگا (کر بھی دیکھ) لیں تب بھی یہ کافر یہی کہیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

(الانعام - ۱۱۱)

اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیں، اگر مُردے ان سے بات کریں اور اگر ہم تمام چیزوں کو ان کے سامنے لاکر جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے (کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں گے) اکثر لوگ پھر بھی جہالت کی باتیں کرتے رہیں گے۔

ان سے پہلے جو قومیں گذر چکی ہیں انہوں نے معجزوں کو بھی جھٹلا دیا تھا لہذا یہ یقینی چیز نہیں کہ معجزہ کو دیکھ کر یہ کافر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ

(بنی اسرآءیل - ۵۹)

اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے تھے)۔

مطلوبہ معجزہ دکھانے کے بعد کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی۔ مطلوبہ معجزہ کا وقوع عذاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ کافروں کو ڈرا دیا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اسلام قبول نہیں کیا تو پھر وہ تباہ و برباد کر دئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○

(بنی اسرآءیل - ۵۹)

ہم تو (مطلوبہ) معجزہ صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرائیں (کہ اگر وہ مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے)۔

الغرض معجزہ دکھانے میں تاخیر کی یہ بھی مصلحت ہوتی ہے کہ عذاب میں تاخیر ہو اور اس مہلت کے زمانہ میں بہت سے لوگ ایمان لاکر عذاب سے بچ جائیں۔ اگر مطلوبہ معجزہ فوراً دکھا دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی ایمان نہ لائیں اور عذاب سے ہلاک ہو جائیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لے آئیے۔ عذاب الٰہی کا انتظار نہ کیجئے۔
اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ کو عالم الغیب مانئے۔
اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ ہی کو نفع و نقصان کا مالک سمجھئے۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ
إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا
قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ
رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ہم ان لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو یہ ہماری آیات (کی مخالفت) میں (خفیہ) تدبیریں کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ بہت جلد (تمہیں سزا دینے کی) تدبیر کرنے والا ہے، (اور آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ) ہمارے فرشتے تمہاری تدبیروں کو لکھ رہے ہیں (پھر ہم اس نوشتے کے مطابق تمہیں سزا دیں گے) ﴿۲۱﴾

معانی ومصادر (اَسْرَعُ) سَرِعَ، یَسْرَعُ وسَرُعَ، یَسْرُعُ، سُرْعَةٌ و سَرَعٌ وسُرْعٌ و سَرَاعَةٌ (س وک) جلدی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کافروں کی ناشکری اور سرکشی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے (وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا) اور اے رسول، جب ہم لوگوں کو اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچتی ہے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ یہ ہمارا شکر ادا کریں ہماری آیتوں کی مخالفت میں خفیہ تدبیریں کرنے لگتے ہیں (قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تدبیروں کو بروئے کار لانے کے لحاظ سے بہت تیز ہے۔ تمہیں مہلت دینے میں تو اس کی مصلحت کارفرما ہے

لیکن جب وہ چاہے گا تو اس کی تدبیر کے واقع ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ اسے وقت درکار نہیں ہوتا بلکہ اس کی تدبیر اس کے حکم دیتے ہی واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○ (اقتربت الساعۃ - ۵۰)

اور ہمارا حکم تو بس ایک پلک جھپکنے کی طرح واقع ہوتا ہے۔

اور اے رسول، ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ ان کی ساری کارستانیاں ہمارے علم میں ہیں (اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ) جو تدبیریں یہ کر رہے ہیں ان کو ہمارے فرشتے لکھ بھی رہے ہیں۔ فرشتوں کے ان نوشتوں کے مطابق انہیں سزا ملے گی۔

اللہ تعالیٰ انسان کی ناشکری اور اس ناشکری کی سزا میں بہت جلد آنے والے عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ، قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○ (الزمر - ۸)

اور (اے رسول جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف (پوری طرح سے) رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب (اللہ) اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دے دیتا ہے تو جس مقصد کے لئے پہلے اسے پکارا تھا اس مقصد کو بھول جاتا ہے اور (دوسروں کو) اللہ کا شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (اپنے ساتھ اوروں کو بھی) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے، (اے رسول، ایسے شخص سے) آپ کہہ دیجئے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے، پھر تو تو دوزخیوں میں سے ہوگا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ (ھود - ۱۰)

اور اگر ہم اس کو تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو راحت کا مزا چکھائیں تو کہتا ہے سب مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں، (پھر) وہ خوشی میں مگن ہو جاتا ہے اور اترانے لگتا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ

(لیکن جب وہ باز نہ آئے تو) پھر ہم نے

حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(الاعراف - ۹۵)

ان مصائب کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ (مال و اولاد کے لحاظ سے) بہت بڑھ گئے تو کہنے لگے کہ سختیاں اور خوشحالیاں تو ہمارے آباء و اجداد کو بھی پہنچتی رہی ہیں (یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے مصائب جو ہم کو پہنچے ان کا سزا سے کوئی تعلق نہیں، الغرض جب وہ دنیا کی فراوانی میں مگن ہو گئے) تو ہم نے انہیں اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اچانک پکڑ لیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ جب اپنی رحمت سے نوازے تو بجائے سرکشی کرنے کے اس کا شکر ادا کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف خفیہ تدبیریں نہ کیجئے ورنہ یاد رکھئے کہ اللہ تعالےٰ جب سزا دینا چاہے گا تو اسے اپنی تدبیر کو بروئے کار لانے میں دیر نہیں لگے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دفعۃً اللہ تعالےٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو اور آپ کو نیست و نابود کر دے۔

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی
الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ، حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ
فِی الْفُلْكِ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ
طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا
رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ
اُحِیْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ
لَهُ الدِّیْنَ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ
هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ
فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، يٰٓاَيُّهَا
النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ
مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ،

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ (اور اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ یہ تمہارے شریک مشکل کشا نہیں ہیں، مشکل کشا تو) وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے حتی کہ (اس وقت بھی وہی تمہاری دستگیری کرتا ہے) جب تم کشتیوں میں (سوار ہو کر سفر کرتے) ہو اور خوشگوار ہوا کے ساتھ وہ کشتیاں سواروں کو لے کر چلتی ہیں اور سوار خوشگوار ہواؤں میں مگن ہو جاتے ہیں تو (یکایک) طوفانی ہوا ان کشتیوں سے ٹکرانے لگتی ہے اور (سمندر کی) لہریں ہر طرف سے سواروں کو جھکولے دینے لگتی ہیں اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ لہروں میں گھر گئے (اور اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو) وہ دین کو خالص اللہ کے لئے تسلیم کرتے ہوئے صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں کہ اے اللہ) اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو پھر ہم ضرور (تیرے) شکرگذار بن جائیں گے (تیرے دین پہ چلیں گے، نہ شرک کریں گے اور نہ تیرے

احکام سے سرتابی کریں گے) (۲۲) لیکن جب اللہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو وہ زمین میں (پھر اسی طرح) ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں (اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے) اے لوگو، تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا (اللہ فرماتا ہے کہ) دنیا کی زندگی کا چند روزہ فائدہ اٹھالو، پھر تمہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم کیا کیا کرتے تھے (۲۳) دنیا کی زندگی کی مثال تو بس ایسی ہے جیسے بارش (کہ جب) ہم نے اسے آسمان سے نازل کیا تو اس میں اور زمین کی سبزی میں جس کو انسان اور جانور کھاتے ہیں امتزاج پیدا ہوگیا، (سبزی پھیلنے اور پھولنے لگی) یہاں تک کہ جب زمین (سرسبز و شاداب فصل سے) رونق پر آگئی اور (خوب) آراستہ (و پیراستہ) ہوگئی اور زمین والوں نے یہ یقین کرلیا کہ اب وہ اس پر (ہر طرح کی) قدرت رکھتے ہیں (تو ناگہاں) رات کو یا دن کو ہمارے حکم (عذاب) نے اُسے آگھیرا اور اسے کاٹ (کر ایسا نیست و نابود کر) دیا گویا کل (وہاں) کچھ تھا ہی نہیں، غور کرنے والوں کے لئے ہم اس طرح اپنی آیات علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (تاکہ سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو) (۲۴)

معانی و مصادر (یُسَیِّرُ) سَیَّرَ، یُسَیِّرُ، تَسْیِیْرٌ (باب تفعیل) سیر کرانا، نکالنا۔
(فُلْكٌ) فَلَكَ، یَفْلُكُ، فَلْكٌ (ن) گھومنا (فُلْكٌ = کشتی)۔
(جَرَیْن) جَرٰی، یَجْرِیْ، جِرْیَةٌ وجَرَیَانٌ (ض) بہنا۔
(رِیْحٌ) رَاحَ، یَرَاحُ، رِیْحٌ (ف) ہوادار ہونا (رِیْحٌ = ہوا)۔
(عَاصِفٌ) عَصَفَ. یَعْصِفُ، عَصْفٌ وعُصُوْفٌ (ض) جلدی کرنا، ہوا کا تیز ہونا۔
(مَوْجٌ) مَاجَ، یَمُوْجُ، مَوْجٌ ومَوَجَانٌ (ن) موجیں مارنا۔
(اِخْتَلَطَ) اِخْتَلَطَ، یَخْتَلِطُ، اِخْتِلَاطٌ (باب افتعال) امتزاج کرنا، ملنا، ملانا، عقل خراب ہونا۔
(زُخْرُفٌ) زَخْرَفَ، یُزَخْرِفُ، زَخْرَفَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ) خوبصورت بنانا، زینت دینا (زُخْرُفٌ = سونا، حسن)
(حَصِیْدٌ) حَصَدَ، یَحْصِدُ، حَصْدٌ وحَصَادٌ (ن، ض) کھیتی کاٹنا (حَصِیْدٌ = کٹی ہوئی کھیتی)۔
(تَغْنَ) غَنِیَ، یَغْنٰی، غِنًی ومَغْنًی (س) رہنا۔

تفسیر توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جو یہ کام کرسکے اور جو یہ کام نہیں کرسکتا وہ معبود و مشکل کشا کیسے ہوسکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِنْ اٰیٰتِهٖ ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○
(لقمٰن - ۳۱)

(اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کے فضل وکرم سے سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائے بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
(الجاثیة - ۱۲)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ اس میں جہاز چلتے رہیں تو تم اس کا فضل تلاش کر سکو اور (پھر اس کا) شکر ادا کرو۔

الغرض سمندر کو مسخر کرنا، موافق ہواؤں کو چلانا اور کشتی کو ڈوبنے سے بچانا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے لیکن افسوس ہے کہ (اے کافرو) تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے اور اسے چھوڑ کر دوسروں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہو اور تمہارا یہ مشرکانہ رویہ بدستور جاری رہتا ہے (حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ) یہاں تک کہ جب وہ وقت آتا ہے کہ تم کشتیوں میں سفر کرتے ہو (وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ) اور کشتیاں باد موافق کے ساتھ سواروں کو لے کر چلتی ہیں اور سواران خوشگوار ہواؤں میں مگن ہو جاتے ہیں تو یکایک طوفانی ہوا ان کشتیوں سے ٹکرانے لگتی ہے اور سمندر کی لہریں ہر طرف سے سواروں کو جھکولے دینے لگتی ہیں اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ گھر گئے اور اب بچنے کی کوئی صورت نہیں (دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ) تو وہ مشرکانہ رویہ یکسر ختم ہو جاتا ہے اور وہ مسافر دین کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تسلیم کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں اور اس طرح دعائیں کرنے لگتے ہیں کہ اے اللہ اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور تیرے شکر گذار بن جائیں گے۔ تیرے دین پر چلیں گے اور کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے (فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ) لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے دیتا ہے تو وہ پھر اسی طرح ملک میں سرکشی کرنے لگتے ہیں حالانکہ ان کا سرکشی کرنا کسی طرح بھی حق بجانب نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سرکشی کر کے ہمارا کچھ بگاڑ رہے ہیں (یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ) نہیں، اے لوگو، ایسا نہیں بلکہ تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑ رہا ہے کوا اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا (مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) دنیا کی زندگی کا چند

روزہ فائدہ اٹھالو، آخر بھاگ کر کہاں جاؤ گے (ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) پھر ایک دن تمہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم تمہیں بتائیں گے کہ دنیا کی زندگی میں تم نے کیا کیا گل کھلائے تھے، اس وقت تمہیں شرک اور سرکشی کی حقیقت معلوم ہوگی۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین جب بحری طوفان میں گھر جاتے تھے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ اس وقت وہ اپنے تمام شرکاء کو بھول جاتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ سمندر میں وہ شرکاء ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ سمندر میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے۔ مزید برآں ایسی حالت میں وہ توبہ بھی کرتے تھے کہ آئندہ شرک نہیں کریں گے لیکن ایسا ہوتا نہیں تھا۔ جیسے ہی وہ خشکی پر پہنچتے تھے تو پھر شرک کرنے لگتے تھے اور اللہ کو بھول جاتے تھے۔ ان کے اس رویّہ کی اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ مذمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ ○ لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰھُمْ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۵ و ۶۶)

(اور اے رسول، ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے صرف اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ جو (نعمتیں) ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں اور (کچھ دن دنیا میں اور) فائدہ اٹھالیں، عنقریب انہیں معلوم ہو جائیگا (کہ اس ناشکری کا انجام کیا ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ○ وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ فَلَمَّا نَجّٰىکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَکَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۶۶ و ۶۷)

(اے لوگو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمہارے لئے جہازوں کو سمندر میں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے اور جب تم کو سمندر میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، اللہ کے علاوہ وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں پھر جب اللہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو

(اور پھر اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ، وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○

(لقمٰن ۔ ۳۱ و ۳۲)

اور (اے رسول) جب (سمندر کی) لہریں ان پر سائبان کی طرح چھا جاتی ہیں تو یہ لوگ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اسی کو (مدد کے لئے) پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے بعض تو استقامت کے ساتھ (توحید پر) جمے رہتے ہیں (اور بعض شرک کرنے لگتے ہیں) اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) ہماری نشانیوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکر گذار ہوتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے (مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) کہہ کر مشرکین کو متنبہ کیا کہ تمہاری یہ سرکشی آخر کب تک باقی رہے گی، اس دنیا کی زندگی تک۔ دنیا کی زندگی میں مزے لوٹ لو۔ نہ دنیا کی زندگی باقی رہنے والی ہے اور نہ دنیا کے مزے باقی رہیں گے (اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسی ہے (كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ) جیسے بارش کہ جب ہم اسے بادل سے نازل کرتے ہیں (فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ) تو زمین کی سبزی جس کو انسان بھی کھاتے ہیں اور جانور بھی اس بارش سے مل جاتی ہے۔ دونوں میں امتزاج ہو جاتا ہے اور سبزی خوب پھیلنے اور پھولنے لگتی ہے (حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا) یہاں تک کہ جب زمین سرسبز و شاداب فصل سے رونق پر آجاتی ہے اور آراستہ و پیراستہ ہو جاتی ہے اور زمین کے مالکوں کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب وہ اس فصل پر قادر ہیں جب چاہیں گے کاٹ لیں گے (اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ) تو رات کو یا دن کو کسی بھی وقت اچانک ہمارا عذاب اس پر نازل ہوتا ہے اور اسے ایسا کر دیتا ہے جیسے کٹی ہوئی کھیتی پھر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہاں کل کچھ تھا ہی نہیں۔ وہ فصل جو ایک دن پہلے سرسبز و شاداب حالت میں لہلہا رہی تھی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ دنیا کی سرسبزی و شادابی، رونق اور دولت کی بے ثباتی کا بھی یہی حال ہے۔ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب آکر اسے تباہ و برباد کر سکتا

ہے یا کسی وقت بھی موت کا فرشتہ آکر اس شخص کی روح قبض کر لیتا ہے اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ نہ عذاب کی صورت میں اُسے کچھ ملتا ہے اور نہ موت کی صورت میں۔

سورۂ "ن" میں اللہ تعالےٰ نے چند باغ والوں کا قصہ بیان کیا ہے جس سے دنیا کی بے ثباتی اور ناگہانی عذاب کا عبرت انگیز نقشہ سامنے آتا ہے۔ باغ والے پھلوں کے تیار ہو جانے کے بعد ان کو توڑنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھتے تھے لیکن وہ غلطی پر تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۝ أَنِ اغْدُوا عَلٰى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِينَ ۝ فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۝ أَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِينٌ ۝ وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا إِنَّا لَضَآلُّونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِينَ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ۝ قَالُوا يٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا طٰغِينَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ أَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُونَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ، وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ، لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

(ن ۔ ۱۷ تا ۳۳)

(اور اے رسول) ہم نے ان لوگوں کی اس طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا ہم صبح ہوتے ہی ضرور اس (کے تمام پھلوں) کو توڑ لیں گے۔ لیکن انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سو ہی رہے تھے کہ آپ کے رب کی طرف سے ایک بلائے ناگہانی نے اس میں چکر لگایا اور وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ الغرض جب صبح ہوئی تو وہ ایک دوسرے کو آواز دینے لگے کہ اگر تم کو کاٹنا ہے تو اپنی کھیتی پر صبح سویرے ہی جا پہنچو۔ پھر وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جا رہے تھے کہ آج کوئی مسکین اس باغ میں داخل ہو کر تم تک نہ پہنچنے پائے۔ الغرض بڑے عزم کے ساتھ (اپنے کو) قادر (سمجھے ہوئے) صبح سویرے ہی وہ (اپنے باغ میں) جا پہنچے، پھر جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے (غالباً) ہم راستہ بھول گئے (پھر کہنے لگے نہیں، نہیں یہ بات نہیں) بلکہ ہم محروم کر دئے گئے۔ ان میں جو بہتر آدمی تھا کہنے لگا: کیا

میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ (اللہ کی) تسبیح (و تقدیس) کیوں نہیں کرتے (کہ یہ سب اس کا فضل ہے۔ پھر) وہ کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے، ہم ہی گنہگار ہیں، پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے، ہائے ہماری خرابی! ہم بڑے سرکش ہو گئے تھے۔ (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ شاید ہمارا رب اس کے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر باغ عطاء فرمائے (دیکھو) عذاب اس طرح (آیا کرتا ہے) اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) زیادہ بڑا ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

دنیا کی بے ثباتی پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ، كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(الحدید - ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند

روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو
نہ بگاڑو)۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ) الغرض ہم اس طرح ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں اپنی آیات کو علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کر رہے ہیں تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو اور آسانی کے ساتھ وہ لوگ ان آیات میں بیان کردہ مضامین کو سمجھ کر اپنے انجام پر غور کر سکیں اور عبرت حاصل کر سکیں۔ اپنے انجام پر غور و فکر کرنے والے ہی درحقیقت عقل والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران - ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

عمل

اے لوگو، آپ کو بحر و بر میں عافیت کے ساتھ سفر کرانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سمندر میں بھی اسی کو مدد کے لئے پکاریئے اور خشکی میں بھی اسی کو مدد کے لئے پکاریئے۔ اللہ کا

شکر ادا کیجئے اور زمین میں فساد نہ برپا کیجئے۔ آپ کا فساد برپا کرنا آپ ہی کے لئے نقصان دِہ ہوگا۔

اے لوگو، دنیا ہی کے طالب بن کر نہ رہ جائیے۔ دنیا کی زیب و زینت محض فریب ہے۔ کسی وقت بھی آپ اس سے محروم ہو سکتے ہیں۔ آخرت کی فکر کیجئے۔ وہاں کی نعمتیں حقیقی اور دائمی ہیں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر یا سن کر اپنے انجام پر غور کیا کیجئے اور بہتر انجام کے لئے بہتر کام کیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچئے۔ ہمیشہ اس کی رضا کے لئے کام کیجئے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا
الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ، وَلَا يَرْهَقُ
وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ،
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ
كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ
بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، مَا

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ، كَاَنَّمَآ
اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا
مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا، اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اللہ (لوگوں کو) سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے (یہ دعوت اس کی عام ہے لیکن) صراط مستقیم کی طرف ہدایت اس کو دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے (یعنی جس کو وہ اپنے قوانین ہدایت کے مطابق خلوص کے ساتھ صراط مستقیم کی تلاش میں جدوجہد کرتا ہوا پاتا ہے) ﴿۲۵﴾ جن لوگوں نے (دنیا میں) نیکی کی (تو ان کے لئے آخرت میں) بڑا اجر ہے بلکہ (اجر سے بھی کچھ) زائد (بطور انعام انہیں دیا جائیگا) ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلّت، یہ لوگ اہل جنت ہوں گے (اور) اس جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۶﴾ اور جن لوگوں نے (دنیا میں) برے کام کئے تو (ان کے) بدلہ میں اس برائی کے برابر ہی (عذاب) دیا جائیگا، ان کے چہروں پر ذلت چھا رہی ہوگی، ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، ان کے چہروں پر (سیاہی اس طرح چھا رہی ہوگی) گویا (ان پر) اندھیری رات کے ٹکڑے اُڑھا دئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اہل دوزخ ہوں گے (اور) اس دوزخ میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۷﴾

معانی ومصادر (یَرْهَقُ) رَهِقَ، یَرْهَقُ، رَهْقٌ (س) ظلم کرنا، فعل قبیح کرنا، قریب ہونا جھوٹ بولنا، بے وقوف ہونا۔

(قَتَرٌ) قَتَرَ، یَقْتُرُ، قَتْرٌ وقُتُوْرٌ (ن،ض، س) بُوجھیل جانا، دھواں دینا (قَتَرٌ= غبار)
(مُظْلِمًا) اَظْلَمَ، یُظْلِمُ، اِظْلَامٌ (باب افعال) اندھیرا کرنا. تاریک ہونا۔
(حُسْنٰی) حَسُنَ، یَحْسُنُ، حُسْنٌ (ك) اچھا ہونا۔
(حُسْنٰی= اَحْسَنُ کا مؤنث)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ) اللہ سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اُولٰٓئِكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ۔
(البقرۃ ۔ ۲۲۱)

مشرک تو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، اللہ (لوگوں کو) اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔

دارالسلام کی دعوت درحقیقت اسلام کی دعوت ہے۔ جو شخص اسلام قبول کرلیتا ہے۔ وہ سلامتی میں آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ، كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا، قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ○ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۱۲۶ تا ۱۲۸)

(ہدایت کا معاملہ توفیق الٰہی پر موقوف ہے) تو جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس شخص کو گمراہ کرنا (یعنی گمراہ رکھنا) چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو نہایت تنگ کردیتا ہے (اسلام کو قبول کرنا اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے، (پھر جس طرح یہ سب کچھ فطری قوانین کے مطابق ہوتا رہتا ہے) اسی طرح جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر (انہی فطری قوانین کے مطابق) اللہ کی طرف سے (کفر و شرک کی) ناپاکی کے ردّے پر ردّے چڑھتے رہتے ہیں۔ (اے رسول) یہ (اسلام) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے، ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کو (واضح طور پر) علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے۔ ان (نصیحت حاصل کرنے والوں)

کے لئے ان اعمال کے صلہ میں جو یہ کر رہے ہیں ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور ان کا رب ان کا دوست ہے۔

جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مسلم بن جاتا ہے اس کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اسے نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۶۸ تا ۷۰)

(اللہ ان سے فرمائیگا) اے میرے بندو، آج نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم ہو گئے تھے۔ (اللہ ان سے فرمائیگا) تم اور تمہاری بیویاں شاداں و فرحاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ہرقل کو اپنے نامہ مبارک میں تحریر فرمایا تھا:۔

فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص ۴ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ھرقل الی الاسلام جزء ۲ ص ۹۰)

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کر لو، سلامت رہو گے (یعنی دین و دنیا میں سلامتی اسلام قبول کرنے سے ملے گی)، اللہ تمہیں دوہرا اجر عطاء فرمائے گا۔

آگے فرمایا (وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف لے آتا ہے۔ رہنمائی کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ اسے اپنی مشیّت کے مطابق انجام دیتا ہے۔ رہنمائی وہی حاصل کرتے ہیں جو رہنمائی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے میں آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے

(اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○ (الشوریٰ ۔ ۱۳)

اللہ منتخب کرلیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

صراط مستقیم کا حصول بغیر کوشش اور انابت الی اللہ کے ناممکن ہے۔ ہٹ دھرم اور حق سے لاپرواہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی حاصل نہیں ہوتی۔

صراط مستقیم سے مراد اسلام یعنی وہ راستہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (یٰسٓ ۔ ۱ تا ۴)

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم، آپ بے شک رسولوں میں سے ہیں (اور آپ) صراط مستقیم پر ہیں۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اُسے صراط مستقیم مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے

(نوٹ:۔ ہدایت اور صراط مستقیم کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ) جن لوگوں نے دنیا میں نیکی کی انکے لئے آخرت میں بڑا اجر ہے بلکہ اجر سے بھی زیادہ انہیں بطور انعام دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (النسآء ۔ ۱۷۳)

پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے ان کو کچھ اور بھی دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (النور ۔ ۳۸)

(اور وہ دن اسی لئے واقع ہوگا) کہ جو عمل انہوں نے کئے ہیں اللہ ان کو ان کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی

دے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب
دیتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ یہ لوگ اہل جنت ہوں گے اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ ○ (آل عمران - ۱۰۶) — جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ (لا اقسم بیوم القیامۃ - ۲۲و۲۳) — اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○ (عبس - ۳۸و۳۹) — بہت سے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے۔ خنداں اور شاداں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ○ (ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ - ۸و۹) — بہت سے (آدمیوں کے) چہرے اس دن (نعمتوں میں) شاداں و فرحاں ہوں گے، وہ اپنی کوشش (کے اجر و ثواب) سے راضی ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا) اور جن لوگوں نے دنیا میں برے کام کئے ہوں گے تو ان کو برائی کا بدلہ برائی کے برابر ہی دیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ نیکی کا بدلہ اس نیکی کے بدلہ سے زیادہ عطاء فرماتا ہے اور برائی کا بدلہ بس برائی کے برابر ہی عطاء فرماتا ہے۔ برائی کے بدلہ کو زیادہ نہیں کرتا۔ (وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) ان (کے چہروں) پر ذلت اس طرح چھا رہی ہوگی گویا ان پر اندھیری رات کے ٹکڑے اڑھا دئے گئے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ لوگ اہل دوزخ ہوں گے اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۔ (آل عمران - ۱۰۶) — اور بہت سے چہرے (اس دن) سیاہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ○ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○
(لا اقسم بیوم القیمۃ ۔ ۲۴و۲۵)

اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے، وہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آنے والی ہے جو ان کی کمر توڑ دے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ○ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ○ (عبس ۔ ۴۰ و ۴۱)

بہت سے چہروں پر اس دن گرد و غبار پڑا ہوگا (اور) ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○
(ھل اتاک حدیث الغاشیۃ ۔ ۲و۳)

اس دن بہت سے (آدمیوں کے) چہرے جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ عمل کرنے (اور عمل کرتے کرتے) تھک جانے والے ہوں گے۔

جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اس سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہیئے۔ اس کی دعوت سلامتی کے گھر کی دعوت ہے اگر آپ آخرت میں سلامتی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی دعوت کو فوراً قبول کر کے اس دعوت کے تقاضوں کو پورا کیجئے۔

اے لوگو، برائی سے بچ جائیے۔ برائی سے نہ بچنے والے آخرت میں ذلیل و خوار ہوں گے اور دوزخ کے شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ آخرت میں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ
نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ
أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا
بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ
مَّا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾
فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوا
كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا

اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) قیامت کے دن ہم ان سب کو جمع کریں گے، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ (کھڑے) رہیں، پھر ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان کے شریک (اپنے اپنے علم کے مطابق ان سے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ﴿۲۸﴾ (اس سلسلہ میں) ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے ﴿۲۹﴾ (اس موقع پر) وہاں ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے (موت سے) پہلے بھیج دیئے ہوں گے جانچ پڑتال کرے گا (اور اُسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی)، پھر وہ سب لوگ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر (زَيَّلْنَا) زَيَّلَ، يُزَيِّلُ، تَزْيِيْلٌ (باب تفعیل) تفریق کرنا۔
(تَبْلُوْا) بَلَا، يَبْلُوْا، بَلْوٌ و بَلَاءٌ (ن) جانچنا، تجربہ کرنا، پہچان لینا۔

تفسیر مشرکین کے برے انجام کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا) اور اے رسول، قیامت کے دن ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ کوئی بچ کر کہیں نہیں جا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝

(الکھف۔ ۴۷)

جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور جس دن زمین آپ کو (ایک) چٹیل (میدان کی طرح) نظر آئے گی (تو اس دن) ہم ان (سب) کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

(مریم۔ ۹۳ تا ۹۴)

آگے فرمایا (ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ) پھر ہم ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہیں (فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ) پھر ہم اُن میں تفرقہ ڈال دیں گے، وہ ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں گے (وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ) ان کے شریک اپنے علم کے مطابق ان سے صاف کہہ دیں گے تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے اور اگر کرتے بھی تھے تو ہمیں تو تمہاری عبادت کی مطلق خبر نہیں تھی (فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِينَ) اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ہی گواہی کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا، سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

(مریم۔ ۸۱ و ۸۲)

اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) معبود (محض اس خیال سے) بنا لئے ہیں کہ وہ (قیامت کے دن) ان کے لئے باعث قوت ہوں گے۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا، وہ تو ان کی پرستش کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِينَ ۝

(الاحقاف۔ ۵ و ۶)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں اور جب (قیامت کے دن) تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

آگے فرمایا (هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ) اس موقع پر وہاں ہر شخص اپنے

ان اعمال کی جانچ کرلے گا جو اس نے اپنی دنیا کی زندگی میں اپنی موت سے پہلے آگے بھیج دئے تھے۔ ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ کر اپنے انجام کے متعلق خود ہی فیصلہ کرلے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ، كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ○
(بنی اسرآءیل - ۱۴)

(پھر ہم اس سے کہیں گے) اپنی کتاب پڑھ (اور اپنے اعمال کا جائزہ لے) آج تو اپنے (اعمال کا) حساب لینے کے لئے خود ہی کافی ہے۔

الغرض ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ جو عمل اس نے کئے تھے وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی عمل ضائع نہیں ہوا، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا، وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ○
(الکہف - ۴۹)

پھر (اے رسول، ہر ایک کا) اعمال نامہ (اس کے سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ گنہگار لوگ جو کچھ اس میں (تحریر) ہوگا اس (کو دیکھ کر اس کی سزا) سے ڈر رہے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس! یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی اور نہ کوئی بڑی بات چھوڑی، سب کو گن کر محفوظ کرلیا ہے، الغرض جو عمل انہوں نے کئے ہوں گے وہ ان سب کو (اس میں) موجود پائیں گے اور (اے رسول) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کریگا (ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق ہی بدلہ دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○
(اذا زلزلت الارض - ۷ و ۸)

تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا۔

آگے فرمایا (وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ)

پھر وہ سب افتراء پردازیاں جو وہ دنیا میں کرتے تھے ان سے غائب ہو جائیں گی۔ وہ تمام شرکاء جن کی عبادت وہ کرتے تھے ان میں سے کوئی نظر نہیں آئے گا کہ ان کو مصیبت سے نجات دلائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا، فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ، یُسْحَبُوْنَ ۝ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْـًٔا، كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا، فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝

(حٰمٓ المؤمن۔ ۷۰ تا ۷۶)

جن لوگوں نے کتاب (اللہ) کو جھٹلایا اور اس چیز کو جھٹلایا جس کو دے کر ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (کہ اس جھٹلانے کا انجام کیا ہوتا ہے) جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور جب وہ گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی جب وہ) گرم پانی میں (گھسیٹے جائیں گے) پھر آگ میں جھونکے جائیں گے پھر ان سے کہا جائیگا (بتاؤ) وہ کہاں ہیں جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے تھے (یعنی جن کو تم) اللہ کے علاوہ (اپنا الٰہ سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں، انہیں اپنی مدد کے لئے پکارو)۔ وہ کہیں گے وہ تو ہمیں چھوڑ کر (کہیں) غائب ہو گئے (بہرحال ہمیں ان سے کیا مطلب، ہم انہیں کیوں پکاریں جبکہ) ہم تو پہلے (دنیا میں بھی اللہ کے علاوہ) کسی کو نہیں پکارتے تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے (کہ وہ عذاب دیکھ کر جھوٹ بولنے لگتے ہیں)۔ (پھر ان سے کہا جائے گا) تم جو زمین میں ناحق خوشیاں منایا کرتے تھے اور (ان خوشیوں میں مگن ہو کر) اترایا کرتے تھے یہ اسی کی سزا ہے (جو تمہیں یہاں ملنے والی ہے)۔ جاؤ (اب) تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اب تم) اس میں ہمیشہ رہو گے، (اے لوگو

ہوشیار ہو جاؤ) متکبرین کا ٹھکانہ (بہت ہی) برا ہے۔

عمل

اے لوگو، آپ سب کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا۔ آپ کے تمام اعمال اس دن آپ کے سامنے ہوں گے اور ان اعمال کا بدلہ سزا یا جزا کی صورت میں آپ کو ملے گا لہذا اس دن سے ڈریئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

اے لوگو، شرک سے بچئے۔ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے مزعومہ شرکاء قیامت کے دن آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ آپ کے مخالف ہو جائیں گے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ،
فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ
رَبُّكُمُ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ
الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ، فَاَنّٰى

تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ
كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ ﴿۳۱﴾ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ) حق (آجانے) کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں (اور اے مشرکین بتاؤ جب تم حق کو تسلیم کرتے ہو) تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو ﴿۳۲﴾ (اے رسول) اس طرح آپ کے رب کی بات ان لوگوں کے حق میں جو (اپنے رب کی اطاعت سے) خروج کرتے ہیں سچی ثابت ہوئی کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۳۳﴾

معانی و مصادر (حَقَّتْ) حَقَّ، يَحُقُّ، حَقٌّ (ن) ثابت اور واجب کرنا، ثابت اور واجب ہونا،

تفسیر توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ) اے رسول ان سے پوچھئے تم کو آسمان سے (پانی برساکر) اور زمین سے (غلہ وغیرہ اگاکر) رزق کون دیتا ہے (یہ جواب دیں گے اللہ)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ

اور (اے لوگو) وہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس

وَجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الانعام - ۹۹)

سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے) دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔

آگے فرمایا (اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ) اے رسول، ان سے پوچھئے تمہارے کانوں اور تمہاری آنکھوں کا مالک کون ہے یعنی تمہاری سماعت اور بصارت کس کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

(المؤمنون - ۷۸)

اور وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہارے کان (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے لیکن تم شکر کم ہی کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○

(الانعام - ۴۶)

(اے رسول، ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو یہ چیزیں تمہیں (پھر) عطاء کر دے، (اے رسول) دیکھئے ہم کن کن مختلف طریقوں سے اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ پھر بھی منہ موڑے چلے جا رہے ہیں۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ) اور اے رسول، ان سے پوچھئے بتاؤ کون ہے جو بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے جو جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے (مثلاً انڈے سے مرغی اور مرغی سے انڈا کون پیدا کرتا ہے) (وَمَنْ

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ) اور کون ہے جو کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ کس کی تدبیر سے نظام کائنات چل رہا ہے (فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ) تو اے رسول، یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، یعنی آسمان وزمین سے رزق مہیا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، سماعت اور بصارت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے مُردہ سے زندہ اور زندہ سے مُردہ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، نظام کائنات کو چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اے رسول جب وہ یہ تسلیم کرلیں (فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ) تو پھر آپ ان سے پوچھئے کہ تم ڈرتے کیوں نہیں۔ تمام طاقتوں کا مالک اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو تو پھر تم دوسروں کی طرف کیوں جھکتے ہو، کیوں ان کی عبادت اور نذر ونیاز کرتے ہو، کیوں ان سے مدد طلب کرتے ہو، کیوں ان سے فریاد کرتے ہو۔ تم ڈرتے کیوں نہیں کہ ان باتوں میں اپنے خودساختہ معبودوں کو شریک کرنا اللہ تعالیٰ کا غضب مول لینا ہے۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جو خالق ہے وہی مشکل کشا ہے۔ جو خالق نہیں وہ مشکل کشا بھی نہیں۔ اے مشرکین تمہیں اللہ تعالےٰ سے ڈر نہیں لگتا کہ جو خالق نہیں ہیں انہیں مشکل کشا سمجھتے ہو، ان کی عبادت کرتے ہو اور اللہ تعالےٰ کے حقوق میں انہیں شریک کرتے ہو۔ جب تم نے مان لیا کہ خالق ومالک اور مدبّر صرف اللہ تعالیٰ ہے (فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ) تو پھر وہی اللہ تو تمہارا سچا رب ہے وہی تمہارا حقیقی مالک ہے۔ جو نہ خالق ہو، نہ مالک ہو نہ مدبّر ہو وہ رب نہیں ہوسکتا (فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ) تو اب بتاؤ کہ حق کے اتنے واضح طور پر سامنے آجانے کے بعد اسے تسلیم نہ کرنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہے۔ جب تم تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہو (فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ) تو پھر کیسے تم راہ حق سے بھٹکے ہوئے چلے جارہے ہو۔ کیا بات ہے کہ تم عقل سلیم استعمال نہیں کرتے اور شیطان کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہو اور وہ تمہیں غلط راستے پر لئے چلا جارہا ہے۔ سوچو، غور کرو کہ تمہاری یہ روش صحیح ہے؟ اور اے رسول اگر یہ اپنی روش سے اب بھی باز نہ آئے تو (كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) پھر سمجھ لیجئے کہ آپ کے رب کی بات ان لوگوں کے حق میں جو اپنے رب کو رب تسلیم کرنے سے خروج کرتے ہیں سچی ثابت ہوگئی کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ایمان تو وہی لاتے ہیں جو دلائل کو سن کر ہٹ دھرمی نہیں کرتے بلکہ ان دلائل کی بنیاد پر اپنے حقیقی رب کو پہچان لیتے ہیں اور پھر اسی کے ہوجاتے ہیں۔ ہٹ دھرمی اور حق پوشی کرنے والے کبھی ایمان نہیں لاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون ہے اور کافروں کی روش اس قانون کے حق ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ کافروں نے اپنے عمل سے اس قانون کی سچائی کو ثابت کردیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (البقرۃ۔۶)

(اے رسول) بے شک جو لوگ (حق کو) چھپاتے ہیں انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

(البقرۃ۔ ۶) دونوں برابر ہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

عمل

اے لوگو، اپنا رب صرف اسی کو مانیئے جو آپ کو آسمان و زمین سے رزق مہیا کرتا ہے، جو آپ کی سماعت اور بصارت کا مالک ہے، جو مُردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے اور جو کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے انہیں ہرگز رب نہ مانیئے۔ ان کی عبادت نہ کیجئے اور ہرگز ان کو مدد کے لئے نہ پکاریئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد بھی آپ دوسروں سے فریاد کر رہے ہیں۔ اے لوگو، شیطان کے ہاتھ میں کھلونا نہ بنیئے کہ وہ جدھر چاہے آپ کو لے جائے۔ عقل سے کام لیجئے اور حق کو قبول کیجئے۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی اور حق پوشی چھوڑیئے۔ ہٹ دھرمی اور حق پوشی کا نتیجہ ایمان سے محرومی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون ہے جو بدل نہیں سکتا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ،
قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ، فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ، قُلِ
اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ، اَفَمَنْ
يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ
يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ

يَّهْدِيْٓ، فَمَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ
اِلَّا ظَنًّا، اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے (بتاؤ) کیا تمہارے شریکوں میں کوئی (ایسا) ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے پھر (اس کو فنا کر کے) دوبارہ پیدا کرے، (پھر اے رسول، آپ خود ہی ان کو) بتا دیجئے کہ اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر وہی اس کو (فنا کر کے) دوبارہ پیدا کریگا (دوسرا کوئی نہیں جو ایسا کر سکے تو اے مشرکین بتاؤ) پھر تم کہاں بہکے چلے جا رہے ہو (کیوں اللہ کی توحید کو تسلیم نہیں کرتے) ﴿۳۴﴾ (اور، اے رسول، آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے (بتاؤ) کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرے۔ (اے رسول، یہ کیا جواب دیں گے آپ خود ہی انہیں) بتا دیجئے کہ (صرف) اللہ ہی حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو پھر (اے مشرکین، بتاؤ کہ) جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہو وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک اسے راستہ نہ بتایا جائے وہ خود بھی راستہ نہ پا سکے تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو ﴿۳۵﴾ اور (اے رسول) ان میں سے اکثر لوگ ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حق کے مقابلہ میں ظن کچھ بھی کام نہیں آ سکتا (اور یہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ اللہ کو ان کے اعمال کی خبر نہیں) نہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ کو یقیناً اس کا علم ہے ﴿۳۶﴾

معانی و مصادر (یَھِدِّیْ) اِھْتَدٰی، یَھْتَدِیْ، اِھْتِدَاءٌ (باب افتعال) ہدایت دینا، ہدایت پانا (یَھِدِّیْ: یہ لفظ دراصل یَھْتَدِیْ ہے۔ ت کو دال میں مدغم کر دیا گیا ہے)۔

تفسیر توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ) اے رسول، ان مشرکین سے پوچھیے، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے پھر اس کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کرے (قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ) پھر آپ خود ہی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی فنا کر کے دوبارہ پیدا کریگا۔ دوسرا کوئی نہیں جو یہ کام کر سکے لہذا جو خالق اور مُعید ہے وہی رب ہے، وہی الٰہ ہے، وہی معبود ہے، وہی مشکل کشا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی رب ہے نہ کوئی الٰہ ہے، نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی مشکل کشا (فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ) تو پھر اے مشرکین تم کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہو۔ سب کچھ تسلیم کرنے کے بعد ایسے بے بس لوگوں کو رب مانتے ہو، ان کو الٰہ سمجھتے ہو، ان کو معبود مانتے ہو اور ان سے اپنی مشکل دور کرنے لئے فریاد کرتے ہو؟ تم نے اپنے کو بالکل شیطان کے حوالہ کر دیا، وہ تمہیں جدھر لے جانا چاہتا ہے لے جا رہا ہے۔ تم ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو شیطان کے بہکانے میں نہ آتے اور جس ہستی کو خالق اور معید مانتے ہو پھر اسی کو رب، الٰہ، معبود اور مشکل کشا مانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (النمل۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کریگا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (النمل۔ ۶۲)

(اے رسول، ان سے پوچھئے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون

ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے)؟ ہرگز نہیں، لیکن تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

آگے فرمایا (قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ) اے رسول، ان سے پوچھئے، کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کر سکے (قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ) اور اے رسول، یہ کیا جواب دیں گے آپ خود ہی انہیں بتا دیجئے کہ بس اللہ ہی حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ شرکاء جن کو تم پکارتے ہو یہ تو خود اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت آتی ہے تو یہ ہدایت یاب ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ہی انہیں توفیق دیتا ہے تو یہ راہ حق پر چل کر منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ غرض یہ کہ قدم قدم پر یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے محتاج ہیں (اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى) تو اے مشرکین اب تم ہی بتاؤ کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہو وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ زیادہ حق دار ہے جو خود بھی راستہ نہ پا سکے جب تک اسے راستہ نہ بتایا جائے (فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ) تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ان لوگوں کی پیروی کرتے ہو جو خود رہنمائی کے محتاج ہیں۔

الغرض پیروی صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی کرنی چاہئے۔ انسانوں میں سے کوئی شخص خواہ کتنے ہی بڑے مرتبہ کو پہنچ جائے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا محتاج رہتا ہے۔ اُس کی بھیجی ہوئی ہدایت پر عمل کر کے ہی وہ مرتبہ حاصل کرتا ہے لہذا ہر شخص کو بجائے اُس شخص کے احکام کے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور ہدایت کی پیروی کرنے والے ہی نجات پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
(البقرۃ ۔ ۵)

یہی وہ لوگ ہیں جو ان کے رب کی طرف سے نازل شدہ ہدایت پر قائم ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں (یعنی منزل مقصود پر پہنچنے والے ہیں)۔

ہدایت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى
(البقرۃ ۔ ۱۲۰)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی (در حقیقت) ہدایت ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے وہی درحقیقت ہدایت یاب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (الکہف - ۱۷)

جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا) اور اے رسول، ان مشرکین میں سے اکثر محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اپنے عمل کی نہ کوئی دلیل ہے نہ برہان۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقرب کا ذریعہ ہیں۔ ان کی سفارش سے اللہ تعالیٰ ان کے کام کر دیتا ہے۔ وہ ان کو الٰہ اور خالق سمجھ کر ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ سفارشی اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے گمان کی بنیاد پر یہ عقیدہ قائم کر لیا ہے کہ سفارشی لوگوں کی عبادت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھیے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے (بہت) بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ (الزمر - ۳)

اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا لئے ہیں (وہ ان کارسازوں کی عبادت کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت تو صرف اللہ کے لئے ہے تو اس طرح جواب دیتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ

وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں، بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں کا فیصلہ اللہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کرے گا، بے شک اللہ اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

مشرکین کے ظن وگمان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا، قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ○

(الانعام۔ ۱۴۸)

(اور اے رسول شرک کی تردید سننے کے بعد) یہ مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباء واجداد شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو (خود) حرام کرتے (اے رسول) اسی طرح ان لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا۔ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی سند ہے، اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو (ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے) تم تو بس وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہو اور محض اندازے اور تخمینے لگاتے رہتے ہو۔

الغرض مشرکین محض ظن وگمان کی پیروی کر رہے تھے (إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حق کے مقابلہ میں ظن کچھ بھی کام نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں حق ہیں، مشرکین کی باتیں محض ظن پر مبنی ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ محض ظن کی وجہ سے حق کو تسلیم نہ کیا جائے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ حق کو تسلیم کیا جائے اور اس ظن کو جو حق کے مقابلہ میں ہو مسترد کر دیا جائے لیکن مشرکین اتنی واضح اور معقول بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ) اگر یہ نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے جو یہ کر رہے ہیں اچھی طرح واقف ہے، ایک دن انہیں ان اعمال کی سزا بھگتنی ہوگی۔

عمل

اے لوگو، اس اللہ کی عبادت کیجئے جو پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔

اے لوگو، اس کی پیروی کیجئے جو ہدایت دیتا ہے۔ اس کی پیروی نہ کیجئے جو خود ہدایت کا محتاج ہو۔

اے لوگو، قرآن مجید اور حدیث نبوی حق ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ ظن و گمان کیجئے اور نہ کسی دوسرے کے ظن و گمان کو تسلیم کیجئے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ
فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ، قُلْ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا
بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن
قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُم
مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن
لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾

ترجمہ | اور یہ قرآن ایسا (کلام) نہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اسے بنا سکے (اور نہ یہ ایسا کلام ہے کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی پہلی کتابوں کی تکذیب کرے) بلکہ یہ ان (سب کتابوں) کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے (اللہ کی طرف سے) آچکی ہیں، مزید برآں (اس

قرآن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ) شریعت (کی باتوں) کو علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کرتا ہے (تاکہ سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو اور) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے ﴿۳۷﴾ (اس وضاحت کے بعد بھی) کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول نے اُسے خود ہی بنا لیا ہے (اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوٰی میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے علاوہ (اس کام میں اپنی مدد کے لئے) تم جس کو بلا سکتے ہو بلا لو (اور یہ کام کر کے دکھاؤ) ﴿۳۸﴾ لیکن (اے رسول، وہ ایسا کر نہیں سکتے، بات یہ ہے کہ) قرآن مجید کے علم (وحکمت) کا یہ لوگ احاطہ نہ کر سکے اور نہ اس کے انکار کا انجام ان پر ظاہر ہوا تو بس انہوں نے اسے جھٹلا دیا، اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں تو پھر (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ان ظالموں کا کیسا انجام ہوا ﴿۳۹﴾ اور (اے رسول) ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اس (قرآن) پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لائیں گے (تو جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے وہ سمجھ لیں کہ ان کا انجام کیا ہوگا)، آپ کا رب ان مفسدین سے (بخوبی) واقف ہے ﴿۴۰﴾

تفسیر

توحید کے دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسالت کی دلیل دی اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور یہ قرآن مجید ایسا کلام نہیں ہے کہ کوئی کہنے والا کہہ دے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نے بنا لیا ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اس کے قوانین و مضامین اور اس کے دلائل و براہین اس کے کلام الٰہی ہونے کا کھلا ثبوت ہیں۔

قرآن مجید ان کتابوں کی تکذیب نہیں کرتا جو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں (وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ) بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید کے مضامین گویا ان کتابوں کے مضامین کی تصدیق ہیں۔ توحید و رسالت، جنت و دوزخ، حشر و نشر، تقدیر و تدبیر، وغیرہ تمام باتوں میں ان کتابوں کا ہمنوا ہے۔ اگر قرآن مجید ان کتابوں کی تکذیب کرتا یا کسی بھی معاملہ میں ان سے مختلف ہوتا تو شبہ ہو سکتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی دوسری کتابوں کی تکذیب کرے یا ان کتابوں کے مضامین سے مختلف مضامین بیان کرے یہ ناممکن ہے۔ الغرض قرآن مجید کا گذشتہ کتابوں سے ہم آہنگ ہونا اس کے کلام الٰہی ہونے کا مزید ثبوت ہے۔ دوسری کتابوں سے قرآن مجید کی ہم آہنگی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید اور گذشتہ کتابوں کا منبع ایک ہے۔

آگے فرمایا (وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ) مزید برآں قرآن مجید کی یہ بھی خوبی ہے کہ شریعت

کی باتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے تاکہ سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو، ہر چیز واضح ہو اور بآسانی سمجھ میں آجائے۔ یہ تینوں خصوصیات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ (لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ) یہ کتاب بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی ان واضح خصوصیات کے باوجود کافروں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ) کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود بنالیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں ہے بلکہ انسانی کلام ہے۔ (قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اے رسول، ان سے کہئے کہ اگر واقعی تم اس دعوی میں سچے ہو کہ یہ کلام میں نے خود بنالیا ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ انسانی کلام ہے تو تم بھی تو میری طرح انسان ہو تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن جن کو تم اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلالو لیکن تم اس جیسا کلام پیش نہیں کرسکو گے تو سمجھ لو کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں بے شک اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

مندرجہ بالا دلائل اور چیلنج کے باوجود انہوں نے قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی تصدیق نہیں کی (بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ) بلکہ محض اس وجہ سے کہ وہ نہ تو قرآن مجید کے علم کا احاطہ کرسکے اور نہ قرآن مجید کے انکار کا انجام ان پر منکشف ہوا لہذا انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ نہ تو وہ قرآن مجید کے علم و حکمت کی گہرائی تک پہنچ سکے اور نہ قرآن مجید کی تکذیب کی صورت میں ان کا جو انجام ہونا ہے اس تک ان کی رسائی ہوسکی لہذا انہوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی۔ اگر وہ قرآن مجید کے عاجز کر دینے والے مضامین اور علوم پر غور کرتے، فکر کرتے اور عقل سے کام لے کر ان کو سمجھ لیتے تو کبھی اس کا انکار نہ کرتے یا اگر قرآن مجید کی تکذیب کی سزائیں جن عذابوں کی انہیں دھمکی دی گئی ہے ان سے ڈر جاتے تو کبھی یہ اس کی تکذیب نہ کرتے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں واقع نہیں ہوئیں لہذا انہوں نے قرآن مجید کو جھٹلا دیا (كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی اسی طرح جھٹلایا تھا (فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ) تو اے رسول، آپ دیکھ لیں کہ ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اگر یہ جھٹلاتے رہے تو عنقریب ان کا انجام بھی وہی ہوگا۔ کیا انہیں ان عذابات کا علم نہیں جو گذشتہ قوموں پر نازل ہوئے تھے۔ انہیں ضرور علم ہے تو پھر انہیں ان عذابات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

ان آیات میں پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے دلائل دئے۔ کافروں نے ان دلائل کے باوجود قرآن مجید کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے چیلنج کردیا کہ اگر یہ کلام الٰہی

نہیں ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر دکھاؤ لیکن وہ اس چیلنج کو بھی قبول نہ کر سکے اور وہ اس چیلنج کو کیسے قبول کر سکتے تھے جس چیلنج کے مقابلہ کی انہیں قدرت نہیں تھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

(نوٹ:۔ اس چیلنج کے سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ) اور اے رسول، ان تکذیب کرنے والوں میں سے بعض لوگ ایمان لے آئیں گے اور بعض لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے وہ گذشتہ قوموں کے انجام کی روشنی میں اپنا انجام سوچ لیں (وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ) اور اے رسول، آپ کا رب ان مفسدوں سے اچھی طرح سے واقف ہے۔ یہ لوگ اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ (كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ) (ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا) کے بعد (وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ) (آپ کا رب ان مفسدوں سے خوب واقف ہے)۔ اسی سلسلہ کی دوسری دھمکی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا انکار کرنے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے والوں کو ان آیات میں دو مرتبہ دھمکی دی ہے اور کافروں کو اپنے عذاب سے پوری طرح ہوشیار کر دیا ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ○ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ○ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ، كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ○

(قٓ ۔ ۱۲ تا ۱۴)

ان (کافروں) سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے اور ثمود نے بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا اور عاد نے، فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے بھی (جھٹلایا تھا) اور بن کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے بھی (جھٹلایا تھا)، غرض یہ کہ سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان سب پر ہمارا وعدۂ عذاب ثابت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ
وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا
لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟
وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ
كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۠ وَ
كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى
الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ
اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا
لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝

(الفرقان ۔ ۳۷ تا ۴۰)

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بنا دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر جماعت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے اس کو (تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہٰذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید جیسا کلام کوئی نہیں بنا سکتا، یہ گذشتہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور شریعت کے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ اے لوگو، قرآن مجید کی ان خصوصیات پر غور کیجئے اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیے۔

اے لوگو، اگر آپ ان خصوصیات کے باوجود قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں اور اس کو انسانی کلام سمجھیں تو پھر اس جیسی ایک ہی سورت آپ بنا کر دکھائیے۔ آپ بھی تو آخر انسان ہیں، آپ اس جیسا کلام بنانے سے کیوں عاجز ہیں؟

اے لوگو، اگر آپ اس جیسا کلام بنا کر نہ لا سکیں تو پھر اس پر ایمان لائیے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانیئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پھر عذاب الٰہی کے منتظر رہیئے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ
وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ، اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ
مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ
اِلَيْكَ، اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ
وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ، اَفَاَنْتَ
تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا
لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ اور اگر یہ (اب بھی) آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے، جو کچھ میں کر رہا ہوں اس سے تم بری (الذمہ) ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے میں بری (الذمہ) ہوں (۴۱) اور (اے رسول) ان میں بعض ایسے لوگ ہیں کہ جو آپ (کی باتوں) کو بڑے غور سے سنتے ہیں (لیکن وہ سنتے کچھ نہیں، وہ تو بہروں کے مثل ہیں) تو کیا آپ بہروں کو سُنا سکتے ہیں خصوصًا ایسی صورت میں کہ وہ (بات کو) سمجھنے کی اہلیت بھی نہ رکھتے ہوں (۴۲) اور (اے رسول) ان میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو آپ کی طرف (غور سے) دیکھتے رہتے ہیں (لیکن وہ دیکھتے کچھ نہیں، وہ تو اندھوں کے مانند ہیں) تو کیا آپ اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہیں خواہ وہ (کچھ بھی) نہ دیکھ سکتے ہوں (۴۳)

معانی و مصادر (یَبْرِیُوْنَ) بَرِیَ، یَبْرَیُ بُرْءًا وبَرَاءً (س) بری ہونا، شفا پانا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دلیل بیان کی پھر فرمایا (وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ) اور اے رسول، اگر یہ مشرکین اس کھلی دلیل کے باوجود آپ پر ایمان نہ لائیں اور آپ کو جھٹلائیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے میرا عمل میرے لئے ہے، تمہارا عمل تمہارے لئے ہے (اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ) جو کچھ میں کر رہا ہوں تم اس سے بری الذمہ ہو اور کچھ تم کر رہے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ میں اگر دعوئ نبوت میں سچا نہیں ہوں تو میں اپنے عمل کا ذمہ دار ہوں اور اگر تم میری تکذیب کر رہے ہو حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں تو پھر میں تمہاری اس تکذیب کا ذمہ دار نہیں۔ میرے عمل میرے لئے ہیں، تمہارے عمل تمہارے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو بھی اسی طرح متنبہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۱۳۹)

(اور اے رسول، ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ (کے معاملہ) میں ہم سے جھگڑ رہے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور (اگر تم اس کے معاملے میں شرک سے باز نہیں آئے تو سن لو) ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور ہم تو (بہرحال) خالص طور پر اسی (واحد اللہ) کی عبادت کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ، اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ)

اور اے رسول، ان مشرکین میں بعض ایسے لوگ ہیں جو بظاہر آپ کی باتوں کو بڑے غور سے سنتے ہیں لیکن وہ سنتے سناتے کچھ نہیں وہ تو بہروں کی مثل ہیں، تو اے رسول، کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں خصوصًا ایسی صورت میں کہ وہ بات کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہ رکھتے ہوں (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ، اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ) اور اے رسول، ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جو آپ کی طرف غور سے دیکھتے رہتے ہیں لیکن وہ دیکھتے کچھ نہیں۔ وہ تو اندھوں کے مانند ہیں تو کیا آپ اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہیں جبکہ انہیں بالکل ہی سجھائی نہ دیتا ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
(الزخرف۔ ۴۰)

(اور اے رسول، اگر یہ لوگ آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ رنجیدہ نہ ہوں) کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو اور ان کو جو صریح گمراہی میں مبتلا ہوں راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ، اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
(النمل۔ ۸۰ و ۸۱)

(اور اے رسول) نہ آپ مُردوں کو (اپنی آواز) سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا سکتے ہیں، آپ تو بس ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئیں اور مسلم بن جائیں۔

الغرض مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو بظاہر بڑے غور سے سنتے تھے اور آپ کی طرف بغور دیکھتے رہتے تھے۔ دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں گے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، ان کا یہ فعل محض فریب ہے۔ تم دھوکے میں نہ آنا۔ روحانی طور پر یہ اندھے اور بہرے ہیں۔ ان کی روحانی قوتیں ختم ہو گئی ہیں لہذا یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

عمل

اے لوگو، آپ اپنے عمل کے ذمہ دار ہیں، دوسروں کے عمل کے آپ ذمہ دار نہیں لہٰذا آپ اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے اور اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا کیجئے۔

اے لوگو، ایمان تو وہی لاتا ہے جو روحانی لحاظ سے اندھا اور بہرا نہ ہو۔ جس شخص کی روحانیت ہی ختم ہو جائے وہ ایمان نہیں لا سکتا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ
شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ
كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً
مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ بے شک اللہ لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ﴿۴۴﴾ اور (اے رسول) جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا (تو ان کو ایسا محسوس ہوگا) گویا (وہ دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے، (لیکن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا اس دن) وہ لوگ یقیناً نقصان میں رہیں گے جنہوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت پر (گامزن) نہیں تھے ﴿۴۵﴾ اور (اے رسول) اگر ہم (ان عذابات میں سے) جن کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں کچھ (عذاب) آپ کو دکھادیں (تو ہم یہ کر سکتے ہیں) اور اگر ہم (اس عذاب کے وقوع سے پہلے) آپ کی مدت حیات پوری کر دیں تو ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہی ہے (ہم اس وقت ان کو عذاب میں مبتلا کریں گے) بہرحال جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (یہ اللہ کے عذاب سے بچ کر کہاں جائیں گے) ﴿۴۶﴾

تفسیر گذشتہ آیات میں ذکر تھا کہ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق سزا و جزاء ملے گی۔ اگر اچھے عمل کئے ہوں گے تو اس کا اچھا صلہ ملے گا اور اگر برے عمل کئے ہوں گے تو ان کی سزا ملے گی۔ سزا جو ملے گی وہ ان لوگوں کے اعمال کے مطابق ملے گی کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہوگی (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا) کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ نہ بے گناہ کو سزا دیتا ہے اور نہ گناہگار کو اس کے گناہوں کی مقررہ سزا سے زیادہ سزا دیتا ہے (وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) البتہ لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ گناہ کرتے ہیں اور پھر سزا بھگتتے ہیں۔ نہ گناہ کرتے نہ سزا بھگتتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
(العنکبوت ۔ ۴۰)

اور اللہ تعالیٰ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
(الجاثیۃ - ۲۲)

اور (اے رسول) اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ (تاکہ وہ یہ معلوم کرے کہ کون ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے احکام پر چلتا ہے) اور (کون اس کی ناشکری کرتے ہوئے اس کے احکام سے سرکشی کرتا ہے) تاکہ (اللہ کی طرف سے) ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے، (سزا و جزاء کا یہ فیصلہ قیامت کے دن ہوگا) اور (اس دن) ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○
(قٓ - ۱۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ
(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ۴۲۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو، میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے۔

آگے فرمایا (وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ) اور جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کریگا تو انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ○
(النّٰزعات - ۴۶)

جب یہ (لوگ) قیامت کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا اس کی صبح۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

(پھر اللہ ان سے) پوچھے گا (بتاؤ) تم زمین میں کتنے سال رہے۔ وہ کہیں گے ہم ایک

الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
(المؤمنون ۔ ۱۱۲ تا ۱۱۴)

دن یا ایک دن کا کچھ حصہ (زمین میں) رہے آپ گننے والوں سے پوچھ لیجئے (ہمیں تو صحیح علم نہیں) (اللہ) فرمائے گا تم (زمین میں) بہت ہی کم رہے کاش تمہیں اس کا علم ہوتا۔

(یَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ) اہل محشر ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بِبَنِيْهِ ○
(سآل سآئل ۔ ۱۰ و ۱۱)

(اس دن) کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس دن مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کو دیدے۔

آگے فرمایا (قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ) قیامت کے دن وہ لوگ نقصان میں رہیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا تھا اور جو ہدایت پر گامزن نہیں تھے۔ حساب وکتاب کو جھٹلانے والے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ کو چھوڑ کر غلط راستے پر چلنے والے اس دن عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○
(ال عمران ۔ ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اسی پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

آگے فرمایا (وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ) اور اے رسول، اگر ہم ان عذابات میں سے جن کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں کوئی عذاب آپ کو آپ کی زندگی میں دکھادیں تو یہ ہوسکتا ہے اور اگر عذاب کے وقوع سے پہلے ہم آپ کی مدت حیات پوری کر دیں تو بالآخر ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اگر دنیا میں ان پر عذاب نازل نہیں ہوا تو کیا ہوا آخرت میں تو ان پر سے عذاب ٹل نہیں سکتا (ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ) بہرحال جو اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھ

رہا ہے ۔ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں ۔ کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا ۔ ہر عمل کی ان کو سزا ملے گی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ، وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(یونس ۔ ۶۱)

(اے لوگو) جب تم کوئی کام کرتے ہو تو جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور (اے رسول) ذرہ برابر چیز بھی آپ کے رب سے پوشیدہ نہیں ہے ، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی چیز خواہ وہ ذرہ سے چھوٹی ہو یا بڑی ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ، وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ، وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ○

(الکہف ۔ ۴۹)

(اے رسول ہر ایک کا) اعمال نامہ (اس کے سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ گنہگار لوگ جو کچھ اس میں (تحریر) ہوگا اس (کو دیکھ کر اس کی سزا) سے ڈر رہے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس! یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی اور نہ کوئی بڑی بات چھوڑی ، سب کو گن گن کر محفوظ کر لیا ہے ، الغرض جو عمل انہوں نے کئے ہوں گے وہ ان سب کو (اس میں) موجود پائیں گے اور (اے رسول) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کریگا (بلکہ اس کے اعمال کے مطابق ہی اُسے بدلہ دیا جائے گا) ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ، تَوَدُّ

اس دن ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو بھی موجود پائے گا اور برے اعمال کو بھی موجود

لَوْاَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وَ
يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ، وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ
بِالْعِبَادِ ○

(اٰل عمران ۔ ۳۰)

پائے گا (یہ ایسا ہولناک وقت ہوگا کہ اس وقت) وہ چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے اعمال کے درمیان بہت طویل فاصلہ ہوتا، اور (دیکھو) اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) اللہ بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۱۲۳)

جو شخص بھی برا عمل کریگا اس کو اس کی سزا ملے گی، اور اسے (وہاں) نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار۔

الغرض انسان کے تمام اعمال محفوظ ہو رہے ہیں اور ان اعمال کے مطابق اللہ تعالےٰ سزا و جزاء دیگا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم نہ کیجئے۔ جو نافرمانی آپ کریں گے اُس کا وبال آپ ہی پر پڑے گا۔

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے، صراط مستقیم پر چلتے رہیئے ورنہ قیامت کے دن آپ بڑے خسارہ میں رہیں گے۔

اے لوگو، سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، وہ سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اس کے ہاں سب اعمال محفوظ ہیں۔ وہ ہر عمل کی سزا یا جزاء دے گا، لہٰذا اچھے عمل کیجئے، برے عمل چھوڑ دیجئے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ، فَإِذَا
جَآءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۴۷﴾
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ
إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۴۸﴾ قُل
لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا
نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ اللَّهُ، لِكُلِّ
أُمَّةٍ أَجَلٌ، إِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ
فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ
أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ عَذَابُهُ
بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ
مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ أَثُمَّ إِذَا
مَا وَقَعَ ءَامَنْتُمْ بِهٖ، ءَآلْـٰٔنَ وَ
قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْخُلْدِ، هَلْ تُجْزَوْنَ
إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

وَيَسْتَنْبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ
اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۳ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ
نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ
لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا
النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۵۴

ترجمہ ہر امت کی طرف رسول (بھیجا گیا ہے) تو جب (کبھی) لوگوں کے پاس ان کا رسول آیا تو انصاف کے ساتھ ان میں فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا گیا ۝۴۷ اور (اے رسول، کافر آپ سے) پوچھتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ

کہ یہ عذاب کا وعدہ کب (پورا) ہوگا ﴿۴۸﴾ آپ کہہ دیجئے (کہ یہ چیز میرے اختیار میں نہیں) مجھے تو اپنے نفع، نقصان کا بھی اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے، جب ان کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کے لئے بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں ﴿۴۹﴾ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو (کسی وقت بھی) تم پر (ناگہانی طور پر) واقع ہو جائے (تو کیا تم اپنا بچاؤ کر سکو گے)۔ یہ گنہگار (ہرگز بچاؤ نہیں کر سکیں گے تو آخر یہ پھر) کس چیز کی جلدی مچا رہے ہیں (اس چیز کی جس سے بچنا ان کے اختیار میں نہیں ہوگا) ﴿۵۰﴾ (اے رسول، آپ ان سے پوچھئے) کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو پھر اس وقت ایمان لاؤ گے، (اس وقت تو تم سے کہا جائیگا) کیا اب (ایمان لاتے ہو اور اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو) اس عذاب کی تو تم جلدی مچایا کرتے تھے ﴿۵۱﴾ پھر جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان سے کہا جائیگا (اب) دائمی عذاب کا مزا چکھو، یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ﴿۵۲﴾ اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ (قیامت کے واقع ہونے کی خبر بالکل) سچ ہے، آپ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم یہ (بالکل) سچ ہے (ایسا ہو کر رہے گا اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے) ﴿۵۳﴾ اور (اے رسول، اس دن یہ کیفیت ہوگی کہ) اگر کسی ظالم شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو وہ انہیں اپنے آپ کو (دوزخ سے) بچانے کے لئے دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (نادم ہوں گے اور اپنی) ندامت کو چھپائیں گے، پھر ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا ﴿۵۴﴾

معانی و مصادر (قِسْطٌ) قَسَطَ، یَقْسِطُ، قِسْطٌ (ن وض) عادل ہونا، انصاف کرنا، (قِسْطٌ = عدل وانصاف)۔
(اَجَلٌ) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) وقت مقرر کرنا، مؤخر کرنا، مؤخر ہونا (اَجَلٌ = مقررہ وقت)۔
(بَیَاتًا) بَاتَ، یَبِیْتُ، بَیْتٌ و بَیَاتٌ و بَیْتُوْتَۃٌ و مَبِیْتٌ (ض) رات گذارنا۔
(یَسْتَنْبِئُوْنَ) اِسْتَنْبَأَ، یَسْتَنْبِئُ، اِسْتِنْبَاءٌ (باب استفعال) خبر دینا۔
(نَدَامَۃٌ) نَدِمَ، یَنْدَمُ، نَدْمٌ و نَدَامَۃٌ (س) نادم ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ) ہر امت کی ہدایت کے لئے رسول بھیجا گیا ہے۔ کوئی امت ایسی نہیں جس کو رسول کے ذریعہ ڈرایا نہ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○
(الرعد - ۷)

آپ تو بس ڈرانے والے ہیں (اور کوئی انوکھے ڈرانے والے نہیں ہیں، آپ سے پہلے بھی) ہر قوم میں ہادی آتے رہے ہیں (جو لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ○
(فاطر - ۲۳ و ۲۴)

آپ تو بس ڈرانے والے ہیں۔ ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

الغرض ہر امت میں رسول آتے رہے (فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ) تو جب کبھی کسی امت کے لوگوں کے پاس ان کا رسول آیا تو ان میں اور ان کے رسول کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا۔ لوگوں نے رسول کی تکذیب کی، ان کا مذاق اڑایا اور ایمان لانے سے صاف انکار کر دیا تو بالآخر ہم نے اپنا عذاب بھیج کر حق و باطل کا فیصلہ کر دیا، حق کو حق ثابت کر دیا اور باطل کو باطل ثابت کر دیا۔ رسول حق پر تھے لہٰذا ان کو عذاب سے بچا لیا گیا۔ کفار ناحق پر تھے لہٰذا ان کو عذاب کے ذریعہ نیست و نابود کر دیا گیا (وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا گیا۔ ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کی گئی، جتنی سزا کے وہ مستحق تھے اتنی ہی سزا انہیں دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ، اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ، فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
(التوبة - ۷۰)

کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے، ان (تمام قوموں) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ، فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ، وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۴۰)

ہم نے ان سب کو ان کے گناہ کے سبب (اپنی) گرفت میں لے لیا، ان میں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے، بعض وہ تھے جن کو ایک زبردست آواز نے پکڑ لیا، بعض وہ تھے جنکو ہم نے زمین میں دھسا دیا اور بعض وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

(یٰسٓ ۔ ۳۰ و ۳۱)

بندوں پر افسوس ہے کہ جب (کبھی) ان کے پاس رسول آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی امتوں کو نیست و نابود کر دیا اور اب وہ لوگ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آ سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ○ ذِكْرٰى ، وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

(الشعرآء ۔ ۲۰۸ و ۲۰۹)

اور جتنی بستیاں ہم نے ہلاک کی ہیں ان میں ڈرانے والے (ضرور) بھیجے گئے تھے۔ (تاکہ وہ ان کو) نصیحت (کریں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (کہ ان کو تنبیہ کئے بغیر ان کو ہلاک کرتے)۔

الغرض ہر امت کے پاس رسول آئے۔ امت نے رسول کا مذاق اڑایا۔ رسول کا مذاق اڑا کر امت کے لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو بس اتنا کیا کہ انہیں انصاف کے ساتھ ان کے اعمال کی سزا دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(الانبیآء ۔ ۴۱)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا (تو نتیجہ کیا نکلا) اس (عذاب) نے انہیں آ گھیرا جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

جس طرح گذشتہ امتوں کو ان کے کفر کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا گیا اسی طرح ایک وقت

آنے والا ہے کہ ان مشرکین کو بھی تباہ و برباد کر دیا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے مابین عذاب الٰہی فیصلہ کر دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ (وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ) اور (اے ایمان والو، کفار تم سے) کہتے ہیں (کہ اگر واقعی ایک دن آنے والا ہے جس دن ہم کو ہمارے کفر کی وجہ سے نیست و نابود کر دیا جائیگا تو) اگر تم سچے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ یہ وعدۂ عذاب کب پورا ہو گا۔ آپ لوگ بار بار عذاب سے ہمیں ڈراتے ہیں تو آخر وہ عذاب آتا کیوں نہیں۔ ہم اس عذاب کو دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے (عذاب کا لانا میرے اختیار میں نہیں۔ عذاب تو بہت بڑی چیز ہے) مجھے تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں مگر صرف اتنا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔ اگر میرے اختیار میں عذاب ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ، مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ○ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ○

(الانعام۔ ۵۷ و ۵۸)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کو جھٹلا دیا (تو) جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے، حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے، وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے جس (عذاب) کی تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے پاس (یا میرے اختیار میں) ہوتا تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اللہ (ڈھیل دے رہا ہے، یہ اس کا رحم و کرم ہے لیکن وہ ظالموں سے غافل نہیں ہے، بلکہ وہ) ان ظالموں سے خوب واقف ہے (وقت مقررہ آنے پر وہ ان کو سخت سزا دے گا)۔

آگے فرمایا (لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ، اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ) ہر امت کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ جب وہ وقت جو ان کی

ہلاکت کے لئے مقرر ہوتا ہے آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کے لئے بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ نہ مقررہ وقت سے پہلے وہ ہلاک ہو سکتے ہیں اور نہ مقررہ وقت کے بعد وہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○ (المؤمنون۔ ۴۳)

کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ) اور اے رسول، ان سے پوچھئے اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب رات کو یا دن کو کسی وقت بھی تم پر اچانک آجائے تو کیا تم اپنا بچاؤ کر سکو گے۔ اے رسول، یہ گنہگار ہرگز بچاؤ نہیں کر سکیں گے تو پھر آخر یہ کس چیز کی جلدی کر رہے ہیں۔ اس چیز کی جس سے بچنا ان کے اختیار میں نہیں ہوگا۔ یہ لوگ کتنے بے وقوف ہیں کہ اپنی تباہی و بربادی میں جلدی کر رہے ہیں (اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ) اور اے رسول، آپ ان سے یہ بھی پوچھئے کہ کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو اس وقت تمہیں اس کا یقین آئے گا، اس وقت یقین کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اس وقت تو تم سے کہا جائے گا (آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ) کیا اب تمہیں یقین آیا۔ اب تم اس عذاب سے کیوں گھبراتے ہو؟ یہ تو وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔ یہ تو تمہارا مطلوبہ عذاب ہے (ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ) پھر ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہا جائے گا اب دائمی عذاب کا مزا چکھو (هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ) کیا یہ ان اعمال کا بدلہ نہیں ہے جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے؟ یقیناً یہ انہی اعمال کا بدلہ ہے (وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ) اور اے رسول، یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کیا قیامت کے واقع ہونے کی خبر بالکل سچ ہے (قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ) آپ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم ہاں، یہ بالکل سچ ہے۔ قیامت آکر رہے گی (وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ) اور تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور قیامت کو واقع کرے گا۔ تم اسے روک نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ○ (المرسلٰت۔ ۷)

جس (قیامت کا) تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور واقع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ (الطور۔ ۷ و ۸)

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

آگے فرمایا (وَلَوْاَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ) اور اے رسول۔ وہ دن تو اتنا خوفناک ہوگا کہ اگر کسی گنہگار شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو وہ ان سب کو اپنے کو عذاب سے بچانے کے لئے دے ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی، وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ لَوْاَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ، وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

(الرعد ۔ ۱۸)

جن لوگوں نے اپنے رب (کو خوش کرنے) کے لئے (اس کے احکام کو) قبول کیا ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور جنہوں نے قبول نہیں کیا تو اگر (قیامت کے دن) ان کے پاس روئے زمین کی تمام دولت اور اس کے برابر اتنی ہی دولت اور ہو تو وہ اپنی نجات کے لئے سب دے ڈالیں گے (لیکن وہاں نہ دولت ہوگی اور نہ کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا، وہاں تو) ان کا بہت برا محاسبہ کیا جائے گا، ان کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ (بہت) بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ○ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(الزّمر ۔ ۴۷ و ۴۸)

اور (اے رسول) اگر ان ظالموں کے پاس وہ تمام (مال و متاع) ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی (مال و متاع) اور ہو تو قیامت کے روز عذاب کی تکلیف سے بچنے کے لئے یہ سب (مال و متاع) ضرور اپنے فدیہ میں دے ڈالیں، (اس دن) ان کے سامنے وہ تمام چیزیں آجائیں گی جن کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا ان کے اعمال کی برائیاں بھی ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لے گا۔

لیکن اس دن کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، مَاْوٰىكُمُ النَّارُ، هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (الحدید ۔ ۱۵)

تو (اے منافقین) آج نہ تو تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ کافروں سے کوئی فدیہ لیا جائے گا، تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

آگے فرمایا (وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ) اور جب کافر عذاب کو دیکھیں گے تو بہت نادم ہوں گے اور اپنی ندامت کو چھپانے کی کوشش کریں گے لیکن اس وقت ندامت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا (وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) بلکہ ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔ جس سزا کے وہ مستحق ہوں گے وہی سزا ان کو دی جائے گی۔

عمل

اے لوگو، کوئی شخص سوائے اللہ تعالےٰ کے آپ کے نفع، نقصان کا اختیار نہیں رکھتا لہذا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی شخص سے مدد نہ مانگئے۔

اے لوگو، موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ نہ اس سے ایک گھڑی پہلے کوئی مر سکتا ہے اور نہ ایک گھڑی بعد۔ نیک عمل کرتے رہیئے اور موت کے لئے ہر وقت تیار رہیئے۔

اے لوگو، ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا لہذا برے عمل سے بچئے اور نیک عمل کیجئے۔

اے لوگو، قیامت کا آنا اور حساب و کتاب کا ہونا بالکل یقینی ہے۔ ایسے کام کیجئے کہ آپ کو قیامت کے دن نہ حسرت ہو اور نہ شرمندگی۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ، اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَ
يُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ خبردار ہو جاؤ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے (سب) اللہ کا ہے (اور اس بات سے بھی) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا وعدہ یقیناً سچ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۵) وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم (سب) کو لوٹ کر جانا ہے (۵۶)

تفسیر توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) خبردار ہو جاؤ، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کا واحد مالک ہے، دوسروں کو ان چیزوں پر ذرا سا بھی تصرف حاصل نہیں تو وہ کیا دیں گے اور ان سے کیا مانگا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○
(سبا - ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر کسی

چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى. ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ، لَهُ الْمُلْكُ، وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ○

(الفاطر۔ ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، یہ سب وقت مقررہ تک چلتے رہیں گے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

آگے فرمایا (اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ) خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ (قیامت ضرور آکر رہے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ، وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

(یونس۔ ۵۳)

آپ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم ہاں یہ (بالکل) سچ ہے (ایسا ہو کر رہے گا) اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

الغرض قیامت کا آنا یقینی ہے (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) لیکن کافروں میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے کہ ایسا ضرور ہو گا۔ نہ وہ علم رکھتے ہیں اور نہ ان میں سمجھ بوجھ ہے کہ اپنے مقصدِ تخلیق کو پہچانیں، قیامت کی غرض و غایت کو سمجھ سکیں، اس پر ایمان لے آئیں اور عذاب سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۵۹)

بے شک قیامت آنے والی ہے، اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○
(الجاثیۃ۔ ۲۶)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے، پھر وہی تم کو موت دے گا، پھر وہی تم کو قیامت کے دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں جمع کریگا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آیت زیر تفسیر میں وعدہ سے مراد قیامت کا وعدہ ہے اور اس پر اگلی آیت ایک قرینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ) وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے یعنی قیامت کے دن تم سب اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ اس دن اس وعدہ کی یاد دہانی کر کے کافروں کو ملامت کی جائے گی۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ○
(الجاثیۃ۔ ۳۲)

اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہا کرتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے، ہم محض گمان کرتے ہیں ہمیں یقین نہیں ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ وعدۂ الٰہی سے مراد قیامت کا وعدہ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل دئے اور اس کی خلاف ورزی پر قیامت کے دن کے عذاب کی دھمکی دی۔

عمل

اے لوگو، زمین اور آسمان کی ہر چیز کا صرف اللہ تعالیٰ مالک ہے لہٰذا صرف اسی سے مانگیئے۔
اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے۔ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم
مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ
لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلْ
بِفَضْلِ ٱللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِۦ
فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۟ هُوَ خَيْرٌ
مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾

ترجمہ اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراض قلب کے لئے شفاء، (تم سب کے لئے) ہدایت اور مؤمنین کے لئے رحمت آچکی ہے ﴿۵۷﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے (یہ کتاب ان کے پاس آگئی ہے) تو (اب اس کے آنے) سے انہیں خوش ہونا چاہئے (اور اے رسول) جو کچھ (مال و دولت) یہ جمع کر رہے ہیں یہ کتاب اس سے (بدرجہا) بہتر ہے ﴿۵۸﴾

معانی و مصادر (مَوْعِظَةٌ) وَعَظَ ، یَعِظُ، وَعْظٌ و عِظَةٌ (ض) نصیحت کرنا (مَوْعِظَةٌ۔ نصیحت)۔

تفسیر تمام دنیا کے انسانوں کو دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ) اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آگئی ہے یعنی تمہارے پاس قرآن مجید آگیا ہے جو نصیحت و موعظت سے لبریز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ○ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○
(صٓ ۔ ۱و۲)

صٓ، نصیحت والے قرآن کی قسم (بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں)۔ لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ تکبر اور مخالفت میں (مبتلا) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
(اقترب الساعۃ ۔ ۲۲)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

آگے فرمایا (وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ) اور اے لوگو، تمہارے پاس وہ چیز آگئی ہے جو سینے کی تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے یعنی تمہارے پاس قرآن مجید آگیا ہے جس میں دل کے تمام امراض کا علاج ہے۔ قرآن مجید تمام روحانی بیماریوں سے شفاء عطاء فرماتا ہے، شرک کفر، بغض، نفاق، حسد وغیرہ تمام روحانی امراض قرآن مجید سے دور ہوتے ہیں۔ قرآن مجید دلوں کو پاک وصاف کرتا ہے۔ اسی کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کے دلوں کا تزکیہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ، وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○
(الجمعۃ ۔ ۲)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

قرآن مجید اگرچہ روحانی امراض کے لئے شفاء ہے لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں

جو اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ، وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنی اسرآئیل۔۸۲)۔

اور قرآن میں ہم ایسی ایسی باتیں نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کیلئے شفاء اور (باعث) رحمت ہیں اور ظالموں کو تو اس سے نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (وھُدًی) اور اے لوگو، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آگئی ہے یعنی قرآن مجید جو تم سب کو بلا تفریق ملک و ملت صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید تم کو ہدایت کے سلسلہ میں وہ تمام احکام بتاتا ہے جس پر چل کر تم منزل مقصود پر پہنچ سکو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۔ (البقرۃ۔ ۱۸۵)

رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جس میں (تمام) لوگوں کے لئے رہنمائی ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے واضح دلائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى۔ (النجم۔ ۲۳)

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ (بنی اسرآئیل۔ ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے۔

آگے فرمایا (وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) اور اے لوگو، ایمان والوں کے لئے تو یہ سراسر رحمت ہے۔ اگر تم ایمان لے آؤ تو تمہارے لئے بھی یہ باعث رحمت ہوگا۔ قرآن مجید کے رحمت ہونے کا فائدہ تمہیں اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ تم اس پر ایمان لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ
رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○
(الجاثیۃ۔ ۲۰)

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بصیرت کی باتوں کا مجموعہ اوران لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ
شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ ○
(النحل۔ ۸۹)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور (اے رسول) یہ (کتاب ایسی ہے کہ اس میں) مسلمین کے لئے ہدایت ہے رحمت ہے اور بشارت ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی رحمت سے یہ کتاب آگئی ہے۔ یہ اس کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ایسی بہترین کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی تو اب اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر لوگوں کو چاہئے کہ خوش ہوں (هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ) یہ کتاب جو کچھ مال و دولت یہ جمع کر رہے ہیں اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ مال و دولت دنیا کی زندگی میں کبھی کام آتا ہے اور کبھی کام نہیں بھی آتا اور اگر کام آتا بھی ہے تو چند روز کے لئے۔ اس کا فائدہ عارضی ہوتا ہے لیکن قرآن مجید کا فائدہ یقینی، بے پایاں اور دائمی ہے۔ قرآن مجید دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی۔ شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا
لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا
التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ
مُّقْتَصِدَةٌ، وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا
يَعْمَلُوْنَ ○
(المآئدۃ۔ ۶۵و۶۶)

اور اگر اہل کتاب (اب بھی) ایمان لے آئیں اور پرہیزگاری اختیار کریں تو ہم ان کے گناہوں کو مٹا دیں گے اور ان کو نعمتوں کے باغات میں داخل کریں گے اور اگر وہ توریت، انجیل اور اس کتاب پر جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کی گئی ہے قائم ہو جاتے تو ان کو ان کے اوپر سے بھی رزق ملتا اور ان کے پیروں کے نیچے سے بھی۔ ان میں سے کچھ لوگ تو اعتدال پر

قائم ہیں لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بداعمالیاں کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ جزء اول ص۳۲۵)

اس کتاب کے ذریعہ اللہ بہت سی قوموں کو سربلندی عطا فرمائے گا اور بہت سی قوموں کو (قعرِ مذلت میں) ڈال دیگا۔

جو لوگ قرآن مجید پر عمل کریں گے وہ سرفراز اور سربلند ہوں گے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کریں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ مَنِ اسْتَمْسَکَ بِہٖ وَاَخَذَ بِہٖ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہُ ضَلَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب جزء۲ ص۳۶۲)

اللہ کی کتاب، اس میں ہدایت ہے، روشنی ہے، جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ ہدایت پر قائم ہو گیا اور جس نے اس سے غفلت کی وہ گمراہ ہو گیا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، یہ اللہ کی رسی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہو گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہو گا۔

الغرض قرآن مجید ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے ملنے پر ہمیں خوش ہونا چاہئے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید میں آپ کے رب کی طرف سے نصیحت اور موعظت ہے۔ اس پر ایمان لائیے، اس پر عمل کیجئے دین اور دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں حاصل کیجئے۔

اے لوگو، قرآن مجید روحانی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ اس کو بار بار پڑھئے اور اس کے بتائے ہوئے نسخوں پر مسلسل عمل کیجئے تاکہ شرک، بدگمانی، بغض، حسد، لالچ، حرص جیسے امراض سے آپ کا دل پاک ہو جائے۔

اے لوگو، قرآن مجید نے صحیح راستہ بتا دیا ہے اب اس پر چل کر منزل مقصود پر

پہنچنے کے لئے جدوجہد کیجئے۔

اے لوگو، قرآن مجید دین و دنیا کی فلاح کا ضامن ہے اور ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمت کے مل جانے پر آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔

قُلْ أَرَءَيْتُمْ مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم
مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَٰلًا ۗ قُلْ
ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى ٱللَّهِ
تَفْتَرُونَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ ٱلَّذِينَ
يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ
يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو
فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہرالیا اور کسی چیز کو حلال ٹھہرالیا۔ کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر بہتان لگاتے ہو (۵۹) اور (اے رسول) جو لوگ اللہ پر بہتان لگاتے ہیں ان کا کیا خیال ہے (کہ) قیامت کے دن (ان کے ساتھ کیا ہوگا) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان ہے (کہ فوراً سزا نہیں دیتا) لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے (۶۰)

معانی ومصادر (حَرَمًا) حَرِمَ، یَحْرَمُ، حَرَمٌ وحَرَامٌ (س) حَرُمَ، یَحْرُمُ، حُرْمٌ وحَرَامٌ وحُرْمَةٌ (ک) حرام ہونا۔
(حَلَالًا) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا، احرام اتارنا۔

تفسیر بنی اسرائیل نے بعض چیزوں کو خود حرام کرلیا تھا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَىٰةِ فَاتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ۝

(آل عمران - ۹۳ و ۹۴)

توریت کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جن کو یعقوب نے اپنے اوپر خود ہی حرام کرلیا تھا (اے رسول ان سے) کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو پیش کرو پھر اُسے پڑھو (اور اس میں بتاؤ کہ یہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں ملت ابراہیمی میں بھی حرام تھیں، ملت ابراہیمی میں تو یہ چیزیں حرام نہیں تھیں، جو کچھ تم دعویٰ کرتے ہو وہ اللہ پر افتراء ہے) اس (وضاحت) کے بعد بھی جو شخص اللہ پر افتراء کرے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

اسی طرح مشرکین نے بھی بہت سی چیزوں کو خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ إِلَّا مَن نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ

اور مشرکین یہ بھی کہتے ہیں یہ چوپائے اور یہ کھیتی (ہر ایک کے لئے) جائز نہیں، وہ اپنے زعم (باطل) میں کہتے ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھا

لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ، سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى أَزْوَاجِنَا ، وَإِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَآءُ ، سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ، إِنَّهٗ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ، قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○

(الانعام - ۱۳۸ تا ۱۴۰)

سکتا سوائے اس کے جس کو ہم چاہیں ، (اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بعض چوپائے ایسے ہیں جن پر سوار ہونا اور سامان لادنا حرام کر دیا گیا ہے اور بعض چوپایوں پر اللہ کا نام نہیں لیتے ، یہ سب کچھ اللہ پر افتراء ہے (اللہ نے ان باتوں کا ان کو حکم نہیں دیا) عنقریب اللہ ان کو اس افتراء پردازی کی سزا دے گا اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان چوپایوں کے پیٹوں میں جو بچے ہیں وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہیں ، ہماری عورتوں پر حرام ہیں اور اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو پھر اس (کے کھانے) میں سب شریک ہو جاتے ہیں ، اللہ ان کو ان باتوں کی بہت جلد سزا دیگا (عذاب میں تاخیر اس کی علم و حکمت پر مبنی ہے) بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے ۔ جن لوگوں نے بے وقوفی اور لاعلمی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ کے دئے ہوئے رزق کو اللہ پر بہتان لگا کر حرام کر لیا وہ (بڑے) نقصان میں مبتلا ہو گئے یقیناً یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے اور یقیناً یہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین دونوں کا اعتقاد تھا کہ تحلیل و تحریم اللہ تعالیٰ کا حق ہے ۔ وہی حلال کرتا ہے اور وہی حرام کرتا ہے ۔ دوسرا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا لہذا اسی عقیدہ کی بنیاد پر انہوں نے اپنی تحلیل و تحریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کر رکھا تھا ۔ آل عمران اور الانعام کی مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالےٰ نے ان کی اس افتراء پردازی کا ذکر کیا ہے۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تحلیل و تحریم اور پھر اس تحلیل و تحریم کو اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ نسبت دینے کی سخت مذمت کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ أَرَءَيْتُمْ مَّآ أَنزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا) اے رسول ، آپ ان سے

پوچھیئے! بتاؤ جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے تم نے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہرالیا اور کسی چیز کو حلال ٹھہرالیا یہ کہاں تک مناسب ہے۔ رزق تو دینے والا اللہ تعالیٰ اور حلال و حرام ٹھہرانے والے تم! یہ کیسے ہوسکتا ہے؛ جس نے رزق دیا ہے وہی حلال و حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود حلال و حرام کرنے لگ جائے سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ اسے حلال یا حرام کرنے کی اجازت دیدے۔ (قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ) اے رسول، ان سے پوچھئے کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال و حرام کرنے کی اجازت دی ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہو کہ حلال و حرام تو کرتے ہو خود اور کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے یا حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو خود ان چیزوں کو حلال یا حرام کیا اور نہ تمہیں حلال یا حرام کرنے کی اجازت دی ہے تو پھر تم کیسے کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حلال یا حرام کیا ہے۔ اپنے فعل کو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو۔ یہ افتراء پردازی نہیں تو اور کیا ہے (وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اے رسول، جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کر رہے ہیں ان کا قیامت کے دن کے متعلق کیا خیال ہے۔ قیامت کا دن ان کے لئے تباہی و بربادی کا دن ہوگا یا عیش و نشاط کا؛ (اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ) اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ وہ فوراً سزا نہیں دیتا لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

(مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ) میں اللہ تعالیٰ نے رزق کے متعلق فرمایا کہ وہ نازل کیا جاتا ہے حالانکہ بظاہر تو رزق نازل نہیں ہوتا۔ نازل تو بارش ہوتی ہے۔ بارش سے زمین کی تمام چیزیں اگتی ہیں گویا ان تمام چیزوں کے اُگنے کا سبب بارش ہے اگر بارش نازل نہ ہو تو رزق پیدا نہ ہو۔ بارش کا نازل ہونا گویا رزق کا نازل ہونا ہے۔ سورۂ جاثیہ میں اللہ تعالیٰ نے بارش ہی کو رزق بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○
(الجاثیہ - ۵)

اور جو رزق اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور ہواؤں کے چلانے میں عقل والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

یہ آیت گویا آیت زیر تفسیر کی تشریح ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ

(اے لوگو،) وہی ہے جو تم کو (اپنی قدرت

مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا، وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○

(حٰمٓ المومن - ۱۳)

اور توحید کی) نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے اوپر سے رزق اتارتا ہے (لیکن تمہیں پھر بھی نصیحت ماننے کی توفیق نہیں ہوتی) بات یہ ہے کہ نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ○ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ○ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا، كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ○

(قٓ - ۹ تا ۱۱)

اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں، پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اگاتے ہیں۔ اور لمبی لمبی کھجوریں بھی (اگاتے ہیں) جن کا خوشہ تہ بہ تہ ہوتا ہے۔ (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم ہی اس پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح درخت اور پودے پانی برستے ہی زمین سے نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے روز مُردے) نکل پڑیں گے۔

الغرض آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے بارش کو رزق فرمایا کیونکہ وہی درحقیقت رزق کا سبب ہے۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل و تحریم کا حق اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کو حلال کرنے اور حرام کرنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○

(النحل - ۱۱۶)

اور (اے لوگو، اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پہ آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا گویا اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔ کفار اس بات کو جانتے

تھے کہ تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہذا جب وہ خود کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہراتے تو اس کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے تھے، یہ ان کی اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی تھی اور اس افتراء پردازی کی سزا ان کو قیامت کے دن بھگتنی ہوگی۔

عمل

رزق اللہ تعالیٰ عطاء فرماتا ہے لہذا حلال یا حرام کرنا اسی کا حق ہے۔
اے لوگو، آپ کبھی بھی کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام نہ ٹھہرائیے۔
اے لوگو، کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام ٹھہرانا گویا اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے اور افتراء پردازی کرنے والوں کی قیامت کے دن بڑی خرابی ہے لہذا آپ کبھی ایسی افتراء پردازی نہ کیجئے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا
تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا
تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا
عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ
فِيْهِ، وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ
مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ
اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَآ اِنَّ

أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ
الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَفِى الْاٰخِرَةِ ، لَا تَبْدِيْلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
قَوْلُهُمْ ، اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ
جَمِيْعًا ، هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ جس حال میں بھی ہوں خواہ آپ قرآن میں سے کچھ تلاوت کر رہے ہوں (یا اس کے علاوہ کسی اور حال میں ہوں) اور (اے لوگو) تم بھی جب کسی کام میں مشغول ہوتے ہو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور (اے رسول) ذرہ برابر چیز بھی آپ کے رب سے پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی چیز خواہ وہ ذرہ سے چھوٹی ہو یا بڑی ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو (۶۱) (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ اللہ کے دوستوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم (۶۲) (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار تھے (۶۳) ان لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے (یہ اللہ کی باتیں ہیں اور) اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں (ضرور ایسا ہو کر رہے گا) اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے (۶۴) اور (اے رسول) ان لوگوں کی (توہین آمیز) باتوں سے آپ رنجیدہ نہ ہوں، عزت تو سب اللہ ہی کی ہے (عزت وہی دیتا ہے۔ اس نے آپ کو عزت دی ہے تو اگر کافر آپ کی بے عزتی کریں تو کیا ہوتا ہے) وہ سننے والا، جاننے والا ہے (اُسے ان کی گستاخیوں کا علم ہے، وہ انہیں وقت مقررہ پر ضرور سزا دے گا (۶۵)

معانی ومصادر (شَأْنٌ) شَأَنَ، یَشْأَنُ، شَأْنٌ (ف) شان ہونا (شَأْنٌ = کام، حال)۔

(شُهُوْدٌ) شَهِدَ، یَشْهَدُ، شُهُوْدٌ (س) گواہی دینا، حاضر ہونا۔ (شُهُوْدٌ = شَاهِدٌ کی جمع، گواہ، حاضرین)۔

(تُفِیْضُوْنَ) اَفَاضَ، یُفِیْضُ، اِفَاضَةً (باب افعال) چلے جانا، غور کرنا۔

(یَعْزُبُ) عَزَبَ، یَعْزُبُ، عُزُوْبٌ (ن، ض) دور ہونا، غائب ہونا، پوشیدہ ہونا۔

(بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض) خوش ہونا۔ (بُشْرٰی = خوشخبری)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بھی بیان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو ایک قسم کی تسلی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو تسلی دے رہا ہے کہ مصائب کے جو پہاڑ ان پر ٹوٹ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں ہے۔ وقت مقررہ پر وہ ضرور ان کی مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ) اور اے رسول، آپ جس حال میں بھی ہوں، خواہ آپ قرآن مجید میں سے کچھ تلاوت کر رہے ہوں یا کسی اور کام میں مشغول ہوں (وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ) اور اے ایمان والو، تم بھی جب کوئی کام کرتے ہو اور اس کام میں (پوری طرح) مشغول ہو جاتے

ہو تو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں، (وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ) اور اے رسول، یہی نہیں بلکہ آپ کے رب سے تو زمین میں ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور نہ آسمان میں (پوشیدہ ہے) (وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ) اور کوئی چیز خواہ وہ ذرّہ سے چھوٹی ہو یا ذرّہ سے بڑی ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہ ہو۔ غرض یہ کہ ہر چیز آپ کے رب کے مشاہدہ اور علم میں بھی ہے اور اس کی تحریر میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى، ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام - ۵۹ و ۶۰)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔ وہی ہے جو رات کے وقت (نیند میں) تمہیں وفات دیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا اسے (اچھی طرح) جانتا ہے، پھر (رات ختم ہونے کے بعد) دن کے وقت وہ تم کو (اٹھا کر) کھڑا کر دیتا ہے تاکہ (اس طرح زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے، پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

(والسمآء ذات البروج - ۹)

اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا کام ہے۔ یہاں بے شک ان کو عارضی مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن (اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) خبردار ہو جاؤ ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ

کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم (اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ) یہ وہ لوگ ہوں گے جو ایمان لائے ہوں گے اور تقویٰ شعار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں گے اور متقی و پرہیزگار ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کی دو نشانیاں بتائیں :۔ ایمان اور تقویٰ۔ اگر کسی شخص میں ایمان اور تقوی میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

متقی کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ، وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ، وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لاکر اعمال صالحہ کرنے کا نام ہے لہذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، اور آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی لوگ (درحقیقت) متقی ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ

تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں میں آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو (اپنے لئے) کم سمجھا انہوں نے

مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح جزء ۳ ص۳ وروی مسلم نحوہ فی کتاب النکاح جزء اول ص۵۸۴)

کہا ہم آپ کی برابری کس طرح کرسکتے ہیں، آپ کو تو اگلے پچھلے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا گیا ہے (آپ سے غلط کام ہوتا ہی نہیں) ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا (کبھی) افطار نہیں کرونگا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کرونگا اور عورتوں سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں، پھر بھی روزے رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (یاد رکھو) جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقویٰ دراصل اتباع سنت کا نام ہے اور متبع سنت ہی دراصل اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ

(الاعراف - ۱۵۶ و ۱۵۷)

اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھونگا) جو رسول نبی امی کی پیروی کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں جو متبع رسول ہیں یعنی متقی درحقیقت وہی ہے جو متبع سنت ہے۔ جو متبع سنت نہیں وہ متقی بھی نہیں اور جو متقی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(آل عمران ۔ ۳۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کریگا، تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب وہ لوگ ہیں جو متبع رسول ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی نشانی صرف یہی ہے کہ وہ سنت کے پابند ہوں۔ اگر کوئی شخص سنت کا پابند نہ ہو تو خواہ وہ کیسا ہی عبادت گذار کیوں نہ ہو وہ اللہ تعالےٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

آگے فرمایا (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ) اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے لئے دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی طے شدہ باتیں ہیں اور) (لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو یقیناً دنیا میں بھی بشارت دی جائے گی اور آخرت میں بھی بشارت دی جائے گی اور آخرت کی بشارت تو درحقیقت بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو دنیا میں جو بشارتیں دی جاتی ہیں ان سے مراد وہ بشارتیں ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دی گئی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ○

(الزمر ۔ ۲۰)

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے (جنت میں) بالاخانے ہوں گے، ان بالاخانوں کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ، لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(الشوریٰ - ۲۲ و ۲۳)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ جنتوں کے باغات میں ہوں گے، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں جو کچھ وہ چاہیں گے (موجود) ہوگا، (اور) یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہوگا (جس سے وہ بہرہ ور ہوں گے)۔ یہی وہ (نعمت) ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے (اُن) بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

(النحل - ۱۰۲)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ (یہ قرآن) ایمان والوں کو ثابت (قدم) رکھے، مسلمین کو راہ راست بتائے اور (جنت کی) بشارت سنائیے۔

بشارت سے مراد وہ خواب بھی ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو دکھاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المبشرات جزء ۹ ص۴)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں، لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَرُؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الرؤیا جزء ۲ ص۳۰۵)

اچھا خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہوتا ہے۔

بشارت سے مراد لوگوں کا تعریف کرنا بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں :۔

قِيلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب اذا اثنی علی الصالح فھی بشری ولا تضر کہ جزء ۲ صفحہ ۴۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اعمال صالحہ کرتا ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں، آپ نے فرمایا، یہ اس کے لئے فوری بشارت ہے۔

بشارت سے مراد وہ خوشخبری بھی ہو سکتی ہے جو موت کے وقت فرشتے دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔۳۰ تا ۳۲)

(اے رسول) جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس پر) جم گئے (تو) ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو یہ کہتے ہیں) نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (اب) اس (میں داخل ہونے) کی خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے دوست ہیں)، جنت میں جس چیز پر تمہارا دل چاہے گا تمہارے لئے (موجود) ہوگی اور جو چیز تم مانگو گے تمہارے لئے (مہیا) ہوگی۔ (یہ) بخشنے والے اور رحم کرنے والے (اللہ) کی طرف سے (تمہاری) مہمانی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من احب لقاء اللہ جزء ۸ صفحہ ۱۳۲)

لیکن مؤمن کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضاء اور (آخرت میں) اس کے باعزت ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے

آخرت کی خوشخبری سے مراد جنت میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری بھی ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ۵۳۸م)

جب جنت والے جنت کی طرف اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا، پھر ایک منادی ندا دیگا اے جنّت والو اب موت نہیں ہے اور اے دوزخیوں اب موت نہیں ہے تو جنّت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائیگا اور دوزخیوں کے غم میں زیادتی ہو جائے گی۔

آخرت کی خوشخبری سے مراد اللہ تعالیٰ کی دائمی رضاء و رضوان کی خوشخبری بھی ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، فَيَقُوْلُ اَنَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ ؟ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب احلال الرضوان علی اهل الجنة جزء ۲ صـ۵۳۱)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے جنت والو! وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار لبیک وسعدیک! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو۔ وہ لوگ کہیں گے ہم کیوں نہ راضی ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ چیز عطاء کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز عطاء کروں گا۔ وہ لوگ پوچھیں گے کہ اے رب اس سے بہتر کیا چیز ہے ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضامندی نازل کروں گا، اس کے بعد اب میں تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

غرض یہ کہ مختلف قسم کی بشارتیں ہو سکتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو دنیا و آخرت

میں دی جائیں گی۔

لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات بدلتی نہیں۔ جو اس نے کہہ دیا یا جو وعدہ اس نے کرلیا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ○ (قٓ۔ ۲۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی کے فرمایا (وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ، اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا) اور اے رسول، آپ ان کفار کی توہین آمیز باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ عزت تو سب اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ وہی عزت کا مالک ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اس نے آپ کو عزت دی ہے۔ کافروں کی تذلیل سے آپ کی عزت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (اذا جآءك المنٰفقون۔ ۸)

عزت تو اللہ کی ہے، اس کے رسول کی ہے اور مؤمنین کی ہے لیکن منافقین جانتے نہیں۔

(هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ) اللہ تعالےٰ سننے والا ہے، جاننے والا ہے۔ وہ ان کفار کی باتیں سن رہا ہے اسے علم ہے کہ یہ لوگ آپ کو کیا کیا کہہ رہے ہیں، فی الحال آپ صبر کریں، وقت آنے پر وہ انہیں ان کی ان حرکتوں کی سزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ (قٓ ۲ ۔ ۳۹)

تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ، فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ○ (قٓ ۲ ۔ ۴۵)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں لیکن آپ ان پر جبر کرنے والے تو (بنا کر) نہیں (بھیجے گئے، آپ کی ذمّہ واری) تو (بس اتنی ہے کہ) آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعہ نصیحت

کرتے رہیے جو میرے (عذاب کی) وعید سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ تسلی دیتے ہوئے ایک اور موقع پر فرماتا ہے :-

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ، وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(الانعام - ۳۳ و ۳۴)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے (لیکن آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ) یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، (انہیں جھٹلاتے ہیں)۔ (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے اور انہیں اذیت پہنچائی گئی ہے لیکن وہ تکذیب اور اذیت پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (آپ بھی ہماری مدد آنے تک صبر کرتے رہئے، مدد ضرور آئے گی) اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور (اے رسول) آپ کے پاس نبیوں کے حالات (بھی) پہنچ چکے ہیں (جن میں آپ کے لئے کافی تسلی کا سامان ہے لہذا آپ اطمینان سے فرائض تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کریں)۔

الغرض (اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے اور (هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) میں کفار کو ایک قسم کی تنبیہ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہر وقت آپ کو دیکھ رہا ہے۔ آپ اچھے عمل کئے جائیے۔

آپ کے عمل ضائع نہیں ہوں گے۔

اے لوگو، اولیاء اللہ کی خصوصیات اپنے اندر پیدا کیجئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے اور سنت کی سختی سے پابندی کیجئے، اگر آپ نے ایسا کیا تو میدان محشر میں آپ کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

اے ایمان والو، کفار کی تذلیل سے آزردہ نہ ہوں۔ عزت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، اس کی طرف رجوع کیجئے۔ وہ آپ کو عزت دے گا۔

أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَمَا يَتَّبِعُ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ شُرَكَآءَ، إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا
الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا،
إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

وَلَدًا، سُبْحٰنَهٗ، هُوَالْغَنِيُّ،
لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ،
اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
بِهٰذَا، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾
مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ

الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾

ترجمہ خبردار ہو جاؤ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی مخلوق ہے سب اللہ کی (محکوم) ہے اور وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ (اپنے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے وہ تو بس (اپنے) وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں اور محض اپنے اندازے سے باتیں بناتے ہیں ﴿٦٦﴾ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون و راحت حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا (تاکہ تم اس میں کام کرو)، اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو (خلوص کے ساتھ) سنتے ہیں ﴿٦٧﴾ کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے (نہیں) وہ اس بات سے منزّہ ہے (کہ اس کی اولاد ہو)، وہ غنی ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے، (اور اے کافرو) تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں (کہ اس کی اولاد ہے)، کیا تم اللہ کے متعلق ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ﴿٦٨﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے ﴿٦٩﴾ (ان کے لئے) دنیا میں تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے، پھر انہیں ہماری طرف لوٹنا ہے، پھر ہم انہیں ان کے کفر کی وجہ سے عذاب شدید کا مزا چکھائیں گے ﴿٧٠﴾

معانی و مصادر (مُبْصِرًا) اَبْصَرَ، يُبْصِرُ، اِبْصَارٌ (باب افعال) دیکھنا، بینا کرنا ظاہر ہونا۔

(سُلْطٰنٌ) سَلِطَ، يَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا (سُلْطَانٌ = دلیل، بادشاہ، قدرت)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی توحید کے دلائل دئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ) اے لوگو، خبردار ہو جاؤ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اللہ تعالےٰ کے محکوم و محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا خالق و مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○
(الروم - ۲۶)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اسی کے ہیں، سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ○
(الرحمٰن - ۲۹)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں، ہر روز وہ ایک (نرالی) شان میں ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ) اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے (اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ) وہ تو بس اپنے وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں اور محض اندازے سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے شریکوں کو پکارنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اگر ہوتی تو ضرور پیش کرتے خصوصاً ایسی صورت میں کہ ان سے دلیل کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ، اِئْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
(الاحقاف - ۴)

(اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا یہ کہ آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے؟ اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء) سے کوئی اثر (پیش کرو)۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون و راحت حاصل کر سکو اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم اس میں کام کر سکو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (القصص - ۷۳)

اور (اے لوگو) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم (رات کو) آرام کر سکو اور (دن کو) اس کا

فضل تلاش کر سکو اور تاکہ تم (اس نعمت پر) اللہ کا شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝

(عم یتساءلون - ۱۰ و ۱۱)

ہم ہی نے رات کو پردہ (کی چیز) بنایا اور ہم ہی نے دن کو روزی (کمانے کا وقت) بنایا۔

(اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ) رات اور دن کی پیدائش میں ان لوگوں کے لئے جو خلوص کے ساتھ بغیر کسی تعصب کے سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ دن و رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا کبھی رات کا چھوٹا ہونا دن کا لمبا ہونا اور کبھی دن کا چھوٹا ہونا اور رات کا لمبا ہونا، نیند اور آرام کے لئے رات کی تاریکی کا مناسب ہونا اور کام کے لئے دن کی روشنی کا مناسب ہونا وغیرہ وغیرہ بہت سی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(آل عمران - ۱۹۰ تا ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے

نہ اتریں) تو ہمیں معاف فرمانا اور ہمیں
دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

رات و دن کی تخلیق اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مشرکین کے شرکاء نے اس کام کو انجام نہیں دیا اور نہ وہ آئندہ کبھی دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ، اَفَلَا
تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

(القصص - ۷۱ و ۷۲)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے۔ اور اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو)۔

جب مشرکین کے شرکاء رات و دن کو پیدا نہیں کر سکتے تو وہ اس قابل نہیں کہ انہیں پکارا جائے۔ پکارنا اسی کو چاہیئے جو خالق ہو۔ جو خالق نہیں اُسے کسی قسم کا تصرف حاصل نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ ہر شخص کی پکار کو ہر جگہ سے، ہر حالت میں سنتا ہے۔ دوسروں کو یہ قدرت حاصل نہیں تو پھر وہ کیسے اللہ تعالیٰ کی صفت میں اللہ تعالےٰ کے شریک ہو سکتے ہیں اور یہ لوگ اپنے شرکاء کو صرف صفت ہی میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں کرتے بلکہ اپنے مزعومہ شرکاء میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک کر لیتے ہیں (قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا ہے (سُبْحٰنَهٗ) حالانکہ وہ اس چیز سے بالکل پاک اور منزّہ ہے (هُوَ الْغَنِيُّ) وہ غنی ہے۔ اسے کیا ضرورت کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ (لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں ہر چیز اس کی ہے۔ اس کے ہاں کس چیز کی کمی ہے کہ اسے بیٹے کی امداد کی ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز کرنا اللہ تعالےٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
وَلَدًا ○ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا

اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو

لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝
(الکھف - ۴ و ۵)

ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اس معاملہ میں نہ خود اُن کو علم ہے نہ ان کے آباء و اجداد کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ
جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ
الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ
وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ
يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝
لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝
وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝
(مریم - ۸۸ تا ۹۵)

اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے۔ (آپ ان سے کہئے کہ) یہ تو تم بہت بری بات (زبان پر) لا رہے ہو۔ (یہ تو اتنی بری بات ہے کہ) اس (کی وجہ) سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ (یعنی محض اس وجہ سے) کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا۔ حالانکہ رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ (کسی کو) بیٹا بنائے۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور گن رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

آگے فرمایا (اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) اے مشرکین، تمہارے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا ہے تو کیا پھر بھی تم اللہ تعالےٰ کے متعلق ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں (خود دلیل کے ساتھ) کوئی علم نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ پر صریح افتراء پردازی ہے (قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے (مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ) دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں بالآخر ان کو ہمارے

پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ان کو اس کفر کی سزا میں جو یہ کرتے تھے سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

عمل

اے لوگو، زمین اور آسمان کی تمام ہستیاں اللہ تعالیٰ کی مملوک اور محتاج ہیں لہذا وہ اس قابل نہیں کہ ان کو پکارا جائے۔ آپ ان کو ہرگز نہ پکاریئے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ واحد ویکتا کو پکاریئے۔

اے لوگو، یہ بات کبھی منہ سے نہ نکالئے اور نہ دل میں رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ اسے اس کی ضرورت ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب کرنے والے نجات نہیں پا سکتے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ
قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ
كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ
فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ
ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ
غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا
تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا
سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ

اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَ اُمِرۡتُ
اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۷۲﴾
فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّیۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ
فِی الۡفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓئِفَ
وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا
بِاٰیٰتِنَا فَانۡظُرۡ كَیۡفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۷۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان کو نوح کا قصہ سنائیے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر میرا منصب اور میرا (تم کو) اللہ کی آیات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گذرتا ہے تو (سن لو) میں اللہ پر توکل کرتا ہوں، تم (میرے خلاف) اپنی کسی تدبیر کا اجتماعی فیصلہ کرلو اور (اس کام کے لئے) اپنے شریکوں کو بھی جمع کرلو، پھر تمہاری تدبیر (کا کوئی گوشہ) تم پر مخفی نہ رہ جائے، پھر (جو کچھ تم کرنا چاہو) میرے خلاف کر گذرو اور مجھے (بالکل) مہلت نہ دو ﴿۷۱﴾ پھر (اس چیلنج کے بعد بھی) اگر تم

منہ موڑو تو میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے، مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں ﴿۷۲﴾ لیکن کافروں نے پھر بھی انہیں جھٹلایا تو ہم نے ان کو نجات دی اور ان کے ساتھ جو لوگ کشتی میں تھے ان کو بھی نجات دی اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا تو (اے رسول) آپ دیکھئے کہ جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا (لیکن ڈرانے کے بعد بھی وہ لوگ کفر سے باز نہیں آئے تو) ان کا انجام کیسا ہوا ﴿۷۳﴾

معانی ومصادر (غُمَّةٌ) غَمَّ، یَغُمُّ، غَمٌّ (ن) ڈھانکنا، رنجیدہ کرنا (غُمَّةٌ = غم، پوشیدہ)

(خَلَائِفَ) خَلَفَ، یَخْلُفُ، خِلَافَةٌ (ن) خلیفہ ہونا، پیچھے رہ جانا۔

تفسیر جب کفار دلائل سے قائل نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں میں سے چند قوموں کا ذکر کیا جن کو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ان قوموں کا یہ تذکرہ کفار کے لئے ایک دھمکی تھی کہ اگر انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تو انہیں بھی اسی طرح نیست ونابود کر دیا جائے گا جس طرح گذشتہ قوموں کو نیست ونابود کر دیا گیا تھا۔

ان قوموں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ) اے رسول، ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنائیے (إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم، اگر تم کو میرا منصب اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعہ میرا تم کو نصیحت کرنا شاق گذرتا ہے (فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ) تو میں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں (فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ) تم میرے خلاف کسی تدبیر کا اجتماعی طور پر فیصلہ کر لو اور اس کام کے لئے اپنے شریکوں کو بھی جمع کر لو (ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً) پھر تمہاری تدبیر کا کوئی گوشہ تم سے مخفی نہ رہ جائے (ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ) پھر جو کچھ تم میرے خلاف کرنا چاہتے ہو کر گذرو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ چیلنج ان کے اللہ پر توکل اور ان کی بے باکی کا زبردست مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو چھپاتے نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کسی سے ڈرتے ہی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ	جو لوگ اللہ کے پیغامات کو (لوگوں تک) پہنچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں،

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ (الاحزاب - ۳۹)

اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے کے لئے (اکیلا) کافی ہے۔

انسانوں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو چھپانے والے یا حق کو ظاہر نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور نہیں ہو سکتے اور کیونکہ وہ حق کو چھپاتے ہیں لہذا دین کے معاملہ میں وہ کبھی بھی منصب عصمت پر فائز نہیں ہو سکتے یعنی وہ معصوم نہیں ہو سکتے اور ان کی بات دینی معاملات میں دلیل نہیں ہو سکتی۔

چیلنج دینے کے بعد نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ) اس چیلنج کے بعد اگر تم میری لائی ہوئی ہدایت سے انحراف کرو تو میرا کیا نقصان ہے۔ میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا کہ تمہارے انحراف کی وجہ سے میں اس سے محروم ہو جاؤں گا۔ میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اسی کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے زمانہ کے لوگ یا ان سے پہلے کے لوگ سب مسلم تھے۔ ان کا دینی نام مسلم ہی تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا (الحج - ۷۸)

(اے ایمان والو) اللہ نے نزول قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔

اس آیت سے اور آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ابتداء سے ایمان لانے والوں کا نام مسلم رکھا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اذکار جلیلہ کے سلسلہ میں لفظ مسلم بار بار استعمال ہوا ہے۔

(نوٹ : تفصیل کے لئے سورۂ حج کی آیت ۷۸ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا) چیلنج کے باوجود قوم نے نوح کو جھٹلایا، ان کو رسول تسلیم نہیں کیا تو ہم نے نوح کو اور جو مسلم ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو طوفان سے نجات دی اور انہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں ہم نے غرق کر دیا (فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ) تو اے رسول، آپ دیکھ لیں کہ جن لوگوں کو ڈرایا گیا لیکن ڈرانے کے باوجود وہ کفر و شرک سے باز نہ آئے تو ان کا انجام کیسا ہوا۔ اگر آپ کی قوم نے بھی ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا، وہ بھی تباہ و برباد کر دی جائے گی۔ اس جملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو ایک قسم کی تسلی دی گئی ہے اور کفار کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو اپنا انجام سوچ لیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر بے باکانہ حق کی تبلیغ کیجئے۔ خدمت تبلیغ کا کسی سے معاوضہ طلب نہ کیجئے۔

اے لوگو، مسلم بنئے اور مسلمین میں شامل رہئے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا
بِهٖ مِنْ قَبْلُ، كَذٰلِكَ نَطْبَعُ
عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمہ پھر نوح کے بعد ہم نے بہت سے رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے وہ اپنی قوم کے لوگوں کے پاس کھلے دلائل لے کر آئے لیکن ایسا نہیں ہوا کہ جس چیز کی وہ پہلے تکذیب کر چکے تھے (بعد میں) اس پر ایمان لے آتے، سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر ہم اسی طرح مہر لگا دیا کرتے ہیں ﴿۷۴﴾

معانی و مصادر (اَلْمُعْتَدِيْنَ) اَعْتَدَ، يُعْتَدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) حد سے زیادہ بڑھ جانا، سرکشی کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی کا ذکر کیا۔ اس آیت میں فرمایا (ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ) پھر نوح کے بعد ہم نے بہت سے رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف مبعوث کیا (فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ) وہ رسول اپنی قوموں کے پاس دلائل و براہین اور معجزات لے کر آئے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا کہ جس چیز کی وہ پہلے تکذیب کر چکے تھے بعد میں اس پر ایمان لے آتے۔ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے اپنی بات پر اڑے رہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی کو بہ

سے ان کے دل اس قابل نہیں رہے کہ حق کو قبول کرلیں لہذا انہوں نے حق کو قبول نہیں کیا (كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ) حد سے گذر جانے والوں کے دلوں پر ہم اسی طرح مہر لگا دیا کرتے ہیں۔ جب وہ لوگ ضد، ہٹ دھرمی اور حق پوشی میں حد سے تجاوز کر گئے تو پھر اس کے نتیجہ میں ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔ دل پر مہر لگنا ان کے ضد میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کا فطری نتیجہ تھا۔ نہ وہ ضد میں حد سے تجاوز کرتے نہ فطری نتیجہ برآمد ہوتا۔ مہر لگ جانے کے گویا وہ خود ذمہ دار تھے۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ نتیجہ کا خالق ہے لہذا مہر لگانے کے فعل کو اس نے اپنی طرف منسوب کرلیا۔

ان قوموں کے ذکر کا بھی وہی مقصد ہے جو نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے ذکر کا مقصد تھا یعنی ان قوموں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تو وہ تباہ و برباد کر دئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ اور دیگر کفار ایمان نہیں لائے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا۔

(مہر لگ جانے کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، ضد اور ہٹ دھرمی نہ کیا کیجئے۔ ایسا نہ کیجئے کہ جس بات کا پہلے انکار کر دیا بعد میں دلائل مل جانے اور تسلی ہو جانے کے بعد بھی اس کا انکار کرتے رہیں۔ ایسا کرنے سے دل پر مُہر لگ جاتی ہے اور پھر ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى
وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ
الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ
هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى
اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ
اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا
الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ، وَمَا
نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَ
قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ
سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ
السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا
مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ
اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ
بِهِ السِّحْرُ، اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ،

إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ
الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ
لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ
عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَ
مَلَائِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَ
إِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ

مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْنَا، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ
اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا
وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا

الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾
وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ
فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا
عَنْ سَبِيْلِكَ ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى
اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ
دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾
وَجَوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ
فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ
بَغْيًا وَعَدْوًا ۚ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ
الْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ
إِلَّا الَّذِىٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓا۟ إِسْرَٰٓءِيلَ
وَأَنَا۠ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ ءَآلْـَٰٔنَ
وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ
مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَٱلْيَوْمَ

نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ
لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً، وَاِنَّ كَثِيرًا
مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُونَ ﴿۹۲﴾
وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ
مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ، فَمَا اخْتَلَفُوا حَتّٰى
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ، اِنَّ رَبَّكَ
يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا
كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ پھران رسولوں کے بعد ہم نے موسٰی اور ہارون کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا ان لوگوں نے (بھی) تکبر کیا اور وہ تھے ہی گناہ گار ﴿۷۵﴾ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے ﴿۷۶﴾ موسٰی نے کہا کیا تم حق کے متعلق جب وہ تمہارے پاس آیا ایسی (لغو) بات کہتے ہو، (بتاؤ) کیا یہ جادو ہے؟ (ہرگز نہیں) مزید برآں (تمہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ) جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے (تو کیا میں جادو کے ذریعہ کامیاب ہوسکوں گا ہرگز نہیں) ﴿۷۷﴾ وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس (راہ) سے پھیر دو جس (راہ) پر ہم نے اپنے آباء (واجداد) کو پایا ہے اور ملک میں (بس) تم دونوں کی سرداری (قائم) ہوجائے، ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں ﴿۷۸﴾ پھر فرعون نے کہا تمام جادوگروں کو جو (جادو کے فن کے) خوب جاننے والے ہوں میرے پاس لاکر جمع کرو ﴿۷۹﴾ الغرض (اس کے حکم کے بموجب) جب جادوگر آگئے تو موسٰی نے ان سے کہا (جادو کے فن کا مظاہرہ کرنے کے لئے) جو تمہیں ڈالنا ہو ڈالو ﴿۸۰﴾ جب انہوں نے ڈالا تو موسٰی نے ان سے کہا یہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے (محض) جادو ہے، عنقریب اللہ اس کو نیست و نابود کردیگا بے شک اللہ فساد مچانے والوں کے کام کو (دائمی) کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا ﴿۸۱﴾ بلکہ وہ تو اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت (و قائم) رکھتا ہے خواہ گناہگاروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے ﴿۸۲﴾ الغرض موسٰی پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے اور وہ بھی فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو کسی مصیبت میں نہ مبتلا کردے، بے شک فرعون ملک میں بہت متکبر (و جابر) ہوگیا تھا اور (ظلم و تشدد میں) حد سے بڑھ چکا تھا ﴿۸۳﴾ موسٰی نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم اگر تم (صحیح معنوں میں) اللہ پر ایمان لائے ہو اور اگر تم (واقعی) مسلم ہو تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ رکھو ﴿۸۴﴾ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں (پھر انہوں نے اس طرح دعاء کی کہ) اے ہمارے ربّ ہم کو ان ظالم لوگوں کے ذریعہ آزمائش میں نہ ڈال ﴿۸۵﴾ ہمیں اپنی رحمت سے اس کافر قوم سے نجات دے ﴿۸۶﴾ اور (اے رسول پھر) ہم نے موسٰی اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ، گھروں کو قبلہ رخ رکھو اور نماز قائم کرو اور (اے موسٰی) مؤمنین کو (کامیابی کی) خوشخبری سنادو ﴿۸۷﴾ موسٰی نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں اسباب زینت اور مال و دولت سے نوازا ہے، اے ہمارے رب (اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہوگا) کہ وہ تیرے راستہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں گے۔ اے ہمارے رب، ان کے مال و دولت کو ملیا میٹ کردے، ان کے دلوں کو سخت کردے کہ پھر یہ لوگ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب کو (اپنی آنکھوں سے) نہ دیکھ لیں ﴿۸۸﴾ اللہ نے فرمایا تم دونوں کی دعاء قبول ہوگئی، تو اب تم دونوں

ثابت قدم رہو اور بے علم لوگوں کے راستہ کی پیروی نہ کرنا ﴿۸۹﴾ پھر ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا، فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی کی اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا (ہم نے ان سب کو پانی کے عذاب میں پکڑ لیا) یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ بے شک الٰہ کوئی نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمین میں سے ہوں ﴿۹۰﴾ (فرعون سے کہا گیا) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو اس سے پہلے (ساری زندگی) نافرمانی کرتا رہا اور (ملک میں) فساد مچاتا رہا ﴿۹۱﴾ آج ہم تیرے بدن کو (سمندر سے) نجات دیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بن جائے اور (اے رسول، نشانیاں تو بہت ہیں لیکن) بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور (اے رسول) ہم نے بنی اسرائیل کو ایک اچھے مقام پر آباد کیا اور ان کو (کھانے کے لئے) پاکیزہ چیزیں عطاء فرمائیں (ان کو دین حق عطاء فرمایا لیکن) انہوں نے (دین کا) علم حاصل ہو جانے کے بعد (آپس میں) اختلاف کیا (اور اس اختلاف پر جمے رہے تو اے رسول) جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا ﴿۹۳﴾

معانی ومصادر

(تَلْفِتَنَا) لَفَتَ، یَلْفِتُ، لَفْتٌ (ض) پھیرنا۔
(عَالٍ) عَلَا، یَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) بلند ہونا، چڑھنا، تکبر کرنا۔
(اِطْمِسْ) طَمَسَ، یَطْمِسُ، طَمْسٌ (ض) مٹانا، ہلاک کرنا، ڈھانکنا۔
(اُجِیْبَتْ) اَجَابَ، یُجِیْبُ، اِجَابَةٌ (باب افعال) قبول کرنا۔
(بَغْیًا) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ و بُغَاءٌ (ض) ڈھونڈنا، سرکشی کرنا، نافرمانی کرنا، ظلم کرنا۔
(عَدْوًا) عَدَا، یَعْدُوْ، عَدْوٌ، عُدْوٌ، عُدْوَانٌ (ن) ظلم کرنا، زیادتی کرنا۔

تفسیر

گذشتہ قوموں کی تباہی کا منظر پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ) پھر ان رسولوں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف مبعوث فرمایا۔ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے تکبر کیا اور وہ واقعی بڑے مجرم تھے (فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ) جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○ موسیٰ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈالی تو کیا

وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○
قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ○

(الشعراء ۔ ۳۲ تا ۳۴)

دیکھتے ہیں کہ وہ (بالکل) صاف (وصریح) اژدہا ہے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ (گریبان میں سے) نکالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے ایک سفید (اور چمک دار) چیز بن گیا (ہے) فرعون نے اپنے اردگرد (بیٹھے ہوئے) سرداروں سے کہا یہ (تو) بڑا ماہر جادوگر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○
وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا
لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○

(الاعراف ۔ ۱۰۷ تا ۱۰۹)

موسیٰ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈال دیا تو وہ حقیقتاً ایک اژدہا بن گیا۔ پھر اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید (چمکدار) بن گیا۔ قوم فرعون کے سرداروں نے (آپس میں) کہا یہ تو (فن سحر کا) بڑا جاننے والا ہے۔

(قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ، اَسِحْرٌ هٰذَا) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا جب حق تمہارے پاس آگیا تو اب تم حق کے متعلق ایسی باتیں بنا رہے ہو۔ کیا یہ جادو ہے؟ کیا جادو ایسا ہوتا ہے؟ (وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ) مزید برآں جادوگر تو کبھی فلاح نہیں پاتے تو کیا میں جادو کے ذریعہ فلاح پا سکوں گا، کیا میں جادو کے ذریعہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○

(طٰہٰ ۔ ۶۹)

جادوگر جہاں جائے گا فلاح نہیں پائیگا۔

(قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ) فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس راہ سے پھیر دو جس راہ پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے اور ملک میں بس تم دونوں کی بڑائی و سرداری قائم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ
اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا

فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا یہ دونوں جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے

وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ○
(طٰہٰ ۔ ۶۳)

جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری زمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے سچے مذہب کو اکھاڑ پھینکیں۔

(وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ) فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں (وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ) فرعون نے سرداروں سے کہا میرے پاس تمام جادوگروں کو جو جادو کے فن کو خوب جاننے والے ہوں جمع کرو (فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ) الغرض جب تمام جادوگر آکر جمع ہو گئے تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا جو کچھ تم ڈالنے والے ہو ڈالو (فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ) جب انہوں نے ڈالا یعنی جادو کا کرتب دکھایا تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو کچھ تم نے پیش کیا ہے یہ تو محض جادو ہے۔ (إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ) اللہ تعالیٰ اس کو عنقریب نیست و نابود کر دیگا (إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ) بے شک اللہ تعالیٰ فساد برپا کرنے والوں کے کاموں کو حقیقی کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔ ان کی تدبیروں کو بیکار کر دیتا ہے (وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ) اور اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو حق ثابت کر دیتا ہے خواہ گناہگاروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ محسوس ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ○
(الاعراف ۔ ۱۱۸ و ۱۱۹)

(اس طرح) حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ ان جادوگروں نے کیا تھا باطل ہو گیا۔ تو اس موقع پر فرعون اور اس کے سردار مغلوب ہو گئے اور ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فتح اور جادوگروں کی شکست دیکھنے کے باوجود (فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا سوائے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے چند نوجوانوں کے اور وہ بھی فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے (وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ) کیونکہ فرعون ملک میں بہت متکبر و سرکش ہو رہا تھا اور ظلم و تشدد میں حد سے بڑھ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا

فرعون اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق سر اٹھا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے

یُرْجَعُوْنَ ○ تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

(القصص - ۳۹)

(وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نوجوانوں سے کہا: اے میری قوم کے لوگو، اگر تم اللہ پر ایمان لے آئے ہو اور مسلم بن گئے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو۔ وہ ضرور تمہاری مدد فرمائے گا۔ (فَقَالُوْا عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ) انہوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ جواب دینے کے بعد وہ اس طرح دعاء کرنے لگے: اے ہمارے رب ہمیں ان ظالم لوگوں کے لئے فتنہ و آزمائش نہ بنا یعنی ان لوگوں کو موقع نہ دے کہ ہمیں مصیبت میں ڈال کر ہمارے ایمان کی آزمائش کریں (وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ) اور اے ہمارے رب اپنی رحمت سے ہم کو ان کافروں سے نجات دے۔

آگے فرمایا (وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ، گھروں کو قبلہ رُو رکھو اور وہیں نماز پڑھتے رہو (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور اے موسیٰ مؤمنین کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کی خوشخبری سنا دو (وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) موسیٰ نے کہا: اے ہمارے رب، تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں اسباب زینت اور مال و دولت سے نوازا ہے (رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ) تو اے ہمارے رب (اس ساز و سامان کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوگا) کہ لوگوں کو تیرے راستے سے گمراہ کریں (رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ) اے ہمارے رب، ان کے مال و دولت کو برباد کر دے (تاکہ لوگوں کو تیرے راستے سے روکنے کی سزا کا مزا چکھیں) (وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ) اور اے ہمارے رب، ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دے کہ پھر یہ لوگ ایمان ہی نہ لائیں جب تک دردناک عذاب کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں (قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعاء قبول ہو گئی لہٰذا اب تم دونوں ثابت قدم رہنا، میرے راستے پر جمے رہنا اور ان بے علم لوگوں کے راستے کی ہرگز پیروی نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا) ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔ فرعون اور اس کے لشکروں نے ظلم و

زیادتی کی نیت سے ان کا پیچھا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ○

(طٰہٰ ۔ ۷۷ و ۷۸)

اور (اے رسول، پھر) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لے کر راتوں رات یہاں سے چلے جاؤ اور ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دو پھر نہ تو تمہیں (فرعون کے) پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر (الغرض جب موسیٰ مؤمنین کو لے کر وہاں سے چل دئے) تو فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا، پھر سمندر کی جس چیز نے انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ، فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(الشعرآء ۔ ۶۳ تا ۶۸)

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصاء کو سمندر پر مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا، پھر ہم نے دوسروں کو بھی وہاں (ان کے) قریب پہنچا دیا۔ ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی، اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔ بے شک اس (قصہ) میں بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

الغرض فرعون اور اس کے لشکر کو پانی کے عذاب نے پکڑ لیا (حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)

یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے اس الٰہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمین میں سے ہوں یعنی اسلام قبول کر کے مسلم بنتا ہوں (آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ) (فرعون سے کہا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ تو اس سے پہلے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ملک میں فساد برپا کرتا رہا (اب تیرا ایمان قبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا، سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن - ۸۴ و ۸۵)

پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لائے اور ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم اللہ کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے لیکن (اس وقت) ایمان لانا ان کیلئے نفع بخش نہیں ہوا، یہ اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا آیا ہے کہ (عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ) ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

(فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً) آج ہم تیرے بدن کو (سمندر سے) نجات دیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے عبرت کی ایک نشانی بن جائے اور اے رسول لوگوں کے لئے عبرت کی نشانیاں تو بہت ہیں (وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ) لیکن بہت لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں، عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○

(الزخرف - ۵۵ و ۵۶)

پھر جب ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا پھر ہم نے ان کو گیا گذرا کر دیا اور بعد والوں کے لئے (باعث) عبرت بنا دیا۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ) اور اے رسول، فرعون سے نجات دینے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو ایک اچھے مقام پر آباد کیا اور ان کو کھانے کے لئے پاکیزہ چیزیں عطاء فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا، وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۳۷)

پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھی جاتی تھی اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت دی تھی (الغرض اے رسول) بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وہ وعدۂ خیر (و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم (کی ان بڑی بڑی عمارتوں کو) جو (وہ) تعمیر کرتے تھے اور (ان باغات کو) جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ○ كَذٰلِكَ، وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○

(الدخان۔ ۲۵ تا ۲۸)

کتنے ہی باغات اور چشمے وہ چھوڑ گئے، (کتنی ہی) کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مقامات (انہوں نے چھوڑے) اور کتنی ہی نعمتیں (چھوڑیں) جن میں وہ مگن تھے۔ (مجرموں کو ہم) اسی طرح (ہلاک کیا کرتے ہیں الغرض) پھر ہم نے ایک دوسری قوم کو ان (تمام) چیزوں کا وارث بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ، وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

(الشعرآء۔ ۵۷ تا ۵۹)

پھر ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے، خزانوں اور باعزت مکانوں سے نکال دیا (اور ہم سرکشوں کے ساتھ) اسی طرح (کیا کرتے ہیں) پھر ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنا دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ملک پر قابض کر دیا اور پاکیزہ چیزیں ان کو کھانے کو عطاء فرمائیں۔ طَيِّبٰت سے مراد منّ و سلویٰ بھی ہو سکتا ہے۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ مصر سے چلے گئے تھے اُن کو ارض مقدس کے فتح کرنے کے لئے حکم دیا، انہوں نے

انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○
(المآئدۃ ۔ ۲۴)

(قوم کے لوگوں نے) کہا "اے موسیٰ، جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب، دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس کی فتح کو چالیس سال کے لئے مؤخر کر دیا اور انہیں زمین میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ، فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○
(المآئدۃ ۔ ۲۶)

اللہ نے فرمایا "اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی، (اس عرصہ میں) یہ لوگ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے (انہیں کہیں چین و سکون نصیب نہ ہو گا جنگ سے پہلوتہی کرنے کی سزا میں گرفتار رہیں گے) لہٰذا اے موسیٰ، آپ ان کے حال پر (کسی قسم کا) افسوس نہ کرنا۔

اسی زمانہ میں ان پر من و سلویٰ نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى، كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ○
(الاعراف ۔ ۱۶۰)

اور (اے رسول) ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ان پر من و سلویٰ اتارا (اور ان سے کہا) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔

آگے فرمایا (فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ) پھر بنی اسرائیل نے آپس میں علم آجانے کے بعد اختلاف کیا۔ دلائل کا علم ہو جانے کے بعد اپنے اختلاف پر جمے رہے اور فرقے فرقے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○
(لم یکن الذین کفروا ۔ ۴)

اور (یہ جو اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کسی دلیل کے آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا

اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ۔

(آل عمران ۔ ۱۹)

تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے)۔

(اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ) اے رسول، جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب قیامت کے دن ان کے مابین فیصلہ فرمائیگا۔ قیامت کے دن حقیقت کھلے گی کہ کون حق پر تھا اور کس نے کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی حق کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

عمل

اے لوگو، حق کا انکار نہ کیا کیجئے۔ یہ تکبر ہے اور تکبر کا برا انجام ہے۔

اے لوگو، آباء و اجداد کی پیروی نہ کیجئے بلکہ اس حق کی پیروی کیجئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اے لوگو، جادو نہ کیجئے اور نہ کرائیے۔ جادو کرنے والے فلاح نہیں پا سکتے۔

اے ایمان والو، اگر آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں اور مسلم بن گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے۔ اسی سے ظالموں سے نجات پانے کی دعاء کیا کیجئے۔ وہی آپ کو ظالموں سے نجات دے گا۔

اے ایمان والو، اگر مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا جائے تو گھر میں نماز پڑھیے۔ نماز کو کسی حال میں نہ چھوڑیے۔

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کیجئے۔ تکذیب رسل کی بنا پر گذشتہ قوموں کا جو انجام ہوا اس سے عبرت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، ناسمجھ لوگوں کے راستہ پر نہ چلئے۔

اے لوگو، موت سے پہلے ایمان لائیے۔ موت کے وقت ایمان لانا قبول نہیں کیا جاتا۔

اے لوگو، کھلے دلائل آجانے کے بعد اختلاف نہ کیجئے۔ فوراً حق کو تسلیم کر لیجئے۔

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ
إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ، لَقَدْ
جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ
عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ کو اس (کتاب) کے بارے میں جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو آپ ان لوگوں سے پوچھئے جو آپ سے پہلے (نازل ہونے والی) کتاب کو پڑھتے رہتے ہیں (وہ تصدیق کریں گے کہ پہلے بھی ایسی کتابیں آتی رہی ہیں، اور اے رسول) یقیناً آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آگیا ہے لہذا آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا (۹۴) اور نہ ان لوگوں میں سے ہو جانا جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی نقصان اٹھانے والوں میں (شامل ہو جائینگے) (۹۵) (اور اے رسول) جو لوگ آپ کے رب کے حکم (عذاب) کے مستوجب ٹھہر چکے ہیں وہ تو (کبھی) ایمان نہیں لائیں گے (۹۶) (اور اے رسول،) اگر ان کے پاس ہر قسم کی نشانی آجائے (تو بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے) یہاں تک کہ اپنی آنکھوں سے دردناک عذاب کا نظارہ نہ کریں (۹۷)

معانی ومصادر (اَلْمُمْتَرِيْنَ) اِمْتَرٰى، يَمْتَرِىْ، اِمْتِرَاءٌ (باب افتعال) شک کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ) اے رسول، اگر آپ کو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو آپ ان لوگوں سے پوچھئے جو آپ کی طرف بھیجی جانے والی کتاب کے نزول) سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو پڑھتے رہے ہیں۔ وہ آپ کی تصدیق کریں گے اور اگر ہٹ دھرمی اور حق پوشی کی وجہ سے تصدیق نہ بھی کریں تو ان کی کتاب تو تصدیق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

(الاعراف - ۱۵۷)

جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

جن لوگوں نے ہٹ دھرمی نہیں کی وہ ایمان لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۸۳ و ۸۴)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الاحقاف ۔ ۱۰)

(اے رسول) آپ ان سے کہئے اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی ایک کتاب کی گواہی دی اور وہ (اس پر) ایمان بھی لے آیا لیکن تم نے تکبر کیا (اور ایمان نہیں لائے) تو بتاؤ (تمہارا انجام کیا ہو گا؟ کیا تم منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے؟ ہرگز نہیں) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى

کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہو اور اس کی طرف سے ایک گواہ بھی

اِمَامًا وَّرَحْمَةً ، اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ، وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ، فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ، اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(هود ۔ ۱۷)

اس کی تائید کرتا ہو، مزید برآں اس سے پہلے (آنے والی کتاب) توریت جو رہنما اور رحمت تھی (وہ بھی اس کی تصدیق کرتی ہو کیا ایسا شخص ایمان سے محروم رہ سکتا ہے، نہیں) ایسے ہی لوگ ہیں جو قرآن (مجید) پر ایمان لاتے ہیں اور (دنیا کے تمام) فرقوں میں سے جو شخص بھی اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (اے رسول) آپ قرآن (مجید) کے سلسلہ میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا، یہ آپ کے رب کی طرف سے (بالکل) حق ہے لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے۔

(لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ) اور اے رسول یقیناً آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آگیا ہے تو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) اور نہ ان لوگوں میں سے ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے گویا دنیا کے تمام لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے اور ان کو قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ) اے رسول، بیشک جن لوگوں پر آپ کے رب کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ تو ایمان نہیں لائیں گے (وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ) خواہ ان کے پاس دنیا بھر کی تمام نشانیاں کیوں نہ آ جائیں یہاں تک کہ وہ اپنی آنکھوں سے دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جب عذاب کو دیکھ لیں گے اس وقت ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات پہلے سے موجود ہے کہ فلاں قوم ایمان نہیں لائے گی جب تک وہ عذاب کو نہ دیکھ لے تو اللہ تعالیٰ کی یہ بات ایسی قوم کے لئے بالکل ایک حقیقت ہے۔ سچ ہے، ایسا ہی ہو کر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم عذاب سے پہلے کبھی ایمان نہیں لاتی خواہ وہ دنیا بھر کے تمام مطلوبہ معجزات کیوں نہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا — اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں

مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ○
(بنی اسرآءیل ۔۱۶)

تو وہاں کے مال و دولت میں مدہوش لوگوں کو اپنے احکام سے روشناس کرتے ہیں لیکن (جب) وہ (باز نہیں آتے اور) اس بستی میں (مسلسل اللہ کی) نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں تو پھر اس بستی پر حکم (عذاب) ضروری ہو جاتا ہے اور ہم اسے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○
(یٰسٓ ۔ ۷)

ان میں سے اکثر لوگ جن پر (اللہ کی) بات (پہلے سے) ٹھہر چکی ہے ایمان نہیں لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۔ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ○
(الزمر ۔ ۱۹)

(اے رسول) بھلا جس شخص پر اللہ کے عذاب کا وعدہ (سچ) ثابت ہو گیا (اور وہ دوزخ میں داخل ہو گیا) تو کیا آپ اس کو جو دوزخ میں جا چکا ہو (دوزخ سے) نجات دے سکتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کے متعلق بالکل شک نہ کیجئے۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لے آئیے۔ عذاب کے آنے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ
فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ،
لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ
الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آخر (آپ سے پہلے) قوم یونسؑ (کی بستی) کے علاوہ اور کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ (عذاب الٰہی کو دیکھنے سے پہلے) ایمان لے آتی تو اس کا ایمان اس کو نفع دیتا، (قوم یونس کے لوگ) جب ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک وقت مقررہ تک ان کو (دنیا میں) ساز و سامان سے بہرہ اندوز کیا ﴿۹۸﴾

معانی و مصادر (اَلْخِزْیُ) خَزِیَ، یَخْزٰی، خِزْیٌ و خِزًی (س) ذلیل ہونا۔ بلا میں واقع ہونا۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ جس قوم پر عذاب آنا مقدر ہوتا ہے وہ عذاب کو آتا ہوا دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لاتی۔ اس کی ہدایت کے لئے تمام تدابیر بیکار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات غلط نہیں ہوتی لہذا وہ قوم عذاب الٰہی سے تباہ و برباد ہو کر رہتی ہے۔ بچ نہیں سکتی۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ مکذبین رسل کے افسوس ناک انجام کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے، (فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ) اے رسول، آخر قوم

یونس کے علاوہ اور کسی بستی کے لوگ ایسے کیوں نہ ہوئے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے ایمان لے آتے تو ان کا ایمان ان کو نفع دیتا (لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) یونس کی قوم کے لوگوں کو ان کے ایمان نے نفع دیا اس لئے کہ جب وہ عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا جو عذاب آنے والا تھا اسے دور کر دیا (وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ) اور پھر ایک وقت مقررہ تک ان کو دنیوی ساز و سامان سے بہرہ اندوز کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۴۷ و ۱۴۸)

اور ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے (دنیا میں) ان کو ایک وقت (مقررہ) تک فائدہ (اٹھانے کا موقع) دیا۔

عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ، سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(المؤمن ۔ ۸۴ و ۸۵)

جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لاتے ہیں، اور جن لوگوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں، لیکن جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو اس وقت) ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوا، یہ اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) چلا آرہا ہے کہ (عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ) ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

کیونکہ عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا نفع نہیں دیتا لہٰذا ثابت ہوا کہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم عذاب دیکھنے سے پہلے ایمان لے آئی تھی۔

عمل

اے لوگو، عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے ایمان لائیے۔ عذاب کے آجانے کے بعد ایمان لانا نفع نہیں دیگا۔

یونس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حالات کا مفصّل بیان

یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام متّی کے لڑکے تھے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ صـ۱۹۴ وصحیح مسلم کتاب الفضائل جزء ۲ صـ۲۴۶)

یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۳۹)

یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈراتے رہے۔ قوم نے ایمان قبول نہیں کیا تو یہ اس سے ناراض ہو گئے اور عذاب موعود کے آنے سے پہلے یہ گمان کر کے کہ ایسی صورت میں جبکہ عذاب آنے ہی والا ہے اگر وہ قوم کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی گرفت نہیں کریگا وہ قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ انہوں نے قوم کو چھوڑنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کا انتظار نہیں کیا محض حسن ظن کی بنیاد پر قوم کو چھوڑ دیا (الانبیآء ۔ ۸۷) (نٓ ۔ ۴۸)

قوم کو چھوڑنے کے بعد وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی والوں نے کسی خاص وجہ سے قرعہ اندازی کی کہ کس کو کشتی کے باہر پھینک دیا جائے، قرعہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نکلا اور وہ کشتی کے باہر سمندر میں پھینک دئے گئے۔ ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے قوم کو چھوڑنے کے سلسلہ میں حکم الٰہی کا انتظار نہ کر کے اچھا نہیں کیا لہٰذا وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۴۰ تا ۱۴۲)

انہوں نے (سمندر کی) تاریکیوں میں یہ تسبیح پڑھنی شروع کی :۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (ترجمہ) (اے اللہ) تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو پاک ہے، میں ہی ظالموں میں سے ہوں (تیرے حکم کا انتظار نہ کر کے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا)۔ الغرض انہوں نے معافی مانگی، اپنی نردگذاشت کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد سن لی اور ان کو اس غم واندوہ سے نجات دی۔ (الانبیآء ۔ ۸۷ و ۸۸)

اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ان کی دستگیری نہ کرتا تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۴۳ و ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور انہیں ایک کھلے میدان میں ڈال دیا۔ (الانبیآء ۔ ۸۸)

مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے تھے اور ان کی بری حالت تھی، اللہ

نے ان کے اوپر لوکی کی ایک بیل اگا دی۔ (الصّٰفّٰت - ۱۴۵ و ۱۴۶)

اللہ تعالےٰ نے ان کو نوازا اور اپنے نیک بندوں میں شامل کر لیا۔ (ن ۔ ۵۰)

اس اثناء میں قوم کے لوگ ڈر گئے اور انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا۔ (یونس - ۹۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم کے ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ افراد کی طرف بھیج دیا۔ ان کی قوم نے ان کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے دنیوی عیش و راحت سے متمتع کیا۔ (الصّٰفّٰت - ۱۴۷ و ۱۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ان یونس لمن المرسلین جزء ۴ صـ۱۹۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی ذکر یونس علیہ السلام وفیہ قال اللہ تبارک و تعالیٰ جزء ۲ صـ۳۴۶)

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کسی بندے کے لئے زیبا نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰی (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ صـ۱۹۲)

میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متّٰی سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت جزء ۶ صـ۱۵۵)

جس نے کہا کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں اس نے غلطی کی۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی شخص کو یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر کہنے کی ممانعت کر دی ہے لہٰذا جو شخص اس ممانعت کے باوجود کسی کو یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر کہتا ہے وہ گناہ کا مرتکب ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي
الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا، اَفَاَنْتَ
تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ،
وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَا
تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ
إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلِهِمْ، قُلْ فَانْتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾
ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا
كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین میں جتنے آدمی ہیں سب ایمان لے آتے (لیکن اللہ جبر نہیں کرتا) تو (اے رسول) کیا آپ جبر کر کے سب کو مؤمن بنانا چاہتے ہیں ﴿١٠٠﴾ اور (اے رسول) کسی شخص کو خود اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ بغیر اللہ کی توفیق کے ایمان لے آئے، اللہ تو (کفر و شرک کی) گندگی کو انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (اللہ کی نشانیوں کو) سمجھتے نہیں (اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں) ﴿١٠١﴾ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے (ذرا) اس کو (غور سے) دیکھو (تو تمہیں اللہ کی توحید کی بہت سی نشانیاں نظر آجائیں گی)

لیکن جن لوگوں کو ایمان لانا نہیں ہوتا ان کے کام نہ نشانیاں آتی ہیں اور نہ بار بار اللہ کے عذاب سے ڈرانا کام آتا ہے (۱۰۱) (اور اے رسول) کیا یہ اس جیسی گردش ایام کے منتظر ہیں جیسی گردش ایام ان سے پہلے لوگوں پر آچکی ہے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۱۰۲) پھر (جب کبھی کوئی قوم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئی تو) ہم اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو (عذاب سے) بچاتے رہے (اور) اسی طرح تمام مؤمنین کو (عذاب سے) بچانا ہم پر ضروری ہے (۱۰۳)

معانی ومصادر

(اَلرِّجْسُ) رَجِسَ، یَرْجَسُ، رَجَاسَۃٌ (س وک) برا کام کرنا۔
(رِجْسٌ: گندگی)

(نُنْجِ) اَنْجٰی، یُنْجِیْ، اِنْجَاءٌ (باب افعال) نجات دینا۔
(نُنَجِّیْ) نَجّٰی، یُنَجِّیْ، تَنْجِیَۃٌ (باب تفعیل) نجات دینا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے اور کفار کو تنبیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا) اور اے رسول، اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین میں جتنے آدمی ہیں سب ایمان لے آتے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں نہیں ہے کہ سب ایمان لائیں ایمان تو وہی لاتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، راہ حق کی تلاش و جستجو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○
(الشوریٰ - ۱۳)

اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○
(الرعد - ۲۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، ہدایت کا دار و مدار معجزہ پر نہیں ہے بلکہ) اللہ اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(العنکبوت - ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ

وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ۔ ۲)

یہ کتاب (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔

المغرض ہدایت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند ذرائع مقرر ہیں۔ جو ان ذرائع کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عطاء فرماتا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص ان ذرائع کو نظر انداز کر دیتا ہے، حق سے نفرت کرتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے، سرکشی و عناد کرتا ہے، ہٹ دھرمی و حق پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطاء نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ (ھود۔ ۲۸)

کیا ہم (حق کو) ایسی حالت میں کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو زبردستی تم سے چمٹا دیں۔

المغرض حصول ہدایت اور ضلالت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند اصول مقرر ہیں اور یہی اس کی مشیت ہے۔ وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ ہدایت کو قبول کرے۔ وہ تو صرف راستہ بتا دیتا ہے پھر انسان کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے خواہ وہ صحیح راستہ پر چلے یا غلط راستے پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ (ھل اتی علی الانسان۔ ۳)

پھر ہم نے اُسے (سیدھا) راستہ بتا دیا۔ (پھر اسے اختیار دیا کہ وہ) چاہے شکر گذار بن جائے چاہے ناشکر گذار بن جائے۔

المغرض اگر اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت کی پیروی یہ لوگ کرتے تو اللہ سب کو ان قوانین کے مطابق ہدایت عطاء فرما دیتا لیکن کیونکہ وہ خوشی سے ان قوانین و اصول کی پیروی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں ان قوانین اور اصول کی پیروی پر مجبور نہیں کرتا اور ہدایت کے قبول کرنے کے معاملہ میں ان پر جبر نہیں کرتا (اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ) تو اے رسول، کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ مجبوری کا ایمان مقبول نہیں۔ ایمان تو وہ مقبول ہے جو دل کی خوشی اور سینہ کی کشادگی سے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○
(هل اتٰك حديث الغاشية - ۲۲)

(اے رسول) آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ، فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○
(قٓ - ۴۵)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں لیکن آپ ان پر جبر کرنے والے تو (بنا کر) نہیں (بھیجے گئے، آپ کی ذمہ داری) تو (بس اتنی ہے کہ) آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہئے جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔

الغرض اے رسول، نہ آپ کو قدرت و اختیار ہے کہ انہیں راہ راست پر لے آئیں اور نہ آپ اُن کو ایمان لانے کے لئے مجبور کر سکتے ہیں (وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) اور نہ کسی شخص کے اختیار میں ہے کہ وہ ایمان لے آئے بغیر اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کی توفیق اور اس کی مشیت کے اور اگر کوئی شخص ہدایت کے پانے کی خواہش کرے تو وہ ہدایت پا نہیں سکتا جب تک وہ ان اصول و قوانین کو ذریعہ نہیں بنائے جو ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں (وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ) اور اے رسول، اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کی گندگی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو نہ تو توحید کے دلائل سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو لوگ تعصب، ہٹ دھرمی اور حق پوشی سے کام لیتے ہیں ان کے دل حق کو قبول کرنے کے قابل نہیں رہتے اور جب دلوں میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی باقی نہ رہے تو پھر ان پر کفر اور شرک کے ردّے چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ○
(الحج - ۴۶)

تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرت ناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سُن لیتے (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۳۵)

اسی طرح اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (جو ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہوتی ہے)۔

آگے فرمایا (قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اے رسول ان سے کہئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے ذرا ان کو غور سے دیکھو، اگر تم غور سے دیکھو گے تو تمہیں توحید کی بہت سی نشانیاں نظر آئیں گی (وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ) لیکن اے رسول، جن لوگوں کو ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ایمان لانا ہی نہیں ہوتا ان کے کام نہ نشانیاں آتی ہیں اور نہ بار بار اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا اور اے رسول، یہ جو بار بار ڈرانے کے باوجود ایمان نہیں لاتے (فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ) تو کیا جو منحوس ایام ان سے پہلے گذشتہ قوموں پر آچکے ہیں یہ ان ہی جیسے منحوس ایام کے منتظر ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو اے رسول (قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ) آپ ان لوگوں سے کہئے تو پھر تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ منحوس ایام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ، اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ، وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ○
(حٰمٓ السجدۃ - ۱۵ و ۱۶)

الغرض عاد نے زمین میں بغیر حق کے تکبر کیا اور کہنے لگے قوت میں ہم سے کون زیادہ ہے؟ (اے رسول) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے (بہرحال) وہ ہماری آیتوں سے انکار ہی کرتے رہے تو ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں آندھی چلائی تاکہ انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھائیں اور آخرت کا عذاب (تو) اور زیادہ ذلیل کرنے والا ہے (وہاں) انہیں (کسی سے) مدد بھی نہیں ملے گی۔

آگے فرمایا (ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) پھر جب کبھی کوئی قوم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئی تو ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو بچاتے رہے ہیں اور (كَذٰلِكَ) اب بھی ہم ایسا ہی کریں گے۔ ہم اپنے رسول اور ایمان والوں کو عذاب سے بچالیں گے (حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور ہم پر حق ہے کہ ہم ایمان والوں کو بچائیں۔

عمل

اے ایمان والو، کسی کو ایمان لانے کے لئے مجبور نہ کیجئے۔

اے لوگو، آسمان میں اور زمین میں اللہ تعالےٰ کی توحید کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، عذاب کا انتظار نہ کیجئے۔ عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لے آئیے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ
الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ
يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ
وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ، فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ، وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ | (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تمہیں میرے دین (کے معاملہ) میں (ذرا سا بھی) شک ہے (تو صاف صاف سن لو کہ) میں ان ہستیوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی اللہ کے علاوہ تم عبادت کرتے ہو بلکہ میں تو (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو

تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مؤمنین میں سے ہو جاؤں (۱۰۴) اور (اے رسول آپ کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے) کہ آپ یکسو ہو کر (اللہ کے) دین پر اپنے آپ کو قائم رکھیں اور مشرکین میں سے ہرگز نہ ہو جائیں (۱۰۵) اور (اے رسول) اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی ظالموں میں شامل ہو جائیں گے (۱۰۶) اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے (اپنے) فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۰۷)

معانی و مصادر (رَادٌّ) رَدَّ، یَرُدُّ، رَدٌّ و مَرَدٌّ و مَرْدُوْدٌ (ن) پھیرنا، لوٹانا (رَآدٌّ = لوٹانے والا)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دین کی وضاحت کرتے ہوئے صرف توحید کا بیان کیا اس لئے کہ توحید دین کی اصل اور بنیاد ہے۔ توحید سے دین قائم ہے، توحید نہیں تو دین بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ) اے رسول، کہہ دیجئے! اے لوگو، اگر تمہیں میرے دین کے معاملہ میں ذرا سا بھی شک ہے تو صاف سن لو، (فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اللہ تعالےٰ کے علاوہ جن جن ہستیوں کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا (وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ) بلکہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ روحوں کو قبض کرنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا، فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(الزمر ۔ ۴۲)

اللہ ہی (لوگوں کی) جانیں اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت آتی ہے اور اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت نہیں (بلکہ) نیند آتی ہے پھر جن جانوں پر اللہ موت کا حکم صادر فرماتا ہے انہیں روک لیتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بڑی) نشانیاں ہیں۔

آگے فرمایا (وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور اے رسول آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ یکسو ہو کر اپنے آپ کو دین پر قائم رکھیں اور مشرکین میں سے نہ ہو جائیں۔ (وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ) اور اے رسول، آپ کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے، صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریں جو آپ کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے۔ مدد کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے جو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو، جو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار ہی نہیں رکھتا اسے پکارنا بے سود اور کھلا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

(النمل ۔ ۶۲)

(اے رسول، ان سے پوچھئے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر اس کی) مصیبت کو دور کرتا ہے اور (وہ کون ہے جو) زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(المآئدۃ ۔ ۷۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے شخص کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا (نہ وہ تمہاری پکار سنتا ہے اور نہ اسے تمہاری پکار کا علم ہوتا ہے) بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور اسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیونکہ) وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ

(اے رسول، آپ مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے

فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ○
(سبا - ۲۲)

لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

آگے فرمایا (فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ) اور اے رسول اگر آپ نے ایسا کیا یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارا تو پھر آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں گے (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ) اور اے رسول، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس تکلیف کو دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں (وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ) اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا کوئی نہیں (يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ) وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ انسان اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں پھر بھی ان کو معاف کرتا رہتا ہے اور ان پر رحم فرما کر اپنا فضل ان کے شامل حال رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○
(البقرۃ - ۲۴۳)

بے شک اللہ لوگوں پر فضل (وکرم) کرتا رہتا ہے (تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں) لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○
(الشوریٰ - ۳۰)

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی مصیبت دور کر سکتا ہے، نہ کسی نعمت سے بہرہ اندوز کر سکتا ہے اور نہ کسی نعمت سے محروم کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
(الانعام - ۱۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر

چیز پر قادر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، مشرکین سے کہہ دیجئے کہ ہم اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں جو ہماری اور تمہاری جانیں قبض کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی خالص توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔

اے لوگو، کسی ایسی ہستی کو مدد کے لئے نہ پکارئیے جو نہ آپ کو نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہذا مدد کے لئے صرف اسی کو پکارئیے۔

اے لوگو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی مصیبت پہنچائے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اگر وہ اپنے فضل سے آپ کو نوازنا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں لہٰذا صرف اسی کو پکارئیے بے اختیار اور بے بس لوگوں کو ہرگز نہ پکارئیے اور نہ ان کی کسی قسم کی عبادت کیجئے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ، فَمَنِ اهْتَدٰى
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ، وَمَنْ
ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا، وَمَآ
اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ
مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى
يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا ہے، تو جو کوئی (تم میں سے) ہدایت حاصل کرے تو وہ اپنی ذات خاص کے لئے ہدایت حاصل کریگا (اس میں اسی کا نفع ہے) اور جو گمراہی اختیار کرلے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر پڑے گا۔ میں تمہارے لئے بمنزلہ وکیل کے نہیں ہوں (کہ تمہارے کام کو سنبھال لوں) ﴿۱۰۸﴾ اور (اے رسول) آپ تو بس اس چیز کی پیروی کرتے رہئے جو آپ کی طرف وحی کی جاری ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ (اپنا) فیصلہ صادر فرمائے اور اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ﴿۱۰۹﴾

معانی ومصادر (وَکِیْلٌ) وَکَلَ، یَکِلُ وَکْلٌ و وُکُوْلٌ (ض) حوالہ کرنا. سپرد کرنا (وَکِیْلٌ جس پر اعتماد کیا جائے اور جس کے سپرد اپنا کام کر دیا جائے)۔

تفسیر گذشتہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا واضح اعلان کر دیں اور اپنے عقیدہ کا صاف صاف اظہار کر دیں۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اسی توحید کی طرف دنیا کے تمام انسانوں کو دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قرآن مجید نازل فرما دیا ہے جو دین حق یعنی دین اسلام اور توحید باری تعالےٰ کی واضح تعلیم دیتا ہے، آؤ اور دین اسلام قبول کر کے توحید پر قائم ہو جاؤ اور اے لوگو (فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ) جو شخص ہدایت کو قبول کرلے تو اس میں اسی کا فائدہ ہے (وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا) اور جو شخص گمراہی اختیار کرے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر پڑے گا۔ نہ کسی کے ہدایت قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ ہے اور نہ کسی کے گمراہی اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ بگڑتا ہے۔ وہ غنی ہے، اسے کسی بات کی پرواہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ ○ (النمل - ۴۰)

اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے (فائدہ کے) لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی اور باعزت ہے (اس کا کسی کی ناشکری سے کیا بگڑتا ہے)۔

آگے فرمایا (وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ) اے رسول، کہہ دیجئے کہ میں تم پر متوکل نہیں ہوں کہ تم کو مؤمن بنانا میری ذمہ داری ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ، وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا، وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ○ (الانعام - ۱۰۴)

(اے لوگو) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (عبرت و) بصیرت کی باتیں آچکی ہیں، جس نے (ان کو نگاہ بصیرت سے) دیکھا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جس نے (ان سے) آنکھیں بند کرلیں تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور (اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ) میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تم سے زبردستی منواؤں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا، وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

(الانعام۔ ۱۰۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو ان پر نگران نہیں بنایا ہے اور نہ آپ ان پر داروغہ ہیں (کہ ان کی بے راہ روی کی ذمہ داری آپ پر ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

(الزمر۔ ۴۱)

جو شخص ہدایت پر چلتا ہے تو اس میں اسی کا (بھلا) ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے اور (اے رسول) آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں (کہ ان سے زبردستی منوالیں)۔

آگے فرمایا (وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ) اور اے رسول، اگر یہ لوگ وحی الٰہی کی پیروی نہیں کرتے تو نہ کریں۔ ان کے پیروی نہ کرنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے البتہ آپ ضرور اس چیز کی پیروی کرتے رہئے جو آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے (وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ، وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ) اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنے عذاب کا فیصلہ صادر فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ

(الاحقاف ۔ ۳۵)

(اے رسول) جس طرح عزم (وہمت) والے رسولوں نے صبر کیا آپ بھی صبر کرتے رہیئے اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا

(والطور ۔ ۴۹)

(اے رسول) اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کیجئے، بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ○

(ھل اتی علی الانسان ۔ ۲۴)

(اے رسول) اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کیجئے اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانئے۔

عمل

اے لوگو، آپ کے پاس حق آچکا ہے۔ آپ اس کی پیروی کیجئے۔ اگر آپ اس کی پیروی کریں گے تو آپ ہی کا فائدہ ہے اور اگر آپ اس کی پیروی نہیں کریں گے تو آپ ہی کا نقصان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ہود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ
فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ①
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ، اِنَّنِيْ
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا
اِلَيْهِ ، يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ
فَضْلٍ فَضْلَهٗ، وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

ترجمہ الٓرٰ، (یہ وہ) کتاب ہے جس کی آیتیں حکیم وخبیر (اللہ) کی طرف سے مستحکم کردی گئی ہیں پھر علیٰحدہ علیٰحدہ بھی کردی گئی ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) ① (اے رسول، آپ کہہ دیجئے) کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اللہ کے، بے شک میں اس کی طرف سے تم کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں ② اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش طلب کرو، پھر اس سے توبہ کرو، وہ تم کو (دنیا میں) ایک وقت مقررہ تک اچھے (مال و) متاع سے بہرہ مند کریگا اور (آخرت میں) ہر نیکی (کرنے) والے کو اس کی نیکی (کا اجر) دیگا اور (اے لوگو) اگر تم نے (میری تعلیمات سے) منہ موڑا تو مجھے تمہارے متعلق (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے ③ (اس دن) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ④

معانی ومصادر (اُحْكِمَتْ) اَحْكَمَ، يُحْكِمُ، اِحْكَامٌ (باب افعال) مضبوط کرنا، لگام لگانا، حکیم بنانا۔

(مَتَاعًا) مَتَاعٌ = باقی رہنے والا تھوڑا سا فائدہ۔

تفسیر (الٓرٰ) ا، ل، ر اور یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق سورۂ بقر کی پہلی آیت کی تفسیر

ملاحظہ فرمائیں (اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ) یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں حکیم و خبیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستحکم کر دی گئی ہیں پھر علیٰحدہ علیٰحدہ بھی کر دی گئی ہیں تاکہ سمجھنے اور عمل کرنے والے کے لئے الجھن کا باعث نہ ہوں۔

احکام و قوانین کے لحاظ سے یہ کتاب قرآن مجید بہت مضبوط اور مستحکم ہے۔ اس کے قوانین و احکام میں نہ کوئی جھول ہے اور نہ کوئی خلاء ہر حکم اور قانون حکمت سے پُر اور مصلحت سے مملوء ہے۔ اور آخر حکمت و مصلحت سے پر کیوں نہ ہو جبکہ اس کا نازل کرنے والا حکیم بھی ہو اور خبیر بھی۔ اسے علم تھا کہ زمانے اور حالات بدلتے رہیں گے لہٰذا اس نے ایسے احکام اور قوانین نافذ کئے جو دائمی ہوں اور ہر زمانہ کے ساتھ چل سکیں اور تمام حالات میں یکساں طور پر مفید اور قابل عمل ہوں۔ قرآن مجید کی اسی خوبی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ (الکھف۔ ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔

قرآن مجید کی برکتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (صٓ۔ ۲۹)

(اے رسول) اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے اور اسے بہت بابرکت بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر کریں اور اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

یہی وہ کتاب ہے جو سچائی سے لبریز، میزان عدل و انصاف اور ممیز حق و باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ۔ (الشوریٰ۔ ۱۷)

اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان۔ ۱)

بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے۔

قرآن مجید میں بہترین باتیں، بہترین قوانین اور بڑے مضبوط مضامین ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا (الزمر۔ ۲۳)

اللہ نے کتابی شکل میں بہترین کلام نازل کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۲و۳)

اللہ کی طرف سے رسول (آیا) جو پاکیزہ صحیفے پڑھتا ہے جن میں سیدھی اور صاف ہدایات لکھی ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں موعظۂ حسنہ اور روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(یونس ۔ ۵۷)

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراض قلوب کے لئے شفاء (تم سب کے لئے) ہدایت اور مؤمنین کے لئے رحمت آچکی ہے۔

قرآن مجید بالکل سیدھا اور واضح راستہ بتاتا ہے جس پر چل کر انسان دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۹ و ۱۰)

بے شک یہ قرآن ایسے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں) بڑا اجر ہے اور (یہ بھی بتاتا ہے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لائیں گے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل من یقوم بالقرآن جزء اول ص ۳۲۵)

اس کتاب کے ذریعہ اللہ (تعالیٰ) بہت سی قوموں کو (جو اس پر عمل کریں گی) بام عروج پر پہنچائے گا اور بہت سی قوموں کو (جو اس کو چھوڑ دیں گی) قعر مذلت میں گرا دیگا۔

(فُصِّلَتْ) قرآن مجید کی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ طویل جملے نہیں ہیں۔ ہر آیت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳)

(یہ ایک ایسی) کتاب (ہے) جس کی آیتیں علیحدہ علیحدہ کر دی گئی ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو مزید برآں یہ کتاب یعنی) قرآن ان لوگوں (کی

ہدایت) کے لئے جو علم (و فہم) رکھتے ہیں عربی
زبان میں (اتارا گیا) ہے۔

آگے فرمایا (اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ) اس مضبوط و مستحکم کتاب کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے۔ اس کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کرو۔

(نوٹ:۔ عبادت کے وسیع مفہوم کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

(اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ) اور اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ میں اس اللہ تعالےٰ کی طرف سے جس کے سواء کوئی لائق عبادت نہیں تمہاری طرف نذیر اور بشیر بنا کر بھیجا گیا ہوں میں شرک کرنے والوں اور برے عمل کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم رہنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں (وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ) اور میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے رب سے اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کی اس کے سامنے توبہ کرو (یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی) اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو دنیا کی زندگی میں ایک وقت مقررہ تک کے لئے بہترین مال و اسباب سے بہرہ ور کریگا (وَیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ) اور آخرت میں ہر نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا اجر عطاء فرمائے گا (وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ) اور اگر تم اس تعلیم سے منہ موڑو تو مجھے تمہارے متعلق قیامت کے بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔ یوم کبیر سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(ویل للمطففین۔ ۴ تا ۶)

کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ یہ (ایک دن دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوۃ جزء اول ص ۳۹۲)

قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

(اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اور اے رسول، آپ یہ بھی ان سے کہہ دیجئے کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے لئے تمہارا دوبارہ پیدا کرنا اور تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ○
يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ
حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ○
(ق ۔ ۴۳ و ۴۴)

(اے لوگو) ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب کو) لوٹ کر آنا ہے، جس دن زمین ان (کی لاشوں) پر سے پھٹ جائے گی (اور) وہ (قبروں سے نکل کر) تیزی کے ساتھ (میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے) تو یہ جمع کر لینا ہمارے لئے آسان ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ
بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○
(التغابن ۔ ۷)

آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں خبر دی جائے گی کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے اور یہ (کام) اللہ کے لئے (بڑا) آسان ہے۔

عمل

اے لوگو، دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کام کیجئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کیجئے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے اور اس کی اطاعت کرتے رہیئے،
(۲) اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی مانگیئے،
(۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیجئے۔

أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ، أَلَا حِيْنَ
يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ، إِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

ترجمہ (اے رسول) یہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کر لیتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپ جائیں، ان لوگوں کو خبردار ہو جانا چاہئے کہ جب وہ کپڑے اوڑھ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ کو (ان کی تمام باتوں کا) جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں علم ہوتا ہے (اور یہی کیا) وہ تو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے ۝۵

معانی ومصادر (یَثْنُوْنَ) ثَنٰی، یَثْنِیْ، ثَنْیٌ (ض) طے کرنا، دوہرا کرنا۔
(یَسْتَخْفُوْا) اِسْتَخْفٰی، یَسْتَخْفِیْ، اِسْتِخْفَاءٌ (باب استفعال) چھپنا۔
پردہ کرنا۔
(یَسْتَغْشُوْنَ) اِسْتَغْشٰی، یَسْتَغْشِیْ، اِسْتِغْشَاءٌ (باب استفعال) کپڑا اوڑھ لینا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں:۔

أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ اَنْ يَّتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَآءِ وَاَنْ يُّجَامِعُوْا نِسَآءَهُمْ

کچھ لوگ آسمان کے نیچے کھلی جگہ میں قضائے حاجت اور جماع کرنے سے شرماتے تھے اور

فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ۔
(صحیح بخاری تفسیر سورۂ ھود جزء ۶ ص۹)

جھکے جھکے یہ کام کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ) اے رسول، یہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کر لیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے چھپ جائیں تو انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے (اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ) اسی طرح جب یہ لوگ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے چھپ جائیں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے (يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ، اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) اللہ تعالیٰ تو جو کچھ یہ چھپا کر کرتے ہیں اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ علانیہ کرتے ہیں اسے بھی جانتا ہے اور یہی کیا وہ تو ان کے دلوں کی باتوں اور خیالات کو بھی جانتا ہے، اس سے نہ کوئی چیز چھپ سکتی ہے اور نہ غائب ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○
(حٰمٓ السجدۃ - ۲۲ و ۲۳)

اور (گناہ کرتے وقت) تم اس لئے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں کہیں تمہارے خلاف گواہی نہ دیں بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ (پردہ کرنے کے بعد) اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں ہوگی، تو جو گمان تم نے اپنے رب کے متعلق (قائم) کر لیا تھا اسی گمان نے تمہیں تباہ و برباد کیا اور تم نقصان میں جا پڑے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
(الانعام۔ ۵۹ و ۶۰)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔ وہی ہے جو رات کے وقت (نیند میں) تمہیں وفات دیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا اسے

(اچھی طرح) جانتا ہے، پھر (رات ختم ہونے کے بعد) دن کے وقت وہ تم کو (اٹھا کر) کھڑا کر دیتا ہے تاکہ (اس طرح زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے تھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی چیز چھپ سکتی ہے اور نہ کوئی عمل۔ اس آیت کو نازل کر کے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی اور فطری ضروریات کی ادائیگی میں ایسی حیا کا مکلف نہیں بنایا جو ناممکن، دشوار یا غیر ضروری ہو۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ جو عمل بھی تم کرو گے خواہ چھپ کر کرو یا علانیہ کرو اللہ تعالیٰ اس سے ضرور واقف ہوگا پھر اگر وہ چاہے گا تو اس عمل کی سزا یا جزا دیگا لہذا کسی حالت میں برا عمل نہ کرو۔

عمل

اے لوگو، یہ نہ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے عمل کی خبر نہیں ہوگی۔ اسے تو آپ کے ہر عمل کی خبر ہوگی خواہ آپ وہ عمل چھپ کر کریں یا علانیہ کریں، لہذا اے لوگو، برے عمل نہ کیجئے خواہ آپ کمیں بھی ہوں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا، كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ
مُّبِيْنٍ ۝۶

ترجمہ زمین میں کوئی جانور بھی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو، اللہ (اس جانور کی زندگی میں ہر وقت) اس کے رہنے کی جگہ سے واقف ہوتا ہے اور اُس جگہ سے بھی واقف ہوتا ہے جہاں وہ (جانور مرنے کے بعد) سپرد کیا جائے گا (اور) یہ تمام باتیں روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں بھی لکھی ہوئی ہیں (۶)

معانی ومصادر (دَآبَّةٌ) دَبَّ، يَدِبُّ، دَبٌّ ودَبِيْبٌ (ض) رینگنا (دَآبَّةٌ = دَآبٌّ کا مؤنث، چوپایہ)۔
(مُسْتَقَرٌّ) اِسْتَقَرَّ، يَسْتَقِرُّ، اِسْتِقْرَارٌ (باب استفعال) ساکن ہونا، ثابت ہونا (مُسْتَقَرٌّ جائے قیام)۔
(مُسْتَوْدَعٌ) اِسْتَوْدَعَ، يَسْتَوْدِعُ، اِسْتِيْدَاعٌ (باب استفعال) سپرد کرنا (مُسْتَوْدَعٌ: سپرد کرنے کی جگہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا) زمین میں چلنے والا کوئی ایسا جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ	اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنے رزق کو اٹھائے نہیں پھرتے (وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں)

الْعَلِيْمُ ○
(العنکبوت - ٦٠)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○
(فاطر - ٣)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ، اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(العنکبوت - ١٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (رواہ الترمذی فی ابواب الزھد وصححہ جزء ٢ ص ١٢٨)

اللہ ان کو رزق دیتا ہے (اگر تم اللہ پر توکل کر کے ہجرت کرو تو اللہ) تم کو بھی (رزق دے گا) وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے جو آسمان اور زمین (کی نعمتوں میں) سے (کوئی نعمت) تم کو عطاء کرے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (تو نعمتیں دینے والا بھی کوئی نہیں) تو پھر تم لوگ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہو۔

اللہ کے علاوہ تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (کوئی) اختیار نہیں (رزق دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے) لہٰذا رزق اللہ سے طلب کرو، اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرتے جیسا اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (واپس) آتے ہیں۔

الغرض ہر جاندار کو رزق پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی رازق ہے اور نہ کوئی داتا (وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا) وہ زندگی میں ہر جاندار کے رہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس جگہ کو بھی جانتا ہے جہاں وہ سپردِ خاک کیا جاتا ہے اس کو اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ زمین مردے میں سے کیا کیا کم کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ○
(قٓ - ٤)

ہمیں اس چیز کا بخوبی علم ہے جو زمین ان کے جسموں میں سے (کھا کھا کر) کم کرتی رہتی ہے

مزید برآں ہمارے پاس (تمام چیزوں کی) محفوظ کر دینے والی کتاب بھی ہے (جس میں ہر چیز تحریر ہے۔

الغرض مُردہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے اور پھر ایک وقت آئے گا کہ زمین اس سپرد کی ہوئی امانت کو واپس کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا، ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ○

(قٓ - ۴۴)

جس دن زمین ان (کی لاشوں) پر سے پھٹ جائے گی (اور) وہ (قبروں سے نکل کر) تیزی کے ساتھ (میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے)، تو یہ جمع کر لینا ہمارے لئے آسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○

(اذا زلزلت الارض - ۱و۲)

جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور اپنے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○

(اذا السماء انشقت - ۳تا۵)

جب زمین کھینچی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو باہر ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ وہ اپنے رب کا حکم غور سے سنے گی، (اور اس کی تعمیل کرے گی) اور یہی اس کے لئے واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ○

(والعٰدیٰت - ۹)

تو کیا (انسان کو) معلوم نہیں کہ قبروں میں جو (مردے دفن) ہیں جب انہیں (زندہ کر کے) باہر نکالا جائے گا (تو اللہ ان سے بخوبی واقف ہوگا)۔

الغرض ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور (كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ) ہر چیز روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو رازق اور داتا سمجھئے۔ اسی پر بھروسہ کیجئے۔ وہی آپ کو رزق دیگا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّ
كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ
أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ، وَلَئِنْ
قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ
الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا
إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝٧
وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
إِلَىٰٓ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ

مَا يَحْبِسُهٗ ۭ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ
لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ
بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸

ترجمہ | وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا (اس پیدائش سے اللہ کا مقصد یہ تھا) کہ وہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور (اے رسول) اگر آپ ان لوگوں سے کہیں کہ تم موت کے بعد ضرور زندہ کئے جاؤ گے تو جو لوگ کافر ہیں وہ کہیں گے یہ تو کھلا جادو ہے (یعنی بالکل بے بنیاد بات ہے)۷ اور (اے رسول) اگر ہم ایک معین مدت تک کے لئے ان سے عذاب کو مؤخر کر دیں تو کافر ضرور یہ کہیں گے کہ کونسی چیز ہے جو عذاب کو روکے ہوئے ہے، (انہیں) خبردار (ہو جانا چاہئے کہ) جس دن عذاب ان پر واقع ہو جائیگا تو پھر وہ ان سے ٹلے گا نہیں اور (آج) جس (عذاب) کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں وہ (عذاب اس دن ہر طرف سے) ان کا احاطہ کرلے گا ۸

معانی و مصادر | (اُمَّةٌ) اَمَّ، یَؤُمُّ، اَمٌّ (ن) قصد کرنا، امامت کرنا (اُمَّةٌ = جماعت، طریقہ، وقت، امام)۔

(یَحْبِسُ) حَبَسَ، یَحْبِسُ، حَبْسٌ، مَحْبَسٌ (ض) قید کرنا، روکنا۔

(حَاقَ) حَاقَ، یَحِیْقُ، حَیْقٌ و حُیُوْقٌ وحَیْقَانٌ (ن) احاطہ کرنا، واجب کرنا۔

تفسیر | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○ (قٓ ۔ ۳۸)

اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب کو) چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان محسوس نہیں ہوئی۔

(وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ) اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا یعنی آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں.

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی المآء جزء ۹ ص۱۵۲)

اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا پھر اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَآئِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم وموسیٰ علیہما السلام جزء ۲ ص۲۵۵)

اللہ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں تقدیریں لکھیں تو اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا اور جب پچاس ہزار سال بعد آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تو اس وقت بھی اس کا عرش پانی پر تھا۔

آگے فرمایا (لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا) اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ یہ جانچ کرے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے یعنی آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے کا مقصد جنّوں اور انسانوں کی آزمائش ہے۔ گویا کائنات کا پورا نظام بے مقصد نہیں ہے بلکہ اچھے اور برے لوگوں کی جانچ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کرنے والوں کے لئے جنت ہے اور برے عمل کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے۔ مندرجہ ذیل آیات میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران۔ ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقلمند وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں۔ پھر غور و فکر کرتے

کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا، ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ○

(صٓ ۔ ۲۷)

اور (اے لوگو) ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو بے فائدہ نہیں بنایا، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں اور کافروں کے لئے دوزخ میں بڑی خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى، وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ○

(الروم ۔ ۸)

اللہ نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُس کو حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ تک کے لئے پیدا کیا ہے (پھر بھی) بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا انکار کر رہے ہیں۔

اچھے اور برے عمل کرنے والوں کی جانچ بھی بے مقصد نہیں بلکہ اس کا بھی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اچھے عمل کی جزا دے اور برے عمل کی سزا دے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ تمام لوگوں کو دوبارہ پیدا کیا جائے اور پھر ان سے حساب لیا جائے (وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ) اور اے رسول، اگر آپ کفار سے کہیں کہ سزا و جزا دینے کے مقصد کے لئے تمہیں موت کے بعد پھر زندہ کیا جائے گا (لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ) تو کافر ضرور یہ کہیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے یعنی بالکل بے بنیاد اور بعید از عقل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ○

(قٓ ۔ ۳)

(اور جب ان سے کہا گیا کہ وہ حساب و کتاب کے لئے پھر زندہ کئے جائیں گے تو انہوں نے

تعجب سے پوچھا) کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہوں گے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بعید (از عقل) ہے۔

قیامت کے عذاب سے ڈرانے کے بعد اللہ تعالےٰ نے کافروں کو دنیا کے عذاب سے بھی ڈرایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ) اور اے رسول، اگر ہم ایک معین مدت تک کے لئے ان سے دنیا کے عذاب کو مؤخر کر دیں تو کافر ضرور یہ کہیں گے کہ کونسی چیز ہے جو عذاب کو روکے ہوئے ہے (اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ) انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ جس دن عذاب ان پر واقع ہو جائے گا تو پھر وہ ان سے ٹلے گا نہیں (وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) اور آج جس عذاب کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں وہ عذاب ہر طرف سے ان کا احاطہ کرے گا۔ کافروں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ عذاب کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ عذاب کے لئے جلدی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ (العنکبوت۔ ۵۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آ گیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

عمل

اے لوگو، اچھے عمل کیجئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورے اتریں۔
اے لوگو، قیامت پر یقین رکھئے، عذاب الٰہی سے ڈرتے رہئے، جب وہ آجاتا ہے تو پھر ٹلتا نہیں۔ عذاب کے آنے سے پہلے توبہ کر لیجئے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا
رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ
لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ
نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ
لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ،
اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

ترجمہ اور (اے رسول) اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے (نعمت و) رحمت کا مزا چکھائیں پھر وہ (نعمت و) رحمت اس سے چھین لیں تو وہ (فوراً) مایوس ہو جاتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے ۹ اور اگر ہم اس کو تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچی ہو راحت کا مزا چکھائیں تو کہتا ہے

سب مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں، (پھر) وہ خوشی میں مگن ہو جاتا ہے اور اترانے لگتا ہے (۱۰) مگر (ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے) جو صبر کرتے ہیں (ناشکری نہیں کرتے) اور (ہر حال میں) نیک عمل کرتے رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے (۱۱)

معانی و مصادر (یَئُوْسٌ) یَئِسَ، یَیْئَسُ، یَأْسٌ (س، ك) ناامید ہونا (یَئُوْسٌ۔ ناامید)۔
(نَعْمَآءُ) نَعِمَ، یَنْعَمُ، نَعْمَةٌ و مَنْعَمٌ (ف، ن، س) خوش حال ہونا۔
(نَعْمَآءُ۔ مال)۔
ضَرَّآءُ = تکلیف۔
(فَخُوْرٌ) فَخَرَ، یَفْخَرُ، فَخْرٌ و فَخَارٌ و فَخَارَةٌ (ف) فخر کرنا (فَخُوْرٌ = بہت فخر کرنے والا)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی ایک فطری کمزوری کا ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں صبر کرنے والے صالحین کی تعریف کی ہے گویا ان آیات میں صبر، ثابت قدمی اور عمل صالح کی ترغیب دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ) اور اے رسول، انسان کی تو یہ حالت ہے کہ جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت و راحت کا مزا چکھاتے ہیں پھر اس سے وہ نعمت و راحت چھین لیتے ہیں تو وہ مایوس ہو جاتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے حالانکہ نہ تو اللہ تعالےٰ سے ناامید اور مایوس ہونا چاہئے اور نہ ناشکری کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (یوسف۔ ۸۷)

اللہ کی رحمت سے تو بس کافر ناامید ہوا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ (البقرۃ۔ ۱۵۲)

(اے ایمان والو) تم میرا ذکر کرتے رہو میں تمہارا ذکر کرتا رہوں گا، تم میرے (احسان کا) شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ، اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ) اور اگر ہم انسان کو اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے راحت کا مزا چکھائیں تو کہتا ہے سب مصیبتیں مجھ سے دور ہو گئیں، پھر وہ خوشی میں مگن ہو جاتا ہے اور اترانا شروع کر دیتا ہے حالانکہ اسے اترانا نہیں چاہئے بلکہ اس مالک حقیقی کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ان مصائب کو دور کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ (یونس۔ ۶۰)

بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان ہے لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ۔
(الزمر۔ ۷)
اور اگر تم شکر کرو تو اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ، وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝
(الحدید۔ ۲۳)
اور جو چیز اللہ تم کو دے اس پر اترا نہ جاؤ (بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تقدیر میں ایسا ہی لکھ دیا تھا) اور (اے لوگو اس بات کو یاد رکھو کہ) اللہ ہر اترانے والے اور گھمنڈ کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

انسان کی اس بری خصلت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔
وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝
(بنی اسرآءیل۔ ۶۷)
بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝
(ابراھیم۔ ۳۴)
اور (اے انسانو) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔

انسان کی فطری برائی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) مگر ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے جو مصائب میں صبر کرتے ہیں، ثابت قدمی اور استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے، ناشکری کے الفاظ زبان پر نہیں لاتے بلکہ ہر حال میں نیک عمل کرتے رہتے ہیں۔ نہ وہ نعمت کے چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مایوس ہوتے ہیں اور نہ خوشحالی کے زمانہ میں گھمنڈ و تکبر کرتے ہیں بلکہ دونوں حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر راضی برضاء اور شاکر بقضاء رہتے ہیں (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ) ایسے ہی لوگوں کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ
اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں

مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ۝
أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَ
رَحْمَةٌ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ
الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝
إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ
دَآئِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِيٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ
مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ
يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم
مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ
عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ
هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَٰفِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰٓ
أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ
غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ
فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ
لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ ۝ وَ
الَّذِينَ هُم بِشَهَٰدَٰتِهِمْ قَآئِمُونَ ۝
وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝
أُولَٰٓئِكَ فِي جَنَّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ۝

(سأل سائل۔ ۱۹ تا ۳۵)

بے شک انسان بڑا ہی بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اُسے کوئی برائی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے۔ اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔ مگر (ہاں) نمازی (ایسے نہیں ہوتے) جو اپنی نماز کو بلا ناغہ ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔ جن کے مالوں میں ایک حصّہ مقرر ہوتا ہے مانگنے والے کے لئے بھی اور نہ مانگنے والے کے لئے بھی، جو روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں، جو اپنے ربّ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بیشک ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے، جو (تمام عورتوں سے) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر ہاں اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں سے (حفاظت نہ کرنے میں) ان پر کوئی ملامت نہیں لیکن جو شخص ان کے علاوہ (کسی اور عورت) کا طلب گار ہو تو ایسے ہی لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں، جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہی (وہ) لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ ہونگے۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ نماز اور دوسرے اعمال صالحہ کرنے سے انسان بے صبری، مایوسی اور گھمنڈ جیسی فطری و جبلی کمزوریوں سے بچ سکتا ہے۔

جب مصیبت پہنچے تو مسلم کا یہ کام نہیں کہ ناشکری کا اظہار کرے بلکہ صبر کرے اور اس مصیبت کو بھی اپنے حق میں بہتر سمجھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ {صحیح بخاری کتاب الطب (کتاب المرضٰی) باب ما جاء فی کفارۃ المرض جزء ۷ ص۱۴۸ و صحیح مسلم کتاب البر باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ جزء ۲ ص۴۲۸ واللفظ للبخاری}

مسلم کو کوئی مشقت مصیبت، رنج و ملال، تکلیف یا غم نہیں پہنچتا حتی کہ کانٹا بھی نہیں چبھتا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَّاتُهَا فَاِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ اِذَا شَاءَ {صحیح بخاری کتاب الطب (کتاب المرضٰی) باب ما جاء فی کفارۃ المرض جزء ۷ ص۱۴۹ وروی مسلم نحوہ فی کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار باب مثل المؤمن کالزرع جزء ۲ ص۵۲۴}

مؤمن کی مثال کھیتی کے پودے کی سی ہے جس کو ہوا جس طرف سے بھی آئے جھکا دیتی ہے (اور جب ہوا رک جاتی ہے) تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے (الغرض) وہ (ہر) بلا سے جھک جاتا ہے (اور سلامت رہتا ہے) اور بدکار صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو سیدھا اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے توڑ دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ {صحیح بخاری کتاب الطب (کتاب المرضٰی) باب شدۃ المرض جزء ۷ ص۱۴۹ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب ثواب

کسی مسلم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالےٰ (اس کے ذریعہ سے) اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

المؤمن فیما یصیبه جزء۲ ص۴۲۷
واللفظ للبخاری}

الغرض مسلم کو صبر و شکر کرتے رہنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ دَرَجَةٌ وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب ثواب المؤمن فیما یصیبه جزء۲ ص۴۲۷)

مسلم کے اگر کوئی کانٹا چبھتا ہے یا کانٹے سے بڑھ کر کوئی تکلیف اسے پہنچتی ہے تو اس کے عوض اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور ایک گناہ اس کا مٹا دیا جاتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جب مصیبت آئے تو نہ مایوس ہوا کیجئے اور نہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، جب آپ کو خوشحالی نصیب ہو تو اترایا نہ کیجئے بلکہ اس کو اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، صبر، ثابت قدمی، استقامت و استقلال کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہئے اور نیک عمل کرتے رہئے تاکہ آپ اپنی جبلّی برائیوں سے بچ سکیں۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحٰٓى
إِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ
أَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ
كَنْزٌ أَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ
إِنَّمَآ أَنْتَ نَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ أَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ
مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ
يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ
اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ، فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ (اے رسول) کافروں کے اس قول کی وجہ سے کہ ان پر خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا سینہ تنگ ہو اور جو کتاب آپ پر وحی کی جارہی ہے اس میں سے آپ کچھ حصہ (بیان کرنا) چھوڑ دیں (ایسا نہیں ہونا چاہئے) آپ تو بس ڈرانے والے ہیں (منوانا آپ کا کام نہیں ہے) اللہ ہر چیز پر نگران ہے (وہ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے) ﴿۱۲﴾ (اے رسول) کیا کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (رسول) نے خود بنالیا ہے (آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں تم بھی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن جن کو تم بلا سکتے ہو (اپنی مدد کے لئے) بلالو ﴿۱۳﴾ پھر (اے ایمان والو) اگر کافر تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ اے کافرو) اب تو تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ بھی تمہیں جان لینا چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو (یا نہیں) ﴿۱۴﴾

معانی ومصادر (ضَآئِقٌ) ضَاقَ، يَضِيْقُ، ضَيْقٌ (ض) تنگ ہونا۔
(مُسْلِمُوْنَ) اَسْلَمَ، يُسْلِمُ، اِسْلَامٌ (افعال) فرمانبردار ہونا، مسلم ہونا۔

تفسیر آیات کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ پر کوئی خزانہ نازل ہو یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ ہو جو آپ کی تائید کرے تو ہم آپ کی نبوت کو تسلیم کرلیں گے۔ ان کے اس مطالبہ کا ذکر مندرجہ ذیل

آیت میں صراحت سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ، لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا، وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

(الفرقان۔ ۷ و ۸)

اور (اے رسول) کافر یہ بھی کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں آتا جاتا ہے اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ (مل کر لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراتا یا اس پر کوئی خزانہ نازل کیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے یہ (پھل وغیرہ) کھاتا اور (اے رسول) یہ ظالم (مؤمنین سے) یہ بھی کہتے ہیں کہ تم بس ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔

الغرض اس قسم کا مطالبہ بار بار دہرایا جا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی خاطر یہ آیتیں نازل فرمائیں (فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ) کافر کہتے ہیں ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان پر کوئی خزانہ نازل ہوتا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو ان کی تصدیق کرتا تو ہم ان کو رسول مان لیتے۔ اے رسول، انکے اس قول کی وجہ سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے اور آپ آزردہ ہوتے ہیں تو کیا ان حالات میں آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر وحی کی جا رہی ہے اس میں سے کچھ حصہ جو کفار کو ناگوار گذرتا ہے بیان کرنا چھوڑ دیں۔ ایسا تو آپ کرنے والے نہیں تو پھر ان کفار کو مطالبہ کرنے دیجئے۔ ان کے مطالبہ کی پرواہ نہ کیجئے، آپ برابر ان کو ان کی بدعقیدگی اور بداعمالی کے انجام سے ڈراتے رہیئے۔ (اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ) آپ تو بس ڈرانے والے ہیں۔ آپ کا فرض منصبی ڈرانا ہے نہ کہ کفار کے مطالبات کا پورا کرنا یا اپنی بات منوانا۔ آپ کا کام پہنچا دینا ہے اور بس (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ) اور اے رسول، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگراں ہے۔ وہ ان کے اعمال کو بھی دیکھ رہا ہے، وہ انہیں بھی دیکھ لے گا۔ آپ گھبرائیں نہیں، اپنا کام جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

(الرعد۔ ۴۰)

آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے

حَفِيْظًا ، اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ (الشوریٰ - ۴۸)

آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ) کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کو خود بنالیا ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے تو ہمارے مطالبات پورے کرتے اور اللہ تعالیٰ ضرور اپنے رسول کی رسالت کے ثبوت میں کوئی خزانہ ان پر نازل کرتا یا کوئی فرشتہ ان کے ساتھ بھیج دیتا۔ (قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اے رسول، آپ ان سے کہئے کہ اگر تم واقعی اس قول میں سچے ہو کہ یہ میرا بنایا ہوا کلام ہے تو میں بھی انسان ہوں، تم بھی انسان ہو۔ اگر میں نے یہ کلام خود بنالیا ہے تو تم بھی مجھ ہی جیسے انسان ہونے کی وجہ سے ایسا کلام بنا سکتے ہو۔ لاؤ اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ تعالےٰ کے علاوہ جس جس کو بلا سکتے ہو بلالو اور اے مسلمین تم بھی ان سے تقاضا کرو کہ قرآن مجید کے مثل دس سورتیں ہی بنا کر لائیں (فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ) پھر اگر یہ لوگ تمہارا چیلنج قبول نہ کریں اور ہرگز قبول نہیں کرینگے (فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ) تو پھر ان کافروں سے کہو کہ اب تو جان لو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے علم سے اتارا گیا ہے، کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے (وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ) اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) تو کیا اب بھی تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ تمہارا قرآن مجید جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہو جانا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد مان کر مسلم ہو جانا چاہئے۔ آخر اب مسلم بننے میں کونسا امر مانع ہے؟ قرآن مجید خود ایک معجزہ ہے لہذا دوسرے معجزات کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تمہارے ایمان لانے کے لئے قرآن مجید کا معجزہ ہونا کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيٰتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم جزء ۹ ص ۱۱۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا جزء ص ۷۵)

ہر نبی کو جیسا معجزہ دیا گیا اسی قدر اس پر ایمان لایا گیا یا (اسی قدر) لوگ ایمان لائے اور مجھے تو وحی دی گئی ہے جو اللہ تعالےٰ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے لوگ بہت زیادہ ہوں گے۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کے اعتراضات اور مطالبات سے نہ گھبرائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ گھبرا کر تبلیغ چھوڑ بیٹھیں۔ تبلیغ برابر جاری رکھیئے۔ آپ کا کام پہنچانا ہے منوانا نہیں ہے۔

اے ایمان والو، کافروں سے کہیئے کہ قرآن مجید کے مثل کلام بنا کر پیش کریں۔ اگر وہ نہ کر سکیں تو ان سے کہیئے کہ اب تو قرآن مجید کا کلامِ الٰہی ہونا تسلیم کر لو۔ اب تو اللہ تعالیٰ کو واحد مان کر مسلم ہو جاؤ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ
فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى
الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ، وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا
فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ (اور اگر تم دنیا کی خاطر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں۔ ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی ﴿۱۵﴾ (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائیگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا ﴿۱۶﴾

معانی و مصادر (يُبْخَسُوْنَ) بَخَسَ، يَبْخَسُ، بَخْسٌ (ن) کم کرنا۔
(بَاطِلٌ) بَطَلَ، يَبْطُلُ، بُطُوْلٌ و بَطْلٌ و بُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا۔

تفسیر عموماً ایسا ہوتا ہے کہ انسان محض دنیا کے عارضی فائدے کی خاطر مسلم نہیں بنتا یا حق کو قبول نہیں کرتا یا آخرت کو دنیا پر ترجیح نہیں دیتا۔ ایسے انسان کو تنبیہ کرتے ہوئے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے خواہاں ہوتے ہیں ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا میں پورا پورا دیتے ہیں۔ ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ) لیکن ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کے اور کچھ نہیں (وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا) جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے وہ آخرت کے لحاظ سے سب بیکار ثابت ہوئے (وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور جو عمل وہ دنیا میں کرتے رہے تھے آخرت کے لحاظ سے وہ سب لغو نکلے، کوئی عمل آخرت میں ان کے کام نہ آیا۔ سب بے سود ثابت ہوئے۔

جو شخص بس دنیا ہی کا ہو جائے آخرت کو بھلا دے، جو کام کرے اس سے اس کو دنیا ہی مقصود ہو تو ایسے شخص کا انجام وہ ہوگا جو آیات زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○
(البقرۃ ۔ ۲۰۰)

بعض لوگ دعا کرتے ہیں تو کہتے ہیں "اے ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں (سب کچھ) دے دے" تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

محض دنیا کی طلب اور آخرت سے غفلت کی مذمت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ، وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ○
(بنی اسرآءیل ۔ ۱۸ تا ۲۱)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جس کو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اُسے دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، جس میں وہ مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اس کے لئے ایسی کوشش کرے جیسی کوشش اس کے (حصول کے) لئے ضروری ہے اور وہ مؤمن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر دانی کی جائے گی (اور اے رسول) ہم آپ کے رب (یعنی اپنی) بخشش میں سے اُن لوگوں کو بھی دیتے ہیں اور اِن لوگوں

کو بھی دیتے ہیں (یعنی ہماری بخشش سے دنیا کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں اور آخرت کے طالب بھی فیضیاب ہوتے ہیں) اور آپ کے رب کی بخشش (کا دروازہ کسی پر) بند نہیں ہے۔ (اے رسول) آپ دیکھئے کہ (دنیا میں) ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت بخشی ہے اور آخرت تو درجات کے لحاظ سے بھی برتر ہے اور فضیلت کے لحاظ سے بھی برتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(الشوریٰ۔ ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس میں سے اُسے (کچھ) دے دیں گے لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا جزء ۸ ص۱۱۲)

(اے ایمان والو) خوشخبری سنو اور اس چیز کی امید رکھو جو چیز تمہیں خوش کر دے گی، اللہ کی قسم میں تمہارے معاملہ میں فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی تو تم بھی دنیا کی حرص کرنے لگو جس طرح وہ لوگ حرص کرنے لگے تھے اور دنیا تمہیں اسی طرح غافل کر دے جس طرح ان لوگوں کو غافل کر دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق

دینار و درہم اور ریشمی چادر اور اونی کپڑوں کے بندے ہلاک ہو گئے اگر انہیں یہ چیزیں ملتی ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتیں تو وہ

باب ما یتقی من فتنۃ المال جزء ۸ ص۱۱۵) ناراض ہو جاتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، محض دنیا کی طلب نہ کیجئے۔ دنیا کی طلب میں آخرت سے غفلت نہ برتئے۔ اگر آپ محض دنیا کی طلب میں رہے تو آخرت میں آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ
وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن
قَبْلِهِ كِتَٰبُ مُوسَىٰٓ إِمَامًا وَّ
رَحْمَةً، أُولَٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ،
وَمَن يَّكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ، فَلَا تَكُ فِي
مِرْيَةٍ مِّنْهُ، إِنَّهُ الْحَقُّ مِن
رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾

ترجمہ کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی (فطری) دلیل پر قائم ہو اور اس کی طرف سے ایک گواہ بھی اس کی تائید کرتا ہو۔ مزید برآں اس سے پہلے (آنے والی کتاب) توریت جو رہنما اور رحمت تھی (وہ بھی اس کی تصدیق کرتی ہو تو کیا ایسا شخص کافر کے مثل ہو سکتا ہے، نہیں) ایسے ہی لوگ ہیں جو قرآن (مجید) پر ایمان لاتے ہیں اور (دنیا کے تمام) فرقوں میں سے جو شخص بھی اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (اے رسول) آپ قرآن (مجید) کے سلسلہ میں کسی قسم کا شک نہ کرنا، یہ آپ کے رب کی طرف سے (بالکل) حق ہے لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے (۱۷)

معانی و مصادر (مِرْیَۃٌ) اِمْتَرٰی، یَمْتَرِیْ، اِمْتِرَاءٌ (باب افتعال) شک کرنا (مِرْیَۃٌ = شک)

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ایمان والوں اور کافروں کا انجام یکساں نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ) کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہو (وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ) اور اس کی طرف سے ایک شاہد بھی اس کی تائید کرتا ہو (وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ) اور (جس دلیل کی تصدیق) وہ کتاب (بھی کرتی ہو) جو اس سے پہلے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر نازل کی گئی تھی اور جو (اپنے وقت میں) رہنما اور رحمت تھی (اس شخص کے مثل ہو سکتا ہے جو کافر ہو۔ نہیں ہرگز نہیں، دونوں یکساں نہیں ہو سکتے دونوں کا فرق ظاہر ہے) یہ لوگ تو قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں (اور کافر اس کا انکار کرتے ہیں پھر بھلا یکساں کیسے ہو سکتے ہیں) اور (اے لوگو، سن لو) دنیا کے تمام فرقوں میں سے جو شخص بھی قرآن مجید کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے تو اے رسول، آپ قرآن مجید کے سلسلہ میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا (اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ) بے شک یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔

اس آیت میں بَیِّنَۃ (کھلی دلیل) سے مراد قرآن مجید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِہٖ (الانعام۔ ۵۷)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کو جھٹلا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَدْ جَآءَکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ۔ (الانعام۔ ۱۵۷)

تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے دلیل بھی آ گئی ہے اور ہدایت اور رحمت بھی،

شَاهِدٌ (گواہ) سے مراد کوئی یہودی عالم ہے جو قرآن مجید پر ایمان لے آیا تھا اور اس کے سچّا ہونے کی گواہی دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الاحقاف - ۱۰)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے اگر یہ (کتاب) اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کرو باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی کتاب کی گواہی دی اور وہ (اس پر) ایمان لے آیا لیکن تم تکبر ہی کرتے رہے اور (ایمان نہیں لائے) تو بتاؤ (تمہارا انجام کیا ہو گا؟ کیا تم منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے؟ ہرگز نہیں) اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

الغرض جو شخص ایسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو جس کی تصدیق بنی اسرائیل کے ایک گواہ اور توریت جیسی کتاب نے کی ہو وہ بھلا اس شخص جیسا کیسے ہو سکتا ہے جو اس کتاب پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ قرآن مجید پر ایمان رکھنے والا اور قرآن مجید پر ایمان نہ رکھنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے کے لئے جنت ہے اور اس کا انکار کرنے والے کے لئے دوزخ ہے (فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ) اس آیت میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس خطاب میں درحقیقت ہر انسان شامل ہے۔ ہر انسان کو چاہئے کہ قرآن مجید پر ایمان لائے اس لئے کہ اس کی تصدیق بنی اسرائیل کے ایک عالم نے بھی کی اور توریت نے بھی کی جو کہ منزّل من اللہ کتاب ہے۔ ایسی مضبوط شہادتوں سے جس کتاب کی حقّانیت ثابت ہو اس کتاب پر ایمان لانے میں کسی کو پس و پیش نہیں ہونا چاہئے لیکن افسوس (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ) پھر بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ قرآن مجید پر ایمان لانے والے اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید پر ایمان لانے والوں کے لئے جنت ہے اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے والوں کے لئے دوزخ ہے لہٰذا اے لوگو، اپنے آپ کو دوزخ سے بچائیے۔

اے لوگو، قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کیجئے اس لئے کہ اس کی حقّانیت کی دو زبردست شہادتیں ہیں۔ ایک بنی اسرائیل کے ایک عالم کی شہادت، دوسری اللہ تعالیٰ کی کتاب توریت مقدس کی شہادت۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ
عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ
هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي
رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي
الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۸ اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۹
اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ

فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ
دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَٰعَفُ
لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا
يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا
يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا
كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ
فِي الْءَاخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾
إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ
الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ
وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ، هَلْ
يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے، ایسے لوگ جب (قیامت کے دن) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو گواہی دینے والے گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ افتراء کیا تھا (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے (۱۸) جو لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں (۱۹) یہ لوگ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ (آخرت میں) اللہ کے علاوہ ان کا کوئی کارساز ہوگا، (وہاں) ان کو کئی گنا عذاب دیا جائیگا (محض اس وجہ سے کہ وہ دنیا میں) نہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ (راہ حق) دیکھنا گوارا تھا (۲۰) یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو افتراء پردازیاں یہ (دنیا میں) کرتے تھے وہ سب (قیامت کے دن) ان سے غائب ہو جائیں گی (۲۱) ضرور یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ

خسارہ میں ہوں گے (۲۲) (لیکن) جو لوگ ایمان لائے، نیک عمل کرتے رہے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی وانکساری کرتے رہے تو ایسے لوگ جنّتی ہوں گے اور وہ جنّت میں ہمیشہ رہیں گے (۲۳) ان دونوں جماعتوں کی مثال اندھے بہرے اور دیکھنے والے سننے والے جیسی ہے کیا ان دونوں کا حال یکساں ہوسکتا ہے (ہرگز نہیں)، تو پھر (اے لوگو) تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (۲۴)

معانی ومصادر (اَلْاَشْهَادُ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شَهَادَةٌ (س،ك) گواہی دینا (اَشْهَادٌ = شَاهِدٌ کی جمع: گواہ)۔

(عِوَجًا) عَوِجَ، يَعْوَجُ، عَوْجٌ (س) ٹیڑھا ہونا۔
عَاجَ، يَعُوْجُ، عِوَجٌ وعِيَاجٌ (ن) جھکنا، مائل ہونا (عِوَجٌ = کجی)۔
(اَخْبَتُوْا) اَخْبَتَ، يُخْبِتُ، اِخْبَاتٌ (باب افعال) عاجزی کرنا۔
(لَا جَرَمَ) لَاجَرَمَ = لامحالہ، ضرور۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید پر ایمان لانے والوں اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان خط امتیاز کھینچا تھا ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگائے، جو بات اللہ تعالیٰ نے نہ کہی ہو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرے، جس چیز کو اللہ نے حلال یا حرام نہ کیا ہو اس کو خود حلال یا حرام کرے اور اس حلّت یا حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔

افتراء پردازی کے مرتکب مشرکین بھی تھے اور اہل کتاب بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ، قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○
(الانعام۔ ۱۴۰)

جن لوگوں نے بے وقوفی اور بے علمی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ کے دئے ہوئے رزق کو اللہ پر بہتان لگا کر حرام کرلیا وہ (بڑے) ہی نقصان میں مبتلا ہوگئے، یقیناً یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے اور یقیناً یہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ، قُلْ فَاْتُوْا

توریت کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جن کو یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(آل عمران - ۹۳ و ۹۴)

نے اپنے اوپر خود ہی حرام کر لیا تھا (اے رسول ان سے) کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو (بطور دلیل) پیش کرو (اور اس میں بتاؤ کہ یہ چیزیں جو تم پر بعد میں حرام کی گئیں ملت ابراہیمی میں بھی حرام تھیں، ملت ابراہیمی میں یہ چیزیں حرام نہیں تھیں، جو کچھ تم دعوٰی کر رہے ہو وہ اللہ پر افتراء ہے)۔ اس وضاحت کے بعد بھی جو شخص اللہ پر افتراء کریگا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

الغرض مشرکین اور اہل کتاب نے طرح طرح کی خود ساختہ باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کر رکھا تھا (اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ) یہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو گواہی دینے والے گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ باتیں منسوب کی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُوا الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ اَعْرِفُ يَقُوْلُ رَبِّ اَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَاَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ يُعْطٰى صَحِيْفَةَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ اَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ (صحیح بخاری باب تفسیر سورۃ ھود جزء ۶ ص ۹۴)

قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب لایا جائے گا کہ اللہ تعالےٰ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گناہوں کا اقرار کرائے گا۔ بندہ عرض کرے گا جی ہاں میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرتا ہوں۔ بیشک مجھ سے گناہ ہوئے ہیں۔ وہ دو مرتبہ اسی طرح اقرار کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں اور قصوروں کو چھپایا تھا اور آج ان کو بخش دیتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کا صحیفہ اسے دیا جائے گا مگر دوسروں یا کافروں کے لئے علی الاعلان پکار کر کہا جائے گا: یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تھے۔

(اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ) اے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ ان افتراء کرنے والے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ پر بہتان ہی نہیں لگاتے بلکہ (اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھی روکتے ہیں اور (وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا) اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستہ میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں (وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ) اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بہتان لگانا اللہ تعالےٰ کے راستہ سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کجی پیدا کرنا عملاً آخرت کا انکار کرنا ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کو اس بات کا خوف نہ ہو کہ اسے ایک دن اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر ان باتوں کا جواب دینا ہے۔ جس کو قیامت کے دن کے حساب و کتاب کا خوف ہو وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ○
(ابراھیم ۔ ۳)

جو لوگ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں (ان کے لئے عذاب شدید ہے) یہ لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

نہ تو قرآن مجید میں کسی قسم کی کجی ہے اور نہ اس راستہ میں کسی قسم کی کجی ہے جس راستہ کی طرف وہ دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○
(الزمر۔ ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۹ و ۱۰)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (انہیں یہ بشارت دیتا ہے) کہ ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان خود ساختہ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(یوسف ۔ ۴۰)

معبودوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے ۔ برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

فرقہ واریت کی دنیا میں دین اسلام میں کجی پیدا کرنے کی واضح مثال ملتی ہے اکثر لوگ خصوصاً علماء اپنے فرقہ وارانہ مذہب اور مسائل کی حمایت میں، غلط باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے اپنے غلط مذہب اور غلط مسائل کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے منحرف کرکے اپنے خود ساختہ مذہب کی طرف مائل کرتے ہیں (أُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْأَرْضِ) ان لوگوں کو خبردار ہو جانا چاہئے کہ وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، وہ جس دن انہیں عذاب دینا چاہے گا عذاب دے گا اور یہ کچھ نہیں کر سکیں گے (وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ) اور نہ اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی کارساز ہوگا کہ ان کو عذاب سے بچالے (يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ) پھر ان پر کئی گنا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ، أُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ ، كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ، حَتّٰٓى إِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ أُخْرٰىهُمْ لِأُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ، قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۳۷ و ۳۸)

(اور اے رسول) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرے یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے ایسے لوگوں کو نوشتۂ (تقدیر) کے مطابق (دنیا میں) ان کا جو حصہ مقرر ہے وہ انہیں ملتا رہے گا یہاں تک کہ جب ہمارے فرشتے ان کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آئیں گے تو (ان سے) کہیں گے کہ (اب تمہارے) وہ (معبود) کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے، پھر اعتراف کریں گے کہ وہ واقعی کافر تھے۔ اللہ فرمائے گا کہ تم سے پہلے جن و انس کی جو امتیں گذر چکی ہیں انہی کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (اس طرح) جب

کبھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب امتیں اس میں پہنچ جائیں گی تو پچھلی امت پہلی امت کے متعلق (اللہ سے اس طرح) بددعاء کرے گی کہ اے ہمارے رب یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دے اللہ فرمائے گا (تم) سب کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ○

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا ہم ان کے لئے عذاب پر عذاب زیادہ کرتے چلے جائیں گے اس لئے کہ وہ (دنیا میں) فساد مچایا کرتے تھے۔ (النحل - ۸۸)

ان لوگوں کو کئی گنا عذاب اس لئے دیا جائیگا کہ (مَا كَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ) نہ تو یہ حق بات سن سکتے تھے اور نہ راہ حق دیکھنا انہیں گوارا تھا (اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ جو افتراء پردازیاں یہ دنیا میں کرتے تھے قیامت کے دن وہ سب ان سے غائب ہوگئیں۔ وہ تمام شرکاء جن کو یہ اپنا کارساز سمجھتے تھے ان میں سے کوئی نظر نہیں آئے گا کہ ان کی مدد کر سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ، اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ○ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ، یُسْحَبُوْنَ ○ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ○ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا،

(اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں، یہ بھٹک کر کہاں جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے کتاب (اللہ) کو جھٹلایا اور اس چیز کو جھٹلایا جس کو دے کر ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ اس جھٹلانے کا انجام کیا ہوتا ہے) جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور جب وہ گھسیٹے

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ○ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۶۹ تا ۷۶)

جائیں گے (یعنی جب وہ) گرم پانی میں (گھسیٹے جائیں گے) پھر آگ میں جھونکے جائیں گے پھر ان سے کہا جائیگا (بتاؤ) وہ کہاں ہیں جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے تھے (یعنی جن کو تم) اللہ کے علاوہ (اپنا الٰہ سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں، انہیں اپنی مدد کے لئے پکارو) وہ کہیں گے وہ تو ہمیں چھوڑ کر (کہیں) غائب ہو گئے (بہرحال ہمیں ان سے کیا مطلب؛ ہم انہیں کیوں پکاریں جبکہ) ہم تو پہلے (دنیا میں بھی اللہ کے علاوہ) کسی کو نہیں پکارتے تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے (کہ وہ عذاب دیکھ کر جھوٹ بولنے لگتے ہیں) (پھر ان سے کہا جائیگا) تم جو زمین میں ناحق خوشیاں منایا کرتے تھے اور (ان خوشیوں میں مگن ہو کر) اترایا کرتے تھے یہ اسی کی سزا ہے (جو تمہیں یہاں ملنے والی ہے) جاؤ (اب) تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اب تم) اس میں ہمیشہ رہو گے (اے لوگو ہوشیار ہو جاؤ) متکبرین کا ٹھکانہ (بہت ہی) برا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً، بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(الاحقاف۔ ۲۸)

تو اللہ کے علاوہ جن جن ہستیوں کو انہوں نے (اللہ کا) تقرب حاصل کرنے کے لئے الٰہ بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہیں کی، بلکہ وہ سب ان سے غائب ہو گئے، یہ ان کا جھوٹ اور ان کی افتراء پردازی تھی جو وہ کیا کرتے تھے۔

الغرض قیامت کے روز نہ ان کے معبود جو انہوں نے بنا رکھے تھے کام آئیں گے اور نہ ان کی من گھڑت باتیں جن پر ان کو ناز تھا کام آئیں گی (لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ) یقیناً یہی لوگ ہوں گے جو آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے۔ ان کا جرم یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازیاں کی تھیں، لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکتے تھے، اللہ

تعالےٰ کے دین میں کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور آخرت کا انکار کرتے تھے۔ ان کے برخلاف ایسے بھی لوگ ہوں گے جو اس دن ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہوں گے (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ) یہ وہ لوگ ہوں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی اور انکساری کرتے رہے (اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) یہ لوگ جنت والے ہیں۔ یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اہل جنت کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے عاجزی کرنے والے ہوں گے، گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا ایک عمدہ صفت ہے۔ عاجزی کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

(الحج - ۳۴و۳۵)

(اے لوگو، سنو) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرو اور (اے رسول) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (یعنی ان لوگوں کو کہ) جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عاجزی کرنیوالوں کی بھی چند خصوصیات ہیں۔ ان میں سے اہم خصوصیات یہ ہیں:۔

(۱) اللہ کے ذکر سے دل دہل جانا۔
(۲) مصائب پر صبر کرنا،
(۳) نماز قائم کرنا۔
(۴) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا،

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(الحج - ۵۴)

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ آپ کے رب کی طرف سے جو وحی آتی ہے وہ سچی ہے پھر وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے لئے جھک جائیں اور بے شک اللہ ایمان والوں ہی کو سیدھے راستہ کی

طرف رہنمائی کرتا ہے۔

عاجزی پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ، وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(الحدید۔ ۱۷)

کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس حق کے لئے جو (اللہ کی طرف سے) نازل ہوا ہے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (ان سے) پہلے کتاب دی گئی تھی پھر (جب) ان پر ایک طویل زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور (اب) ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

(الاحزاب۔ ۳۶)

بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (بہت ذکر کرنیوالی) عورتیں ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو جماعتوں کا ذکر کیا۔ ایک جماعت ایمان والوں کی اور ایک جماعت کافروں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے مختلف انجام کا ذکر بھی ان آیات میں کیا۔ پھر فرمایا۔ (مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ) ان دونوں جماعتوں کی مثال اندھے بہرے اور دیکھنے والے، سننے والے جیسی ہے۔ کفّار اندھے اور بہرے ہیں، ان کے مقابلہ میں مؤمنین دیکھنے والے اور سننے والے ہیں۔ کفّار روحانی طور پر نابینا اور بہرے ہیں۔ نہ انہیں راہ راست نظر آتی ہے اور نہ وہ کسی کی نصیحت سنتے ہیں۔ برخلاف اس کے مؤمنین روحانی طور پر بینا بھی ہیں اور سننے والے بھی۔ یہ لوگ راہ راست کو دیکھ بھی لیتے ہیں اور نصیحت کرنے والے کی نصیحت سُن بھی

لیتے ہیں (هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا) کیا ان دونوں جماعتوں کا حال یکساں ہوسکتا ہے۔ نہیں۔ کفّار نے اپنی روحانی صلاحیتوں کو بیکار کرکے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا۔ مؤمنین نے اپنی روحانی صلاحیتوں کو کام میں لاکر اپنے آپ کو نقصان سے بچالیا اور بہت بڑا نفع حاصل کیا (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) تو اے لوگو تم غور کیوں نہیں کرتے۔ کیوں اپنی روحانی صلاحیتوں سے کام لے کر اُخروی فائدہ کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی ترغیب وترہیب سے تمہیں فائدہ کیوں نہیں ہوتا محض اس لئے کہ تم نے اپنے دلوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنالیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج۔ ۴۶)

تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی تاکہ (ظالم بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہوجاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہوجاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سُن لیتے، (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف کسی جھوٹ بات کو منسوب نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اسی بات کو منسوب کیجئے جو قرآن مجید اور حدیث صحیح میں بیان کی گئی ہو۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرکے ظالم نہ بنئے ظالموں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہوتی ہے آپ اس لعنت سے بچیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے نہ روکئے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کجی نہ پیدا کیجئے۔ دین کو اسی طرح سادہ اور خالص رکھئے جس طرح وہ نازل ہوا ہے۔ اس میں کمی بیشی نہ کیجئے۔ اس کو بے کم وکاست لوگوں تک پہنچائیے۔

اے لوگو، ایمان لائیے، نیک عمل کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کیجئے۔

اے لوگو، اپنی روحانی صلاحیتوں کو بیکار نہ کیجئے۔ ان صلاحیتوں کو کام میں لائیے اور دین و دنیا کی فلاح و بہبود حاصل کیجئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ
اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ
لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا
مِّثْلَنَا ، وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا
الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ
الرَّاْيِ ، وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا

مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ
عَلَيْكُمْ، اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ
لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا، اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ، وَمَآ اَنَا
بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، اِنَّهُمْ

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ
قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ
يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ
لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ
لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ
اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ
اللّٰهُ خَيْرًا، اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ

اَنْفُسِهِمْ، اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ
جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ
اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا
یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ
اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ

يُرِيدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ، هُوَ رَبُّكُمْ
وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ يَقُولُونَ
افْتَرٰىهُ، قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ
فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيٓءٌ
مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾ وَأُوحِيَ إِلٰى
نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ
قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي
فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ
مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَ
كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ
سَخِرُوْا مِنْهُ، قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا
مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا
تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ
وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

حَتّٰٓى إِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ
قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا
مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ
ءَامَنَ ، وَمَآ ءَامَنَ مَعَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾
وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ
مَجْرٖىٰهَا وَمُرْسٰىهَا ، إِنَّ رَبِّى
لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِىَ تَجْرِى
بِهِمْ فِى مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى

نُوحُ ِابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ
يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ
مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ
اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ،
قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ
اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ، وَحَالَ بَيْنَهُمَا
الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾
وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ
يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى
الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظَّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ
فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي
وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ
الْحَٰكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَٰنُوحُ إِنَّهُ
لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ
غَيْرُ صَٰلِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَن

تَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ
رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ
مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ
لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ
بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى
اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ
ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾
تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ

اِلَيْكَ ، مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ، فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا، انہوں نے (اپنی قوم سے کہا) میں تمہیں صاف صاف (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا (بنا کر بھیجا گیا ہوں (۲۵) (اللہ نے حکم دیا ہے) کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو (اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو) مجھے تمہارے متعلق المناک دن کے عذاب کا خوف ہے (۲۶) ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم کو تو تم ہمارے ہی جیسے آدمی نظر آتے ہو اور ہمیں تو یہ نظر آتا ہے کہ تمہاری پیروی کرنے والے صرف وہ لوگ ہیں جو ہم میں سب سے زیادہ حقیر اور ظاہر بیں (ناسمجھ لوگ) ہیں۔ اور ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ تم لوگوں کو ہم پر کوئی برتری (حاصل) ہے، ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں (۲۷) نوح نے کہا اے میری قوم، بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ (عالی) سے رحمت (خاص) سے نوازا ہے اور تم پر اس کی حقیقت مخفی ہو گئی ہے تو (ہم کیا کر سکتے ہیں) کیا ہم ایسی حالت میں کہ تم اُسے ناپسند کرتے ہو زبردستی اُسے تم سے چمٹا دیں (۲۸) اور اے میری قوم، میں تم سے اس (تبلیغ) کے عوض کوئی مال طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے، اور نہ میں (تمہاری) یہ (خواہش پوری) کر سکتا ہوں کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انہیں (اپنی مجلس سے) نکال دوں، بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں (اور جس دن وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اس دن ان کا رب انہیں اور بھی زیادہ عزت و بزرگی سے سرفراز فرمائیگا میں انہیں نادان اور ظاہر بیں نہیں سمجھتا) بلکہ میں تو تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کی باتیں کر رہے ہو (۲۹) اور اے میری قوم، اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو کون اللہ کے مقابلہ میں میری مدد کرے گا، آخر تم (اپنی نادانی کی باتوں پر) غور کیوں نہیں کرتے (۳۰) اور (اے میری قوم) میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب جانتا ہوں، نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں ان

لوگوں کے متعلق جن کو تم نظر حقارت سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ان کو خیر سے محروم رکھے گا، جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اس سے بخوبی واقف ہے (وہ ان کے دلوں کی کیفیت پر ہی اجر دے گا اور اگر میں ایسی باتوں کا دعویٰ کروں تو) اس صورت میں میں یقیناً ظالم ہو جاؤں گا (۳۱) (قوم کے لوگوں نے) کہا اے نوح تم ہم سے بحث و مباحثہ کر چکے اور خوب بحث و مباحثہ کر چکے، اب تو جس (عذاب) کا تم وعدہ کیا کرتے ہو، اگر سچے ہو تو اس (عذاب) کو لے آؤ (۳۲) نوح نے کہا: اس (عذاب) کو تو اللہ ہی تم پر نازل فرمائے گا اگر وہ چاہے گا (یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، اللہ کے اختیار میں ہے) اور تم (اس کو) عاجز نہیں کر سکتے (۳۳) اور اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا بھی چاہوں اور اللہ (اپنے قوانین ہدایت کے بموجب) تم کو گمراہ کرنا چاہے تو میری خیر خواہی تم کو نفع نہیں دے سکتی، وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے (لہذا اس کو خوش کرنے کی کوشش کرو) (۳۴) (اور اے رسول) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو انہوں نے (یعنی آپ نے) خود ہی بنا لیا ہے، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اسے خود بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر ہو گا اور جو گناہ تم کر رہے ہو (اس کا وبال تم پر ہو گا) میں اس سے بری ہوں (۳۵) اور (اے رسول، پھر) نوح کو بذریعہ وحی خبر دی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں بس اب ان کے علاوہ آپ کی قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا لہذا جو کچھ یہ کر رہے ہیں آپ اس کا غم نہ کریں (۳۶) اور (اے نوح) ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے (ایک) کشتی بنائیے، پھر جو لوگ ظالم ہیں ان (کے معاملہ) میں ہم سے کسی قسم کی سفارش نہ کیجئے، یہ سب ضرور غرق کر دئے جائیں گے (۳۷) الغرض نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کشتی بنانی شروع کر دی، پھر جب کبھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گذرتے تو ان کا مذاق اڑاتے، وہ (ان کے مذاق کے جواب میں) کہتے اگر تم (اس وقت) ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو (ایک وقت آنے والا ہے جب) ہم تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو (۳۸) وہ وقت دور نہیں جب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے اور دائمی عذاب میں کون مبتلا ہوتا ہے (۳۹) بالآخر (جب) ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے دو دو جانور (یعنی) ایک نر اور ایک مادہ کشتی میں سوار کر لیجئے اور اپنے اہل کو بھی (سوار کر لیجئے) مگر ان لوگوں کو نہیں جن کے حق میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے (کہ وہ ہلاک ہوں گے) اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں (ان کو بھی سوار کر لیجئے) اور (اے رسول) ان پر ایمان لانے والے تو بہت ہی کم لوگ تھے (۴۰) نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے (ایمان والوں سے) کہا کہ اللہ کا نام لے کر، جس کے ہاتھ میں کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، تم (سب) کشتی میں سوار ہو جاؤ، بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۴۱) (الغرض جب سب اس میں سوار ہو گئے)

اور کشتی ان سب کو لے کر پہاڑوں جیسی (بلند) لہروں میں چلنے لگی تو نوح نے اپنے بیٹے کو جو (ابھی تک) راہ حق سے ہٹا ہوا تھا پکارا (کر) اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ (۴۲) اس نے کہا میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا، وہ مجھے پانی سے بچا لے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے حکم (عذاب) سے بچانے والا کوئی نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) سوائے اس کے جس پر اللہ ہی رحم فرمائے، (یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں) ان دونوں کے درمیان ایک لہر حائل ہو گئی اور (نوح کا بیٹا دوسرے) ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گیا (۴۳) جب (سب کافروں کا) کام تمام ہو گیا (تو زمین سے) کہا گیا اے زمین، اپنے پانی کو جذب کر لے اور (آسمان سے) کہا گیا اے آسمان (اپنے پانی کو) روک لے، پھر جب پانی کم ہو گیا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر جا کر ٹھہر گئی تو کہا گیا کہ یہ ظالم لوگ (اللہ کی رحمت سے) دور کر دیے گئے (۴۴) (اس موقع پر) نوح نے اپنے رب کو پکارا اور (اس طرح) عرض کیا کہ اے میرے رب، میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے تھا (تو نے میرے اہل کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا تو اس کو کیوں نہ بچایا) تیرا وعدہ تو یقیناً سچا ہوتا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۴۵) اللہ نے فرمایا، اے نوح، وہ آپ کے اہل میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے لہٰذا جس چیز کا آپ کو علم نہ ہو اس کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کیجئے، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں آپ نادانوں میں سے ہو جائیں (۴۶) نوح نے کہا اے میرے رب میں اس بات سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں تجھ سے (آئندہ کبھی) ایسی بات کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں، (اے میرے رب، میری غلطی کو معاف فرما) اور اگر تو مجھے معاف نہیں کریگا اور مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا (۴۷) (پھر اللہ کی طرف سے نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو حکم دیا گیا: اے نوح، ہماری طرف سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ جو آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر (نازل کی گئی) ہیں (کشتی سے) اتر آئیے (آپ پر ایمان نہ لانے والی جماعت کو ہلاک کر دیا گیا، اسی طرح آئندہ بھی ایسی) جماعتیں ہوں گی (جو اپنے نبیوں پر ایمان نہیں لائیں گی) انہیں ہم (دنیا کے چند روزہ فائدہ سے) بہرہ مند کریں گے، پھر وہ ہماری طرف سے (بھیجے ہوئے) دردناک عذاب میں مبتلا کر دیے جائیں گے (۴۸) (اے رسول) غیب کی خبروں میں سے یہ چند خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، اس سے پہلے ان خبروں سے نہ آپ واقف تھے اور نہ آپ کی قوم، (اے رسول کافروں کی ایذا رسانیوں پر) آپ صبر کیجئے (کافروں کا انجام اچھا نہیں ہوگا) اچھا انجام تو متقی لوگوں کا ہوتا ہے (۴۹)

معانی و مصادر (اَرَاذِلُ) رَذُلَ، یَرْذُلُ، رَذَالَۃٌ وَ رُذُوْلَۃٌ (ک) حقیر ہونا (اَرَاذِلُ = اَرْذَلُ کی جمع)

(بَادِیُ) بَدَا، یَبْدُوْ، بُدُوٌّ وَ بَدْوٌ وَ بَدَاوٌ وَ بَدَاءَۃٌ (ن) ظاہر ہونا۔

(اَلرَّأْیُ) رَاٰی، یَرٰی، رُؤْیَۃٌ، رَأْیٌ ورَاءَۃٌ (ف) دیکھنا۔
(عُمِّیَتْ) عَمًی، یُعَمِّیْ، تَعْمِیَۃٌ (باب تفعیل) چھپانا، اندھا کرنا، اندھا ہونا۔
(نُلْزِمُکُمْ) اَلْزَمَ، یُلْزِمُ، اِلْزَامٌ (باب افعال) ثابت کرنا، دائم کردینا، واجب کرنا۔
(طَارِدُ) (طَرَدْتُّ) طَرَدَ، یَطْرُدُ، طَرْدٌ (ن) دور کرنا، علیحدہ کرنا۔
(تَزْدَرِیْ) اِزْدَرٰی، یَزْدَرِیْ، اِزْدِرَاءٌ (باب افتعال) حقارت سے دیکھنا (حروف اصلی ز، ر، ی ہیں)۔
(نُصْحٌ) (اَنْصَحُ) نَصَحَ، یَنْصَحُ، نُصْحٌ ونَصَاحَۃٌ ونَصَاحِیَۃٌ (ف) نصیحت کرنا، خیرخواہی کرنا۔
(اِجْرَامٌ) (تُجْرِمُوْنَ) اَجْرَمَ، یُجْرِمُ، اِجْرَامٌ (باب افعال) گناہ کرنا، گناہگار ہونا۔
(تَبْتَئِسْ) اِبْتَئَسَ، یَبْتَئِسُ، اِبْتِئَاسٌ (باب افتعال) غمگین ہونا۔
(فَارَ) فَارَ، یَفُوْرُ، فَوْرٌ وفَوَرَانٌ وفُتُوْرٌ (ن) جوش مارنا۔
(اَلتَّنُّوْرُ) التَّنُّوْرُ = تندور۔
(مَجْرٖی) جَرَی، یَجْرِیْ، جَرْیٌ وجَرَیَانٌ وجِرْیَۃٌ (ض) بہنا (مَجْرٖی = بہنے کی جگہ)۔
(مُرْسٰی) اَرْسٰی، یُرْسِیْ، اِرْسَاءٌ (باب افعال) ثابت ہونا، ٹھہرانا، گاڑنا، لنگر ڈالنا، (مُرْسٰی اسم مفعول ہے۔ اس کے معنی ہیں واقع ہونے کا وقت)۔
(مَعْزِلٌ) عَزَلَ، یَعْزِلُ، عَزْلٌ (ض) ہٹانا، عہدے سے ہٹانا (مَعْزِلٌ اسم ظرف ہے)۔
(اٰوِیْ) اٰوٰی، یَاْوِیْ، اُوِیٌّ (ض) پناہ لینا۔
(حَالَ) حَالَ، یَحُوْلُ، حَوْلٌ، حُؤُوْلٌ (ن) ایک حالت سے دوسری حالت بدلنا، حائل ہونا، گذر جانا۔
(اِبْلَعِیْ) بَلَعَ، یَبْلَعُ، بَلْعٌ (ف) نگل جانا۔
(اَقْلِعِیْ) اَقْلَعَ، یُقْلِعُ، اِقْلَاعٌ (باب افعال) روکنا۔
(غِیْضَ) غَاضَ، یَغِیْضُ، غَیْضٌ ومَغَاضٌ (ض) کم ہونا، کم کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ) اور اے رسول، ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا (اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ) انہوں نے اپنی قوم سے کہا میں تمہیں اللہ کے عذاب سے صاف صاف ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں (اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ) (اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں) کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اگر تم میری بات نہیں مانو گے اور بدستور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے رہو گے تو (اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ) مجھے تمہارے متعلق قیامت کے المناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔
(فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا) ان کی قوم کے سردار

جنہوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا کہنے لگے ہم تو تم کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم نہیں کرتے، ہم کو تو تم ہمارے ہی جیسے آدمی نظر آتے ہو، تم میں اور ہم میں آخر فرق ہی کیا ہے (وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ) اور ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی کرنے والا کوئی نہیں سوائے ان لوگوں کے جو ہم میں سب سے زیادہ حقیر اور ظاہر بین ہیں۔ کسی شریف، عقل و سمجھ رکھنے والے اور ہر بات کی تہ تک پہنچنے والے نے تمہاری بات کو تسلیم نہیں کیا، نہ تم مافوق الفطرت ہو اور نہ تمہارے ماننے والے ہی سمجھ بوجھ کے مالک ہیں (وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ) الغرض ہم تو نہیں دیکھتے کہ تم لوگوں کو ہم پر کسی قسم کی کوئی برتری حاصل ہے (بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ) (لہٰذا ہم تم کو سچا نہیں سمجھتے) بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم سب جھوٹے ہو (قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ) نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا اے میری قوم، بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ عالی سے رحمت خاص سے نوازا ہے تو آخر میں اس کھلی دلیل کا انکار کیسے کرسکتا ہوں جس کو میں دیکھ رہا ہوں اور تمہیں نظر نہیں آتی۔ اگر میری بات تمہیں پسند ہے تو مان لو، نہیں پسند تو نہ مانو (اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ) کیا ایسی حالت میں کہ تمہیں پسند نہ ہو ہم زبردستی اس بات کو تم سے چمٹا دیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(الاعراف - ۶۲)

میں اپنے رب کا پیغام تم لوگوں کو پہنچاتا ہوں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے (آنے والی) ایسی ایسی باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

(وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ) اور اے میری قوم، میں تم سے اس تبلیغ کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس نے مجھے اس تبلیغ پر مامور کیا ہے وہی اس کی اجرت بھی دیگا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(یونس - ۷۲)

پھر (اس چیلنج کے بعد بھی) اگر تم منہ موڑو تو میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے، مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

اور اے میری قوم اگر میرے متبعین حقیر لوگ ہیں تو ہوا کریں مجھے ان کے پیشے سے کیا مطلب۔ مجھے تو ان کے ایمان سے مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ○
قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○
(الشعرآء ۔ ۱۱۱ و ۱۱۲)

(انہوں نے) کہا کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ تمہاری پیروی کرنے والے تو سب سے زیادہ رذیل لوگ ہیں۔ (نوح نے) کہا مجھے کیا معلوم کہ وہ لوگ کیا (پیشہ) کرتے ہیں (مجھے ان کے پیشہ سے کیا مطلب)؟

(وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) میں تمہاری یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا کہ انہیں اپنی مجلس سے نکال دوں (اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ) وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔ وہی ان کا حساب لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ○
(الشعرآء ۔ ۱۱۳)

(اور مجھے اس سے غرض ہی کیا) انکا حساب میرے رب کے ذمہ ہے، کاش تم (اس بات کو) سمجھتے۔

یہ لوگ ایمان لے آئے ہیں، ان کو اپنی عاقبت کی فکر ہے۔ ایمان لاکر انہوں نے نادانی نہیں کی (وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ) بلکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم نادانی کی باتیں کر رہے ہو (وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ) اور اے میری قوم اگر میں ان کو اپنی مجلس سے نکال دوں تو اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں میری مدد کون کریگا (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) تو کیا تم غور نہیں کرتے کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ والوں کو نکالنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔ (وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ) اور اے میری قوم، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں (وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ) اور نہ میں یہ دعوٰی کرتا ہوں کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں (وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا) اور نہ میں ان لوگوں کے متعلق جن کو تم نظر حقارت سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خیر سے محروم رکھے گا (اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ) جو ایمان ان کے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے اور ایمان ہی پر آخرت میں خیر و ثواب ملنے کا انحصار ہے (اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ) اگر میں ان باتوں سے کسی ایک بات کا بھی دعوٰی کروں تو اس صورت میں میں بھی گناہگاروں میں شامل ہو جاؤں گا (قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ) قوم کے لوگوں نے کہا: اے نوح، آپ ہم سے بحث و مباحثہ کر چکے اور خوب کر چکے اب تو اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب کا آپ وعدہ کیا کرتے ہیں اس عذاب کو لے آئیں (قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عذاب تو تم پر اللہ تعالیٰ

ہی نازل فرمائے گا اگر وہ چاہے گا، عذاب کا نازل کرنا میرے اختیار میں نہیں، اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تم اسے عاجز نہیں کر سکتے، تم اسے عذاب کے نازل کرنے سے روک نہیں سکتے (وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ) اور اے میری قوم اگر میں تمہاری خیر خواہی بھی کرنا چاہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے قوانین ہدایت کے بموجب تمہیں گمراہ ہی رکھنا چاہے تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے (هُوَ رَبُّكُمْ) تمہارا رب تو وہ ہے، اسی کے ہاتھ میں تمہارا نفع و نقصان ہے (وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ) اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے لہٰذا اسی کے ہو جاؤ اور اسی کی خوشی کو مدّ نظر رکھو (اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ) اے رسول، کیا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ قرآن انہوں نے خود بنا لیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اسے خود بنا لیا ہے اور اس کو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر رہا ہوں تو میرے اس گناہ کا وبال مجھ پر ہو گا، تم پر نہیں ہو گا اور اگر میں سچ کہتا ہوں اور تم اس کو جھٹلا رہے ہو تو اس جھٹلانے کے گناہ کا وبال تم پر ہو گا، مجھ پر نہیں۔ میں اس سے بری ہوں گا۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصّے کے درمیان اس آیت کا نزول گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قسم کی تسلی ہے جس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا گیا، یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں، ایسا ہوتا آیا ہے، آپ کے ساتھ کوئی نئی بات نہیں ہے اور جس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ان کو جھٹلانے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دی گئی آپ کی قوم بھی آپ کے جھٹلانے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دی جائے گی۔ آپ اطمینان سے اپنا کام کئے جائیں جس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کام کرتے رہے۔

آگے فرمایا (وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ) اور (اے رسول) بالآخر نوح کو وحی کی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں بس اب ان کے علاوہ آپ کی قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا لہٰذا جو کچھ یہ کر رہے ہیں آپ اس پر غم نہ کریں (وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ) اور اے نوح، ہماری نظروں کے سامنے اور ہمارے حکم سے آپ ایک کشتی بنائیں اور جب ان پر عذاب آئے تو ان کے معاملہ میں آپ ہم سے کسی قسم کی سفارش نہ کریں یہ سب غرق کئے جائیں گے (وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ) الغرض نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی (وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ) تو جب کبھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گذرتے تو ان کا مذاق اڑاتے (قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ) وہ ان کے مذاق کے جواب میں کہتے اگر تم اس وقت ہمارا مذاق اڑا رہے ہو تو ایک وقت آنے والا ہے کہ ہم تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس

طرح تم اس وقت ہمارا مذاق اڑا رہے ہو (فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ) عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے (حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ) بالآخر جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچا تو تندور جوش مارنے لگا زمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور آسمان سے بارش ہونے لگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ○ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○
(اقتربت الساعۃ۔ ۱۱ و ۱۲)

ہم نے موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے یہاں تک کہ (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے لئے جو مقدر تھا مل کر ایک ہو گیا۔

الغرض جب پانی نکلنا شروع ہوا (قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ) ہم نے نوح سے کہا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے دو دو جانور یعنی ایک نر اور ایک مادہ کشتی میں سوار کر لیجئے اور اپنے اہل کو سوار کر لیجئے (اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ) مگر اہل میں سے ان لوگوں کو نہیں جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ہلاک ہوں گے (وَمَنْ اٰمَنَ) اور کشتی میں ان تمام لوگوں کو بھی سوار کر لیجئے جو ایمان لے آئے ہیں (وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ) اور اے رسول، ان پر ایمان لانے والے بہت ہی کم لوگ تھے (وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان والوں سے کہا تم سب کشتی میں سوار ہو جاؤ، اللہ کے نام کے ساتھ ہے چلنا اس کا اور ٹھہرنا اس کا (اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) بے شک میرا رب بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اس نے ہمیں عذاب سے بچانے کا اہتمام فرمایا۔ الغرض جب سب سوار ہو گئے (وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ) اور کشتی ان سب کو لے کر پہاڑوں جیسی بلند و بالا لہروں میں تیرنے لگی (وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ) تو نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے بیٹے کو جو ابھی تک راہ حق سے ہٹا ہوا تھا پکارا کہ اے میرے بیٹے ایمان لا کر ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ (قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ) اس نے کہا میں کسی پہاڑ پر چڑھ کر پناہ لے لوں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ (قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: آج اللہ کے حکم عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں اور نہ کوئی بچ سکتا ہے سوائے اس کے جس پر اللہ ہی اپنا رحم فرمائے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ (وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ) ایک لہر ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ لڑکا بھی ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گیا۔ الغرض جب سب کافر

ڈوب گئے (وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ) تو اس وقت زمین سے کہا گیا: اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے اور آسمان سے کہا گیا: اے آسمان اپنے پانی کو روک لے (وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ) (تو زمین نے اپنے پانی کو جذب کر لیا، آسمان سے بارش بند ہو گئی) اور پانی کم ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا حکم عذاب پورا ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی (وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) تو اعلان کیا گیا کہ یہ ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے (وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ) اور اے رسول، نوح نے اپنے رب کو پکارا، انہوں نے کہا اے میرے رب تو نے میرے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اور میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا، تیرا وعدہ تو سچا ہی ہوتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تو نے میرے بیٹے کو نہیں بچایا، بہر حال جو فیصلہ تو نے فرمایا ہے وہ ٹھیک ہے اس لئے کہ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اس وعدہ کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں اہل کو سوار کرنے کا حکم تو ملتا ہے:۔

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ۔

(ھود۔ ۴۰)

ہم نے (نوح سے) کہا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے دو دو جانور (یعنی) ایک نر اور ایک مادہ (کشتی میں) سوار کر لو اور اپنے اہل (وعیال) کو بھی (سوار کر لو) مگر ان لوگوں کو نہیں جن کے حق میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے (کہ وہ ہلاک ہوں گے)۔

لیکن وعدہ کا کوئی ذکر نہیں۔ اس آیت میں اگرچہ اہل کو سوار کرنے کا حکم ہے لیکن استثناء بھی ساتھ ہی موجود ہے لہذا اس آیت میں بچانے کا اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سوال کے جواب میں (قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح، وہ آپ کے اہل میں سے نہیں تھا (اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ) اس لئے کہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے (فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ) تو اے نوح جس چیز کا آپ کو علم نہیں اس کے متعلق سوال نہ کیجئے، ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا تھا اور کیسا تھا اور ہم نے اس کو کیوں نہ بچایا (اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ) میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں آپ نادانوں میں سے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی تو وہ ہستی ہے کہ اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا کہ کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۲۳)

جو کام وہ کرتا ہے اس کے متعلق اس سے کوئی سوال نہیں کرسکتا اور (جو کچھ یہ کر رہے ہیں) ان سے (اس کے متعلق) باز پرس ہوگی۔

(قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے میرے رب، میں اس بات سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ تجھ سے آئندہ کبھی ایسی بات کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں (وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ) اور اے میرے رب مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم فرما، اگر تو معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہیں فرمائیگا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ (قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ) پھر نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا گیا کہ اے نوح، ہماری طرف سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ جو آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر نازل کی گئی ہیں کشتی سے اتر آئیے (وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ) آپ پر ایمان نہ لانے والی جماعت کو ہلاک کر دیا گیا اور وہ عذاب میں مبتلا کی گئی اسی طرح آئندہ بھی ایسی جماعتیں ہوں گی جو اپنے نبیوں کو جھٹلائیں گی تو ہم انہیں دنیا کے چند روزہ فائدہ سے بہرہ مند کریں گے پھر وہ ہماری طرف سے بھیجے ہوئے دردناک عذاب میں مبتلا کی جائینگی (تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ) اے رسول، یہ غیب کی خبروں میں سے چند خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں (مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا) اس سے پہلے ان چیزوں سے نہ آپ واقف تھے اور نہ آپ کی قوم۔ آپ کی قوم ایمان نہیں لاتی تو گھبرائیے نہیں (فَاصْبِرْ) ان کی ایذا رسانیوں اور گستاخیوں پر صبر کیجئے یہ ضرور ایک دن عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے (اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ) (ان کا انجام اچھا نہیں ہوگا) اچھا انجام تو متقی لوگوں کا ہوتا ہے۔ (جس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نجات دی گئی اور ان کی قوم کا انجام اچھا نہیں ہوا اور وہ برباد کر دئے گئے اسی طرح آپ کو ان کافروں سے نجات ملے گی اور کافر تباہ و برباد ہو جائیں گے)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے۔ اور کفار کو ایک قسم کی تنبیہ ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو پھر عذاب الٰہی سے ڈرتے رہیئے۔

اے لوگو، ایمان والوں کو ذلیل نہ سمجھیئے، ان کو اپنی مجلس سے نہ نکالیئے۔

اے ایمان والو، تبلیغ پر اجرت نہ مانگئے۔ اگر آپ کو ہدایت مل گئی ہے تو اس کو زبردستی دوسرے سے نہ منوائیے۔

اے ایمان والو، تدبیر کیجئے اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے بغیر تدبیر کئے محض بھروسہ پر نہ بیٹھے رہئے۔

اے ایمان والوں، مشرکین کے لئے دعاء و استغفار نہ کیجئے۔

اے لوگو، اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

اے ایمان والو، آپ کی اولاد میں سے جو صالح نہ ہو اسے اپنی اولاد نہ سمجھئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی بات کا سوال نہ کیجئے جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے اس کے عمل کے متعلق کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتے رہئے۔

اے ایمان والو، اچھا انجام صرف متقیوں کا ہے لہذا آپ متقی بنئے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ
يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ
إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾
يَٰقَوْمِ لَا أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ
أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۗ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ
السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ
قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا
نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ
قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا
اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ
قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا
اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾
مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا

ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿۵۵﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ
عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ۚ مَا
مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ
بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ
أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ
إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا
غَيْرَكُمْ ۖ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ
إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

حَفِيظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا
هُوْدًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ، وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ
عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ
جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا
رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ
جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ، اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا

رَبَّهُمْ ۚ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا، اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، (اور یہ جو تم نے دوسروں کو الٰہ بنا رکھا ہے یہ تمہاری افتراء پردازی ہے) اور تم واقعی (بڑے) افتراء پرداز ہو ﴿۵۰﴾ اے میری قوم میں تم سے اس (وعظ و نصیحت) کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا، کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ﴿۵۱﴾ اور اے میری قوم، اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس سے توبہ کرو (کہ تم آئندہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرو گے اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، تمہاری قوت میں اضافہ پر اضافہ فرمائے گا اور (اے میری قوم، میری بات مان لو) مجرم بن کر اس سے منہ نہ موڑو ﴿۵۲﴾ (قوم کے لوگوں نے) کہا اے ہود، تم ہمارے پاس (اپنی نبوت کی) کوئی کھلی نشانی لے کر تو آئے نہیں لہٰذا (محض) تمہارے کہنے سے ہم نہ اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ تم پر ایمان لا سکتے ہیں ﴿۵۳﴾ ہم تو بس یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں دیوانگی میں مبتلا کر دیا ہے (اسی لئے تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو) ہود نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں اس شرک سے جو تم کر رہے ہو (بالکل) بیزار ہوں ﴿۵۴﴾ (یعنی میں) اللہ کے علاوہ (کسی کی عبادت نہیں کرتا اور نہ کسی سے ڈرتا ہوں) تم سب مل کر مجھے نقصان پہنچانے کے لئے جو تدبیر کرنی چاہو کر لو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو ﴿۵۵﴾ میں اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی کو اللہ پکڑے ہوئے نہ ہو، بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے ﴿۵۶﴾ (اے میری قوم) اگر پھر بھی تم (میری نصیحت سے) منہ موڑو (تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی) مجھے جو پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ پیغام میں نے تم کو (بے کم و کاست) پہنچا دیا، (بس اب یہی ہو گا کہ) میرا رب (تم کو ہلاک کر کے) تمہارے علاوہ کسی دوسری قوم کو (زمین میں) تمہارا جانشین بنا دیگا اور تم میرے رب کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے، بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿۵۷﴾ اور (اے رسول پھر یہ ہوا کہ) جب ہمارا عذاب (ان کے پاس) آیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو بچا لیا اور عذاب شدید سے ان کو نجات دی ﴿۵۸﴾ اور (اے رسول) یہ (وہی قوم) عاد (کے لوگ) ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا، اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش، (اللہ کے) دشمن کے حکم پر چلتے رہے ﴿۵۹﴾ (تو ان کا انجام یہ ہوا کہ) اس دنیا میں بھی لعنت میں گرفتار ہوئے اور قیامت کے دن (آخرت میں) بھی

لعنت میں گرفتار ہوں گے (لعنت کہیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ اے لوگو) خبردار ہو جاؤ عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ کہ اس جرم کی سزا میں عاد (یعنی) قوم ہود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا ﴿۶﴾

معانی و مصادر

(مِدْرَارٌ) دَرَّ، یَدُرُّ، دَرٌّ (ن) زیادہ ہونا، بہنا، روشن کرنا (مِدْرَارًا بہت زیادہ بہنے والا)

(اِعْتَرٰی، یَعْتَرِیْ، اِعْتِرَاءٌ (باب افتعال) گھیر لینا، مصیبت میں ڈالنا۔ (حروف اصلی: ع ر و یا ع ر ی)۔

(غَلِیْظٌ) غَلُظَ، یَغْلُظُ، غِلَظٌ و غُلْظَةٌ و غِلَاظَةٌ (ك) سخت ہونا۔

(جَحَدُوْ) جَحَدَ، یَجْحَدُ، جَحْدٌ و جُحُوْدٌ (ف) انکار کرنا، تکذیب کرنا، جان کر انکار کرنا۔

(عَنِیْدٌ) عَنَدَ، یَعْنُدُ، عُنُوْدٌ (ن، ك، س، ض) جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرنا، سیدھے راستہ سے ہٹ جانا۔

تفسیر

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا) اور اے رسول، ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو رسول بنا کر بھیجا (قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ) انہوں نے قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، بس ایک ہی الٰہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اور یہ جو تم نے بہت سے الٰہ بنا رکھے ہیں یہ تمہاری افتراء پردازی ہے (اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ) اور تم واقعی بڑے افتراء پرداز ہو (یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ) اور اے میری قوم، میں تم سے اس وعظ و نصیحت کی کوئی اجرت نہیں مانگتا کہ تم اس کے بوجھ کے نیچے دبے چلے جا رہے ہو۔

کفار مکہ سے بھی یہی بات کہی گئی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ (الطور - ۴۰)

(اے رسول) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری سے یہ بوجھل ہو رہے ہیں۔

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

میری اجرت تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے (اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے میری نصیحت بالکل بے لوث ہے اور یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ میں تمہارا پر خلوص خیر خواہ ہوں (وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ) اور اے میری قوم

اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اس سے توبہ کرو یعنی عہد کرو کہ آئندہ وہ گناہ پھر نہیں کرو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ (الفرقان ۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور پھر نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو گے اور آئندہ کے لئے توبہ کر لو گے تو (يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ) اللہ تعالیٰ تم پر موسلا دھار بارش برسائیگا اور تمہاری قوت میں اضافہ پر اضافہ فرمائے گا (وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ) اور اے میری قوم میری بات مان لو، مجرم بن کر اس سے منہ نہ موڑو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایمان لے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر موسلا دھار بارش برسائے گا، ان کی قوت میں اضافہ فرمائیگا۔ اس قسم کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (الاعراف ۔ ۹۶)

اور (اے رسول) اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا

(قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ) ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت سنکر قوم کے لوگوں نے کہا: اے ہود، تم کوئی دلیل لے کر تو آئے نہیں کہ جس سے ہمیں معلوم ہو تا کہ تم واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہو۔ محض تمہارے کہنے سے تو ہم نہ اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ تم پر ایمان لا سکتے ہیں (اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ) ہم تو بس یہ سمجھتے ہیں کہ تم جو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے روکتے ہو تو ہمارے کسی معبود نے تمہیں دیوانگی میں مبتلا کر دیا ہے، اسی لئے تم بہکی بہکی باتیں کرتے رہتے ہو (قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ) ہود (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے کہا، میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان شریکوں سے جو تم نے بنا رکھے ہیں بالکل بیزار ہوں (مِنْ دُوْنِهٖ ۔ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ) سوائے اللہ تعالیٰ کے (نہ میں کسی کی عبادت کرتا ہوں اور نہ کسی سے ڈرتا ہوں) تم اور تمہارے معبود سب مل کر مجھے نقصان پہنچانے کے لئے جو تدبیر کرنی چاہو کرو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا کھلا چیلنج ان کی نبوت کی ایک کھلی دلیل ہے۔ انہوں نے بیخوف ہوکر ان سے صاف کہہ دیا کہ جو کرنا چاہو کرو (اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ) میں تو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہوں، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا) کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی کو اللہ تعالیٰ پکڑے ہوئے نہ ہو۔ سب اس کے آگے بے بس اور سب اس کے محکوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ○ (النسآء۔ ۸۵) — اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ○ (الرعد ۔ ۱۶) — کہدیجئے تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ○ (الانعام۔ ۱۸) — وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ (بڑی) حکمت والا اور (ہر چیز سے) باخبر ہے۔

پھر ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔ وہ سیدھے راستہ پر ہی ملتا ہے۔ سیدھا راستہ ہی اس تک پہنچتا ہے۔ سیدھے راستہ پر چلنے والے ہی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہیں اور اس کی رضاء حاصل کر سکتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ۔ (النحل۔ ۹) — اور (اے لوگو) اللہ تک تو بس سیدھا راستہ ہی پہنچتا ہے۔

(نوٹ:۔ صراط مستقیم کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

پھر ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ) اگر تم میرے اس چیلنج کے بعد بھی میری نصیحت سے منہ موڑو تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ مجھے جو پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ پیغام میں نے تم کو بے کم و کاست پہنچا دیا بس اب یہی ہو گا کہ (وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ) میرا رب تم کو ہلاک کر کے تمہارے علاوہ کسی دوسری قوم کو زمین میں تمہارا جانشین بنا دے گا (وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ) اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے، بے شک میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ان کی قوم کے لوگوں کو عذاب الٰہی کی دھمکی دی گئی ہے۔ ان کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ اگر تم اب بھی ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آکر تم کو نیست و نابود کر دیگا۔ قوم کے لوگوں نے ایمان لانے سے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○
(الاعراف ۔ ۷۰)

(قوم کے لوگوں نے) کہا کیا تم ہمارے پاس (اس لئے) آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے آباء و اجداد پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں، اگر تم سچے ہو تو (وہ عذاب) لے آؤ جس سے تم ہم کو ڈرایا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا) اور (اے رسول) جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو اس عذاب سے بچا لیا (وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ) اور ان کو عذاب شدید سے نجات دی۔ اس عذاب کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○
(الحاقّۃ ۔ ۶ تا ۸)

اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی کو) سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے) کہ وہ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں گویا وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں تو کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

(وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ، وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ) اور اے رسول، عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے والے یہ وہی قوم عاد کے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا تھا اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی نافرمانی کرتے تھے اور ہر سرکش اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کے حکم پر چلتے تھے (وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ) وہ اس دنیا میں بھی لعنت میں گرفتار ہوئے اور قیامت کے دن آخرت میں بھی لعنت میں گرفتار ہوں گے۔ لعنت کہیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی (اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ) اے کفار خبردار ہو جاؤ قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا (اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ) تو اس جرم کی سزا میں عاد یعنی ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم

کو رحمت سے دور کر دیا گیا، اگر تم بھی اپنے حقیقی رب کا، اس کی توحید کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کیجئے۔

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (ہود۔ ۵۰)۔

قوم عاد کو قوم اِرَم بھی کہتے ہیں۔ ان کے خیموں یا مکانات میں بہت ستون تھے۔ جن کی وجہ سے یہ لوگ ستون والے بھی کہلاتے تھے (والفجر۔ ۶ و ۷)

یہ بڑے طاقتور اور قدآور تھے۔ ان جیسی قوم دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ یہ لوگ مقام احقاف میں آباد تھے (الشعراء۔ ۱۳۰) (اقتربت الساعۃ۔ ۲۰) (والفجر۔ ۸) (الاحقاف۔ ۲۱)

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (ہود۔ ۵۱) (تم اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو) کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں؟ اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں (جو پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اسے بے کم و کاست تم تک پہنچا دیتا ہوں) (الشعرآء۔ ۱۲۴ تا ۱۲۶)

اے میری قوم تم نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو معبود بنا رکھے ہیں یہ سب تمہاری افترا پردازی ہے (اللہ تعالیٰ نے نہ ان کو تمہارا معبود بنایا ہے اور نہ ان کو اپنا شریک بنایا ہے (ہود۔ ۵۰)

اے میری قوم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی اور تم کو نصیحت کرنے کی) میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ میری اجرت تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے (میں تمہاری بے لوث خیر خواہی کرتا ہوں تو) آخر تم سوچتے کیوں نہیں (کہ میری خیر خواہی یقیناً خلوص پر مبنی ہے) (ہود۔ ۵۱)۔

اے میری قوم یہ تم کیا کرتے ہو کہ ہر اونچی جگہ یادگاریں تعمیر کرتے ہو۔ پھر وہاں کھیل تماشے کرتے ہو۔ تم ایسے ایسے مضبوط مکانات بناتے ہو گویا تم کو ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے۔ جب کسی کو پکڑتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو۔ (یہ سب باتیں چھوڑ دو)۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو بے شمار نعمتیں عطاء فرمائیں۔ چوپائے اور بیٹے دئے۔ باغات اور چشمے عطاء کئے (اس کا شکر ادا کرو اور صرف اس کو الٰہ مانو)۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم قیامت کے بڑے دن عذاب میں مبتلا نہ کئے جاؤ۔ قوم کے لوگوں نے کہا: اے ہود، آپ ہمیں نصیحت کریں یا نہ کریں، دونوں چیزیں ہمارے لئے برابر ہیں (ہم کسی صورت میں بھی آپ پر ایمان لانے والے نہیں)، یہ (ہمارے) اسلاف کا طریقہ ہے (جس پر ہم چل رہے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ) ہم کبھی عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے (الشعرآء۔ ۱۲۹ تا ۱۳۸)

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر انہیں ڈراتے رہے لیکن وہ نہ مانے۔ ایک دن ان کی قوم کے سرداروں نے کہا: اے ہود آپ بیوقوفی کا شکار ہیں (لہذا ہم آپ کی بات نہیں مانتے)۔ ہم سمجھتے ہیں

کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں سب غلط ہے اور بے وقوفی کا نتیجہ ہے۔ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا میں قطعاً بے وقوفی کا شکار نہیں ہوں۔ میں جہانوں کے رب کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں (الاعراف۔ ۶۶ تا ۶۸)۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میری قوم (اللہ تعالیٰ سے ڈرو) اس سے اپنے (شرک اور گناہوں کی) معافی مانگو (آئندہ کے لئے شرک اور تمام گناہوں سے) توبہ کرو اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر موسلا دھار بارش برسائیگا، تمہاری قوت میں اضافہ کریگا۔ اے میری قوم میری بات کو سنو اور سرکشی کرتے ہوئے (حق سے) منہ نہ موڑو قوم کے لوگوں نے کہا: اے ہود آپ ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں، (ہم بے دلیل کیسے آپ کو رسول مان لیں۔ اگر واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں تو کوئی دلیل پیش کیجئے۔ محض آپ کی بے دلیل بات سے) ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ آپ پر ایمان لائیں گے (ہود ۵۲ و ۵۳)۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے کہا: کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تم ہی میں سے ایک شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت کیسے آگئی۔ یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو کہ اس نے قوم نوح کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا اور تمہیں زیادہ طاقت اور قد و قامت سے نوازا (دیکھو) اللہ تعالیٰ کا احسان مانو (اور صرف اس کی عبادت کرو) تاکہ فلاح پاؤ۔ (اے میری قوم: میری بات مانو ورنہ تم پر عذاب نازل ہو جائے گا اور تم سب برباد ہو جاؤ گے۔

(الاعراف۔ ۶۹)

قوم کے لوگوں نے کہا: کیا آپ اس لئے رسول بنائے گئے ہیں کہ ہم اللہ اکیلے کی عبادت کریں اور جن ہستیوں کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں (ہم تو ایسا نہیں کریں گے)۔ اگر آپ سچے ہیں تو عذاب لے آئیں۔ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہوشیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب اور غضب آنے ہی والا ہے تم ایسے شریکوں کے متعلق مجھ سے بحث کر رہے ہو جو تم نے خود بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی (تم عذاب کی جلدی کر رہے ہو تو) تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (الاعراف۔ ۷۰ و ۷۱)

قوم کے لوگوں نے کہا: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ (آپ جو ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں تو) ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود نے ناراض ہو کر آپ کو دیوانہ بنا دیا ہے (یہی وجہ ہے کہ آپ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں) ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: سنو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے شرکاء سے بیزار ہوں۔ (تم مجھے اپنے شرکاء سے ڈراتے ہو۔ میں قطعاً ان سے نہیں ڈرتا) (ہود۔ ۵۴ و ۵۵)

تم اور تمہارے شرکاء سب مل کر میرے خلاف کوئی سازش کرو اور پھر مجھے ذرا سی بھی مہلت نہ دو

میرا بھروسہ تو اللہ پر ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ہر جاندار اس کے قبضہ میں ہے (تم بھی اس کے قبضہ میں ہو اور تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دیکھو میرا کہنا مان جاؤ سیدھے راستہ پر چلو) اللہ تعالیٰ سیدھے راستے پر چل کر ہی مل سکتا ہے۔ (اس کی رضاء سیدھے راستہ پر چلنے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے) (ہود۔ ۵۵-۵۶)

پھر ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم میری نصیحت سے منہ موڑتے ہو تو (میری ذمہ داری ختم ہو گئی) میں نے تو تمہیں اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچا دیا (اب تم اپنے فعل کے خود ذمہ دار ہو) دیکھو خبردار ہو جاؤ (عنقریب تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ تم نیست و نابود کر دئے جاؤ گے) اور (پھر) کسی اور قوم کو تمہارا جانشین بنا دیا جائیگا۔ تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (وہ تمہارے عمل سے غافل نہیں ہے) وہ ہر چیز پر نگراں ہے (وہ تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ضرور تمہیں تمہاری بداعمالی کی سزا دے گا)۔ (ہود۔ ۵۷)

قوم کے لوگوں نے کہا: (آخر وہ عذاب کب آئے گا جس سے آپ بار بار ہمیں ڈراتے ہیں) جس عذاب کا آپ وعدہ کرتے ہیں اسے لے آئیے۔ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اس کا علم اللہ کو ہے۔ میں تو بس اس کا پیغام پہنچاتا ہوں (غیب داں نہیں ہوں) میں دیکھتا ہوں کہ تم نادان ہو (کہ عذاب الٰہی کی جلدی کر رہے ہو)۔ (الاحقاف۔ ۲۲ و ۲۳)

قوم کے لوگوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ اپنی قوت کے گھمنڈ میں مست ہو کر کہنے لگے ہم سے زیادہ قوی کون ہے۔ افسوس ان کو نہیں معلوم کہ جس نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے زیادہ قوی ہے۔ الغرض وہ اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے (حٰمٓ السجدۃ - ۱۵)

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے سے صاف انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بات نہیں مانی جو ان کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کا کہنا مانتے رہے۔ (ہود۔ ۵۹)۔

وہ اپنے رسول کو مسلسل جھٹلاتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہلاکت خیز عذاب بھیج دیا۔
(الشعرآء۔ ۱۳۹)

وہ عذاب بڑا سخت اور دردناک تھا۔ (ہود۔ ۵۸)

عذاب کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک ابر آتا ہوا دکھائی دیا۔ قوم کے لوگ کہنے لگے یہ تو ابر ہے ہم پر بارش ہوگی۔ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔ (یہ تو) آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے یہ آندھی مغرب کی طرف سے آئی اور ان پر چھا گئی۔ (الاحقاف۔ ۲۴) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق)

سخت آندھی چلنی شروع ہو گئی اور مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی۔ اس آندھی

نے ان کو ایسا اٹھا کر پٹخ دیا گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ (حٰمٓ السجدۃ۔۱۶) (الحاقۃ۔ ۶ و ۷) اقتربت الساعۃ۔ ۲۰)

آندھی نے ہر چیز کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ ہر چیز ریزہ ریزہ ہو گئی (صبح کو سوائے کھنڈرات کے کچھ نظر نہ آتا تھا) (الذاریات۔ ۴۱ و ۴۲) (الاحقاف۔ ۲۵)۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی جڑ کاٹ دی اور اپنی رحمت سے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھ والوں کو نجات دی (الاعراف۔ ۷۲) (الحاقۃ۔ ۸)

کافروں کا نام و نشان مٹ گیا۔ دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور آخرت میں بھی وہ لعنت میں گرفتار ہوں گے ان کو وہاں دنیا کے عذاب سے بھی زیادہ رسوا کن عذاب ہوگا (ہود۔ ۶۰) (حٰمٓ السجدۃ۔ ۱۶)

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ
قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا
لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم
مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا
فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ ۚ
إِنَّ رَبِّى قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾
قَالُوا۟ يَٰصَٰلِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا
مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَآ ۖ أَتَنْهَىٰنَآ أَن
نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا ۖ وَإِنَّنَا

لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ
مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾
وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ
اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ
اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾
فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي
دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ
غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ
أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِينَ
اٰمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ
خِزْيِ يَوْمَئِذٍ ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ
يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا
رَبَّهُمْ، اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) ثمود کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی صالح کو (رسول بناکر) بھیجا، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، اسی نے تم کو زمین (کی مٹی) سے پیدا کیا، پھر اس زمین میں تم کو آباد کیا لہٰذا (اس کا کہنا مانو اور جو گناہ کر چکے ہو ان کی) اس سے معافی مانگو پھر اس سے توبہ کرو (کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروگے) بے شک میرا رب (بہت) قریب ہے (کسی وسیلہ کی اسے حاجت نہیں، وہ سب کی دعاؤں کو سننے والا اور) قبول کرنے والا ہے ﴿۶۱﴾ (قوم کے لوگوں نے) کہا اے صالح، اس سے پہلے تو تم ہم میں بڑے ہونہار (مانے جاتے) تھے (تم سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں، اب تمہیں کیا ہوگیا) کیا تم ہم کو ان ہستیوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے آباء (واجداد) کرتے تھے، جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمیں تو اس (کے حق ہونے) میں بڑا شک ہے ﴿۶۲﴾ صالح نے کہا اے میری قوم، بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ سے رحمت (خاص) سے نوازا ہے تو (ایسی حالت میں) اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو کون اس کے مقابلہ میں میری مدد کریگا، تم مجھے نفع پہنچانے کے لئے تو کچھ نہیں کرتے، بس نقصان پہنچانے کے درپے ہو ﴿۶۳﴾ اور اے میری قوم، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے (میری صداقت کی) ایک نشانی ہے، اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (جہاں سے چاہے) کھائے اور (دیکھو) اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم بہت جلد کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے ﴿۶۴﴾ لیکن (وہ نہ مانے) انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، (صالح نے ان سے) کہا اب تین دن تک تم اپنے گھروں میں مزے اڑالو (پھر عذاب الٰہی تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیگا) یہ ایسا وعدہ ہے کہ (کبھی) جھوٹا نہیں ہوگا ﴿۶۵﴾ پھر (اے رسول) جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے صالح اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے (اس عذاب

سے) نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے (انہیں بچا لیا)، بے شک آپ کا رب قوی اور غالب ہے ﴿۶۶﴾ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر ان لوگوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے ﴿۶۷﴾ (پھر وہ اس طرح نیست ونابود ہو گئے) گویا وہ کبھی ان (گھروں) میں رہے ہی نہ تھے، خبردار ہو جاؤ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا ﴿۶۸﴾

معانی ومصادر (مَرْجُوًّا) رَجَا، یَرْجُوْ، رَجَاءٌ ورَجْوٌ (ن) امید کرنا (مَرْجُوٌّ = مَرْجُوْدٌ = امید کیا گیا)۔

(عَقَرُوْا) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ (ض) تلوار سے ٹانگیں کاٹ ڈالنا۔
(خِزْیٌ) خَزِیَ، یَخْزٰی، خِزْیٌ (س) ذلیل ہونا، رسوا ہونا۔
(جٰثِمِیْنَ) جَثَمَ، یَجْثِمُ، جَثْمٌ وجُثُوْمٌ (ض ون) گر پڑنا۔
(یَغْنَوْا) غَنِیَ، یَغْنٰی، غِنًی ومَغْنًی (س) ٹھہرنا، مقیم ہونا۔

تفسیر نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکار جمیلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم ثمود کا حال بیان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا) اور اے رسول، ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بنا کر بھیجا (قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ) انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں (هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ) اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا پھر اس زمین میں تم کو آباد کیا لہذا اس کا کہنا مانو اور جو گناہ کر چکے ہو ان کی اللہ تعالےٰ سے معافی مانگو، پھر اس سے توبہ بھی کرو کہ آئندہ وہ گناہ نہیں کرو گے (اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ) بے شک میرا رب بہت قریب ہے اس کے لئے کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں، وہ خود سب کی دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

(نوٹ:۔ دعاء کے تمام مسائل کے لئے سورۂ اعراف کی آیت ۵۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

(قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ) قوم کے لوگوں نے کہا: اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں بڑے ہونہار مانے جاتے تھے، تم سے تو ہمیں بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا (اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا) کیا تم ہمیں ان ہستیوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے آباء واجداد کرتے تھے (وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ) اور اے صالح، جس چیز کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو ہمیں تو اس کے حق ہونے میں بڑا شک ہے (قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ) صالح

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم، بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں (وَ اٰتٰنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً) اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ سے رحمت خاص سے نوازا ہے فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ) تو ایسی حالت میں اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اس کے مقابلہ میں کون میری مدد کریگا۔ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اللہ تعالیٰ کا غضب مول لینا نہیں چاہتا میں تو اس کے حکم کے مطابق اس کا پیغام پہنچاتا رہوں گا تم مجھے نفع پہنچانے کے لئے تو کچھ نہیں کرتے بس نقصان پہنچانے کے درپے ہو۔ قوم کے لوگوں نے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○
(الشعراء۔ ۱۵۴)

آپ کچھ نہیں بس ہم ہی جیسے ایک آدمی ہیں، اگر (واقعی) آپ دعویٰ نبوت میں) سچے ہیں تو کوئی معجزہ دکھایئے۔

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (وَ یٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً) اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک معجزہ ہے (فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ) اس کو آزاد چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں جہاں چاہے کھائے اور دیکھو اسکو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم بہت جلد عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ قوم کے لوگوں نے سرکشی کی (فَعَقَرُوْهَا) اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں اور کہنے لگے، اگر آپ رسول ہیں تو عذاب لے آئیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○
(الاعراف۔ ۷۷)

الغرض ان لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں، اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور (صالحؑ سے) کہنے لگے "اے صالح، اگر تم (واقعی اللہ کے) رسولوں میں سے ہو تو جس (عذاب) سے تم ہم کو ڈرایا کرتے ہو وہ (عذاب) لے آؤ۔"

(فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ، ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ) حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب تم تین دن اور اپنے گھروں میں مزے اڑالو، تین دن کے بعد تم پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے گا۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو جھٹلایا نہیں جا سکتا (فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ہمارا حکم نازل ہوا (نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْیِ یَوْمَئِذٍ) تو ہم نے صالح اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے انہیں بچالیا۔ کافر نادم اور رسوا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ○ فَاَخَذَهُمُ

لیکن انہوں نے (صالح کی باتوں کی پرواہ نہیں

العذاب۔

(الشعرآء۔ ۱۵۷ و ۱۵۸)

کی اور تلوار سے) اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر (اپنے اس فعل پر) بہت نادم ہوئے (لیکن ان کی یہ ندامت بے وقت تھی) عذاب نے انہیں پکڑ لیا (اور وہ نیست و نابود کر دئے گئے)

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ هُوَالْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ) اے رسول، بے شک آپ کا رب قوی اور غالب ہے، وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ اس نے مؤمنین کو عذاب سے بچا لیا (وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ) اور ظالموں کو عذاب میں مبتلا کر دیا، ایک سخت آواز نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا پھر ان کی اس حالت میں صبح ہوئی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے مردہ پڑے تھے (كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ) پھر وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے گویا کہ وہ ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہیں تھے، خبردار ہو جاؤ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو رحمت سے دور کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ○ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰهَا ○

(والشمس وضحٰها۔ ۱۴ و ۱۵)

لیکن انہوں نے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں تو اللہ نے ان پر ان کے گناہ کے سبب عذاب نازل کیا اور ان سب کو تہس نہس کر دیا اور اللہ ان کے بدلہ لینے سے نہیں ڈرتا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا، پھر زمین میں آباد کیا۔ اس کا احسان مانئے، اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگئے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیجئے۔

اے لوگوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے تو اس کے مقابلہ میں آپ کی مدد کوئی نہیں کر سکے گا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ
بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ سَلٰمٌ
فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ
حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ
لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ
اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً، قَالُوْا
لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ
لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ
فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ

وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾
قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا
عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا،
اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا
اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ
اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ
الْبَيْتِ، اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾
فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ
الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى

يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ
إِبْرٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿۷۵﴾
يٰإِبْرٰهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۖ
إِنَّهُ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَ
إِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ
مَرْدُودٍ ﴿۷۶﴾

ترجمہ

اور (اے رسول جب) ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے (ابراہیم کو) سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا اور ابھی کچھ زیادہ وقت گذرنے نہیں پایا تھا کہ (ان کے لئے) بھنا ہوا بچھڑا لے آئے ﴿۶۹﴾ (فرشتوں نے اُسے نہ کھایا) ابراہیم نے جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں اجنبی خیال کیا اور ان سے (ایک قسم کا) خوف محسوس کیا، فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں (ہم فرشتے ہیں) ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے (تاکہ ہم انہیں عذاب الٰہی میں مبتلا کر کے نیست و نابود کر دیں) ﴿۷۰﴾ ابراہیم کی بیوی (جو پاس ہی کھڑی تھیں فرشتوں کی بات سن کر) ہنسنے لگیں تو ہم نے ان کو اسحٰق (کے پیدا ہونے) کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب (کے پیدا ہونے) کی خوشخبری سنائی ﴿۷۱﴾ (خوشخبری سنکر) وہ کہنے لگیں ہائے میری خرابی! کیا میرے بچہ ہوگا حالانکہ میں

بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں، یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲) فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو، اے اہل بیت، تم پر (تو پہلے ہی سے) اللہ کی (بڑی) رحمت اور اس کی برکتیں ہیں (ایسی حالت میں بچہ پیدا ہو جانا بھی اللہ کی رحمت اور برکت ہی ہے) بے شک وہ تعریف والا اور بزرگی والا ہے (وہ کیا نہیں کر سکتا اس کے لئے کونسا کام مشکل ہے) (۷۳) (اور اے رسول) پھر جب ابراہیم کے (دل سے) خوف جاتا رہا اور انہیں خوشخبری بھی مل گئی تو وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے (۷۴) بے شک ابراہیم (بڑے) بردبار، (بڑی) آہ (وزاری) کرنے والے اور (اللہ کی طرف بہت) رجوع کرنے والے (انسان) تھے (۷۵) (ہم نے کہا) اے ابراہیم (اب) اس بات کو رہنے دو (اب) تو تمہارے رب کا حکم (عذاب) آپہنچا ہے، (اب تو) یہ ایسے عذاب میں مبتلا ہوں گے جو کبھی نہیں ٹلے گا (۷۶)

معانی و مصادر

(اَلْبُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض) خوش ہونا۔ (بُشْرٰی = خوشخبری)
(حَنِیْذٌ) حَنَذَ، یَحْنِذُ، حَنْذٌ و تَحْنَاذٌ (ض) بھوننا۔ (حَنِیْذٌ = بھنا ہوا)
(نَکِرَ) نَکِرَ، یَنْکَرُ، نَکَرٌ و نَکْرٌ و نُکُوْرٌ و نَکِیْرٌ (س) ناواقف ہونا، نہ پہچاننا۔
(تَصِلُ) وَصَلَ، یَصِلُ، وُصُوْلٌ و وَصْلَۃٌ و صِلَۃٌ (ض) ملنا، پہنچنا۔
(اَوْجَسَ) اَوْجَسَ، یُوْجِسُ، اِیْجَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔
(خِیْفَۃٌ) خَافَ، یَخَافُ، خَوْفٌ و خِیْفَۃٌ و خَیْفٌ و مَخَافَۃٌ (ف) ڈرنا۔
(عَجُوْزٌ) عَجَزَ، یَعْجُزُ، عُجُوْزٌ (ن و ک) بوڑھا ہونا۔ (عَجُوْزٌ = بوڑھی)۔
(رَاُوْفٌ) رَاَفَ، یَرْاُفُ، رَاْفٌ و رَاُوْفٌ (ن) ڈرنا۔
(حَلِیْمٌ) حَلُمَ، یَحْلُمُ، حِلْمٌ (ک) بردبار ہونا۔
(اَوَّاہٌ) اَہَ، یَئُہُ، اَہٌ (ن) آہ کہنا، درد و کرب ہونا۔ (اَوَّاہٌ = بہت آہ وزاری کرنے والا۔)

تفسیر

کفار مکہ کے سامنے گذشتہ قوموں کی تباہی و بربادی کا منظر سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی و بربادی کا حال سنایا۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب لانے والے فرشتے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ضمناً ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تھوڑا سا حال بیان کیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصے میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔

(۱) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی بیوی کے ہاں بچہ کا پیدا ہونا باوجود اس کے کہ وہ دونوں بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔

اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ جب چاہے گا اپنا عذاب بھیج کر کفار مکہ کو نیست و نابود کر دیگا۔

(۲) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر رسول نے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی سفارش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش کو قبول نہیں کیا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو کسی کی سفارش قبول نہیں کرتا۔ کفار مکہ ہوشیار رہیں کہ جب ان پر عذاب نازل ہوگا تو ان کی کوئی سفارش نہیں کریگا اور اگر کریگا تو سفارش قبول نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ) اور اے رسول، جب ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کیا۔ ابراہیم نے سلام کا جواب دیا اور ابھی کچھ وقت گذرنے نہیں پایا تھا کہ ان کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ○
فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○
(الذاریات - ۲۶ و ۲۷)

وہ (جلدی سے) اپنی بیوی کے پاس گئے اور (ان کے کھانے کے لئے) ایک (بھنا ہوا) موٹا (تازہ) بچھڑا لے آئے۔ پھر ابراہیم نے اس (بچھڑے) کو ان کے آگے رکھ دیا (انہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا ابراہیم نے) کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟

(فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ) جب انہوں نے دیکھا کہ فرشتوں کے ہاتھ کھانے کی طرف کسی طرح نہیں بڑھتے (نَكِرَهُمْ) تو انہیں دشمن خیال کیا (وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً) اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا۔ وہ یہ سمجھے کہ یہ لوگ کسی برے ارادے سے میرے پاس آئے ہیں اس لئے میری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے۔ فرشتے سمجھ گئے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دشمن سمجھ کر خوف محسوس کر رہے ہیں (قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ) (لہٰذا) انہوں نے کہا: اے ابراہیم آپ کسی قسم کا خوف نہ کیجئے۔ ہم فرشتے ہیں، ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے (وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ) آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی جو پاس ہی کھڑی ہوئی تھیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں کی گفتگو سن کر ہنسنے لگیں تو ہم نے ان کو (فرشتوں کے ذریعہ) اسحٰق کے پیدا ہونے

اوران کے بعدان کے بیٹے یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً۔ (الانبیآء۔ ۷۲)

ہم نے ابراہیم کو اسحٰق (بیٹا) عطاء کیا، مزید برآں یعقوب (پوتا) عطاء کیا۔

(قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا) بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سن کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کہنے لگیں ہائے میری خرابی! کیا میرے بچہ ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں (اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ) یہ تو بڑی عجیب بات ہے (قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ) فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ تعالےٰ کے کام پر تعجب کرتی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ، اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ (الذّٰریات۔ ۳۰)

انہوں نے کہا تمہارے رب نے اسی طرح فرمایا ہے، وہ حکمت والا، علم والا ہے۔

پھر فرشتوں نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی سے کہا: (رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ) اے اہل بیت، تم پر (تو پہلے ہی سے) اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، (ایسی حالت میں اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور حیرت کا کونسا مقام ہے) (اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) بے شک اللہ تعالیٰ حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اس کو ہر قسم کی قدرت ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى) پھر جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا اور انہیں خوشخبری بھی مل گئی تو انہوں نے فرشتوں سے قوم لوط کی طرف جانے کا مقصد پوچھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ (الذّٰریات۔ ۳۱ تا ۳۴)

ابراہیم نے کہا: "اے فرشتو، تمہارا اور کیا مقصد ہے؟ فرشتوں نے کہا: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے سنگریزے برسائیں جن پر آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے نشان لگا دئے گئے ہیں۔

آگے فرمایا: جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے والا ہے تو (يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ) وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے (وہ چاہتے تھے کہ عذاب ٹل جائے) (اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ) بے شک ابراہیم بڑے بردبار، بڑی آہ وزاری کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے

والے تھے (يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ) فرشتوں نے کہا: اے ابراہیم اب اس بات کو رہنے ہی دیجئے۔ آپ کے رب کا حکم واقع ہو چکا ہے اور اب ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ اللہ تعالےٰ جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر وہ بات ٹل نہیں سکتی، ہو کر رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ○ (قٓ - ۲۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

عمل

اے ایمان والو، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مہمان کی تواضع کیا کیجئے، بردباری اختیار کیجئے، اللہ تعالےٰ سے لو لگائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں، اس کے کسی کام پر تعجب نہ کیا کیجئے۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ
بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ
هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ
قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ، وَمِنْ قَبْلُ
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ، قَالَ
يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ
لَكُمْ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ
فِيْ ضَيْفِيْ، اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ
رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا

لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ، وَاِنَّكَ
لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ
لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ
شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ
بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا
يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ
اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ، اِنَّ
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ، اَلَيْسَ

الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا
جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ
مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ،
وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کے (آنے سے) بہت فکرمند اور تنگ دل ہوئے۔ کہنے لگے آج کا دن سخت (مصیبت کا دن) ہے ﴿۷۷﴾ (فرشتوں کو دیکھ کر) لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قوم کے لوگ تیزی کے ساتھ لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آئے (کیونکہ) یہ لوگ پہلے ہی سے برے کام کیا کرتے تھے (لہٰذا ان فرشتوں کو دیکھ کر ان سے بھی بُرے فعل کا ارادہ کیا) لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا اے میری قوم یہ میری لڑکیاں موجود ہیں (ان سے نکاح کر لو) یہ تمہارے لئے (حلال و) طیب ہیں اور (دیکھو) اللہ سے ڈرو، میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی نیک بخت آدمی نہیں ہے (جو میری نصیحت کو مانے) ﴿۷۸﴾ (قوم کے لوگ) کہنے لگے تم کو تو معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری (قوم کی) بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں، ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ تو تم کو معلوم ہے ﴿۷۹﴾ لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا مجھے زبردست قوت دینے والے کی پناہ مل جاتی ﴿۸۰﴾ فرشتوں نے کہا اے لوط، ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (آپ اطمینان رکھیئے) یہ لوگ ہرگز آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے، آپ (ایسا کیجئے کہ اندھیرے میں) جبکہ ابھی کچھ رات باقی ہو اپنے گھر والوں کو ساتھ

نے کر (یہاں سے) چل دیجئے اور تم میں سے کوئی اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھے مگر اپنی بیوی (کو ساتھ نہ لیجئے) وہ اسی عذاب میں مبتلا ہوگی جس عذاب میں قوم کے (اور) لوگ مبتلا ہوں گے اور (اے لوط) ان سے جس (عذاب) کا وعدہ کیا جا رہا ہے اس (کے پورا ہونے) کا وقت صبح کا وقت ہے (اور) کیا صبح قریب نہیں ہے (۸۱) پھر (اے رسول) جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اس (بستی) کو الٹ پلٹ کر دیا اور اس پر پے در پے کنکریلے پتھروں کی بارش کی (۸۲) (جن پر) آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے (تھے) اور (اے رسول) وہ (بستی آپ کا انکار کرنے والے) ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں (یہ خود وہاں جا کر نبی کا انکار کرنے والوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں) (۸۳)

معانی و مصادر

(سِیٓءَ) سَآءَ، یَسُوْءُ، سَوْءٌ وسَوَآءٌ وسَوْآءَۃٌ وسَآءٌ (ن) غمگین کرنا۔
(ضَاقَ) ضَاقَ، یَضِیْقُ، ضَیْقٌ (ض) تنگ ہونا۔
(ذَرْعًا) ذَرَعَ، یَذْرَعُ، ذَرْعٌ (ف) ہاتھ سے ناپنا، پیچھے کی طرف سے ہاتھ سے گلا گھونٹنا،
(ضَاقَ بِھِمْ ذَرْعًا = ان کو ان کے بچانے کی قدرت نہ ہوئی)۔
(عَصِیْبٌ) عَصَبَ، یَعْصِبُ، عَصْبٌ (ض) باندھنا (عَصِیْبٌ = شدید، بہت سخت)۔
(یُھْرَعُوْنَ) اَھْرَعَ، یُھْرِعُ، اِھْرَاعٌ (باب افعال) جلدی کرنا۔
(رُکْنٌ) رَکَنَ، یَرْکُنُ، رُکُوْنٌ (ن، س) جھکنا، کسی چیز سے قوت حاصل کرنا (رُکْنٌ = وہ چیز جس سے تقویت حاصل ہو)۔
(قِطْعٌ) قَطَعَ، یَقْطَعُ، قَطْعٌ (ف) علیحدہ کرنا، ٹکڑے کرنا، کاٹنا (قِطْعٌ = رات کا ایک ٹکڑا۔ اس کی جمع قُطُوْعٌ اور اَقْطَاعٌ ہیں)۔
(سِجِّیْلٌ) سَجَّلَ، یُسَجِّلُ، تَسْجِیْلٌ (باب تفعیل) اوپر سے پھینکنا (سِجِّیْلٌ = سوکھی مٹی کے مانند پتھر)۔
(مَنْضُوْدٌ) نَضَدَ، یَنْضِدُ، نَضْدٌ (ض) ملا کر رکھنا، اوپر تلے رکھنا۔
(مُسَوَّمَۃً) سَوَّمَ، یُسَوِّمُ، تَسْوِیْمٌ (باب تفعیل) مکلف ٹھہرانا، چھوڑنا، نشان لگانا

تفسیر

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے ہوتے ہوئے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِھِمْ وَضَاقَ بِھِمْ ذَرْعًا) اور (اے رسول) جب ہمارے فرشتے لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے بہت غمگین ہوئے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم کی دست درازی سے انہیں بچانے کی قدرت نہیں تھی (وَقَالَ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ) انہوں نے کہا آج کا دن سخت مصیبت کا دن ہے (وَجَآءَہٗ قَوْمُہٗ یُھْرَعُوْنَ اِلَیْہِ) فرشتوں

کو دیکھ کر لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ تیزی کے ساتھ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے (وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ) اور اس سے پہلے یہ لوگ برے کام تو کیا ہی کرتے تھے آج بھی انہوں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ ان کا یہ بُرا کام کیا تھا اس کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ (النمل ۔ ۵۵)	کیا تم (اپنی) خواہش پوری کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم (بڑے ہی) جاہل لوگ ہو۔

(قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم کے لوگو، یہ میری (قوم کی) بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کر لو، یہ تمہارے لئے حلال و طیّب ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ یہ میرے مہمان ہیں، ان کی بے عزتی میری بے عزتی ہے۔ (اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ) کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی نہیں ہے جو میری نصیحت کو مان لے۔ (قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ) قوم کے لوگ کہنے لگے: آپ کو تو معلوم ہے کہ آپ (کی قوم) کی بیٹیوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں (وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ) اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہی ہے (بتانے کی ضرورت نہیں) (قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا زبردست قوت دینے والے کی پناہ میں آجاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف واخوتہ اٰیات للسائلین ۱۸۳/۴)	اللہ لوط پر رحم کرے یقیناً وہ زبردست قوت دینے والے کی پناہ لے رہے تھے۔

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ سنکر اور ان کی پریشانی دیکھ کر (قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ) فرشتوں نے کہا: اے لوط آپ اطمینان رکھئے ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ ہمارا کیا بگاڑیں گے (لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ) یہ تو آپ تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اور یہی ہوا، وہ سب اندھے ہو گئے اور لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نہ پہنچ سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ	قوم کے لوگ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان

اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○
(اقتربت الساعة ۔ ۳۷)

مہمانوں کو طلب کرنے لگے تو ہم نے انکی آنکھوں کو مٹا دیا (اور ان سے کہا) لو اب میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو۔

فرشتوں نے کہا (فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ) (ان پر عذاب آنے والا ہے) تو اب آپ ایسا کیجئے کہ اندھیرے میں جبکہ ابھی کچھ رات باقی ہو اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر یہاں سے چل دیجئے اور آپ لوگوں میں سے کوئی اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھے (اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ) مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لیجئے وہ اسی عذاب میں مبتلا ہو گی جس عذاب میں قوم کے اور لوگ مبتلا ہوں گے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی خفیہ طور پر اپنی قوم کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس خیانت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○
(التحریم ۔ ۱۰)

کافروں کے لئے اللہ نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے، دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں، ان دونوں نے ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی (کافروں سے ساز باز اور ان کے لئے جاسوسی کرتی رہیں) لیکن وہ اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آسکے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ (دوزخ میں) داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

فرشتوں نے کہا (اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ، اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ) (اے لوط) ان کے وعدۂ عذاب کے پورا ہونے کا مقررہ وقت صبح کا وقت ہے اور کیا صبح قریب نہیں ہے، صبح ہونے ہی والی ہے لہٰذا آپ جلدی سے یہاں سے چلے جائیے۔

الغرض لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل وعیال کے ساتھ جو آپ پر ایمان لے آئے تھے وہاں سے روانہ ہو گئے اور صبح ہوتے ہوتے اس علاقہ سے جہاں عذاب آنے والا تھا نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ، نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○
(اقتربت الساعة ۔ ۳۴)

ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے

وقت ہی (عذاب سے) بچاد کر نکال) لیا۔

آگے فرمایا (فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا) پھر اے رسول، جب ہمارا حکم عذاب آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو الٹ پلٹ کر ڈالا (وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ) اور اس پر پے در پے کنکریلے پتھروں کی بارش برسائی (مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ) جن پر آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے کہ فلاں شخص یا فلاں قوم پر برسائے جائیں گے (وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ) اور اے رسول، وہ عذاب زدہ بستی آپ کا انکار کرنے والے ان ظالموں یعنی کفار مکہ سے کچھ دُور بھی نہیں ہے۔ یہ خود وہاں جاکر ان لوگوں کا عبرت ناک انجام دیکھ سکتے ہیں جنہوں نے اپنے رسول کو جھٹلایا تھا۔ آیت کے اس ٹکڑے سے انبیاء علیہم السلام کے قصوں کے بیان کرنے کا مقصد واضح ہو جاتا ہے کفار مکہ کو چاہئے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے انکار کرنے والوں کا انجام دیکھیں اور عبرت حاصل کریں اور لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی تو ان کی بستی سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں اسے وہ بچشم خود بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح وہ زبان حال سے اس میں رہنے والی قوم کی تباہی کی شہادت دے رہی ہے۔ ہر عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والا اپنے انجام پر غور کر سکتا ہے اور نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ کفار مکہ کو چاہئے کہ اب بھی توبہ کر لیں ورنہ ان کا حشر بھی ویسا ہی ہوگا اور وہ بھی اسی طرح تباہ و برباد کر دئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ، اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا، بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۷ تا ۴۰)

اور نوح کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور انکو لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور انکو کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرتے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہذا یہ ایمان نہیں لاتے)۔

سورۂ فرقان کی مندرجہ بالا آیات جن میں ایک بری بارش کے عذاب کا ذکر ہے وہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ہی کے متعلق ہے۔ کفار مکہ اس بستی پر سے گذرتے تھے لیکن ان کی بے حسی کا یہ عالم تھا کہ اس سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے تھے اور وہ نصیحت حاصل ہو تو کیسے جبکہ دل ہی اندھے ہو گئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ، هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○

(قٓ ۔ ۳۶ و ۳۷)

اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوّت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ (تمام) شہروں میں بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (آئے) گئے تو کیا انہیں کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی) اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے یا جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج ۔ ۴۵ و ۴۶)

کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں تو (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالیشان محل (ویران پڑے ہیں) تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تا کہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے، (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

عمل

اے لوگو، خلاف وضع فطری کاموں سے بچئے۔ یہ شریف آدمیوں کا کام نہیں ہے۔
اے لوگو، جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے تو رشتہ داری کام نہیں آتی لہٰذا رشتہ داری پر بھروسہ یا ناز نہ کیجئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور آپ کی پیروی کیجئے، یہی ذریعہ نجات ہے۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ
قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ وَلَا تَنقُصُوا
الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ
وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ
الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ

لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ أَنَا
عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوا۟ يَٰشُعَيْبُ
أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ
مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ
فِىٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا۟ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ
ٱلْحَلِيمُ ٱلرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ
أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن
رَّبِّى وَرَزَقَنِى مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا
وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ

إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ
إِلَّا ٱلْإِصْلَٰحَ مَا ٱسْتَطَعْتُ ۚ
وَمَا تَوْفِيقِىٓ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ وَيَٰقَوْمِ
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِىٓ أَن
يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَآ أَصَابَ قَوْمَ
نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَٰلِحٍ ۚ
وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾
وَٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا۟

إِلَيْهِ، إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾
قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا
مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا
ضَعِيفًا، وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ،
وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ
يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ
اللَّهِ، وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ
ظِهْرِيًّا، إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ
مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ

مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ، سَوْفَ
تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ
يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ، وَ
ارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾
وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ
مِنَّا، وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا
الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ
جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا،

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿۹۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول، اہل) مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (رسول بنا کر بھیجا)، انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں اور (دیکھو) ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو مجھے معلوم ہے کہ تم خوشحال لوگ ہو (پھر ناپ تول میں کمی کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے، اگر تم نہیں مانو گے تو) مجھے تمہارے متعلق ایسے دن کے عذاب کا ڈر ہے جو (دن سب کو اپنے) احاطہ میں لے لیگا ﴿۸۴﴾ اور اے میری قوم، ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم (ناپ کر یا کم تول کر) نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ مچاؤ ﴿۸۵﴾ (اور اے میری قوم) اگر تم ایمان لے آؤ تو (تجارت میں) اللہ کی (دی ہوئی) بچت (یا منافع) تمہارے لئے بہتر ہے اور (یہ یاد رکھو کہ) میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ مجھے تمہاری ہر بات کا علم ہو جائے، ہاں اللہ بے شک تم پر نگراں ہے لہذا اس سے ڈرتے رہو) ﴿۸۶﴾ قوم کے لوگوں نے کہا اے شعیب کیا تمہاری نماز تم سے اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء (و اجداد) کیا کرتے تھے اور یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جس طرح ہم چاہیں تصرف (نہ) کریں، (بس ایک) تم ہی تو بردبار اور راہ راست پر چلنے والے (رہ گئے) ہو! ﴿۸۷﴾ شعیب نے کہا اے میری قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اچھا (اور پاکیزہ) رزق عطاء فرمایا ہے (تو کیا میں حرام مال کھانے لگوں) اور میں (تو یہ) ارادہ بھی نہیں کر سکتا کہ جس چیز سے تمہیں منع کروں خود اسی کام کو کر کے تمہارے خلاف راستہ اختیار کروں۔ جہاں تک میری استطاعت ہے میں تو اصلاح کرنی چاہتا ہوں، مجھے (اس کار خیر کی) توفیق تو بس اللہ (کے فضل و کرم ہی) سے ملی ہے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف (ہر معاملہ میں) رجوع کرتا ہوں ﴿۸۸﴾ اور اے میری قوم، میری مخالفت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ (تم حق کو تسلیم نہ کرو اور پھر اس کے نتیجہ میں) تم پر اسی قسم کا عذاب نازل ہو جائے جس طرح کا عذاب قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوا تھا اور (اگر تمہیں عذاب کا یقین نہیں آتا تو) قوم لوط (کی تباہ شدہ بستی جا کر دیکھ لو وہ) تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے ﴿۸۹﴾ اور (اے میری قوم) اپنے رب سے معافی مانگو اور (آئندہ کے لئے) اس سے توبہ کرو (وہ ضرور تمہیں معاف کرے گا) بے شک وہ

بہت رحم کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے ⑨⓪ (قوم کے لوگوں نے) کہا اے شعیب، تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں ہم تو تمہیں اپنی قوم کے لوگوں میں (بہت) ضعیف سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے قبیلہ کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تمہیں سنگ سار کر دیتے اور (اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ) تم ہم پر (کسی صورت میں بھی) غالب نہیں آ سکتے ⑨① شعیب نے کہا اے میری قوم، کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ قوی ہے، اللہ کو تو تم نے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا ہے (اور میرے قبیلہ سے ڈرتے ہو) بے شک جو کچھ تم کر رہے ہو میرا رب اسکا احاطہ کئے ہوئے ہے ⑨② اور اے میری قوم، تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، میں (اپنی جگہ پر) عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہوتا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ⑨③ الغرض جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور ان پر ایمان لانے والوں کو (اس عذاب سے) بچا لیا اور جو ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے (اپنی) گرفت میں لے لیا، پھر انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے ⑨④ (پھر وہ اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے) گویا وہ ان میں کبھی رہے ہی نہیں تھے، خبردار ہو جاؤ اہل مدین کو اس طرح رحمت سے دور کر دیا گیا جس طرح ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا تھا ⑨⑤

معانی و مصادر

(اَلْمِكْيَالُ) كَالَ، يَكِيْلُ، كَيْلٌ وَمَكِيْلٌ (ض) ناپنا، ماپنا۔ (مِكْيَالٌ۔ پیمانہ)۔

(اَلْمِيْزَانُ) وَزَنَ، يَزِنُ، وَزْنٌ وَزِنَةٌ (ض) تولنا (میزان۔ ترازو، تول)

(تَعْثَوْا) عَثَا، يَعْثُوْ، عُثُوٌّ (ن) فساد یا کفر میں مبالغہ کرنا، حد سے بڑھ جانا۔

(بَقِيَّتُ) بَقِيَ، يَبْقٰى، بَقَاءٌ (س وض) بچ جانا، ثابت رہنا۔ (بَقِيَّةٌ۔ بچی ہوئی چیز، جمع بقایا)۔

(يَجْرِمَنَّ) جَرَمَ، يَجْرِمُ، جَرْمٌ (ض) کمانا، کاٹنا۔

جَرَمَ، يُجْرِمُ، جَرِيْمَةٌ (ض) گناہ کرنا، آمادہ کرنا۔

(وَدُوْدٌ) وَدَّ، يَوَدُّ، وُدٌّ وِدٌّ وِدَادٌ وَوَدَادَةٌ وَمَوَدَّةٌ وَمَوْدِدَةٌ وَمَوْدُوْدَةٌ (ف) محبت کرنا۔ (وَدُوْدٌ = بہت محبت کرنے والا)۔

(ظِهْرِيٌّ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظَهْرٌ (ف) پیٹھ کے پیچھے ڈال دینا۔ (ظِهْرِيٌّ = وہ چیز جو پیٹھ کے پیچھے ڈال دی گئی ہو)۔

(بُعْدٌ) بَعُدَ، يَبْعُدُ، بُعْدٌ (ك) دور ہونا۔

(بَعِدَتْ) بَعِدَ، يَبْعَدُ، بَعَدٌ (س) دور ہونا۔

تفسیر لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالےٰ نے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا) اور اے رسول، اہل مدین کی طرف

ہم نے ان کے بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا (قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ) انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں اور جو الٰہ نہیں وہ عبادت کا مستحق بھی نہیں۔ الٰہ صرف اللہ تعالٰے ہے لہذا عبادت صرف اسی کی ہوگی۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کی دعوت دینے کے بعد اپنی قوم سے فرمایا (وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ) اور اے میری قوم ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑے خوشحال اور فارغ البال لوگ ہو پھر تمہیں ناپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو مجھے تمہارے متعلق ایسے دن کے عذاب کا ڈر ہے جو دن سب کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ اس دن کی ہولناکی بڑی وسیع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○
(ھل اتٰی۔ ۷)

(یہ اللہ کے بندے وہ لوگ ہوں گے جو) اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن کی برائی بڑے وسیع پیمانے میں ہر طرف) پھیلی ہوئی ہوگی۔

کوئی شخص اس دن غائب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○
(مریم۔ ۹۳ تا ۹۵)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تن تنہا آئے گا۔

شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے فرمایا (وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ) اور اے میری قوم، ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو، لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم ناپ کر یا کم تول کر نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ مچاؤ، خرابی نہ پھیلاؤ، دوسروں کا مال حرام طریقہ سے نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ، وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

اے ایمان والو، ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ سوائے اس صورت کے کہ آپس کی رضامندی سے تم تجارت کرو اور

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○
(النسآء۔ ۲۹)

اس کے ذریعہ نفع حاصل کرو)، اور (اے ایمان والو) اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، بے شک اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تجارت کے ذریعہ صرف منافع لینا جائز ہے۔ کم تولنا یا کم ناپنا دوسروں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانا ہے۔ یہ منافع نہیں بلکہ صریح دھوکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا جزء اول ص۵۵)

جو شخص ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

دھوکا دہی اور فریب ایک قسم کا فساد اور بگاڑ ہے۔ دھوکا دہی اور فریب سے لوگوں کے اموال محفوظ نہیں رہتے۔

شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو سمجھاتے ہوئے مزید فرمایا (بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ، وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ) اے میری قوم اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی وہ رقم جو قیمت فروخت میں سے قیمت خرید نکالنے کے بعد بچ رہتی ہے وہی تمہارے لئے اچھی ہے۔ منافع سے زیادہ کچھ لے لینا یہ تمہارے لئے خرابی کا باعث ہے۔ اس سے باز آجاؤ میرا کام تمہیں سمجھا دینا ہے۔ میں تم پر نگران یا داروغہ نہیں ہوں کہ تم سے جبراً بات منواؤں۔ حَفِيْظ یہاں جبراً منوانے والا کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اس معنیٰ میں یہ لفظ قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا، اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ،
(الشوریٰ۔ ۴۸)

(اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر حفیظ بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت سن کر (قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا) قوم کے لوگوں نے کہا: اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء واجداد کیا کرتے تھے اور یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جس طرح ہم چاہیں تصرف نہ کریں بلکہ تمہارے کہنے پر چلیں (اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ) گویا کہ بس ایک تم ہی نرم و بردبار اور راست باز رہ گئے ہو (قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا) شعیب علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: اے میری قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں اور اس

نے مجھے اچھا اور پاکیزہ رزق عطاء فرمایا ہے تو کیا میں حرام مال کھانے لگوں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں تم سے جو بات کہوں خود اس پر عمل نہ کروں (وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ) بلکہ میں تو یہ ارادہ بھی نہیں کر سکتا کہ جس کام سے تمہیں منع کروں خود اسی کام کو کر کے تمہارے خلاف راستہ اختیار کروں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جو کہوں وہی کروں تاکہ میرے اور تمہارے عمل میں یکسانیت اور ہم آہنگی رہے اور تم کو میری بات پر سکون و اطمینان حاصل ہو اور تم میرے قول پر جو میرے عمل کے مطابق ہو بآسانی اور دلجمعی کے ساتھ عمل کر سکو۔ اگر میرے قول اور فعل میں تضاد ہو گا تو تم پر اس کا برا اثر پڑے گا اور پھر میں تمہاری اصلاح نہیں کر سکوں گا (اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ) میں تو جہاں تک میری استطاعت ہے یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری اصلاح ہو جائے (وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ) مجھے اس کار خیر کی توفیق تو بس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ہی سے مل سکتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی سے توفیق طلب کرنے کے لئے رجوع کرتا ہوں۔

قول و فعل میں تضاد ہونا اچھی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی خفگی کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

اے ایمان والو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی خفگی کی بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

(الصف۔ ۲و۳)

عام ایمان والوں کے لئے جب قول و فعل کا تضاد اللہ تعالیٰ کی خفگی کا موجب ہے تو پھر مصلح قوم کے لئے اس کی قباحت ظاہر و باہر ہے اور جب مصلح قوم کے لئے یہ چیز قبیح ہے تو نبی کے لئے جس کی شان بہت بلند و ارفع ہوتی ہے یہ چیز انتہائی قبیح ہو گی۔ قول اور فعل میں تضاد شان نبوت کے قطعاً منافی ہے۔

(وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ) شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اس کار خیر کی توفیق تو بس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ہی سے ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (الکہف۔ ۳۹)

کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب ما یقول اذا سمع المنادی جزء اول ص۱۵۹ و صحیح مسلم کتاب

نہ (کسی کو) نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی قوت ہے مگر اللہ کی توفیق سے۔

الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن
جزء اول ص۱۶۴)

(عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ) شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف ہر معاملہ میں رجوع کرتا ہوں۔ (وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ) اور اے میری قوم، میری مخالفت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حق کو تسلیم نہ کرو اور پھر اس کے نتیجہ میں تم پر اسی طرح کا عذاب نازل ہو جائے جس طرح کا عذاب قوم نوح، قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوا تھا اور اگر تمہیں ان عذابات کا یقین نہیں جو ان پر نازل ہوئے تھے تو (وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ) قوم لوط کی تباہ شدہ بستی تو تم سے کچھ دور بھی نہیں۔ اس کو دیکھ کر تو تمہیں یقین آجائیگا کہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا، اس کو دیکھ کر تمہیں عبرت ہوگی اور پھر تم اپنے انجام کے متعلق سوچ سکو گے (وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ) اور اے میری قوم اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور پھر اس سے توبہ بھی کرو کہ آئندہ گناہ نہیں کروگے۔ میرا رب اپنے بندوں پر مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے وہ ضرور تمہیں معاف کردیگا۔ (قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ) قوم کے لوگوں نے کہا: اے شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں (وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا) اور ہم تو تمہیں اپنی قوم کے لوگوں میں بہت ضعیف سمجھتے ہیں (وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ) اور تمہارے قبیلہ کا ڈر یا لحاظ نہ ہوتا تو ہم کبھی کا تمہیں سنگسار کردیتے۔ (وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ) اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تم ہم پر کسی صورت میں بھی غالب نہیں آسکتے (قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا) شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم، کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ زبردست اور قابل لحاظ ہے۔ اس کو تو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے اور میرے قبیلہ کا لحاظ کرتے ہو اور اس سے ڈرتے ہو۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تو نہ ڈرو اور انسانوں سے ڈرو (اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ) بہرحال اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کا جو تم کر رہے ہو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ وہ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے اور ہر کام کا اُسے علم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ (الاعراف۔ ۸۹)

ہمارے رب نے ہر چیز کا علم کے لحاظ سے احاطہ کیا ہوا ہے۔

(وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ) اور اے میری قوم، تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، میں اپنی جگہ پر عمل کر رہا ہوں (سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ)

عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہوتا ہے اور کون جھوٹا ہے (وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ) تم بھی اس وقت مقررہ کا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں (وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الغرض جب ہمارا حکم عذاب آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے بچا لیا (وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ) اور جو لوگ ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے اپنی گرفت میں لے لیا پھر انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے مُردہ پڑے تھے (کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا) پھر وہ اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے گویا وہ ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہیں تھے (اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ کَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ) خبردار ہو جاؤ، جس طرح ثمود کو رحمت سے دور کر دیا گیا تھا اسی طرح اہل مدین کو بھی کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ○

(الاعراف۔ ۹۲)

الغرض جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی (وہ اپنے گھروں میں اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے) گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہیں تھے (بے شک) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی وہ بڑے نقصان میں رہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا کسی اور کی پوجا اور عبادت نہیں ہو سکتی۔ عبادت صرف اس کی ہو سکتی ہے جو الٰہ ہو۔

اے لوگو، ناپ و تول میں کمی نہ کیجئے، زمین میں فساد اور بگاڑ نہ پیدا کیجئے۔ تجارت میں صرف منافع لیا کیجئے۔ دھوکا دے کر منافع سے زائد رقم وصول نہ کیا کیجئے۔

اے لوگو، صرف نماز کی حد تک آپ اللہ تعالےٰ کے احکام کے پابند نہیں ہیں بلکہ اپنی معیشت اور معاشی نظام میں بھی آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہیں لہذا اے لوگو، اپنی معیشت اور معاشی نظام کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق بنائیے۔

اے لوگو، جس کام کا حکم آپ لوگوں کو دیں وہی کام آپ خود بھی کیجئے۔ آپ کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیئے۔

اے لوگو، معاشرہ کی اصلاح کے لئے حسب استطاعت کوشش کیجئے اور اس بات کا یقین رکھیئے کہ نیک کام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتے ہیں۔ اپنی کوشش پر ناز نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالےٰ کا

شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو نیک کام کی توفیق دی۔

اے لوگو، مصلحین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی مخالفت کو اپنا نصب العین نہ بنائیے۔ اس میں آپ کا نقصان ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگئے۔ آئندہ گناہ کرنے سے توبہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہی قوی اور قادر مطلق ہے۔ اس سے ڈریئے، اس کا لحاظ کیجئے، اس کے مقابلہ میں دنیوی تعلقات اور مادّی طاقتوں کا لحاظ نہ کیجئے، نہ ان سے ڈریئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا
وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ
وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾
يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ، وَبِئْسَ
الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ
هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ،
بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسٰی کو بھی اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا تھا (۹۶) (یعنی ان کو) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (رسول بنا کر بھیجا تھا) لیکن ان سرداروں نے (موسٰی کی بات نہ مانی بلکہ) فرعون کے حکم پر چلتے رہے حالانکہ فرعون کا حکم درست نہیں تھا (۹۷) قیامت کے دن فرعون ان کی قیادت کرتا ہوا ان کو دوزخ میں پہنچا دے گا اور وہ بہت بری جگہ ہے (۹۸) اس (دنیا) میں بھی لعنت نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور قیامت کے دن بھی (وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی) (اور بہت ہی) برا ہوگا وہ بدلہ جو انہیں (وہاں) دیا جائیگا (۹۹)

معانی ومصادر (یَقْدُمُ) قَدَمَ، یَقْدُمُ، قَدْمٌ و قُدُوْمٌ (ن) آگے ہونا، سبقت کرنا۔
(اَوْرَدَ) اَوْرَدَ، یُوْرِدُ، اِیْرَادٌ (باب افعال) پانی پر لے جانا، جائے ورود پر حاضر کرنا۔
(وِرْدٌ) وَرَدَ، یَرِدُ، وُرُوْدٌ (ض) پانی پر پہنچنا۔
(مَوْرُوْدٌ = جس جگہ وارد ہوا جائے۔ وِرْدٌ = گھاٹ)۔
(رِفْدٌ) (مَرْفُوْدٌ) رَفَدَ، یَرْفِدُ، رَفْدٌ (ض) عطاء کرنا، کاٹھی پہنانا۔ (رِفْدٌ = عطاء، بخشش، مَرْفُوْدٌ = وہ چیز جو عطاء کی گئی ہو)۔

تفسیر اللہ تعالٰی نے چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد بہت مختصر طور پر موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ) اور اے رسول، ہم نے موسٰی کو بھی اپنی آیات اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا تھا (اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ) یعنی ہم نے ان کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تھا (فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ) لیکن سرداروں نے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہیں مانی بلکہ فرعون کے حکم پر چلتے رہے۔ (وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ) حالانکہ فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔ فرعون کا حکم اس کی قوم کے لئے تباہی کا باعث ہوا۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ. فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوْسٰی ، وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ○ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ

فرعون نے کہا اے سردارو، میرے علم میں سوا میرے تمہارا کوئی الٰہ نہیں، تو اے ہامان، مٹی (کی اینٹوں) پر آگ جلاؤ پھر (پکی اینٹوں سے) میرے لئے ایک محل بناؤ تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسٰی کے الٰہ کو دیکھ آؤں اور میں تو انہیں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ (اے رسول) فرعون نے اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق سر اٹھا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○
(القصص ۔ ۳۸ تا ۴۰)

ہماری طرف لوٹائے نہیں جائیں گے۔ پھر ہم نے فرعون اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا، پھر ہم نے ان کو سمندر میں پھینک دیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

آگے فرمایا (يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ، وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ) قیامت کے دن فرعون ان کے آگے آگے ہوگا اور اس طرح ان کی پیشوائی کرتا ہوا ان کو دوزخ میں پہنچا دیگا، اور وہ بہت بری جگہ ہے (وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اس دنیا میں بھی لعنت نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور قیامت کے دن بھی وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی (بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ) اور جو بدلہ انہیں وہاں دیا جائیگا وہ بہت ہی برا ہوگا۔

فرعون اور اس کے سردار دنیا میں لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور آخرت میں دوزخ میں لے جاکر چھوڑیں گے۔ دنیا میں دوزخ کی طرف بلانے میں یہ ان کے پیشوا تھے اور آخرت میں دوزخ میں داخل ہوتے وقت بھی ان کے پیشوا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ، وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً، وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ○
(القصص ۔ ۴۱ و ۴۲)

ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا (لیکن بجائے راہ راست پر چلانے کے) وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے رہے، قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔ ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی تھی اور قیامت کے دن وہ بہت برے حال میں ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر ایمان لائیے۔ ان کی تعلیمات پر عمل کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے باغیوں کا کہنا نہ مانیئے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ
عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ
الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ
وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ
كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ
الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ

أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ
ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ
وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا
نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿۱۰۴﴾
يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا
بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿۱۰۵﴾
فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ
لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿۱۰۶﴾

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ،
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ،
عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ
فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ،
مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ، وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ

(اے رسول) یہ (چند) بستیوں کے حالات ہیں جو ہم آپ کو بتا رہے ہیں، ان میں سے بعض بستیاں ابھی تک قائم ہیں اور بعض تباہ و برباد کر دی گئیں (۱۰۰) اور (اے رسول، جن بستیوں کو ہم نے تباہ کیا) ان (کے رہنے والوں) پر ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے، پھر جب آپ کے رب کا حکم (عذاب) آیا تو جن معبودوں کو وہ اللہ کے علاوہ پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے بلکہ (الٹا) تباہی میں زیادتی کا سبب بنے (اس لئے کہ انہی کی پرستش کی وجہ سے عذاب آیا) (۱۰۱) اور (اے رسول) جب آپ کا رب ظالم بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو اس کی گرفت (ہمیشہ) ایسی ہی ہوتی ہے۔ بے شک اس کی گرفت بڑی دردناک اور شدید ہوتی ہے (۱۰۲) ان (واقعات) میں اس شخص کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے (عبرت کی) نشانی ہے (اور یوم آخرت) وہ دن ہے کہ جس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہے جس دن سب (اللہ تعالیٰ کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے (۱۰۳) (اس دن کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے) اور ہم اس مقررہ وقت تک کیلئے ہی اس دن کو مؤخر کر رہے ہیں (۱۰۴) جس دن روز قیامت آجائیگا تو اس دن کوئی شخص بغیر اللہ کی اجازت کے بول بھی نہ سکے گا، (اس دن جمع ہونے والوں میں) بعض بدبخت ہوں گے اور بعض نیک بخت (۱۰۵) تو جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (داخل کئے جائیں گے) جس میں وہ (گدھے کی طرح) چیخیں گے، چلائیں گے (۱۰۶) (پھر اے رسول) جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے، بے شک آپ کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۰۷) اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں (داخل کئے جائیں گے) جس میں وہ جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے (بے شک آپ کے رب کی) عطاء (کردہ نعمت کبھی) منقطع نہیں ہوگی (۱۰۸) (اور اے رسول) جس چیز کی یہ پرستش کر رہے ہیں اس کے سلسلہ میں آپ کو کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے (کہ آخر اتنے لوگ کیسے گمراہی پر جمع ہو گئے) یہ تو بس اسی طرح اس چیز کی پرستش کر رہے ہیں جس طرح ان سے پہلے ان کے آباء (واجداد) پرستش کرتے آئے ہیں (ان کی کثرت کا اصلی سبب آباء و اجداد کی اندھی تقلید ہے، قیامت کے دن) ہم بے کم و کاست

ان کو (ان کے اعمال کی) پوری پوری سزا دیں گے (۱۰۹)

معانی و مصادر (حَصِیْدٌ) حَصَدَ، یَحْصِدُ، حَصْدٌ وحِصَادٌ (ن، ض) کھیتی کاٹنا۔ (تَتْبِیْبٌ) تَبَّبَ، یُتَبِّبُ، تَتْبِیْبٌ (باب تفعیل) ہلاک کرنا۔ (مَشْہُوْدٌ) شَہِدَ، یَشْہَدُ، شُہُوْدٌ (س) پانا، دیکھنا، گواہی دینا، حاضر ہونا (مَشْہُوْدٌ = پایا گیا، جمعہ یا روز قیامت)
(شَقِیٌّ) شَقِیَ، یَشْقٰی، شَقَاءٌ وشَقَاوَۃٌ وشَقْوَۃٌ (س) بدبخت ہونا۔
(سَعِیْدٌ) سَعُدَ، یَسْعُدُ، سَعَادَۃٌ (س وک) نیک بخت ہونا۔
(زَفِیْرٌ) زَفَرَ، یَزْفِرُ، زَفْرٌ وزَافِیْرٌ (ض) بھڑکنے کی آواز، گدھے کا آواز کرنا (زَفِیْرٌ = گدھے کی پہلی آواز)
(شَہِیْقٌ) شَہَقَ، یَشْہَقُ، شَہِیْقٌ وتَشْہَاقٌ (ف، ض، س) گدھے کا آواز کرنا (شَہِیْقٌ گدھے کی دوسری آواز)۔
(دَامَتْ) دَامَ، یَدُوْمُ ویَدَامُ، دَوْمٌ ودَوَامٌ ودَیْمُوْمَۃٌ (ن، ف) ہمیشہ رہنا۔
(مَجْذُوْذٌ) جَذَّ، یَجُذُّ، جَذٌّ (ن) کاٹنا، ٹکڑے کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے سات بستیوں کا ذکر فرمایا جو اپنے نبیوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔ پھر فرمایا (ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ) اے رسول، ان بستیوں کی یہ چند خبریں ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں، ان میں سے بعض بستیاں اب بھی آباد ہیں اور بعض تباہ و برباد کر دی گئیں (وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ) ہم نے ان بستیوں کے رہنے والوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہمارے فرامین سے بغاوت کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو ہماری نافرمانی سے بچ کر اپنے آپ کو عذاب سے بچا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہماری نافرمانی کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دی۔ ہمارا عذاب ان کی بداعمالی کا نتیجہ تھا جس کے وہ خود ذمہ دار تھے۔ مزید برآں ان لوگوں پر جب عذاب آیا تو انہوں نے عذاب کی ذمہ داری کو خود بھی قبول کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ○ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۴ و ۵)

اور (اے لوگو) کتنی ہی بستیاں ہیں (جنہوں نے ہماری نصیحت قبول نہیں کی تو) ہم نے ان کو نیست و نابود کر ڈالا، ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا (جب وہ آرام کر رہے تھے) یا (ایسے وقت آیا) جب وہ قیلولہ کر رہے تھے تو جب ان

پر عذاب آتا تھا تو ان کے منہ سے بس یہی نکلتا
تھا کہ ہم واقعی بڑے ظالم تھے (گناہ کر کے
اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے)۔

آگے فرمایا (فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ) پھر جب آپ کے رب کا حکم عذاب آیا تو جن معبودوں کو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے بلکہ الٹا تباہی میں زیادتی کا سبب بنے اس لئے کہ ان کو پکارنے کی وجہ ہی سے ان پر عذاب نازل ہوا۔ نہ وہ ان کو مشکل کشا سمجھ کر پکارتے، نہ اس کے نتیجہ میں مصیبت کا شکار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا، وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○
(فاطر۔ ۲)

رحمت (کا) جو (دروازہ) اللہ کھول دے تو (اس دروازے سے آنے والی) رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو وہ روک دے تو اس کے بعد اس کو کوئی جاری کرنے والا نہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

(وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ) اور اے رسول آپ کا رب جب ظالم بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو پھر اس کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے (جیسی کہ آپ سے بیان کی گئی ہے) (اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ) بے شک اس کی گرفت بڑی دردناک اور بڑی سخت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○
(والسماء ذات البروج۔ ۱۲)

بے شک آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ، اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ ھود جزء ۶ ص ۹۲ و صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۳۱۳)

اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا ہے مگر جب ان کی گرفت فرماتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یعنی اسی طرح آپ کا رب ظالموں کی بستیوں کو پکڑتا ہے اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔

آیت زیر تفسیر میں کفار کو زبردست تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تو ان کو بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی گرفت میں لے لیگا اور پھر ان کو بھی اسی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیگا

جس طرح گذشتہ قومیں اپنے اپنے نبیوں کی تکذیب کے باعث مٹادی گئیں (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ) ان تمام واقعات میں اس شخص کے لئے عبرت کی نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ○
(والنّٰزعٰت ۔ ۲۶)

جو شخص (اللہ سے) ڈرتا ہے اس کے لئے اس (قصے) میں عبرت (کا سامان) ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ○
(ق ۔ ۴۵)

آپ اس شخص کو قرآن (مجید) کے ذریعہ نصیحت کرتے رہئے جو میرے (عذاب کی) وعید سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ○
(والنّٰزعٰت ۔ ۴۵)

آپ تو اس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے۔

الغرض جو شخص یوم آخرت سے ڈرتا ہے وہی نصیحت حاصل کرتا ہے اور یوم آخرت (ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ) وہ دن ہے جس دن تمام لوگ اللہ تعالےٰ کے لئے جمع کئے جائیں گے اور جس دن سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے انکے اعمال کے متعلق باز پرس کرے (وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ) اور اے رسول، قیامت کا ایک دن مقرر ہے اور ہم اس دن تک کے لئے ہی اس کو مؤخر کر رہے ہیں۔ اگر قیامت کا دن مقرر نہ ہوتا تو پھر عذاب میں تاخیر بھی نہ ہوتی (یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ) پھر جس دن روز قیامت آجائیگا تو اس دن کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بات نہیں کرسکے گا (فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ) جو لوگ اس دن جمع ہوں گے ان میں سے بعض بد بخت ہوں گے اور بعض نیک بخت ہوں گے (فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ) تو جو لوگ بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے جس میں وہ گدھے کی طرح چیخیں گے چلائیں گے (خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ) وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے (اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ) بے شک آپ کا رب جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ اسے اس کے ارادہ کو بروئے کار لانے سے کوئی نہیں روک سکتا اور نہ کوئی اس سے جبراً کوئی کام کرا سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ

جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پختگی

وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب لیعزم المسئلة فانه لا مکرہ له جزء ۸ صـ۹۲ وصحیح مسلم کتاب الذکر باب العزم بالدعاء ولا یقل ان شئت جزء ۲ صـ۴۶۷)

کے ساتھ مانگے، یہ نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو دے دے اس لئے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں (وہ تو جب چاہے گا جب ہی دیگا، اس سے زبردستی کون دلوا سکتا ہے)۔

آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ، عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ) اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر یہ کہ جو آپ کا رب چاہے یعنی آپ کا رب اگر چاہے تو ان نعمتوں میں انقطاع ہو سکتا ہے ورنہ ویسے تو اس کی عطاء کردہ نعمت کبھی منقطع نہیں ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ یَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ۱۴۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ۵۳۷ و صـ۵۳۸ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ)

جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا پھر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا پھر اس کو ذبح کیا جائے گا، پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اے جنت والو، (اب) موت نہیں آئے گی، اور اے دوزخ والو (اب) موت نہیں آئے گی۔ اس اعلان سے جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ہر شخص ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا جس حالت میں کہ وہ اب ہے (یعنی جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں رہیں گے۔ اس حالت میں تبدیلی نہیں آئے گی) (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ لَا یَبْأَسُ لَا تَبْلٰى ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰى شَبَابُهٗ (صحیح مسلم

جو جنت میں چلا جائے گا وہ نعمتوں میں ہوگا پھر اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، اس کے کپڑے

کتاب الجنۃ باب فی دوام نعیم اھل الجنۃ جزء۲ ص۵۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُقَالُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ خُلُوْدٌ لَّا مَوْتَ وَلِاَھْلِ النَّارِ یَا اَھْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَّا مَوْتَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب جزء۸ ص۱۲۱)

جنت والوں سے کہا جائیگا کہ اے اہل جنت، یہاں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں (آئے گی) اور دوزخ والوں سے بھی کہا جائے گا، کہ اے اہل دوزخ یہاں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں (آئے گی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَھْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب دوام نعیم اھل الجنۃ جزء۲ ص۳۵۴)

ایک منادی ندا دے گا، اے اہل جنت تمہارے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، زندہ رہو گے، کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے، راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہ آئے گی، یہی مطلب ہے اللہ عزّوجلّ کے اس فرمان کا کہ جنّتیوں سے پکار کر کہا جائے گا یہ جنّت ہے جس کے تم اس وجہ سے وارث ہوئے ہو کہ تم اعمال (صالحہ) کرتے تھے۔

آگے فرمایا (فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ) اور اے رسول جن ہستیوں کی یہ لوگ پرستش کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں آپ کو کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہیے کہ آخر اتنے لوگ بے سوچے سمجھے کیسے گمراہی پر جمع ہو گئے (مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ) تو بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان ہستیوں کی بالکل اسی طرح پرستش کر رہے ہیں جس طرح ان کے آباء و اجداد کرتے آئے ہیں یعنی یہ لوگ آباء و اجداد کی تقلید کر رہے ہیں اور تقلید میں سوچ سمجھ کو دخل نہیں دیا جاتا۔ ان کی گمراہی کا اصل سبب تقلید ہے اور تقلید کا یہ خاصّہ ہے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے کاموں کو عقل و نقل کی کسوٹی پر پرکھنے کا موقع کم ہی دیتی ہے لہذا نسلاً بعد نسلٍ گمراہی جاری رہتی ہے الغرض ایسی گمراہی پر نہ تعجب ہونا چاہئے اور نہ شک (وَاِنَّا لَمُوَفُّوْھُمْ نَصِيْبَھُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ) قیامت کے دن ہم ان کو ان کے اعمال کی بے کم و کاست پوری پوری سزا دیں گے۔

عمل

اے لوگو، شرک اور بداعمالی کرکے، اپنی جانوں پر ظلم نہ کیجئے۔ جن لوگوں کو آپ اللہ تعالےٰ کے علاوہ پکار رہے ہیں ان کو پکارنا چھوڑ دیجئے۔ یہ لوگ بُرے وقت میں آپ کے کام نہیں آئیں گے بلکہ خرابی کا سبب بنیں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرتے رہیے۔ اس کی گرفت بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔

اے لوگو، عذابِ آخرت سے ڈرتے رہیے۔ یہ عذاب بدبخت لوگوں کو دیا جائے گا اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

اے لوگو، نیک بخت بننے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ آپ جنت کی لازوال نعمتوں سے بہرہ ور ہو سکیں۔

اے لوگو، اپنے آباء و اجداد کی تقلید نہ کیجئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیجئے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے اور اسی میں نجات ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
فَاخْتُلِفَ فِيْهِ، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ، وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ
مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ
رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ، اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ
وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی، پھر اس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (قیامت کے دن کے حساب وکتاب کی) بات پہلے سے نہ (طے کی گئی) ہوتی تو ان کے درمیان (دنیا ہی میں) فیصلہ کر دیا جاتا، (قیامت کا آنا یقینی ہے) لیکن یہ لوگ (پھر بھی) اس کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں ⑩ (وہی دن ہے جس دن) آپ کا رب ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، بے شک وہ ان کے اعمال سے (پوری طرح) باخبر ہے ⑪ (اور اے رسول) جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ استقامت اختیار کیجئے اور جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر (کفر سے) توبہ کی ہے (انہیں بھی استقامت اختیار کرنی چاہیئے) (اور اے ایمان والو) حد اعتدال سے آگے نہ بڑھنا، اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ⑫

معانی ومصادر (مُرِیبٌ) اَرَابَ، یُرِیبُ، اِرَابَۃٌ (باب افعال) شک میں ڈالنا، شک والا ہونا۔ (مُرِیبٌ = شک والا، شک میں ڈالنے والا)۔

تفسیر (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْہِ) اور اے رسول، ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کے ماننے والے بغیر کسی اختلاف کے اس پر عمل کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ان لوگوں نے اس کتاب کے احکامات میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ، وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۰۵)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَھُمْ) اور اے رسول، اگر آپ کے رب کی طرف سے یہ بات پہلے سے نہ طے کی گئی ہوتی کہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت ہی کے دن ہوگا تو دنیا ہی میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا (وَاِنَّھُمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ) اور اے رسول یہ کفار یقیناً اس قرآن مجید کے معاملہ میں ایک الجھن ڈالنے والے شک میں مبتلا ہیں تو جس طرح بنی اسرائیل کے اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا اسی طرح آپ کے اور ان کفار کے درمیان بھی قیامت ہی کے دن فیصلہ ہوگا (وَاِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ) اسی دن آپ کا رب ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا (اِنَّہٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ) بے شک وہ ان کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔ ہر عمل محفوظ ہے کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا (فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ) تو اے رسول، آپ صبر کیجئے۔ استقامت کے ساتھ اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہئے اور جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر کفر سے توبہ کی ہے انہیں بھی چاہئے کہ استقامت

اختیار کریں (وَلَا تَطْغَوْا) اور اے ایمان والو، حدودِ الٰہی سے آگے نہ بڑھنا، سرکشی نہ کرنا (اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے، اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک نہ کیجئے۔ قیامت کے عذاب سے ڈرتے رہیئے۔ اس دن آپ کو آپ کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اے ایمان والو، کفار کی ضد، ہٹ دھرمی اور مخالفت سے نہ ڈگمگائیے۔ استقامت کے ساتھ احکام الٰہی پر کاربند رہئے۔ احکام الٰہی سے سرتابی نہ کیجئے اور یہ چیز ذہن میں رکھئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ
لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف نہ جھکنا ورنہ (دوزخ کی) آگ تم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیگی پھر (اس وقت) اللہ کے علاوہ تمہارا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ تمہیں (کہیں سے) مدد مل سکے گی ﴿۱۱۳﴾

معانی و مصادر (تَرْكَنُوْا) رَكَنَ، يَرْكُنُ، رُكُوْنٌ (ن، س) جھکنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا تھا کہ استقامت اختیار کریں اور حدودِ الٰہی سے تجاوز نہ کریں۔ دین پر قائم رہیں اور کفر و معصیت سے دور رہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ) اور اے ایمان والو، جو لوگ ظلم کر رہے ہیں ان کی طرف نہ جھکنا۔ ان کی طرف داری اور حمایت نہ کرنا۔ ان کے کاموں سے روا داری نہ برتنا ورنہ دوزخ کی آگ تم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیگی (وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ) پھر اس وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہوگا اور نہ تمہیں کہیں سے مدد مل سکے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ کسی سے بدلہ

(البقرۃ ۔ ۴۸) (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائیگا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ صرف ظلم کرنا ہی حرام نہیں ہے بلکہ ظلم کی طرف جھکنا یا ظلم سے مداہنت برتنا بھی حرام ہے۔

ظلم سے مراد شرک بھی ہے اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ بھی اس میں شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰٓى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصہ ۶۴/۱)

جب یہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ (یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے ایمان کے ساتھ ظلم کو خلط ملط نہیں کیا ان کو امن ہے اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ آیت بہت گراں گذری۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہم میں کون ایسا ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کر بیٹھے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا۔ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

صحابہ ظلم سے مراد ہر گناہ سمجھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد دوسرے گناہ نہیں ہیں۔ صرف شرک مراد ہے۔

عمل

اے لوگو، نہ ظلم کیجئے، نہ ظلم کرنے والوں کی طرف جھکئے اور نہ ظلم سے رواداری کا برتاؤ کیجئے۔ یہ کام دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنٰتِ
يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، ذٰلِكَ
ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) دن کے دونوں حصوں میں اور رات کی (چند) ساعتوں میں نماز کو قائم کیجئے (اور نیکی کرتے رہئے) بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے ﴿۱۱۴﴾ اور (اے رسول) (نیکیوں پر) جمے رہئے، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ﴿۱۱۵﴾

معانی و مصادر (طَرَفَ) طَرَفَ، يَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) پھیر دینا، طمانچہ مارنا (طَرَفٌ۔ جانب ایک حصہ)۔

(زُلَفًا) زَلَفَ، يَزْلُفُ، زَلْفٌ (ن) آگے بڑھنا، قریب ہونا (زُلَفٌ = زُلْفَةٌ کی جمع، رات کے حصے)۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنْ

ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کے علاوہ کوئی حرکت کی (یعنی) اس نے اس کا بوسہ لیا۔

اِمْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي رِوَايَةٍ اَصَابَ رَجُلٌ مِنْ اِمْرَأَةٍ شَيْئًا دُوْنَ الْفَاحِشَةِ فَاَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَتَى اَبَا بَكْرٍ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَالَجْتُ اِمْرَأَةً فِي اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ فِيْهَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا (وَفِي رِوَايَةٍ اِمَّا قُبْلَةً اَوْ مَسًّا بِيَدٍ اَوْ شَيْئًا كَاَنَّهُ يَسْاَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا) فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَاشِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْسَتَرْتَ نَفْسَكَ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ (وَفِي رِوَايَةٍ فَنَزَلَتْ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ الَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ) فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا دَعَاهُ وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ الرَّجُلُ اِلٰى هٰذِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مُعَاذٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً) (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیات جزء ۲ ص ۲۹۷ و ص ۲۹۸ ورواہ البخاری مختصراً جداً فی کتاب التفسیر جزء ۶ ص ۹۲)

نوٹ:۔ صحیح بخاری میں صرف خطِ کشیدہ الفاظ ہیں۔

وہ (حضرت) عمر کے پاس آیا۔ انہوں نے اسکو بہت بڑا (گناہ) خیال کیا۔ پھر وہ (حضرت) ابوبکر کے پاس آیا۔ انہوں نے بھی اسے بہت بڑا (گناہ) خیال کیا۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، مدینہ کے ایک کنارہ پر مجھے ایک عورت ملی۔ میں نے یا تو اس کا بوسہ لیا یا ہاتھ لگایا یا اور کچھ کیا لیکن زنا نہیں کیا تو اب میں حاضر ہوں۔ میرے معاملہ میں جو آپ چاہیں فیصلہ فرمائیں گویا وہ ان کاموں کا کفارہ دریافت کر رہا تھا۔ عمر نے کہا: اللہ نے تیری عیب پوشی کی کاش تو خود بھی اپنی عیب پوشی کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ (اسی اثناء میں) یہ آیت نازل ہوئی: اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (اور اے رسول) دن کے دونوں حصوں میں اور رات کی چند ساعتوں میں نماز کو قائم کیجئے، بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا اور اُسے بلوایا۔ آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول، کیا یہ میرے لئے ہی خاص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ہر شخص کے لئے ہے جو ایسا کر بیٹھے۔ (حضرت) معاذ نے (جو غالباً یہ بات نہ سن سکے پوچھا کیا یہ

چیز صرف اس شخص کے لئے خاص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ) اور اے رسول، دن کے دونوں حصوں میں نماز قائم کیجئے۔ دن کے دونوں حصوں سے مراد مندرجہ ذیل دو حصّے ہیں:۔

① صبح صادق سے دوپہر کے وقت سایہ کے ٹھہر جانے تک۔

② زوال آفتاب سے آفتاب کے زرد ہونے تک۔

دن کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز فجر کو فرض کر دیا اور صبح صادق اس کا وقت مقرر فرما دیا۔ فجر کی نماز جو اب صبح صادق کے وقت پڑھی جاتی ہے اس حکم کی تعمیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس عن عبداللہ بن عمروؓ جزء اول ص۲۴۶)

صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر (یعنی طلوع صبح صادق) سے اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو۔

دن کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو فرض کر دیا اور ان کے علیحدہ علیحدہ اوقات مقرر فرما دئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس جزء اول ص۲۴۶)

ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کسی آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر نہ بڑھ جائے یعنی جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک زوال کے بعد کسی چیز کے سایہ کا بڑھا ہوا حصہ اس چیز کی لمبائی کے برابر نہ ہو جائے مثلاً ایک سیدھی لکڑی کو زمین میں سیدھا گاڑ دیا جائے۔ زمین کے باہر اس کی لمبائی ۶۰ سینٹی میٹر ہو اور زوال کے وقت اس کا سایہ ۳۰ سینٹی میٹر ہو تو ظہر کا وقت اس وقت تک رہے گا جب تک اس لکڑی کا کل سایہ ۳۰+۶۰ = ۹۰ سینٹی میٹر نہ ہو جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے یعنی جب

کسی چیز کا بڑھا ہوا سایہ اس چیز کی لمبائی کے برابر ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج میں زردی نہ آجائے۔

آگے فرمایا (وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ) اور اے رسول رات کی کچھ ساعتوں میں بھی نماز قائم کیجئے۔ رات کی ان ساعتوں میں اللہ تعالےٰ نے مغرب اور عشاء کی نماز مقرر فرما دی اور ان دونوں کے بھی علیحدہ علیحدہ اوقات مقرر کر دئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَالَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس جزء اول ص۲۲۷)

مغرب کی نماز کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:-

اَمَرَهٗ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات صلوٰت الخمس جزء اول ص۲۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقاتِ نماز دریافت کرنے والے کو عشاء کا حکم اس وقت دیا جب شفق غائب ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس جزء اول ص۲۳۶)

عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے یعنی رات کے دونوں اطراف کے درمیان تک۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رات کے کچھ حصوں میں دو نمازیں فرض ہیں۔ مغرب اور عشاء۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور غروب شفق تک باقی رہتا ہے۔ غروب شفق کے بعد مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عشاء کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک رات آدھی نہ ہو جائے۔ آدھی رات ہوتے ہی عشاء کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث گویا آیت زیر تفسیر کی تشریح کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کے اوقات کی طرف صرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اوقات کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ) بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ شانِ نزول میں جو حدیث بیان کی گئی ہے وہ اس چیز کی وضاحت کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ

آدمی کی آزمائش اس کی بیوی، اس کے مال، اس

وَجَارِہٖ تُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَالصَّوْمُ وَ الصَّدَقَۃُ وَالْاَمْرُ وَالنَّھْیُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ کفارۃ جزء اول ص۱۴)

کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہوتی ہے (اور اس آزمائش میں اگر ناکامی ہو جائے تو) اس کا کفارہ نماز کرتی ہے، روزہ کرتا ہے، صدقہ کرتا ہے، نیک بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے روکنا کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَرَاَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَھَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِکَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا قَالَ فَذٰلِکَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُوا اللّٰہُ بِھَا الْخَطَایَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ جزء اول ص۱۲۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ تمحی بہ الخطایا جزء اول ص۲۳۲ واللفظ للبخاری)

بتاؤ اگر کسی کے دروازہ پر کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کیا یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رکھے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یہ (نہانا) اس کے میل میں سے ذرا سا بھی باقی نہ چھوڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمازوں کی (بھی) یہی مثال ہے۔ اللہ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ مَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الصلوٰۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن جزء اول ص۱۱۷)

پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک (یہ اعمال درمیانی گناہوں کو مٹا دیتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ اِمْرِیءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلٰوۃٌ مَکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً وَذٰلِکَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلوٰۃ

جو مسلم فرض نماز کا وقت پائے اور اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے خشوع اور اس کے رکوع (سجدہ) کو اچھی طرح ادا کرے تو یہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہے جب تک کہ کبائر کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ ہر

عقبہ جزء اول ص۱۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلوٰۃ عقبہ جزء اول ص۱۱۶)

زمانہ میں جاری رہتا ہے۔

جو شخص اس طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضوء کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد تک جانا یہ مزید ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول اللہ تعالیٰ: یا یھا الناس ان وعد اللہ حق ... جزء ۸۰ ص۱۱۲)

جس نے اس طرح وضوء کیا پھر مسجد گیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھ گیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لیکن) دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جانا (کہ اسی پر بھروسہ کر لو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء جزء اول ص۱۲۱)

جب مسلم یا مؤمن بندہ وضوء کرتا ہے اور اپنے چہرہ کو دھوتا ہے تو آنکھوں سے جن گناہوں (کی چیزوں کی طرف) اس نے دیکھا تھا وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ چہرہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس کے ہاتھوں نے کئے تھے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں پھر جب وہ پیر دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف وہ پیروں سے چل کر گیا تھا وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ قُعُوْدٌ مَعَهٗ اِذْ جَآءَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک

رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَعَادَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ فَسَكَتَ عَنْهُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْاُمَامَةَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَی الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ قَالَ اَبُوْاُمَامَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ حِيْنَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ اَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّاْتَ فَاَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ قَالَ بَلٰی يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتَّ الصَّلٰوةَ مَعَنَا فَقَالَ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ اَوْقَالَ ذَنْبَكَ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت جزء۲ ص۴۹۸)

شخص نے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول، مجھ سے واجب الحد قصور ہو گیا ہے، مجھے شرعی سزا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس شخص نے دوبارہ عرض کیا، یارسول اللہ مجھ سے واجب الحد قصور ہو گیا ہے مجھے شرعی سزا دیجئے۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اتنے میں نماز کی اقامت ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کے پیچھے چلا ابوامامہ کہتے ہیں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا تاکہ معلوم کروں آپ اسے کیا جواب دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ملا اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے واجب الحد قصور ہو گیا ہے مجھے شرعی سزا دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم اپنے گھر سے نکلے تو کیا تم نے اچھی طرح کمال کے ساتھ وضوء نہیں کیا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول جی ہاں کیا تھا آپ نے فرمایا پھر تم ہمارے ساتھ نماز میں موجود تھے۔ اس شخص نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے تمہاری حد یا تمہارا گناہ معاف فرما دیا۔

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَالَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَاتَفْعَلُوْنَ ○ (الشوریٰ۔ ۲۵)

اور (اے رسول) وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، ان کی بداعمالیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآاَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور بہت سے

(الشوریٰ۔ ۳۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ○

(النسآء۔ ۳۱)

گناہ تو اللہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے۔

(اے ایمان والو) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچتے رہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے اور وہ نصیحت یہ ہے کہ نیکیاں کرتے رہنا چاہئے تاکہ گناہ دھلتے رہیں۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَحْقِرَنَّ اَحَدُكُمْ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ اَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاطعمۃ باب ماجاء فی اکثار المرقۃ جزء ۲ ص ۱۳)

تم میں سے کوئی شخص نیکی میں سے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگر وہ نیکی کو نہ پا سکے تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے ملے (یہ بھی ایک نیکی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری ابواب علامات النبوۃ جزء ۴ ص ۲۱۰ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ جزء اول ص ۳۲۶)

دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔ پھر جس کو کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ملے تو وہ میٹھی بات کہہ کر (ہی دوزخ سے بچے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِطِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی معاشرۃ الناس۔ صححہ الترمذی ۲/۴۷)

اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی تم ہو، برائی کے بعد نیکی کرو (یہ نیکی) اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آؤ۔

الغرض نیکیوں کو حقیر نہ سمجھے نیکیاں برائیوں کو مٹاتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(النمل - ۱۱)

مگر (وہ شخص) جو گناہ کرے پھر (اس) گناہ کے بعد (اس کے) بدلے نیکی کرے تو (میں اسے معاف کر دوں گا) اس لئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

(البقرۃ - ۱۴۸)

اور (اے ایمان والو) ہر شخص کا ایک قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ (کر کے عبادت) کرتا ہے لہذا تم نیکیوں میں سبقت کرو۔

واضح رہے کہ نیکیاں ہی برائیوں کو دور نہیں کرتیں بلکہ بعض برائیاں بھی نیکیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۶۴)

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو (جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا جس طرح ریاء کار، بے ایمان کا صدقہ ضائع ہو جاتا ہے ایسے ہی اس شخص کا صدقہ بھی ضائع ہو جاتا ہے جو احسان رکھے یا تکلیف پہنچائے) اس (شخص کے صدقہ) کی مثال اس پتھر کی سی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو، پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور (وہ بارش) اسے (دھو کر بالکل) صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے، ایسے ہی ریاکار آدمی کا دیا ہوا صدقہ اس کے نامہ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے، قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہو گی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکیں) اللہ (ایسے) ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

الغرض نیکیوں اور برائیوں کا یہ تصادم جاری رہتا ہے لہذا نیکیوں کی کثرت بڑی ضروری ہے تاکہ وہ برائیوں کا مقابلہ کرسکیں اور انہیں پسپا کرسکیں۔

آگے فرمایا (وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) اور اے رسول، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم پہ جمے رہئے، کافروں کی ایذاء دہی پر صبر کیجئے اور نیکیاں کرتے رہئے، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

(یونس۔ ۱۰۹)

اور (اے رسول) آپ (تو بس) اس چیز کی پیروی کرتے رہئے جو آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے اور صبر کیجئے یہانتک کہ اللہ (اپنا) فیصلہ صادر فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○

(طٰہٰ۔ ۱۳۰)

تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے اور رات کے اوقات میں (بھی کچھ دیر) اور دن کے (دونوں) حصوں میں (بھی کچھ دیر) تسبیح پڑھا کیجئے تاکہ (قیامت کے دن) آپ شاداں وفرحاں ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ، كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ، بَلٰغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(الاحقاف۔ ۳۵)

(اے رسول) جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے آپ بھی صبر کرتے رہیں اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کریں جس دن وہ (اس عذاب کو) دیکھیں گے جس (عذاب) کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے تو (انہیں ایسا محسوس ہوگا) گویا وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی (سے زیادہ نہیں) رہے، (اور اے رسول، یہ قرآن مجید اللہ کا ایک) پیغام (ہے) تو (اب اس کے پہنچ جانے کے بعد) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، دن کے دونوں حصوں میں نماز قائم کیجئے اور رات کی کچھ ساعتوں میں بھی نماز قائم کیجئے یعنی پانچوں نمازیں اوقات مقررہ پر ادا کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، نیکیاں خوب کیجئے، کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے احکام پر جمے رہیئے، استقامت اختیار کیجئے، راہ حق میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کیجئے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ
قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ
عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا
فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا
كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ
وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ تو (اے لوگو) تم سے پہلے جو امتیں (گذر چکی) ہیں ان میں ایسا کیوں نہیں ہوا کہ اہل فضل افراد (لوگوں کو) ملک میں فساد کرنے سے منع کرتے۔ اگر ایسے لوگ ہوئے بھی تو بس تھوڑے سے (اور یہ وہی لوگ تھے) جن کو ہم نے ان (امتوں) میں سے (اپنے عذاب سے) نجات دی تھی۔ رہے وہ

لوگ جو ظالم تھے انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس چیز میں وہ مدہوش تھے اور یہ لوگ تھے ہی (بڑے) مجرم (۱۱۶) اور (اے رسول) آپ کا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ایسی حالت میں کہ ان کے رہنے والے نیک لوگ ہوں ناحق ہلاک کر دے (۱۱۷)

معانی ومصادر (بَقِیَّةٌ) بَقِیَ، یَبْقٰی، بَقَاءٌ (س) بچ جانا، ثابت رہنا (بَقِیَّةٌ = وہ چیز جس کو باقی رکھا جائے اور باقی اچھی چیز رکھی جاتی ہے لہذا بَقِیَّةٌ سے مراد عقل وفضل ہے)۔
(اُتْرِفُوْا) اَتْرَفَ، یُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) حیران کرنا، مدہوش کرنا، بغاوت پر اصرار کرنا۔

تفسیر بعض قوموں کی تباہی وبربادی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ) تو اے لوگو، تم سے پہلے جو امتیں گذر چکی ہیں ان میں ایسا کیوں نہیں ہوا کہ اہل فضل واہل عقل افراد لوگوں کو ملک میں فساد کرنے سے روکتے (اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ) ایسے لوگ ہوئے بھی تو بس قلیل تعداد میں اور یہ وہی لوگ تھے جن کو ہم نے ان امتوں میں سے اپنے عذاب سے بچالیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عذاب سے وہی نیک لوگ بچتے ہیں جو لوگوں کو نیک بات کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اگر نیک لوگ ایسا نہ کریں تو عذاب میں وہ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی الامر والنہی جزء۲ ص۲۴۸ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء۳ ص۱۴۲۲)

لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں (کہ ظلم یا گناہ کر رہا ہے) اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو عنقریب اللہ ان سب کو عذاب میں شریک کرلے گا۔

(نوٹ:۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۶۳ اور سورۂ اعراف کی آیت ۱۶۴ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔
(وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ) اور رہے وہ لوگ جو ظلم وزیادتی کرتے تھے وہ تو بس انہی دنیاوی لذتوں اور نعمتوں کے پیچھے پڑے رہے جن لذتوں اور نعمتوں میں وہ مدہوش کر دئے گئے تھے اور یہ لوگ تھے ہی بڑے مجرم، یہی وجہ ہے کہ عذاب الٰہی نے انہیں ہلاک کر دیا (وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ) اور اے رسول، آپ کا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ایسی حالت میں کہ ان میں رہنے والے نیک لوگ ہوں ناحق ہلاک کر دے۔ آپ کا رب تو بستیوں کو صرف اسی صورت میں ہلاک کرتا ہے جب بستیوں والے ملک میں فساد

بدامنی پھیلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ اَلَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝

(والفجر۔ ۶ تا ۱۴)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا (جو) اِرم (کے رہنے والے اور بڑے بڑے) ستونوں والے تھے۔ (یعنی وہ) جن کے مثل کسی شہر میں (کوئی قوم) پیدا نہیں کی گئی اور (اے رسول کیا آپ نے) ثمود (کو نہیں دیکھا) جو وادی میں پتھر تراشا کرتے تھے (اور کیا آپ نے) میخوں والے فرعون کو (نہیں دیکھا)۔ ان لوگوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا اور ان میں بڑی کثرت کے ساتھ فساد مچایا کرتے تھے تو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ بے شک آپ کا رب (ان کی) گھات میں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَيَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً (صحیح بخاری کتاب الرقاق ذھاب الصالحین جزء ۸ ص ۱۱۲)

پہلے نیکوکار لوگ گذر جائیں گے پھر ان کے بعد جو اچھے لوگ ہوں گے وہ بھی گذر جائیں گے پھر خراب لوگ رہ جائیں گے جیسے جو یا کھجور کے آخر میں خراب چیز باقی رہ جاتی ہے، اللہ ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کریگا۔

الغرض مصلح لوگوں پر عذاب نہیں آتا۔ جب مصلح لوگ گذر جاتے ہیں اور مفسد لوگ رہ جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کا عذاب آتا ہے اور انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔

عمل

اے لوگو، نیک عمل کیجئے۔ زمین میں فساد نہ کیجئے۔ اور نہ فساد ہونے دیجئے۔ فساد کرنے والوں کو فساد سے باز رکھئے۔ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ان باتوں پر سختی سے عمل کیجئے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ
مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
رَبُّكَ، وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ، وَ
تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا (اور اختلاف سے ان کو بچا لیتا لیکن اللہ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اختلاف کرتا ہے اور کون اختلاف سے بچتا ہے، لہذا) لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے ﴿۱۱۸﴾ مگر جس پر آپ کے رب کا رحم ہو جائے (بس وہی اختلاف سے بچ جائیگا) اور اُس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم و کرم کرے لیکن لوگ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحم و کرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں تو اے رسول اس طرح) آپ کے رب کی بات پوری ہو کر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ) وہ ضرور دوزخ کو

جنات اور انسانوں سے بھر دیگا (۱۱۹)

معانی ومصادر (یَزَالُوْنَ) زَالَ، یَزَالُ ویَزِیْلُ، زَیْلٌ (ف،ض) ہٹانا (لَایَزَالُ = ہمیشہ رہے گا)۔
(لَاَمْلَئَنَّ) مَلَأَ، یَمْلَأُ، مَلْأٌ ومَلْأَۃٌ (ف) بھرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً) اور اے رسول، اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا بلکہ اس نے قوانین ہدایت ایسے بنا دئے کہ جو شخص ان قوانین کے مطابق ہدایت پر آنا چاہے وہ آجائے اور جو ان قوانین سے منہ موڑ لے تو وہ ہدایت پر نہ آسکے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی پر جبر نہیں کیا بلکہ لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے ہدایت کا راستہ اختیار کریں یا اس سے منہ موڑ لیں۔ ہدایت پر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ڈر، خلوص نیت اور جدوجہد ضروری ہے اور ضد، ہٹ دھرمی اور حق پوشی سے پرہیز لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○
(العنکبوت۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراطِ مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑧ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ⑨ وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑩ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ ⑪
(یٰسٓ۔ ۷ تا ۱۱)

(مگر اے رسول) ان میں اکثر لوگ جن پر (اللہ کی) بات (پہلے سے) ٹھہر چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دئے ہیں جو (ان کی) ٹھوڑیوں تک پہنچ گئے ہیں اور وہ اپنے سر کو اونچا کئے ہوئے (کھڑے) ہیں۔ اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے اور پیچھے بھی دیوار (کھڑی کر دی ہے) پھر ہم نے ان کو ڈھانک بھی دیا ہے لہذا وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے اور (اے رسول) ان کیلئے یکساں ہے خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ (اپنی

ہٹ دھرمی کی وجہ سے) ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ تو اُسے ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے، (اے رسول) ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ (البقرۃ - ۶)

(اے رسول) بے شک جو لوگ (حق کو) چھپاتے ہیں انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوانین ہدایت ایسے نہیں بنائے جو لوگوں کو جبراً ایک جماعت بنا دیں لہذا (وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ) لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے (اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ) مگر ہاں وہ لوگ اختلاف سے بچ جائیں گے جن پر آپ کے رب کی رحمت ہو جائے۔ اختلاف سے بچ جانا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ) اور اسی رحمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ۔ (الانعام - ۵۴)

تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کرنا لکھ لیا ہے۔

یہ لوگوں کا اپنا قصور ہے کہ وہ اختلاف کر کے ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنے آپ کو رحمت سے محروم کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا اخْتَلَفَ فِیْہِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْہُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ۔ (البقرۃ - ۲۱۳)

اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ۔ (الجاثیۃ - ۱۷)

وہ آپس کی ضد میں علم آجانے کے بعد بھی اختلاف پر اڑے رہے۔

الغرض اختلاف کرنا رحمت سے دور ہونا ہے۔ اختلاف رحمت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۶۵)

قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجدے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے۔ (اے رسول) آپ دیکھئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما یذکر فی الاشخاص جزء ۳ صـ۱۵۸)

اختلاف نہ کرو، اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ (صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ صـ۴۶۲)

تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مجبور نہیں کیا کہ وہ سب حق کو قبول کرلیں بلکہ انہیں آزاد چھوڑ دیا تاکہ وہ آزادی کے ساتھ حق کو قبول کریں یا حق کا انکار کریں۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل کرتے ہیں اور کون فرقہ وارانہ مذہب پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ، فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ، فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ، اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اسکی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے اور دشمنان اسلام کی تحریف کی نشان دہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہی حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے)، جو

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○
(المآئدۃ - ۴۸)

حق آپ کے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور (اس پر عمل کرنے کا) واضح رستہ مقرر کر دیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ جو شریعت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (کہ کون اس پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا) تو (اے ایمان والو اس شریعت کے مطابق) نیک کاموں میں سبقت کرو، (دوسروں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرو) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم کن کن باتوں میں اختلاف کرتے تھے (اور حق کیا تھا)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے تو لوگوں کو اپنی رحمت کے لئے پیدا کیا ہے لیکن وہ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحمت کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں (وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ) تو اے رسول، اس طرح آپ کے رب کی وہ بات پوری ہو کر رہے گی جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ وہ ضرور جنات سے اور انسانوں سے سب سے دوزخ کو بھر دے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اختلاف کا نتیجہ دوزخ ہے۔ جو لوگ اختلاف کریں گے وہ رحم سے محروم اور دوزخ کے کندے بنا دئے جائیں گے۔ اس میں کسی کے لئے رعایت نہیں ہوگی بلکہ سب کے ساتھ یکساں معاملہ ہوگا اور سب کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(کَلِمَةُ رَبِّكَ) میں اللہ تعالیٰ کی بات سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ فیصلہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ○ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ○
(الحجر - ۴۲ و ۴۳)

میرے بندے (جو میرے راستہ پر خلوص سے چلیں گے) ان پر تو تُو قابو نہیں پا سکے گا البتہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کریں گے (انہی پر تیرا قابو چلے گا) اور (جن لوگوں پر تیرا قابو چلے گا تو ایسے) تمام لوگوں کے لئے جہنم جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ، لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۸)

(اللہ نے) فرمایا (اے ابلیس) تو یہاں سے اس حالت میں نکل جا کہ تو ذلیل (و خوار) اور مردود (مطرود) ہے۔ جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

وہ دوزخ ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو جو فیصلہ سنایا تھا لوگوں نے اختلاف کر کے اس فیصلہ کے مطابق دوزخ میں جانے کا سبب پیدا کر دیا گویا دوزخ میں جانے کا اصل سبب اختلاف و افتراق ہے۔

عمل

اے لوگو، اتفاق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے، اختلاف و افتراق نہ کیجئے ورنہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے اور دوزخ میں داخل کر دئے جائیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ
الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ
وَجَآءَكَ فِى هَٰذِهِ ٱلْحَقُّ
وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾
وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
ٱعْمَلُوا۟ عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا
عَٰمِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾
وَلِلَّهِ غَيْبُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ
وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ ٱلْأَمْرُ كُلُّهُۥ ۖ

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ، وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) رسولوں کی یہ تمام خبریں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں (ان کا مقصد یہ ہے کہ) ہم ان کے ذریعہ آپ کے دل کو ثابت رکھیں اور (اے رسول) ان خبروں میں آپ کے پاس حق بھی آگیا ہے اور مؤمنین کے لئے پند و نصیحت بھی (آگئی ہے) ﴿۱۲۰﴾ اور (اے رسول) جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، ہم (اپنی جگہ پر) عمل کر رہے ہیں ﴿۱۲۱﴾ (پھر اللہ کے حکم کا) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں ﴿۱۲۲﴾ اور (اے رسول) آسمانوں اور زمین کی تمام غیب کی باتوں کو بس اللہ ہی جانتا ہے (لہٰذا یہ بات کہ اللہ کا فیصلہ کُن حکم کب آئیگا اللہ ہی جانتا ہے) تمام کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے۔ اسی پر بھروسہ رکھئے اور جو کچھ آپ لوگ کر رہے ہیں آپ کا رب اس سے غافل نہیں ہے ﴿۱۲۳﴾

معانی و مصادر (نَقُصُّ) قَصَّ، يَقُصُّ، قَصَصٌ (ن) بیان کرنا۔

تفسیر متعدد انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ کے قصے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ) اور اے رسول، گذشتہ رسولوں کی یہ تمام خبریں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں تو ان کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کے ذریعہ آپ کے دل کو ثابت رکھیں آپ گھبرا نہ جائیں، آزردہ نہ ہوں بلکہ ثابت قدمی، استقلال و استقامت کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو پورا کرتے رہیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ کفار کا جو رویّہ آپ کے ساتھ ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ وہ صبر و استقامت سے اپنے فرض منصبی پر جمے رہے آپ بھی جمے رہیں، وہ تکلیفیں برداشت کرتے رہے آپ بھی برداشت کرتے رہیں، وہ کامیاب و کامران ہوئے، آپ بھی کامیاب و کامران ہوں گے، ان کے دشمن برباد و نامراد ہوئے آپ کے دشمن بھی برباد و نامراد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے

جَآءُوْا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ○

(اٰلِ عمران۔ ۱۸۴)

ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی جا چکی ہے حالانکہ وہ واضح دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا، كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ، فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

(المؤمنون۔ ۴۴)

پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے، تو جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا تو (اس قوم کے لوگوں نے) اُسے جھٹلایا۔ ہم نے ان کو یکے بعد دیگرے (ہلاک) کر دیا اور ان کو افسانہ بنا دیا (ان پر لعنت ہی گئی اور) جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت (ہی ہوتی) ہے۔

آگے فرمایا (وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ) اور اے رسول، انبیاء کے ان قصوں میں ضمناً آپ کے پاس حق آگیا ہے۔ ان قصوں سے آپ معلوم کر سکتے ہیں حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے۔ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے۔ مزید برآں ان قصوں میں مؤمنین کے لئے نصیحت و عبرت کا سامان بھی آگیا ہے۔ مؤمنین کو چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح ثابت قدم رہیں اور کافروں کی معاندانہ روش سے بچیں تاکہ دنیا و آخرت میں نجات حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ (یوسف۔ ۱۱۱)

ان لوگوں کے قصّہ میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔

(وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ) اور اے رسول، جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو، ہم اپنی جگہ پر عمل کر رہے ہیں (وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ) اور تم بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرتے رہو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب کب آئے گا یہ غیب کی باتوں میں سے ہے جس کا مجھے علم نہیں (وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ غیب کی باتوں کو صرف وہ جانتا ہے (وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ) تمام کام اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نظام کائنات کا چلانے والا وہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ○ ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○
(الٓمٓ تنزیل - ۶۹۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے وقفہ میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ یہی (تو ہے جو) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، غالب اور (بہت) رحم کرنے والا ہے۔

(فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ، وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ) لہٰذا اے رسول، اسی کی عبادت کیجئے، اس لئے کہ جو مدبر کائنات اور عالم الغیب ہے، وہی عبادت کا حقدار ہے، اسی پر توکل کیجئے اور اے رسول، جو عمل آپ لوگ کر رہے ہیں آپ کا رب اس سے غافل نہیں ہے۔ وقت مقررہ آنے پر اچھے عمل کرنے والوں کو جزا دیگا اور برے عمل کرنے والوں کو سزا دیگا۔ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو ایک قسم کی تسلی ہے اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ اگر وہ اسلام کی مخالفت سے باز نہیں آئے تو یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے غافل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وقت مقررہ پر ان کو عذاب میں مبتلا کریگا۔ انہیں چاہئے کہ عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں۔

عمل

اے ایمان والو، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصوں سے نصیحت حاصل کیجئے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح صبر واستقامت سے دین کی تبلیغ کرتے رہئے اور ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۂ "یوسف"

سورۂ یوسف کا شانِ نزول

بعض لوگوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ يُوۡسُفَ وَاِخۡوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيۡنَ ۝

(یوسف۔ ۷)

(اے رسول، لوگوں نے آپ سے یوسف کا حال دریافت کیا ہے تو اچھا ہی ہے اس لئے کہ) یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں یقیناً ان پوچھنے والوں کے لئے (بہت سی عبرت کی) نشانیاں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝۱ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝۲

ترجمہ الٓرٰ، یہ (ہر حکم کو) واضح طور پر بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں (۱) (اے لوگو) ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (۲)

تفسیر الٓرٰ۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کے متعلق سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ) یہ کتاب مبین یعنی ہر حکم کو واضح طور پر بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس کی تمام آیات واضح ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓرٰ، تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (الحجر۔ ۱)

الٓرٰ، یہ (اللہ کی) کتاب یعنی قرآن مبین کی آیتیں ہیں (جو اے رسول، آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (النور۔ ۶۱)

اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ سکو

آیت زیر تفسیر سے یہ بھی واضح ہوا کہ جو آیتیں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کے سلسلہ میں نازل ہو رہی ہیں وہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں یعنی سورۂ یوسف قرآن مجید کی ایک سورت ہے (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) اے لوگو، ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔ قرآن مجید کے اولین مخاطب اہل عرب تھے لہذا اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو ان کی زبان میں نازل کیا تاکہ وہ سمجھ سکیں اور پھر حق کو قبول کر سکیں۔ قرآن مجید کے علاوہ بھی تمام کتابیں مخاطبین کی زبان ہی میں نازل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ (ابراھیم۔ ۴)

اور (اے لوگو) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں (بات کرتا تھا اور یہ ہم اس لئے کرتے تھے) تاکہ وہ اپنی قوم کے لئے (کتاب الٰہی کی) تشریح و توضیح کر دے۔

کتاب الٰہی کے نزول کا مقصد لوگوں کو ڈرانا اور ان کو دین حق کی تعلیم دینا ہوتا ہے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جبکہ کتاب الٰہی ان لوگوں کی زبان میں ہو جن کو ڈرایا جا رہا ہے۔ اگر کتاب الٰہی کسی ایسی زبان میں ہو جس کو وہ لوگ نہ سمجھ سکیں تو اس کتاب کے نزول کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○

(الشعرآء - ۱۹۲ تا ۱۹۵)

اور (اے رسول) بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ (جبریل) لے کر اترا ہے۔ (اور اس نے اس کو) آپ کے قلب پر (القاء کیا ہے) تاکہ آپ (لوگوں کو) ڈرائیں۔ (اور القاء بھی) صاف عربی زبان میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○

(مریم - ۹۷)

تو (اے رسول) ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو اس لئے آسان کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ آپ متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید اس لئے عربی زبان میں نازل ہوا ہے کہ آپ اسے سمجھ سکیں۔ اگر آپ عربی زبان جانتے ہیں تو اسے سمجھئے اور اگر نہیں جانتے تو عربی زبان سیکھیئے تاکہ آپ قرآن مجید کو سمجھ سکیں۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ
الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ
هٰذَا الْقُرْاٰنَ، وَإِنْ كُنْتَ
مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٣﴾
إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ
إِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ
سٰجِدِيْنَ ﴿٤﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ
رُءْيَاكَ عَلٰٓى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا

لَكَ كَيْدًا ۚ إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝٥ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ
رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ
الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُۥ
عَلَيْكَ وَعَلَىٰٓ ءَالِ يَعْقُوبَ كَمَآ
أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ
إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٦

ترجمہ (اور اے رسول) ہم نے جو یہ قرآن آپ کی طرف نازل کیا ہے تو اسی کے ذریعہ ہم ایک بہترین قصہ آپ کو سُنا رہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے تو آپ (اس قصہ سے بالکل ناواقف تھے (۳) (اس وقت کو یاد کیجئے) جب یوسف نے اپنے والد سے کہا اے ابّا

جان، میں نے گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا، میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴) انہوں نے کہا اے میرے بیٹے، اپنے بھائیوں سے اس خواب کو بیان نہ کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی تدبیر کریں گے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵) (جس طرح تمہارے رب نے یہ خواب دکھا کر تمہارے برگزیدہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے) اسی طرح وہ (حقیقتاً بھی) تم کو برگزیدہ کریگا، تمہیں (رموز مملکت، سیاست، خواب اور حکمت وغیرہ غرض یہ کہ تمام) باتوں کی تعبیر کا علم دیگا اور تم پر اور (تمام) آل یعقوب پر اپنی نعمت کو (اسی طرح) پورا کریگا جس طرح اس نے تمہارے اجداد ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی تھی، بے شک تمہارا رب (بہت) جاننے والا اور حکمت والا ہے (۶)

معانی ومصادر

(غٰفِلِیْنَ) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غُفُوْلٌ و غَفْلَۃٌ و غَفْلٌ (ن) غافل ہونا، بھول جانا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ) اے رسول، ہم نے جو یہ قرآن آپ کی طرف بذریعہ وحی نازل کیا ہے تو اس قرآن کے ذریعہ ہم آپ کو ایک بہترین قصہ بھی سناتے ہیں (وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ) حالانکہ اس کے نزول سے پہلے تو آپ اس قصہ سے بالکل بے خبر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اس کے باوجود آپ کا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کو اس قدر تفصیل سے بیان کر دینا آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کی ابتداء ان کے بچپن کے زمانہ سے کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ) اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے، جب یوسف نے اپنے والد سے کہا: اے ابّا جان میں نے گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو خواب میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کا نام یعقوب تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ، مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا، وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف۔ ۶۸)

پھر جب وہ (شہر میں) اسی طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے انہیں حکم دیا تھا تو کوئی تدبیر ان کو اللہ کی تقدیر سے نہ بچا سکی (اور یعقوب تو پہلے ہی سے اس عقیدہ پر قائم تھے) مگر (کیونکہ تدبیر کرنے کا حکم ہے لہذا) جو تدبیر ان کے دل

ہیں آئی تھی انہوں نے (اپنے لڑکوں کو) اس (کے مطابق کرنے) کا حکم دے دیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم نے جو علم ان کو دیا تھا (اس کی بنا پر) وہ (بڑے) ذی علم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ تقدیر اور تدبیر میں کس قدر ربط ہے)۔

آگے فرمایا (قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب سننے کے بعد ان کے والد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے بیٹے، اپنے بھائیوں سے اس خواب کو بیان نہ کرنا (ورنہ) وہ تمہارے خلاف کوئی تدبیر کریں گے (وہ نہیں چاہیں گے کہ کسی قسم کی کرامت اور بزرگی تمہیں ملے۔ شیطان انہیں حسد میں مبتلا کرے گا)۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (وہ نہیں چاہتا کہ انسان کو بزرگی ملے اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ بھائی بھائی آپس میں محبت سے رہیں) (وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) (جس طرح تمہارے رب نے یہ خواب دکھا کر تمہارے برگزیدہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے) اسی طرح وہ (حقیقتاً بھی) تمہیں برگزیدہ کریگا، تمہیں (رموزِ مملکت، سیاست، حکمت، خواب، غرض کہ تمام باتوں) کی تعبیر کا علم عطاء فرمائیگا اور تم پر اور تمام آل یعقوب پر اپنی نعمت کو اسی طرح پورا، کرے گا جس طرح اس نے تمہارے اجداد ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی تھی، بے شک تمہارا رب بہت علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (تمہیں اور آل یعقوب کو برگزیدہ کرنے میں کیا مصلحت ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے)۔

نعمت سے مراد کتاب وحکمت، عظیم سلطنت اور رحمت وبرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

(النسآء ۔ ۵۴)

ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور عظیم بادشاہت عطاء کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ نعمت حقیقتاً بھی پوری کردی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ (یوسف ۔ ۲۲)

الغرض جب یوسف جوان ہوئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم سے بہرہ مند فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ (یوسف ۔ ۱۰۱)

یوسف نے کہا: اے رب تو نے مجھے حکومت عطاء کی۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکمت وکتاب سے بھی نوازا گیا اور حکومت بھی عطاء کی گئی۔

رحمت وبرکت کا ذکر درود شریف میں ملتا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں:۔

سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص۱۷۸ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد جزء اول ص۱۷۴ واللفظ للبخاری)

ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، اے اہل بیت، آپ لوگوں پر ہم کس طرح درود بھیجیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ (آپ پر) سلام کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

مندرجہ بالا درود شریف سے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد کو رحمتوں اور برکتوں سے نوازا گیا تھا۔

عمل

اے لوگو، شیطان آپ کا کھلا دشمن ہے۔ اس سے ہوشیار رہئے، ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو حسد میں مبتلا کر کے آپ کو اپنے بھائیوں کے خلاف کوئی سازش کرنے پر آمادہ کرے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ
اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷

ترجمہ (اے رسول، لوگوں نے آپ سے یوسف کا حال دریافت کیا ہے تو اچھا ہی ہے اس لئے کہ) یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں یقیناً ان پوچھنے والوں کے لئے (بہت سی عبرت کی) نشانیاں ہیں ۷

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصّہ کے متعلق سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال پر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پورا قصّہ بیان کیا لیکن قصّہ کو تکمیل تک پہنچانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس قصّہ کے بیان کرنے میں جو حکمت تھی اُسے بیان کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ) یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں سوال کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

مثلاً:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود امّی ہونے کے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصّہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوں اور یہ قصّہ آپ کے پاس بذریعہ وحی نازل ہوا ہو گویا اس قصّہ کا بغیر تعلیم و تعلم کے اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی کھلی دلیل ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی طاقت یا کوئی تدبیر اسے اس سے روک نہیں سکتی۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے پوری کوشش کی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہلاک ہو جائیں اور عزت و کرامت کی منزل تک نہ پہنچ سکیں لیکن بھائیوں کی تدبیر ناکام ہو گئی۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کھلی نشانیاں ہیں اور کفار کو زبردست تنبیہ ہے کہ وہ کتنا ہی زور لگالیں کہ اسلام کو ترقی حاصل نہ ہو لیکن ان کی ساری تدبیریں بیکار جائیں گی اسلام ترقی حاصل کر کے رہے گا۔

(۳) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود نبی ہونے کے یہ نہ معلوم کر سکے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ

والسلام کہاں ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا:
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ۔ اے میرے بیٹو، جاؤ اور یوسف کی خبر معلوم کرو
(یوسف - ۸۷)
اس واقعہ میں اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ علم غیب کسی کو نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کو بغیر تعلیم و تعلم کے بیان کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔
اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق اور عالم الغیب مانیئے۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ
اِنَّ اَبَانَا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸
اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا
يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ
تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا
يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ
الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ⑩

ترجمہ (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب یوسف کے بھائیوں نے (آپس میں) کہا یوسف اور اس کا (حقیقی) بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم (ایک بڑی) جماعت ہیں (اور اس لحاظ سے ان کے لئے مفید ہیں لیکن بایں ہمہ انہوں نے ہم کو نظر انداز کر رکھا ہے) یقیناً ہمارے والد صریح غلطی پر ہیں ⑧ (اب تم ایسا کرو کہ) یوسف کو یا تو قتل کر دو یا کسی جگہ پھینک آؤ تاکہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے، اس کے بعد تم خوش نصیب قوم ہو جاؤ گے (اور تمہارے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے) ⑨ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا اگر تمہیں یہ کام کرنا ہی ہے تو یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ کسی گہرے کنویں میں ڈال دو تاکہ اگر کوئی قافلہ (ادھر سے گذرے تو) انہیں نکال (کر کہیں اور) لے جائے ⑩

معانی و مصادر (عُصْبَةٌ) عَصَبَ، يَعْصِبُ، عَصْبٌ (ض) جمع ہونا اور احاطہ کرنا، طے کرنا، باندھنا، تنگ کرنا (عُصْبَةٌ = جماعت)۔

(اِطْرَحُوْا) طَرَحَ، يَطْرَحُ، طَرْحٌ (ف) پھینک دینا، ڈال دینا۔

(يَخْلُ) خَلَا، يَخْلُوْ، خُلُوٌّ وخَلَاءٌ (ن) خالی کر دینا، گذرنا، اقتصار کرنا، تنہا ہونا

(غَيٰبَتٌ) غَابَ، يَغِيْبُ، غَيْبٌ وغَيْبَةٌ وغَيَابٌ وغُيُوْبٌ ومَغِيْبٌ (ض) چھپ جانا، غائب ہونا (غَيْبَةٌ = گڑھا جو چھپا لے)۔

(اَلْجُبِّ) اَلْجُبُّ = گہرا کنواں، گڑھا۔

(اَلسَّيَّارَةُ) سَارَ، يَسِيْرُ، سَيْرٌ ومَسِيْرٌ ومَسِيْرَةٌ ومَسْرُوْرَةٌ (ض) سیر کرانا، سوار ہونا (اَلسَّيَّارَةُ = قافلہ)۔

تفسیر درمیان میں اس قصہ کو بیان کرنے کی حکمت کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر قصہ کو بیان کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ) اور اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے جب یوسف کے بھائیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ یوسف اور ان کا (حقیقی) بھائی ہمارے والد کو ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک بہت بڑی جماعت ہیں (اور اس لحاظ سے ہم ان کے لئے یوسف اور ان کے بھائی سے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ محبت ہم سے کرنی چاہئے تھی نہ کہ ان دونوں سے) (اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) یقیناً ہمارے والد صریح غلطی پر ہیں (کہ ہم کو نظر انداز کر رکھا ہے)

(اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ) تو تم ایسا کرو کہ یوسف کو یا تو قتل کر دو یا انہیں کسی دور دراز جگہ پر لے جا کر پھینک آؤ تاکہ تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری طرف مبذول ہو جائے (نہ یوسف ہوں گے اور نہ ان کی وجہ سے تمہارے والد تم سے بے اعتنائی برتیں گے) (وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ) ان کے بعد (ان کی عدم موجودگی میں تم ہی ان کو نظر آؤ گے اور اس طرح) تم خوش نصیب بن جاؤ گے۔ (قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا اگر تمہیں یہ کام کرنا ہی ہے تو یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ انہیں کسی گہرے کنویں میں ڈال دو تاکہ کوئی قافلہ ادھر سے گذرے تو انہیں کنویں سے نکال کر اپنے ساتھ لے جائے (اور تمہارا مقصد پورا ہو جائے)۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا
عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ
لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ
وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ
وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا
لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ
عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ (الغرض مشورہ کے بعد تمام بھائی اپنے والد کے پاس آئے اور ان سے اس طرح) کہا: اے ہمارے ابا جان، کیا بات ہے کہ یوسف کے معاملہ میں آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں (۱۱) کل اُسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ کچھ کھائے (پیئے) اور کھیلے کودے، ہم سب اس کی حفاظت کریں گے (۱۲) انہوں نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے فکر میں مبتلا کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم اس سے غافل ہو جاؤ اور کوئی بھیڑیا (آکر) اسے کھا جائے (۱۳) بھائیوں نے کہا ہماری اتنی بڑی جماعت کی موجودگی میں اگر بھیڑیا اس کو کھا جائے پھر تو ہم واقعی (بڑے ہی) نالائق (ثابت) ہونگے (۱۴)

معانی ومصادر (تَاْمَنَّا) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَانٌ واَمَنَةٌ (س) امانتدار بنانا، اطمینان کرنا، اعتبار کرنا۔

(نَصِحُوْنَ) نَصَحَ، یَنْصَحُ، نَصْحٌ، نَصَاحِیَةٌ ونَصَاحَةٌ (ف) خیر خواہی کرنا۔

(یَرْتَعْ) رَتَعَ، یَرْتَعُ، رَتْعٌ ورُتُوْعٌ ورِتَاعٌ (ف) چرنا، چرانا، خوب سیر ہونا، خوب بہرہ ور ہونا، خوب کھانا پینا۔

تفسیر مشورہ کرنے کے بعد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام بھائی اپنے والد کے پاس آئے اور (قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ) کہا: اے ابا جان، کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم سب ان کے خیر خواہ ہیں (اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) کل انہیں ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ کھائیں پئیں، کھیلیں کھودیں۔ ہم سب ان کی حفاظت کریں گے (قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تمہارا ان کو لے جانا مجھے فکر میں مبتلا کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم ان سے غافل ہو جاؤ اور کوئی بھیڑیا آکر انہیں کھا جائے (قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ) بھائیوں نے کہا: ہماری اتنی بڑی جماعت کی موجودگی میں اگر بھیڑیا ان کو کھا جائے تو واقعی ہم بڑے ہی خائب وخاسر ہوں گے، (الغرض جب بھائیوں نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطمینان دلایا اور حفاظت کی پوری ذمہ داری لی تو وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ساتھ بھیجنے پر راضی ہو گئے)۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ
يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ، وَ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ
جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾
قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا
فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ، وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ

عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ
بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ
فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ الغرض جب وہ یوسف کو اپنے ساتھ لے گئے تو اس بات پر سب نے اتفاق کیا کہ ان کو کسی گہرے کنویں میں ڈال دیں (پھر جب اس متفقہ فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے یوسف کو کنویں میں ڈال دیا تو) ہم نے (فوراً) یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (گھبراؤ نہیں، ایک وقت آئے گا کہ) تم ان کو ان کے فعل کی خبر دو گے اور انہیں (اس بات کا) علم نہیں ہوگا (کہ کون ان سے بات کر رہا ہے) ﴿۱۵﴾ یوسف کو کنویں میں گرانے کے بعد) وہ (تمام بھائی) رات کو روتے ہوئے اپنے والد کے پاس پہنچے ﴿۱۶﴾ کہنے لگے اے ہمارے ابا جان، ہم تو دوڑ کا مقابلہ کرتے ہوئے (دور نکل) گئے، یوسف کو ہم نے اپنے اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا، اتنے میں بھیڑیئے نے انہیں (آکر) کھا لیا (ہم سمجھتے ہیں کہ) آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے خواہ ہم سچ ہی کیوں نہ کہہ رہے ہوں ﴿۱۷﴾ اور (اے رسول، وہ اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے) یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے (لیکن یعقوب نے پھر بھی ان کی بات پر اعتماد نہیں کیا اور) کہا یہ (پورا واقعہ) تم اپنے دل سے بنا کر لے آئے ہو (اس میں ذرا سی بھی سچائی نہیں ہے، بہرحال میں) صبر جمیل (کرتا ہوں) اور جو کچھ غلط بیانی تم کر رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں ﴿۱۸﴾

معانی و مصادر (كَذِبٌ) كَذَبَ، يَكْذِبُ، كَذِبٌ وكِذْبٌ وكِذْبَةٌ وكِذَابٌ وكِذَّابٌ (ض) جھوٹ بولنا، غلطی کرنا، خطاء کرنا، وہم کرنا۔
(سَوَّلَتْ) سَوَّلَ، يُسَوِّلُ، تَسْوِيْلٌ (باب تفعیل) بہکانا اور زینت دینا۔

(جَمِیْلٌ) جَمُلَ، یَجْمُلُ، جَمَالٌ (ک) خوبصورت ہونا، خوب سیرت ہونا۔
(تَصِفُوْنَ) وَصَفَ، یَصِفُ، وَصْفٌ وصِفَةٌ (ض) جو کچھ کسی میں ہے اُسے بیان کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) جب وہ یوسف کو اپنے ساتھ لے کر گئے اور سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ انہیں کسی گہرے کنویں میں ڈال دیں تو اس متفقہ فیصلہ کے مطابق انہوں نے یوسف کو ایک گہرے کنویں میں ڈال دیا۔ جیسے ہی وہ کنویں میں ڈالے گئے ہم نے فوراً ان کی طرف وحی بھیجی اور انہیں مطلع کیا کہ گھبراؤ نہیں ایک وقت آئے گا کہ تم ان کو ان کے اس فعل کی خبر دو گے اور انہیں خبر نہیں ہو گی کہ کون ان سے بات کر رہا ہے۔ الغرض اس وحی کے مطابق ایک وقت آیا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ان کے اس فعل کی خبر دی اور وہ انہیں پہچان نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○

(یوسف۔ ۵۸)

اور یوسف کے بھائی وہاں آئے تو یوسف کے پاس بھی گئے یوسف نے تو انہیں پہچان لیا لیکن وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ○

(یوسف۔ ۸۹)

یوسف نے کہا تمہیں معلوم ہے جب تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔

آگے فرمایا (وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنویں میں ڈالنے کے بعد تمام بھائی رات کے وقت روتے ہوئے اپنے والد کے پاس آئے (قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ) (اور) کہنے لگے اے ابا جان، ہم تو دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے، یوسف کو ہم نے اپنے اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا، ایک بھیڑیئے نے آکر انہیں کھا لیا۔ (ہم سمجھتے ہیں کہ) آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے خواہ ہم سچ ہی کیوں نہ کہہ رہے ہوں۔ (وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ) اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے (قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بیانات سن کر اور خون آلود قمیص دیکھ کر بھی اس واقعہ کا یقین نہیں کیا۔ کہنے لگے یہ پورا واقعہ تم خود بنا کر لے آئے ہو۔ اس میں ذرا سی بھی سچائی نہیں ہے (فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ) بہر حال میں صبر جمیل کرتا ہوں اور جو کچھ غلط بیانی تم کر رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں (نہ میں جزع فزع کروں گا اور نہ ناشکری کے الفاظ زبان پر لاؤں گا۔ اللہ تعالےٰ میرا مددگار ہے وہی میری مدد فرمائیگا)۔

عمل

اے لوگو، مصیبت کے وقت صبر جمیل کیا کیجئے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کیا کیجئے. وہی آپ کی مشکل کو دور کریگا۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ
فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ، قَالَ يٰبُشْرٰى
هٰذَا غُلٰمٌ، وَأَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً،
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ
شَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ
مَعْدُوْدَةٍ، وَكَانُوْا فِيْهِ
مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ (اتفاق سے) ایک قافلہ (ادھر سے) گذرا، انہوں نے اپنے سقّے کو (پانی لانے کے لئے) بھیجا، (سقّا اس کنویں پر پہنچا) اس نے اپنا ڈول (کنویں میں) ڈالا (پھر جب اس کو اوپر کھینچا تو کیا دیکھتا ہے کہ یوسف اس میں بیٹھے ہیں، وہ یوسف کو دیکھ کر خوش اور بے ساختہ چلاکر) کہنے لگا (اے قافلہ والو) خوش ہو جاؤ یہ ایک لڑکا ہے (جو قسمت سے ہمیں ملا ہے)، قافلہ والوں نے یوسف کو (ایک قیمتی) سرمایہ سمجھ کر چھپالیا (لیکن وہ اللہ سے نہیں چھپا سکتے تھے) اللہ کو تو علم تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے ﴿۱۹﴾ اور (اے رسول پھر ایسا ہوا کہ یوسف کے بھائی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے اور) انہوں نے یوسف کو

بہت ہی کم قیمت میں (یعنی) چند درہم میں بیچ دیا اس لئے کہ ان کو یوسف سے کوئی دلچسپی تھی ہی نہیں (۴)

معانی ومصادر (وَارِدٌ) وَرَدَ، یَرِدُ، وُرُوْدٌ (ض) حاضر ہونا، پانی پر آنا (وَارِدٌ = سقّا)۔
(اَدْلٰی) اَدْلٰی، یُدْلِیْ، اِدْلَاءٌ (باب افعال) کنویں میں ڈول ڈالنا۔
(دَلْوٌ) دَلَا، یَدْلُوْ، دَلْوٌ (ن) ڈول ڈالنا۔ (دَلْوٌ = ڈول)۔
(بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض) خوش ہونا (بُشْرٰی = خوشخبری)۔
(بِضَاعَةٌ) بِضَاعَةٌ = مال تجارت۔
(شَرَوْا) شَرٰی، یَشْرِیْ، شِرَاءٌ وشِرًی (ض) خریدنا، بیچنا۔
(ثَمَنٌ) ثَمَنٌ = قیمت۔
(بَخْسٌ) بَخَسَ، یَبْخَسُ، بَخْسٌ (ف) کم کرنا۔ (بَخْسٌ = کم، ناقص)۔
(زَاهِدِیْنَ) زَهَدَ، یَزْهَدُ، زُهْدٌ وزَهَادَةٌ (ف، س، ک) بے رغبت ہونا، چھوڑ دینا۔

تفسیر (وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ) اتفاق سے ایک قافلہ کا ادھر سے گذر ہوا، انہوں نے پانی لانے کے لئے اپنے سقّے کو بھیجا۔ سقّا اس کنویں پر پہنچا اور اس میں اپنا ڈول ڈالا (قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ) جب ڈول کو اوپر کھینچا تو کیا دیکھتا ہے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں بیٹھے ہیں۔ ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور بے ساختہ چلّا کر کہنے لگا: اے قافلہ والو، خوش ہو جاؤ، یہ ایک لڑکا ہے جو خوش قسمتی سے ہمیں ملا ہے (وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً) قافلہ والوں نے اُسے ایک قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے تھے (وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ) اللہ تعالیٰ کو علم تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ اتفاق سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا غلام ظاہر کیا (وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ) اور بہت ہی کم قیمت میں یعنی چند دراہم میں انہیں قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا (وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزَّاهِدِیْنَ) اس لئے کہ انہیں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی دلچسپی اور رغبت تو تھی ہی نہیں کہ ان کی زیادہ قیمت وصول کرتے۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح ان کو دور کرنا چاہتے تھے

عمل

اے لوگو، کسی دوسرے کی چیز چوری سے نہ چھپائیے۔ یہ یاد رکھیئے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے، وہ آپ سے ضرور باز پرس کریگا۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ
مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ
وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ
فِي الْاَرْضِ ۣ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ
عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ (جب قافلہ مصر پہنچا تو) مصر (کے لوگوں میں) سے جس شخص نے یوسف کو خریدا (اس نے گھر جاکر) اپنی بیوی سے کہا اس کو عزت واکرام کے ساتھ رکھو ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے نفع بخش ہو یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ (اے رسول) اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں تمکنت عطاء فرمائی (اور اس کا اصل مقصد یہ تھا) کہ ہم ان کو (رموزِ مملکت اور دوسری اہم) باتیں سمجھنے کی تعلیم دیں اور اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ کسی کام کو کرنے میں اس کی کیا کیا مصلحتیں مضمر ہوتی ہیں) ﴿۲۱﴾ الغرض جب یوسف جوان ہوئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم سے بہرہ مند فرمایا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۲۲﴾

معانی ومصادر (مَثْوٰی) ثَوٰی، یَثْوِیْ، ثَوَاءٌ وثُوِیٌّ (ض) مقیم ہونا (مَثْوٰی = جائے اقامت)۔
(اَشُدٌّ = قوت، جوانی، بلوغ)۔

تفسیر جب قافلہ مصر پہنچا تو مصر کے ایک شخص نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خرید لیا (یہ شخص عزیز مصر یعنی مصر کا ایک وزیر تھا جیسا کہ اسی سورت میں آگے آرہا ہے) (وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا) تو مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا تھا اس نے گھر جاکر اپنی بیوی سے کہا: اس لڑکے کو عزت واکرام کے ساتھ رکھو ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے نفع بخش ہو یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ) اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں (بتدریج) قوت وتمکنت عطاء فرمائی (وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ) (وزیر کے ہاں ان کو رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ) ہم انہیں رموز مملکت سمجھنے کی تعلیم دیں۔ (وزیر کے ہاں عموماً امور مملکت کا چرچا رہتا ہے۔ روزانہ سلطنت کے معاملات زیر غور آتے ہیں تو جس شخص کی نظر سے روزانہ سلطنت کے معاملات گذریں وہ یقیناً آداب حکمرانی سے واقف ہوجائے گا) (وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ، وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ) اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب (اور اپنے ارادے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (اللہ تعالےٰ نے جو چاہا تھا اُسے پورا کرکے دکھا دیا۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی مخالفانہ تدبیریں ناکام ہوگئیں اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بام عروج تک پہنچ کر رہے) (وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ) اور اے رسول، جب یوسف جوان ہوئے تو ہم

نے ان کو حکمت اور علم سے بہرہ ور فرمایا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گذر رہی تھی نیکیاں کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی نیکیوں کے صلہ میں علم و حکمت سے سرفراز فرمایا۔

حکم کے معنی دانش یا حکمت کے ہیں یعنی حکم حکمت کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں کہیں حکمت کا لفظ آیا ہے اور کہیں حکم کا گویا ہر نبی کو حکم یا حکمت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ (الانبیآء ۔ ۷۹)

ہم نے حکمت اور علم (داؤد اور سلیمان) دونوں کو عطاء کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ (الانبیآء ۔ ۷۴)

اور لوط کو ہم نے حکمت بھی دی اور علم بھی دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ۔ (الانعام ۔ ۹۰)

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب، حکم اور نبوت دی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (اٰل عمران ۔ ۷۹)

کسی آدمی کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطاء فرمادے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ۔ (البقرۃ ۔ ۲۵۱)

پھر اللہ نے داؤد کو بادشاہت دی، حکمت عطاء فرمائی اور جو کچھ چاہا انہیں سکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے (اس بات کا) عہد لیا کہ جب ان کو کتاب و حکمت مل جائے پھر ان کے پاس کوئی رسول

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔
(آل عمران ۔ ۸۱)

آئے تو وہ اس رسول پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔

الغرض آیت زیر تفسیر میں حکم سے مراد علوم نبوّت ہیں یعنی جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم نبوّت سے سرفراز فرمایا۔

عمل

اے لوگو، نیکیاں خوب کیجئے۔ نیکیوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ بلند درجات عطاء فرماتا ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا
عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ مَعَاذَ
اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ
هَمَّتْ بِهٖ، وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ
رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ، كَذٰلِكَ
لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ،
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا
سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ، قَالَتْ
مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ
سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ
نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ
اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ
مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ
قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ
وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا
رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ
اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ
عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ
هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ
كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ (پھر ایک دن ایسا ہوا کہ) اس عورت نے جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان کو (اپنی مطلب برآری کے لئے) پھسلانا چاہا۔ اس نے (گھر کے) تمام دروازے بند کر دئے اور یوسف سے کہا آؤ (جلدی کرو)، یوسف نے کہا، اللہ کی پناہ، وہ میرا رب ہے (اس نے مجھ پر

کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ) مجھے اچھا ٹھکانہ دیا (کیا میں اس کی ناشکری کروں اور ایسا کام کروں جس سے وہ ناراض ہو جائے، یہ تو بہت بڑا گناہ ہے اور) گناہگار (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے (۲۳) اور (اے رسول اس عورت نے تو ان سے (بدفعلی کا) ارادہ کر ہی لیا تھا اور (رہے یوسف تو) اگر انہوں نے اپنے رب کی دلیل (حرمت احکام الٰہی میں) نہ دیکھی ہوتی تو وہ بھی اس سے (بدفعلی کا) ارادہ کر لیتے (لیکن انہوں نے ارادہ بھی نہیں کیا اور بتوفیق الٰہی اس برائی سے بچ گئے ہم نے ان کو برائی سے بچنے کی توفیق دی اور) اس طرح (ہم نے چاہا کہ) ہم ان سے برائی اور بےحیائی کو دور رکھیں، بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے (۲۴) (یہ کہہ کر) وہ دروازے کی طرف دوڑے اور وہ عورت بھی (انہیں پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے) دوڑی، اس نے پیچھے سے یوسف کی قمیص کو (پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ اُسے) پھاڑ ڈالا (اس طرح ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہوئے جب وہ دروازہ کے باہر نکلے تو) انہوں نے دروازے کے پاس اس عورت کے شوہر کو (کھڑا ہوا) پایا، (وہ عورت بڑی چالاک تھی) کہنے لگی جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک تکلیف دی جائے (۲۵) یوسف نے کہا اسی نے مجھ کو پھسلانا چاہا تھا (پھر ایسا ہوا کہ) اس عورت کے خاندان میں سے ایک شاہد نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہو تو عورت سچ کہتی ہے اور وہ جھوٹے ہیں (۲۶) اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت جھوٹ بولتی ہے اور وہ سچے ہیں (۲۷) پھر جب (اس عورت کے شوہر نے) یوسف کی قمیص کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی، اس نے اپنی بیوی سے کہا یہ سب تم عورتوں کا مکر و فریب ہے، تمہارا مکر و فریب بڑا (زبردست) ہوتا ہے (۲۸) (پھر اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا) اے یوسف، تم اس کا کچھ خیال نہ کرو (اور ملول نہ ہو، یہ کہہ کر وہ پھر اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہا) اپنے گناہ کی معافی مانگ، بے شک تو ہی گناہگار ہے (۲۹)

معانی و مصادر

(رَاوَدَتْ) رَاوَدَ، یُرَاوِدُ، مُرَاوَدَۃٌ و رِوَادٌ (باب مفاعلہ) چاہنا، پھسلانا، فریب دے کر برا کام کرانا۔

(هَیْتَ) هَیْتَ ۔ آ یا، آؤ (هَیْتَ لَكَ ۔ تو آ۔ هَیْتَ لَكُمَا ۔ تم دونوں آؤ۔ هَیْتَ لَكُنَّ تم سب عورتیں آؤ)۔

(قَدَّتْ) قَدَّ، یَقُدُّ، قَدٌّ (ن) جڑ سے کاٹنا، پھاڑنا۔

(اَلْفَیَا) اَلْفَا، یُلْفِیْ، اِلْفَاءٌ (باب افعال) پانا۔

(یُسْجَنَ) سَجَنَ، یَسْجُنُ، سَجْنٌ (ن) قید کرنا۔

(اَلْخٰطِئِیْنَ) خَطِئَ، یَخْطَأُ، خَطَأٌ (س) خطا کرنا۔

خَطِئَ، یَخْطَأُ، خِطْأٌ، وخِطْأَۃٌ (س) گناہ کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ) پھر ایک دن ایسا ہوا کہ اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رہتے تھے ان کو اپنی ناجائز مطلب برآری کے لئے پھسلانا چاہا، اس نے گھر کے تمام دروازے بند کر دیئے اور ان سے کہا کہ آؤ (قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ، اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: اللہ کی پناہ، (میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں)، وہ میرا رب ہے اس نے (مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ) مجھے رہنے کے لئے اچھی جگہ دی (کیا میں اس کے احسان کی ناشکری کروں اور ایسا کام کروں جس سے وہ ناراض ہو جائے۔ یہ تو بہت بڑا گناہ ہے) (اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) اور گناہگار کبھی فلاح نہیں پا سکتے (وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ، وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ) وہ عورت تو یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے زنا کا ارادہ کر چکی تھی اور اگر یوسف نے اپنے رب کی دلیلِ حرمت احکام الٰہی میں نہ دیکھی ہوتی تو وہ بھی اس سے برے کام کا ارادہ کر لیتے۔ ان کو برے کام سے روکنے والی کوئی چیز نہیں تھی سوائے حرمت کے۔ اسی حرمت کی وجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کے حکم کو اپنی خواہش پر ترجیح دی اور ذرا سی دیر کے لئے بھی اس کام کی طرف مائل نہ ہوئے۔ (كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ) (الغرض ہم نے انہیں برائی سے بچنے کی توفیق دی اور) اس طرح (ہم نے چاہا کہ) ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں (اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ) بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے کہ خالص ہماری رضاء کی خاطر انہوں نے برے کام کا ارادہ بھی نہیں کیا (وَاسْتَبَقَا الْبَابَ) الغرض یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے کی طرف بھاگے تاکہ اس عورت کی چنگل سے نکل جائیں اور وہ عورت بھی ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دروازے کی طرف دوڑی۔ (وَقَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ) اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ اسے پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ اس طرح ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہوئے جب وہ دروازے کے باہر نکلے (وَاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ) تو انہوں نے دروازے کے پاس اس عورت کے شوہر کو کھڑا ہوا پایا۔ وہ عورت بڑی چالاک تھی (قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) کہنے لگی جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک سزا دی جائے (قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اس نے خود مجھ کو پھسلانا چاہا تھا (کہ میں برا کام کروں) (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَآ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ) پھر ایسا ہوا کہ اسی کے خاندان میں سے ایک شاہد نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچ کہتی ہے اور یہ جھوٹے ہیں (وَاِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ) اور اگر ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت جھوٹ بولتی ہے

اور وہ سچے ہیں (فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ، اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ) پھر جب اس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس عورت سے کہا یہ سب تم عورتوں کا مکر و فریب ہے۔ بے شک تمہارا مکر و فریب بڑا زبردست ہوتا ہے۔ (يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا) پھر اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے یوسف تم اس بات کا کچھ خیال نہ کرو (یعنی تم ملول نہ ہو میں سمجھ چکا ہوں کہ تم بے گناہ ہو)۔ پھر وہ اپنی بیوی کی طرف مخاطب ہوا اور اس سے کہنے لگا (وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ، اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ) اپنے گناہ کی معافی مانگ، بے شک تو ہی گناہگار ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھیئے۔ اس کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کے احکام کی تعمیل کیجئے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کیجئے۔

اے لوگو، عورتوں کے فتنہ سے بچئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب یتقی من شؤم المرأۃ جزء ۷ ص۱۱)

میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ
الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ،
قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا، اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ
بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ
اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ
كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا
وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ، فَلَمَّا
رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا، إِنْ هٰذَآ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿۳۱﴾
قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي
فِيهِ، وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ
فَاسْتَعْصَمَ، وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ
اٰمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ
الصّٰغِرِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ
اَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ،
وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ

اَصۡبُ اِلَيۡهِنَّ وَاَكُنۡ مِّنَ
الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۳﴾ فَاسۡتَجَابَ لَهٗ
رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنۡهُ كَيۡدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا
لَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا رَاَوُا الۡاٰيٰتِ
لَيَسۡجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۳۵﴾

ترجمہ (پھر ایسا ہوا کہ اس واقعہ کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی) شہر کی عورتیں (آپس میں ایک دوسرے سے) کہنے لگیں، عزیز کی بیوی اپنے غلام کو (اپنی مطلب برآری کے لئے) پھسلاتی ہے، غلام کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے، ہماری رائے میں تو وہ صریح غلطی پر ہے ﴿۳۰﴾ جب عزیز کی بیوی کو ان عورتوں کے مکر و فریب کی اطلاع ملی تو اس نے ان کو (دعوت کا) پیغام بھیجا اور ان کے لئے گاؤ تکیئے (اور فرش فروش) کا انتظام کیا، (جب وہ سب عورتیں جمع ہو گئیں تو) ان میں سے ہر ایک کو (پھل کاٹنے کے لئے) ایک ایک چھری دے دی (پھر جیسے ہی وہ پھل کاٹنے کے لئے تیار ہوئیں) اس نے یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کہا (ذرا) ان کے سامنے باہر تو آؤ پھر جب (یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) باہر آئے اور) عورتوں نے انہیں دیکھا تو ان کو عظیم الشان سمجھا (وہ ان کے حسن و جمال دیکھ کر بے خود ہو گئیں) اور (اس بیخودی کے عالم میں) انہوں نے (پھل کے بجائے)

کتاب کا ایک جزء ہے (وَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ) اور اے رسول، جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ سب حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ○ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ، بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل - ۱ تا ۳)

الٓمّٓ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے (اور اے رسول) کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول نے اسے خود بنا لیا ہے (نہیں یہ بات نہیں ہے) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے (اسی نے اس کو نازل کیا ہے) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے (ماضی قریب میں) کوئی رسول نہیں آیا شاید (آپ کے ڈرانے سے) یہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○

(محمد - ۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے (اللہ) ان کے گناہوں کو دور کر دے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائے گا۔

قرآن مجید حق و صداقت سے لبریز کتاب ہے (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ) لیکن پھر بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اس لئے نہیں کہ وہ اس کو حق نہیں سمجھتے بلکہ اس لئے کہ ان کے دلوں میں حسد، ہٹ دھرمی، کبر، شقاق اور عناد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○

(صٓ - ۲)

لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ تکبر اور مخالفت میں (مبتلا) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ○

(الحج - ۵۳)

اور (اے رسول) یہ ظالم تو بے شک پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، انہوں نے کہا سبحان اللہ! یہ تو انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے (۳۱) (عزیز کی بیوی نے) کہا یہی ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں، بے شک میں نے ہی انہیں پھسلانا چاہا تھا لیکن وہ اپنی عصمت کی حفاظت کرتے رہے اور اگر انہوں نے وہ کام نہیں کیا جس کا میں انہیں حکم دیتی ہوں تو وہ ضرور قید کر دئے جائیں گے اور ذلیل و خوار ہوں گے (۳۲) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا اے میرے رب، جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس کے مقابلہ میں مجھے قید خانہ پسند ہے اور (اے میرے رب) اگر تو ان کے مکر و فریب کو مجھ سے دفع نہیں کرے گا تو (ہو سکتا ہے کہ) میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور نادانوں میں سے ہو جاؤں (۳۳) ان کے رب نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان عورتوں کے مکر و فریب کو ان سے دفع کر دیا، بے شک وہ (دعاء کا) سننے والا، اور (خلوص کا) جاننے والا ہے (۳۴) پھر باوجود اس کے کہ (عزیز اور اس کے خیر خواہ) سب لوگ (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکدامنی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ ان کو کچھ عرصہ کے لئے قید خانہ بھیج دیں (۳۵)

معانی و مصادر

(شَغَفَ) شَغَفَ، یَشْغَفُ، شَغْفٌ (ف) دل میں گھر کرنا۔
(اَعْتَدَتْ) اَعْتَدَ، یُعْتِدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(مُتَّكَاً) اِتَّكَاَ، یَتَّكِئُ، اِتِّكَاءٌ (باب افتعال) تکیہ لگا کر بیٹھنا (اصلی حروف وکء ہیں) مُتَّكَاٌ = گاؤ تکیہ)۔
(حَاشَ) حَاشَ، یَحُوْشُ، حَوْشٌ (ن) جمع کرنا اور ہانکنا (حَاشَ کلمہ استثناء اور کلمہ تنزیہ ہے)۔
(لَتُسْجُنُنَّ) لَامَ، یَلُوْمُ، لَوْمٌ وَمَلَامٌ وَمَلَامَةٌ (ن) ملامت کرنا۔
(صٰغِرِیْنَ) صَغُرَ، یَصْغُرُ صِغْرٌ وَصَغَارَةٌ وَصُغْرَانٌ (ک) چھوٹا ہونا، ذلیل ہونا۔
(اَصْبُ) صَبَا، یَصْبُوْ، صَبْوَةٌ، صُبُوَّةٌ وَصُبُوٌّ (ن) مائل ہونا۔

تفسیر

اس واقعہ کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی (وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا، اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) شہر کی عورتوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی مطلب برآری کے لئے پھسلاتی ہے۔ غلام کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے۔ ہماری رائے میں تو وہ صریح غلطی پر ہے (فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ) جب عزیز کی بیوی کو ان عورتوں کے مکر و فریب کی اطلاع ملی تو اس نے ان کو دعوت کا پیغام بھیجا (وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً) اور ان کے لئے گاؤ تکیئے فرش فروش وغیرہ کا انتظام کیا (وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا) (جب وہ سب عورتیں جمع ہو گئیں تو عزیز کی بیوی نے ان میں سے) ہر ایک کو (پھل کاٹنے کے لئے) ایک ایک چھری دے دی (وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ) پھر جیسے ہی وہ پھل کاٹنے کے لئے تیار ہوئیں اس نے یوسف

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: ذرا ان کے سامنے باہر تو آؤ (فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ) پھر جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر آئے اور عورتوں نے انہیں دیکھا تو ان کو بڑا عظیم الشان سمجھا۔ وہ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر بیخود ہو گئیں اور اس بیخودی کے عالم میں انہوں نے پھل کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے (وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ) اور کہنے لگیں سبحان اللہ: یہ تو انسان نہیں ہے۔ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۸۱)

پھر ہمیں تیسرے آسمان پر چڑھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا دریافت کیا گیا کون ہے، جواب ملا جبریل، دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، جواب ملا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریافت کیا گیا ان کے لینے کے لئے بھیجا گیا تھا جبریل نے کہا ہاں انہیں لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دروازہ کھول دیا گیا وہاں یوسف صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حسن کا آدھا حصہ انہیں عطاء کیا تھا۔

جب شہر کی عورتیں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر وارفتہ ہو گئیں تو (قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ) عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہی ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں (وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ) اور یہ صحیح ہے کہ میں نے ان کو پھسلایا تھا لیکن انہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور برے کام سے بچے رہے (وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصّٰغِرِينَ) اور اگر انہوں نے وہ کام نہیں کیا جس کا میں انہیں حکم دیتی ہوں تو وہ ضرور قید کر دئے جائیں گے اور ذلیل و خوار ہوں گے۔ الغرض وہ عورتیں بھی عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ مل گئیں اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھسلانے لگیں (قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِينَ) ان عورتوں کی باتیں سن کر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کی! اے میرے رب، جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس کے مقابلہ میں مجھے قید خانہ پسند ہے اور اے میرے رب اگر تو ان کے مکر و فریب کو مجھ سے دفع نہیں کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور نادان بن جاؤں۔ گناہ سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اسی لئے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے توفیق کے لئے دعاء کی (فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ) الغرض ان کے رب نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان عورتوں کے مکر و فریب کو ان سے دور کر دیا۔ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس نے ان کی دعاء سُن لی، اسے علم تھا کہ ان کی دعاء میں خلوص اور نیت میں پاکیزگی ہے (ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ) پھر باوجود اس کے کہ عزیز مصر اور اس کے خیر خواہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکدامنی کی نشانیاں دیکھ چکے تھے انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ عرصہ کے لئے قید خانہ بھیجدیں۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان عورتوں کے مکرو فریب سے بچانے کی یہ تدبیر کی اور اس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام قید خانہ بھیج دئے گئے۔

عمل

اے لوگو، تکلیف اور ذلت برداشت کر لیجئے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کیجئے۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ،
قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيٓ اَرٰىنِيٓ اَعْصِرُ
خَمْرًا ، وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيٓ اَرٰىنِيٓ
اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْهُ ، نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ، اِنَّا
نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ
لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا
نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّاْتِيَكُمَا ، ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ

رَبِّیْ ۚ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ
لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ
ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ
ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا
مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ
اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا
فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۭ وَاَمَّا الْاٰخَرُ

فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّأْسِهٖ ۭ
قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱
وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ
فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ
فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝۴۲

ترجمہ

(الغرض انہیں قید خانہ بھیج دیا گیا تو) ان کے ساتھ دو نوجوان آدمی اور قید خانہ میں داخل ہوئے (ان دونوں نے خواب دیکھا اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعبیر پوچھی) ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب (بنانے کے لئے انگور) نچوڑ رہا ہوں، دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں سر پر روٹیاں اٹھائے ہوا ہوں (اور) پرندے ان میں سے (آ کر) کھا رہے ہیں، آپ ہمارے خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے، ہمیں آپ (بڑے ہی) نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (۳۶) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا تمہیں جو کھانا (ابھی) ملنے والا ہے وہ نہیں آنے پائیگا کہ اس سے پہلے میں تمہیں (تمہارے) خواب کی تعبیر بتا دوں گا، میرے رب نے جن جن باتوں کی مجھے تعلیم دی ہے ان میں سے ایک خواب کی تعبیر بتانے کا علم بھی ہے میں نے اس قوم کی ملت کو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں ترک کر دیا ہے (۳۷)

میں تو اپنے آباء واجداد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کرتا ہوں، ہمارے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں یہ اللہ کا ہم پر اور (تمام) لوگوں پر (بڑا) فضل ہے (کہ وہ بار بار) صحیح راستے کی نشاندہی کرتا رہتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے (۳۸) اے قید خانے کے ساتھیو، (بتاؤ) کیا (مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ) علیحدہ علیحدہ رب بہتر ہیں یا اللہ (بہتر ہے) جو واحد (ویکتا) اور غالب وزبردست ہے (۳۹) (اے قید خانے کے ساتھیو) جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بعید اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے (۴۰) اے میرے قید خانے کے ساتھیو (اب تم اپنے خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک تو (قید خانہ سے آزاد ہو کر حسب سابق) اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرے کو پھانسی دی جائے گی اور پرندے اس کے سر کو (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ (خوابوں کی) جس تعبیر کے سلسلہ میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے (اللہ کی طرف سے) اس کا فیصلہ ہو چکا ہے (۴۱) (پھر) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں میں سے اس شخص سے جس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ رہائی پائے گا کہا کہ (جب تم رہائی کے بعد) اپنے مالک (کے پاس پہنچو تو اس) سے میرا ذکر کرنا، لیکن (جب وہ رہائی کے بعد اپنے مالک کے پاس پہنچا تو) اُسے شیطان نے اپنے مالک سے (ان کا) ذکر کرنا بھلا دیا لہٰذا یوسف چند سال (اور) قید خانے میں رہے (۴۲)

معانی ومصادر

(اَعْصِرُ) عَصَرَ، یَعْصِرُ، عَصْرٌ (ض) نچوڑنا۔
(قَیِّمٌ) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَةٌ وقِیَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا، اعتدال پر ہو جانا (قَیِّمٌ = سیدھا، نگراں)۔
(یُصْلَبُ) صَلَبَ، یَصْلِبُ، صَلْبٌ (ن، ض) سولی دینا، بھونتا، جلانا۔
(نَاجٍ) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجَاۃٌ ونَجَاءٌ ونَجْوٌ (ن) نجات پانا۔
(سُلْطٰنٌ) سَلَطَ، یَسْلُطُ، سَلَاطَۃٌ وسُلُوْطَۃٌ (س) سخت ہونا (سُلْطٰنٌ = دلیل، قوت، بادشاہ)۔

تفسیر

(وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ) جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام قید خانہ میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ دو نوجوان آدمی اور قید خانہ میں داخل ہوئے۔ ان دونوں نے خواب دیکھا اور تعبیر معلوم کرنے کے لئے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اپنے خوابوں کو بیان کیا (قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا) ایک نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب

بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں (وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ) دوسرے نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوا ہوں اور پرندے آ آ کر ان میں سے کھا رہے ہیں (نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ) آپ ہمیں ہمارے خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے۔ (ہم آپ سے اپنے خوابوں کی تعبیر اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ) (اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ) ہمیں آپ بڑے نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تمہیں جو کھانا ابھی ملنے والا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آنے پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ (ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ) میرے رب نے مجھے جن جن باتوں کی تعلیم دی ہے ان میں سے ایک خوابوں کی تعبیر بتانے کا علم بھی ہے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موقع مناسب دیکھتے ہوئے تعبیر بتانے سے پہلے انہیں تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ) میں نے ان لوگوں کے مذہب کو ترک کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور جو آخرت کے بھی منکر ہیں (وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ) میں تو اپنے آباء و اجداد، ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کرتا ہوں (مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ) ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کریں (ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ) یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور تمام لوگوں پر بڑا فضل ہے کہ وہ بار بار ہمیں صراط مستقیم کی نشان دہی کرتا رہتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے (يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ) اے میرے قید خانہ کے ساتھیو بتاؤ کیا (مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ) مختلف اور علیحدہ علیحدہ رب بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ بہتر ہے جو واحد و یکتا اور غالب اور زبردست ہے (مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ) اور اے میرے قید خانہ کے ساتھیو، جن جن ہستیوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری (اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ) حکم تو بس اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم نہیں مانا جا سکتا اس نے تو حکم نہیں دیا کہ ان ہستیوں کی عبادت کی جائے تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے) (اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ) برخلاف اس کے اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ تم کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے (ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ، وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اتنی واضح بات کو بھی نہیں جانتے، (سیدھا دین یعنی صراط مستقیم یہی ہے کہ بس اللہ اکیلے کی عبادت کی جائے۔ توحید ہی اصل دین ہے اور یہی ملت

ابراہیمی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

(الانعام - ۱۶۱)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رخ کرنیوالے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

توحید کی تعلیم دینے کے بعد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا (یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا) اے میری قید خانے کے ساتھیو (اب تم اپنے خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک تو قید خانے سے رہائی پانے کے بعد حسب سابق اپنے مالک کو شراب پلائے گا (وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ) اور دوسرے کو پھانسی دی جائے گی اور پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے (قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ) خوابوں کی تعبیر جس کے سلسلہ میں تم نے مجھ سے سوال کیا ہے ان تعبیروں کا فیصلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو چکا ہے (وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ، فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ) پھر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں میں سے اس شخص سے جس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ رہائی پائے گا کہا کہ جب تم رہائی کے بعد اپنے مالک کے پاس پہنچو تو اس سے میرا ذکر کرنا لیکن ہوا یہ کہ جب وہ رہائی کے بعد اپنے مالک کے پاس پہنچا تو اسے شیطان نے اپنے مالک سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا بھلا دیا لہذا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام چند سال اور قید خانہ میں رہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیے۔ بے ایمان قوم کے مذہب کو چھوڑ دیجئے اور وہ راستہ اختیار کیجئے جو انبیاء علیہم السلام نے بتایا ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیجئے ایک اللہ، واحد و مختار، قادر و قہار کی عبادت کیجئے۔ اطاعت و فرمانبرداری صرف اسی کی کیجئے۔ اس کے حکم کو واجب التعمیل سمجھئے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ہی صراط مستقیم اور دین قیم ہے۔

اے لوگو، تدبیر تو ضرور کیجئے لیکن یہ یقین رکھئے کہ تدبیر اللہ تعالیٰ کی مشیت کی محتاج ہے۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ
بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ
وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ
اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ
لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ ۭ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ
بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ

بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ
اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ
بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ
وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ
تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ

يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ
يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا
قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ
النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ
الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ، فَلَمَّا جَاءَهُ
الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ
فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي
قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ، إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ

عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ
رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ،
قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ
مِنْ سُوْٓءٍ ، قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ
الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا
رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ
لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ
لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ،
إِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ
الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ أَسْتَخْلِصْهُ
لِنَفْسِيْ، فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ إِنَّكَ
الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ أَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ
اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْأَرْضِ
إِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ
مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْأَرْضِ،

يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيْبُ
بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ
اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ (پھر حسن اتفاق سے ایسا ہوا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا، اس نے اس خواب کو اپنے سرداروں سے بیان کیا) بادشاہ نے کہا اے سردارو، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی (تازی) گایوں کو سات دبلی (پتلی) گائیں کھا رہی ہیں، (مزید برآں) میں نے سات سبز بالیں دیکھیں اور سات خشک بالیں دیکھیں، اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ (۴۳) سرداروں نے کہا یہ تو پریشان خواب ہیں، ایسے خوابوں کی تعبیر ہمیں نہیں آتی (۴۴) ان دو (قیدیوں) میں سے اس شخص کو جس نے رہائی پائی تھی ایک عرصہ کے بعد (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعبیر بتانا) یاد آیا، اس نے (بادشاہ اور سرداروں سے) کہا میں آپ کو اس کی تعبیر بتا سکتا ہوں، آپ مجھے (قید خانہ جانے کی) اجازت دیجئے (۴۵) (اس کو اجازت دے دی گئی وہ قید خانہ پہنچا) اس نے کہا اے یوسف، اے صدیق، (بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ) سات موٹی گایوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں (بادشاہ نے اس کے علاوہ) سات ہری بالیں اور سات خشک بالیں (بھی دیکھی ہیں) آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیے تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاکر (انہیں تعبیر بتاؤں) اور اس طرح ان کو (بھی صحیح تعبیر) معلوم ہو جائے (۴۶) (یوسف نے کہا) تم سات سال تک متواتر کھیتی کرو گے تو جب تم کھیتی کاٹو تو تھوڑے سے غلّہ کے علاوہ جو تم کھاؤ باقی سب کو بالوں ہی میں چھوڑ دینا (۴۷) پھر اس کے بعد سات (سال ایسے) آئیں گے جن میں سخت قحط پڑیگا، ان سات سالوں میں وہ تمام غلہ ختم ہو جائے گا جو تم نے ان سالوں کے لئے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا بجز اس

تھوڑے سے غلّہ کے جو تم نے (خاص طور پر) محفوظ کر لیا ہوگا ﴿۴۸﴾ پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ اس میں لوگوں کے لئے (خوب) بارش ہوگی (ہر چیز افراط سے پیدا ہوگی حتیٰ کہ انگوروں کی بھی فراوانی ہوگی اور لوگ) اس سال (شربت کے لئے بھی انگوروں کو خوب) نچوڑیں گے ﴿۴۹﴾ (اس شخص نے یہ تعبیر بادشاہ کو بتادی) بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لے آؤ، جب (بادشاہ کا) قاصد ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اپنے مالک کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کیا آپ کو ان عورتوں کا بھی کچھ علم ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، بے شک میرا رب تو ان کے مکر و فریب سے خوب واقف ہے ﴿۵۰﴾ (قاصد نے بادشاہ کو یہ پیغام پہنچا دیا بادشاہ نے ان عورتوں کو بلوایا اور ان سے) پوچھا بتاؤ جب تم نے یوسف کو پھسلایا تھا تو تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا، عورتوں نے کہا سبحان اللہ، ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں دیکھی، عزیز کی بیوی نے کہا کہ اب تو اصل حقیقت ظاہر ہو ہی گئی ہے (اب میرے چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں، سچی بات یہی ہے کہ) میں نے ہی انہیں پھسلایا تھا اور وہ یقیناً سچے ہیں ﴿۵۱﴾ یوسف نے کہا (میں نے اس واقعہ کی تحقیق) اس لئے (کرائی) کہ عزیز کو یقین آجائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی کوئی خیانت نہیں کی اور (میں ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا جبکہ مجھے) یہ (معلوم ہے) کہ اللہ خیانت کرنے والوں کی تدبیروں کو منزل سے ہمکنار نہیں کرتا ﴿۵۲﴾ اور میں اپنے نفس کو برائی سے مبرا بھی نہیں کہتا، نفس تو بے شک (ہر انسان کو) برے کام کا حکم دیتا ہی رہتا ہے (لہٰذا اس کی شرارت سے کوئی بچ نہیں سکتا) سوائے اس کے جس پر میرے رب کی رحمت ہو جائے (میرا گناہ سے بچ جانا اسی کے رحم و کرم کا رہین منت ہے) بے شک میرا رب بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے ﴿۵۳﴾ بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ، میں اپنی ذات کے لئے ان کو پسند کرتا ہوں، پھر جب (یوسف بادشاہ کے پاس پہنچے اور) بادشاہ نے ان سے گفتگو کی (تو دوران گفتگو بادشاہ نے ان سے) کہا آج سے آپ ہمارے ہاں صاحب منزلت اور (امور مملکت کے) امین ہیں ﴿۵۴﴾ یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دیجئے، میں ان کی (اچھی طرح) حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور (اس کام سے اچھی طرح واقف بھی ہوں ﴿۵۵﴾ (اے رسول) ہم نے اس طرح یوسف کو زمین میں تمکنت عطاء فرمائی، وہ اس سرزمین میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اور (یہ ہماری رحمت ہی ہے کہ) ہم نیکی کرنے والوں کے اجر کو (دنیا میں بھی) ضائع نہیں کرتے ﴿۵۶﴾ رہا آخرت کا اجر تو وہ بھی انہی لوگوں کا اچھا ہے جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار رہے ﴿۵۷﴾

معانی و مصادر (سِمَانٌ) سَمِنَ، یَسْمَنُ، سَمْنٌ و سَمَانَۃٌ (س) چربی کا زیادہ ہونا، موٹا ہونا (سِمَانٌ = سَمِیْنٌ کی جمع = موٹے)۔

(عِجَافٌ) عَجَفَ، یَعْجُفُ، عَجَفٌ (ک، س) دبلا کرنا (عِجَافٌ = عَجُفٌ کی جمع، دبلے)۔

(یَبْسٌ) یَبِسَ ، یَیْبَسُ، یَبْسٌ (س وح) سوکھ جانا۔
(تَعْبُرُوْنَ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ وعِبَارَۃٌ (ن) تعبیر دینا۔
(اَضْغَاثٌ) ضَغَثَ، یَضْغَثُ، ضَغْثٌ (ف) خلط ملط کر دینا۔
(اَضْغَاثٌ = ضِغْثٌ کی جمع ، مخلط جس کی کوئی حقیقت نہ ہو یا جس کی کوئی تاویل نہ ہو سکے)۔
(اَحْلَامٌ) حَلَمَ، یَحْلُمُ، حُلْمٌ (ن) خواب دیکھنا، بالغ ہونا (اَحْلَامٌ = حُلْمٌ کی جمع ،خواب)۔
(اِدَّکَرَ) اِدَّکَرَ، یَدَّکِرُ، اِدِّکَارٌ (افتعال) یاد کرنا۔
(اُمَّۃٌ) اُمَّۃٌ ، مدت۔
(دَاَبًا) دَاَبَ، یَدْاَبُ، دَاْبٌ وَدَاَبٌ (ف) مسلسل محنت کرنا، متواتر کرنا۔
(تُحْصِنُوْنَ) اَحْصَنَ، یُحْصِنُ، اِحْصَانٌ (باب افعال) قلعہ بنانا، نکاح کرنا، پاک دامن ہونا، محفوظ کرنا۔
(یُغَاثُ) غَاثَ، یَغِیْثُ، غَیْثٌ (ض) بارش برسانا۔
(بَالٌ) بَالٌ = حال۔ حروف اصلی : ب و ل ہیں۔
(حَصْحَصَ) حَصْحَصَ، یُحَصْحِصُ، حَصْحَصَۃٌ (رباعی مجرد باب فَعْلَلَۃٌ) چھپانے کے بعد ظاہر ہو جانا۔
(اَخُنْ) خَانَ، یَخُوْنُ، خَوْنٌ وخِیَانَۃٌ ومَخَانَۃٌ وخَانَۃٌ (ن) خیانت کرنا۔
(اُبَرِّئُ) بَرَّاَ، یُبَرِّئُ، تَبْرِئَۃٌ (باب تفعیل) بری کرنا۔
(اَسْتَخْلِصُ) اِسْتَخْلَصَ، یَسْتَخْلِصُ، اِسْتِخْلَاصٌ (باب استفعال) پسند کرنا۔
(مَکِیْنٌ) مَکُنَ، یَمْکُنُ، مَکَانَۃٌ (ک) بلند و با منزلت ہونا (مَکِیْنٌ = ذو منزلت، مرتبہ والا)۔

تفسیر بادشاہ کو شربت پلانے والا قید خانہ سے رہائی کے بعد پھر بادشاہ کی خدمت پر مامور ہو گیا۔ وہ کئی سال تک خدمت انجام دیتا رہا اسی اثنا میں بادشاہ نے ایک خواب دیکھا۔ بادشاہ نے اس خواب کو اپنے سرداروں سے بیان کیا۔ (وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ) بادشاہ نے کہا، اے سردارو، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ مزید برآں میں نے سات سرسبز بالیں اور سات خشک بالیں دیکھیں۔ اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر بتاؤ (قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ) سرداروں نے کہا: یہ تو پریشان خواب ہیں، ایسے خوابوں کی تعبیر تو ہمیں نہیں آتی (وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ

بِتَاْوِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنِ) ایک عرصہ کے بعد اس موقع پر ان دو قیدیوں میں سے ایک شخص کو جس نے رہائی پائی تھی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعبیر بتانا یاد آیا۔ اس نے بادشاہ اور اس کے سرداروں سے کہا میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتا سکتا ہوں۔ آپ مجھے قید خانہ جانے کی اجازت دیجئے۔ الغرض اسے قید خانہ جانے کی اجازت مل گئی۔ وہ قید خانہ گیا اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا (یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ، لَعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ) اے یوسف، اے صدیق، بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بادشاہ نے خواب میں سات سرسبز بالیں اور سات خشک بالیں بھی دیکھی ہیں۔ آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیے تاکہ میں ان لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور انہیں وہ تعبیر بتاؤں تو وہ بھی جان لیں کہ صحیح تعبیر کیا ہے (قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا، فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم سات سال تک متواتر کھیتی کرو گے تو جب تم کھیتی کاٹو تو اس تھوڑے سے غلہ کے علاوہ جس کو تم اپنے کھانے کے لئے نکالو باقی سب کو بالوں ہی میں چھوڑ دینا (ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ) پھر اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے جن میں سخت قحط پڑے گا۔ ان سات سالوں میں وہ تمام غلہ ختم ہو جائیگا جو تم نے ان سالوں کے لئے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا، بجز اس تھوڑے سے غلہ کے جو تم نے بیج کے لئے خاص طور پر محفوظ کر لیا ہوگا (ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ) پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ اس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی ہر چیز افراط سے ہوگی حتیٰ کہ انگور بھی اس کثرت سے ہوں گے کہ لوگ ان کو کھانے کے علاوہ شربت کے لئے بھی نچوڑیں گے۔ واپس آکر اس شخص نے یہ تعبیر بادشاہ کو بتا دی (وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ) بادشاہ نے کہا، ان کو میرے پاس لے آؤ اس حکم کی تعمیل میں (فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ) جب بادشاہ کا قاصد ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا، اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا اسے ان عورتوں کے حالات اور مکر و فریب کا بھی علم ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے (اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ) میرا رب تو ان کے مکر و فریب سے خوب واقف ہے (اگرچہ اللہ تعالیٰ کا واقف ہونا ہی کافی تھا تاہم یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ دنیا میں بھی کوئی شخص ان کے کردار پر انگلی نہ رکھ سکے)۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسر نفسی کے ساتھ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر و استقامت اور تہمت و بدگمانی سے بریت کے جذبۂ صادق کی کیا خوب مدح و تعریف کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ یوسف جزء ۶ ص ۹۷)

اگر میں قید خانہ میں اتنے عرصہ رہتا جتنے عرصہ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رہے تو میں (فوراً) بلانے والے کی بات مان لیتا (اور قید خانہ سے نکل آتا)۔

الغرض یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی سے واقف ہے بادشاہ اور دوسرے لوگ بھی واقف ہو جائیں اور بعد میں پھر کسی قسم کا شوشہ نہ اٹھے اور بہتان تراشی نہ کی جائے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے رسول تھے۔ ان کا کام تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیں اور ان سے اس پیغام کو حتی الامکان منوانے کی کوشش کریں اور یہ جب ہی ہو سکتا تھا کہ جبکہ ان کا دامن کسی برائی سے داغدار نہ ہو کیونکہ جس شخص پر کسی برائی کی تہمت ہو اس کو نبی تسلیم کرنا ناممکن ہے۔ نبی کا دامن ہر قسم کی برائی سے پاک و صاف ہونا چاہئے۔ اسی لئے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رہائی کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی اہمیت کہ انہوں نے برئیت کو دی۔ قاصد نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام بادشاہ کو پہنچا دیا۔ بادشاہ نے ان عورتوں کو اپنے دربار میں طلب کیا (قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهِ) اور ان سے کہا: بتاؤ جب تم نے یوسف کو اپنی مطلب برآری کے لئے پھسلایا تھا تو تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا (قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ) عورتوں نے کہا: سبحان اللہ ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں دیکھی (قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ، أَنَا رَاوَدْتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ) اس موقع پر عزیز کی بیوی بھی بول اٹھی کہ اب تو اصل حقیقت سب پر ظاہر ہو ہی گئی ہے (تو میں کیوں چھپانے کی کوشش کروں۔ اب چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں) سچی بات یہی ہے کہ میں نے ان کو اپنی مطلب آری کے لئے پھسلایا تھا اور وہ یقیناً سچے ہیں اور پاک دامن ہیں۔ جب معاملہ کی تحقیق ہو گئی تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ) میں نے اس واقعہ کی تحقیق اس لئے کرائی کہ عزیز کو یقینی علم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی کوئی خیانت نہیں کی اور میں ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا جبکہ مجھے معلوم ہے اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیروں کو منزل مقصود سے ہمکنار نہیں کرتا (وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيَ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ) اور میں اپنے نفس کو برائی سے مبرا نہیں کہتا۔ نفس تو بے شک ہر انسان کو برے کام کا حکم دیتا ہے لہذا اس کی شرارت سے کوئی نہیں بچ سکتا سوائے اس کے جس پر میرے رب کی رحمت ہو جائے۔ (یعنی میرا گناہ سے بچ جانا اسی کے رحم و کرم اور اس کی توفیق کا رہین منت ہے میں اپنی پاک دامنی پر فخر نہیں کرتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم تھا کہ اس نے مجھے گناہ سے بچا لیا) بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ

اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ) بادشاہ نے کہا: یوسف کو میرے پاس لے آؤ، میں ان کو اپنی ذات خاص کے (کاموں کے) لئے منتخب کرتا ہوں (فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ) پھر جب (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہ کے پاس پہنچے اور) بادشاہ نے ان سے گفتگو کی (تو دوران گفتگو بادشاہ نے ان سے) کہا آج سے آپ ہمارے ہاں صاحب منزلت اور (امور مملکت کے) امین ہیں (قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے کہا: مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دیجئے۔ میں ان کی اچھی طرح حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے اچھی طرح واقف بھی ہوں۔ (بادشاہ نے ان کی خواہش کے مطابق انہیں مامور کر دیا) (وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں تمکنت عطاء فرمائی (يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ) وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے (کوئی انہیں روکنے والا نہیں تھا) (نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ) ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں (وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) اور یہ ہماری رحمت ہی ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کے اجر کو دنیا میں بھی ضائع نہیں کرتے (وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ) آخرت کا اجر تو وہ بھی انہی لوگوں کے لئے اچھا ہوگا جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار رہے۔

عمل

اے لوگو، تہمت کے مواقع سے بچئے پھر بھی اگر کوئی شخص تہمت لگا ہی دے تو حتی الامکان اس سے بریّت کی کوشش کیجئے۔

اے لوگو، کسی شخص کے اہل وعیال میں اس شخص کی خیانت نہ کیجئے۔

اے لوگو، اپنے نفس کے پاکیزہ ہونے کا دعویٰ نہ کیجئے اور برائی سے بچ جانے پر فخر نہ کیجئے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم سمجھئے۔

اے لوگو، ایمان لائیے، تقویٰ اختیار کیجئے اس لئے کہ اجرِ آخرت تو ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے ہے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا
عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾
وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ
ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ
اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ
اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ
تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ
عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا
سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ
اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول، پھر اتفاق ایسا ہوا کہ) یوسف کے بھائی وہاں آئے تو یوسف کے پاس بھی گئے۔ یوسف نے تو انہیں پہچان لیا لیکن وہ یوسف کو نہ پہچان سکے (۵۸) (پھر کچھ دن کے بعد) جب (وہ واپس جانے لگے تو) یوسف نے ان کے لئے سامان (سفر) تیار کرایا اور ان سے کہا کہ (آئندہ جب آؤ تو) اپنے سوتیلے بھائی کو بھی لے کر آنا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانداری بھی خوب کرتا ہوں (۵۹) اگر تم اسے لے کر میرے پاس نہ آئے تو پھر میرے ہاں سے تمہیں نہ غلّہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس آسکو گے (۶۰) (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے) کہا اس کے (یہاں لانے کے) سلسلہ میں ہم اس کے والد کو سمجھائیں گے اور ہم ضرور ایسا کریں گے (۶۱) پھر یوسف نے اپنے خادموں سے کہا کہ ان کی (دی ہوئی) پونجی ان کے پالان میں رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے اہل (وعیال) میں واپس پہنچیں تو اسے پہچان لیں اور (غلہ لینے کے لئے) دوبارہ آئیں (۶۲)

معانی و مصادر (جَهَّزَ) جَهَّزَ، يُجَهِّزُ، تَجْهِيْزٌ (باب تفعیل) سامان تیار کرنا۔
(جَهَازٌ) جَهَزَ، يَجْهَزُ، جَهْزٌ (ف) زخمی کو قتل کر کے قتل کی تکمیل کرنا (جَهَازٌ سازوسامان)۔
(تَقْرَبُوْنَ) قَرِبَ، يَقْرَبُ، قُرْبٌ وقُرْبَانٌ (س وك) قریب ہونا۔
(رِحَالٌ) رَحِلَ، يَرْحَلُ، رَحْلٌ ورَحِيْلٌ (ف) منتقل ہونا (رِحَالٌ = رَحْلٌ کی جمع، پالان)۔

تفسیر سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں بھی قحط پڑ گیا جس ملک میں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے (وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی (غلہ خریدنے کے لئے مصر آئے) جب وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ (وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ) پھر جب وہ غلہ خریدنے کے بعد واپس جانے لگے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے سامان سفر تیار کرایا اور رخصت کرتے وقت ان سے فرمایا: آئندہ جب تم آؤ تو اپنے سوتیلے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے کر آنا۔ (اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمان نوازی بھی خوب کرتا ہوں (فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ) اگر تم اُسے لے کر میرے پاس نہ آئے تو پھر میرے ہاں سے نہ تمہیں غلہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس آسکو گے (قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ) بھائیوں نے کہا ہم اپنے والد کی منت خوشامد کریں گے، انہیں سمجھائیں گے کہ وہ اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں آپ مطمئن رہیں کہ (ہم اس کو اپنے ساتھ لانے کے سلسلہ میں پوری) کوشش کریں گے (وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ) الغرض جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ان کے خادم ان لوگوں کے لئے سامان سفر باندھنے لگے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان خادموں سے کہا کہ ان لوگوں کی دی ہوئی پونجی جس کے بدلہ میں انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کے پالان میں رکھ دو (لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ) تاکہ جب یہ لوگ اپنے اہل وعیال میں واپس پہنچیں تو اسے پہچان لیں اور غلہ لینے کے لئے دوبارہ آئیں (کہیں ایسا نہ ہو کہ قیمت نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ غلہ خریدنے ہی نہ آئیں۔ الغرض خادموں نے حکم کی تعمیل کی اور ان لوگوں کی پونجی ان کے پالان میں رکھ دی)۔

عمل

اے لوگو، ناپ تول کر پورا دیا کیجئے، مسافروں کی مہمان نوازی کیا کیجئے۔ مسافروں اور غریبوں پر رحم وکرم کیا کیجئے۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ
اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾
قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ
اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ
وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا

رُدَّتْ اِلَيْنَا، وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ
نَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ
بَعِيْرٍ، ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾
قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى
تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ
بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ، فَلَمَّآ
اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى
مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ
لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ

وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ،
وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
شَیْءٍ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، عَلَیْهِ
تَوَكَّلْتُ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ
حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ مَا كَانَ
یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ
اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ
قَضٰىهَا، وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

ترجمہ الغرض جب وہ اپنے والد کے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا اے ہمارے ابا جان (اب) ہمیں غلہ نہیں ملے گا (جب تک ہم اپنے بھائی کو لے کر نہ جائیں) لہذا آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے تاکہ ہمیں غلہ مل جائے اور (آپ مطمئن رہیں کہ) ہم اس کی حفاظت کریں گے ﴿۶۳﴾ (یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا کیا میں اس پر تمہیں امین بنا دوں (تو تم امانت کا حق ادا کرو گے) مگر بس ایسا ہی جیسا کہ (تم نے اس وقت کیا تھا جب میں نے) اس سے پہلے اس کے بھائی کے سلسلہ میں تم کو امین بنایا تھا اللہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ﴿۶۴﴾ پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی پونجی بھی اس میں موجود ہے اور وہ انہیں واپس کر دی گئی ہے انہوں نے (خوشی میں اپنے والد سے) کہا اے ہمارے ابا جان ہمیں اور کیا چاہئے۔ یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے، (اب) ہم (پھر) اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور (اس کے حصہ کا) ایک بار شتر غلہ اور حاصل کریں گے، (اور) یہ غلہ (حاصل کر لینا ہمارے لئے) بالکل آسان ہے ﴿۶۵﴾ (یعقوب نے) کہا میں اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا جب تک تم اللہ کی قسم کھا کر مضبوط عہد نہ کرو کہ تم اس کو ضرور میرے پاس (بہ حفاظت) لے آؤ گے سوائے اس صورت کے کہ تم خود ہی کہیں گھر جاؤ اور مجھ تک نہ پہنچ سکو) پھر جب انہوں نے یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مضبوط عہد کر لیا تو یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا ہم نے (آپس میں) جو کچھ عہد و پیمان کیا ہے اس پر اللہ نگہبان ہے ﴿۶۶﴾ پھر یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں سے کہا اور اے میرے بیٹو (شہر میں) ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا اللہ کی طرف سے (جو بات ہونے والی ہے اس میں سے) میں کسی چیز کو بھی روک نہیں سکتا، حکم تو اللہ ہی کا چلتا ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے ﴿۶۷﴾ پھر جب وہ (شہر میں) اسی طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے انہیں حکم دیا تھا تو کوئی تدبیر ان کو اللہ کی تقدیر سے نہ بچا سکی (اور یعقوب تو پہلے ہی سے اسی عقیدہ پر قائم تھے) مگر (کیونکہ تدبیر کرنے کا حکم ہے لہذا) جو تدبیر ان کے دل میں آئی تھی انہوں نے (اپنے لڑکوں کو) اس (کے مطابق کرنے) کا حکم دیا تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم نے جو علم ان کو دیا تھا (اس کی بناء پر) وہ (بڑے) ذی علم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ تقدیر اور تدبیر میں کس قدر ربط ہے) ﴿۶۸﴾

معانی و مصادر

(نَکْتَلْ) اِکْتَالَ، یَکْتَالُ، اِکْتِیَالٌ (باب افتعال) ماپنا۔
(نَمِیْرُ) مَارَ، یَمِیْرُ، مَیْرٌ (ض) غلہ لانا۔
(نَزْدَادُ) اِزْدَادَ، یَزْدَادُ، اِزْدِیَادٌ (باب افتعال) زیادہ کرنا، زیادہ ہونا، زیادہ طلب کرنا۔
(یَسِیْرٌ) یَسُرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ (ک) آسان ہونا، کم ہونا۔
(مَوْثِقًا) وَثِقَ، یَثِقُ، ثِقَةٌ وَوُثُوْقٌ وَمَوْثِقٌ (ح) اعتماد بنانا (مَوْثِقٌ = مِیْثَاقٌ، عہد)۔
(وَکِیْلٌ) وَکَلَ، یَکِلُ، وَکْلٌ وَوُکُوْلٌ (ض) سپرد کرنا۔ (وَکِیْل = جس کو کام سپرد کر دیا جائے یا جس کو کام کا نگہبان بنا دیا جائے۔)
(حَاجَةٌ) حَاجَ، یَحُوْجُ، حَوْجٌ (ن) محتاج ہونا۔

تفسیر

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر (فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) جب اپنے والد کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے ابا جان اب ہمیں غلہ نہیں ملے گا جب تک ہم اپنے بھائی کو لے کر نہ جائیں لہٰذا آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھی بھیج دیجئے تاکہ ہمیں غلہ مل جائے اور (آپ اطمینان رکھیں کہ) ہم اس کی حفاظت کریں گے (قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر میں اس پر تمہیں امین بنا دوں تو تم اس کی کیا حفاظت کرو گے مگر بس ایسی حفاظت جیسی حفاظت تم نے اس وقت کی تھی جب میں نے اس سے پہلے اس کے بھائی کے سلسلہ میں تمہیں امین بنایا تھا (میں تمہاری حفاظت میں اس کو نہیں دیتا) (فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ) (بلکہ) اللہ (تعالیٰ کی حفاظت میں اس کو دیتا ہوں، وہ) بہترین حفاظت کرنے والا، اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ) پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی پونجی انہیں لوٹا دی گئی ہے (قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ) انہوں نے خوشی میں اپنے والد سے کہا: اے ابا جان، ہمیں اور کیا چاہئے (هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں لوٹا دی گئی ہے (وَنَمِیْرُ اَهْلَنَا) اس پونجی سے ہم پھر اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے (وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ) اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے، اور اس کے حصہ کا ایک بار شتر غلہ اور لائیں گے (ذٰلِكَ كَیْلٌ یَّسِیْرٌ) اور یہ غلہ حاصل کر لینا ہمارے لئے بالکل آسان ہے۔
(قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مضبوط عہد نہ کرو کہ تم اس کو ضرور میرے پاس بہ حفاظت لے آؤ گے سوائے اس صورت کے کہ تم خود ہی کہیں گھر جاؤ اور مجھ تک نہ پہنچ سکو (فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ)

پھر جب انہوں نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مضبوط عہد کیا تو یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ہم نے آپس میں جو کچھ عہد و پیمان کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ شاہد اور نگہبان ہے۔ (وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ) اس عہد و پیمان کے بعد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے بیٹو، تم سب شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا (کہیں ایسا نہ ہو کہ نظر لگ جائے) بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا (وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بات ہونے والی ہے وہ تو ہو کر رہے گی، اسے تو میں روک نہیں سکتا (اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ) حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے (میں تو صرف تدبیر کر رہا ہوں لیکن بھروسہ تدبیر پر نہیں ہے بلکہ) (عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ) بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور اسی پر تمام بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ (وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ) پھر جب وہ شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے انہیں حکم دیا تھا (مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا) تو کوئی تدبیر ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے نہ بچا سکی۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی اس عقیدہ کا اظہار کر دیا تھا مگر کیونکہ تدبیر کرنے کا حکم ہے لہٰذا جو تدبیر ان کے دل میں آئی تھی انہوں نے اپنے لڑکوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم دے دیا (وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو علم ہم نے ان کو دیا تھا اس کی بنا پر وہ بڑے ذی علم تھے (وہ تقدیر اور تدبیر کے ربط کو جانتے تھے) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ تقدیر اور تدبیر میں کس قدر ربط ہے)۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَلْعَيْنُ حَقٌّ (صحیح بخاری کتاب الطب باب العین حق جزء ۷ ص۱۷۱ وصحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض والرقی جزء ۲ ص۲۷۵) — نظر لگنا حق ہے۔

نظر کی تاثیر کے بہت سے واقعات مشاہدے میں آئے ہیں۔ بعض نظریں اپنا فریفتہ بنا لیتی ہیں، غصہ کی نظر اور محبت و شفقت کی نظر کے مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ مسمریزم کے تمام کرشمے نظروں ہی کے رہین منت ہوتے ہیں۔

نظر کے متعلق جملہ مسائل

(۱) نظر سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہئے لیکن بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہئے۔ دیکھنے والے کو بھی چاہئے کہ جب وہ کوئی اچھی چیز دیکھے تو مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ (الکہف - ۳۹)

اور اگر تو نے مجھے مال اور اولاد کے لحاظ سے اپنے سے کمتر دیکھا تھا تو سبب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے کیوں نہیں کہا کہ جو اللہ چاہتا ہے (وہی ملتا ہے) کسی میں کوئی قوّت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔

(۲) جب کسی کو تندرست و توانا اور خوبصورت دیکھے تو بَارَكَ اللّٰهُ کہے۔ جس کی نظر لگی ہو اس کو نہلا کر استعمال شدہ پانی نظر کے مریض پر ڈالے اور بقیہ پانی اس کے پیچھے بہا دے۔

حضرت ابوامامہ بن سہل فرماتے ہیں:۔

اِغْتَسَلَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَكَانَ رَجُلًا اَبْيَضَ حَسَنَ الْجِسْمِ وَالْجِلْدِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَخُوْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّاَةٍ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَاُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ سَهْلٍ وَاللّٰهُ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَمَا يُفِيْقُ قَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ فِيْهِ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَظَرَ اِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ؟ هَلَّا اِذَا رَاَيْتَ مَا يُعْجِبُكَ بَرَّكْتَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِغْتَسِلْ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَهٗ وَاَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ ذٰلِكَ الْمَآءُ عَلَيْهِ يَصُبُّهٗ رَجُلٌ عَلٰى رَاْسِهٖ وَظَهْرِهٖ مِنْ خَلْفِهٖ ثُمَّ يُكْفِئُ الْقَدَحَ وَرَآءَهٗ فَفَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ (رواہ احمد۔

سہل بن حنیف نہا رہے تھے اور وہ گورے، اچھے جسم اور جلد والے تھے۔ عامر بن ربیعہ نے انہیں دیکھا جو بنو عدی ابن کعب کے بھائی تھے عامر نے کہا: میں نے آج جیسا دن نہیں دیکھا اور نہ کسی پردہ نشین لڑکی کی ایسی جلد دیکھی۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سہل بے ہوش ہو کر گر گئے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا پھر آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول سہل کے معاملہ میں آپ کچھ کریں گے، اللہ کی قسم نہ وہ سر اٹھاتے ہیں اور نہ انہیں ہوش آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کسی پر (نظر لگانے کی) تہمت لگاتے ہو۔ لوگوں نے کہا: عامر بن ربیعہ نے انہیں دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو بلوایا اور ان پر خفگی کا اظہار کیا آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کس وجہ سے اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ جب تم نے انکو دیکھا کہ تمہیں بہت اچھے لگے تو تم نے ان کے لئے برکت کی دعاء کیوں نہیں کی۔ پھر آپ نے فرمایا: غسل کرو۔ انہوں نے اپنا چہرہ، اپنے ہاتھ، اپنی

بلوغ الامانی جزء ۱۷ صـ۱۸۹ وروا ہ مالک فی الموطا باب الوضوء من العین صـ۳۷۴ واسنادہٗ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۱۲۸۶)

کہنیاں، اپنے گھٹنے، اپنے پیروں کی انگلیاں اور ازار کے اندر کا حصہ ایک بڑے پیالہ میں دھویا۔ پھر اس کے سر پر اور اس کی پیٹھ پر اس پانی کو ڈالا اور پھر پیالہ کو اس کے پیچھے الٹ دیا۔ جب یہ کام ہو چکا تو سہل لوگوں کے ساتھ چلنے لگے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔

(۳) جس شخص کی نظر لگی ہو اگر اس سے کہا جائے کہ نہاؤ تو اسے نہا لینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْہُ الْعَیْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا (صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض والرقی جزء ۲ صـ۲۷۵)

نظر لگنا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی تو نظر کرتی اور جب تم سے نہانے کے لئے کہا جائے تو نہا لیا کرو۔

(۴) نظر بد سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل دعا پڑھے :۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّآمَّۃٍ

ترجمہ :۔ میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے، ہر زہریلے مہلک جانور سے اور ہر اس آنکھ سے جو نظر لگانے والی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں :۔

یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِھَا اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّآمَّۃٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ صـ۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی اسمٰعیل و اسحٰق پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

(۵) نظر بد کا علاج کسی ایسے منتر سے بھی کیا جا سکتا ہے جس میں شرک نہ ہو۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ بَیْتِہَا جَارِیَۃً فِیْ وَجْہِہَا سَفْعَۃٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَہَا فَاِنَّ بِہَا النَّظْرَۃَ (صحیح بخاری کتاب الطب باب رقعۃ العین جزء ۷، ص ۱۷۱ وصحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین جزء ۲ ص ۲۷۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر جھائیاں دیکھیں تو فرمایا اس کے لئے منتر پڑھواؤ۔ اس کو نظر لگ گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا بَأْسَ بِالرُّقٰی مَا لَمْ یَکُنْ فِیْہِ شِرْکٌ (صحیح مسلم کتاب السلام باب لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک جزء ۲ ص ۲۷۹)

ایسے منتروں میں کوئی حرج نہیں جن منتروں میں شرک نہ ہو۔

(۶) نظر بد کے لئے سب سے بہتر علاج قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کا پڑھنا ہے۔

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَیْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰی نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَخَذَ بِہِمَا وَتَرَکَ مَا سِوَاہُمَا (ترمذی ابواب الطب باب ما جاء فی الرقیۃ بالمعوذتین جزء ۲ ص ۶۴ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء ۲ ص ۱۲۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اور انسان کی نظر سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کرتے تھے حتیٰ کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں۔ جب یہ نازل ہوئیں تو بس ان کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔

عمل

اے لوگو، اصل محافظ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھئے۔ وہ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔

اے لوگو، نظر بد سے بچنے کی تدبیر کیجئے اور بھروسہ اللہ پر رکھئے۔ تدبیر کرنے کے باوجود اگر آپ مراد کو نہ پا سکیں تو سمجھ لیجئے کہ اللہ کو یہی منظور تھا اور اسی میں ہماری بہتری ہے۔

اے لوگو، کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے، وسائل کے بجائے بھروسہ اللہ تعالےٰ پر رکھئے: وسائل کو صرف ذریعہ سمجھئے اور بس۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى
اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ
السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ
اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ
اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا
عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾
قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا
بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ
عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى
الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾
قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ
كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ
وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ
كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾
فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ

اَخِيْهِ ، ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ
اَخِيْهِ ، كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ،
مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ
الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ
دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ، وَفَوْقَ كُلِّ
ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ
فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ،
فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ
وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ، قَالَ اَنْتُمْ

شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾
قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا
شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا
مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ
اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ الغرض جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور ان سے کہا (گھبراؤ نہیں) میں تمہارا بھائی ہوں اور جو کچھ یہ (لوگ ہمارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر (اب کسی قسم کا) رنج بھی نہ کرو ﴿۶۹﴾ پھر جب (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی رخصت ہونے لگے اور) یوسف نے ان کا سامان (سفر) تیار کیا تو (بادشاہ کے) پانی پینے کا کٹورا اپنے بھائی کے پالان میں رکھ دیا، پھر (جب خدّام نے دیکھا کہ شاہی کٹورا غائب ہے تو ان میں سے) ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا اے قافلہ والو تم چور ہو ﴿۷۰﴾ قافلہ والے ان کی طرف

متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری کونسی چیز گم ہوگئی ہے (۷۱) (خدّام نے) کہا شاہی جام ہمیں نہیں ملتا (خدّام میں سے ایک شخص نے کہا) جو شخص اُسے لے کر آئے گا اُسے ایک بار شتر (غلہ انعام) دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں (۷۲) قافلہ والوں نے کہا اللہ کی قسم آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں (۷۳) خدّام نے کہا اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چور کی سزا کیا ہوگی؟ (۷۴) قافلہ والوں نے کہا جس کے پالان میں (شاہی جام) نکلے تو اس کی سزا میں وہی شخص رکھ لیا جائے، ظالموں کو ہم یہی سزا دیا کرتے ہیں (۷۵) (الغرض جب وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لائے گئے) تو یوسف نے اپنے بھائی کے برتن (کی تلاشی لینے) سے پہلے (دوسرے) لوگوں کے برتنوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ آخر میں انہوں نے اپنے بھائی کے برتن (کی تلاشی لی اور اس میں) سے شاہی جام کو برآمد کرلیا، یہ (سب) تدبیر یوسف کے لئے ہم نے کی (تاکہ وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس روک سکیں) ورنہ شاہی قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو نہیں روک سکتے تھے، ہاں یہ اور بات ہے کہ (اگر) اللہ چاہتا (تو اس صورت میں بھی روکنے کی اور کوئی تدبیر پیدا کر دیتا، ہم نے یوسف کو بلند درجات عطاء کئے تھے اور) ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں (اسی طرح ہم نے ایک دوسرے کے علم میں بھی تفاوت رکھا ہے) اور ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم موجود ہے (۷۶) (یوسف کے بھائیوں نے) کہا (کیا ہوا) اگر اس نے چوری کی تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی (ان کا یہ طعنہ سن کر) یوسف نے اس (چوری کی حقیقت) کو اپنے دل میں چھپائے رکھا، ان پر ظاہر نہیں کیا (البتہ ان سے بس اتنا) کہا کہ درجہ کے اعتبار سے تم بدترین (قسم کے لوگ) ہو، جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے (۷۷) وہ کہنے لگے اے وزیر، اس کے باپ بہت بوڑھے ہیں (وہ اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے) لہٰذا آپ اس کے بدلہ میں ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے احسان کرنے والے ہیں (یہ احسان بھی ہم پر کیجئے اور اسے چھوڑ دیجئے) (۷۸) یوسف نے کہا، اللہ پناہ میں رکھے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے کو رکھ لیں، اگر ہم ایسا کریں تو ہم بڑے ظالم ہیں (۷۹)

معانی و مصادر

(اٰوٰی) اٰوٰی، یُؤْوِیْ، اِیْوَاءٌ (باب افعال) پناہ دینا (اصل حروف ء، و، ی)
(تَبْتَئِسْ) اِبْتَئَسَ، یَبْتَئِسُ، اِبْتِئَاسٌ (باب افتعال) رنج کرنا۔
(اَلْعِیْرُ) عِیْرٌ = قافلہ۔
(سَارِقُوْنَ) سَرَقَ، یَسْرِقُ، سَرْقٌ وسَرِقَةٌ وسَرَقَانٌ (ض) چوری کرنا۔
(اَقْبَلُوْا) اَقْبَلَ، یُقْبِلُ، اِقْبَالٌ (باب افعال) آنا، آگے آنا۔
(صُوَاعٌ) صَاعَ، یَصُوْعُ، صَوْعٌ (ن) صاع سے ماپنا۔ (صُوَاعٌ = جام، گلاس)۔
(زَعِیْمٌ) زَعَمَ، یَزْعَمُ، زُعْمٌ، مَزْعُمٌ (ف) کہنا۔ زَعَمَ، یَزْعُمُ، زَعْمٌ (ف، ن)

ضمانت دینا (زَعِیْمٌ = ضامن)۔

تفسیر (وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) الغرض جب تمام بھائی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور ان سے (چپکے سے) کہا گھبراؤ نہیں، میں تمہارا بھائی ہوں اور جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کرتے رہے ہیں اس پر اب کسی قسم کا رنج بھی نہ کرو (فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ، ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ) پھر جب وہ لوگ رخصت ہونے لگے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا سامان سفر تیار کیا۔ سامان باندھتے وقت بادشاہ کے پانی پینے کا جام اپنے بھائی کے پالان میں رکھ دیا۔ خدّام نے جب دیکھا کہ شاہی جام غائب ہے تو ان میں سے ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا: اے قافلہ والو، تم چور ہو (قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ) قافلہ والے خدّام کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: تمہاری کونسی چیز گم ہوگئی ہے؟ (قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ) خدّام نے کہا: شاہی جام ہمیں نہیں ملتا۔ پھر خدّام میں سے ایک شخص کہنے لگا جو شخص اسے لے کر آئیگا اسے ایک بار شتر غلہ بطور انعام دیا جائیگا اور میں اس کا ضامن ہوں (قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ) قافلہ والوں نے کہا: اللہ کی قسم، آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں (قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ) خدّام نے کہا: اگر تم جھوٹے نکلے تو بتاؤ چور کی سزا کیا ہوگی؟ (قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ، كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ) قافلہ والوں نے کہا، جس کے پالان میں شاہی جام نکلے تو اس کی سزا میں وہی شخص رکھ لیا جائے۔ ظالموں کو ہم یہی سزا دیا کرتے ہیں (فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ) (الغرض قافلہ والوں کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا گیا)۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کے برتن کی تلاشی لینے سے پہلے دوسرے لوگوں کے برتنوں کی تلاشی لینی شروع کی (ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ) آخر میں انہوں نے اپنے بھائی کے برتن کی تلاشی لی اور اس میں سے شاہی جام کو برآمد کر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ) یہ تدبیر یوسف کے لئے ہم نے کی تھی تاکہ وہ اپنے بھائی کو روک سکیں (مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ) ورنہ شاہی قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو روک نہیں سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہتا (ان کے بھائیوں نے خود سزا تجویز کر کے اپنا نقصان کیا اور اپنے بھائی کے روکے جانے کا سبب بنے۔ ہم نے یوسف کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی کے پالان میں شاہی جام چھپا دیں اور ان کے بھائیوں کے دل میں یہ ڈالا کہ وہ ایسی سزا تجویز کریں جو خود ان کے لئے مضر ہو اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مفید ہو۔ اگر یہ صورت نہ بھی پیش آتی تب بھی اگر ہم چاہتے کہ یوسف اپنے بھائی کو روکیں تو اور کوئی ذریعہ پیدا کر دیتے ہمارے

ہاں تدابیر اور ذرائع کی کیا کمی ہے)۔ (نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ) (ہم نے یوسف کے درجات بلند کئے، تھے اور) ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں (اور جس طرح لوگوں کے درجات میں ہم نے فرق رکھا ہے) (وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ) (اسی طرح علم میں بھی فرق رکھا ہے) اور ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم موجود ہے۔ (ایک عالم سے بڑا دوسرا عالم اور دوسرے عالم سے بڑا تیسرا عالم اور اسی طرح آخر میں سب سے بڑا عالم خود اللہ تعالیٰ ہے۔ حقیقی اور کل علم کسی کے پاس نہیں۔ حقیقی عالم اور ہر بات کا علم رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم دیا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○

(یوسف - ۲۲)

الغرض جب یوسف جوان ہوئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم سے بہرہ مند فرمایا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اور جو عالم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بھی بلند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○

(قد سمع اللہ - ۱۱)

تم میں سے جو ایمان لے آئے ہیں اور وہ جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم دیا تھا لہٰذا ان کے درجے بھی بلند کئے تھے۔

آگے فرمایا (قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا: اگر اس نے چوری کی تو کیا ہوا کوئی تعجب کی بات نہیں، اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی (فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے (ان کے اس طعنہ کو سن کر) اس (چوری کی حقیقت) کو اپنے دل میں چھپائے رکھا، ان پر ظاہر نہیں کیا۔ (قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ) اور ان سے بس اتنا کہا: کہ تم بدترین درجہ کے لوگ ہو، تم جو کچھ بیان کر رہے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ (قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ) پھر وہ کہنے لگے: اے وزیر محترم، اس کے باپ بہت بوڑھے ہیں (وہ اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے) آپ اس کے بدلہ میں ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے احسان کرنے والے ہیں۔ (یہ احسان بھی ہم پر کیجئے کہ اسے چھوڑ دیجئے)۔ (قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا

عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ) (ان کی خوشامدانہ باتیں سنکر) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا اللہ پناہ میں رکھے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اسے چھوڑ کر دوسرے کو رکھ لیں، اگر ہم ایسا کریں تو ہم بڑے ظالم ہیں (یہ بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ مجرم کے بجائے بے گناہ کو پکڑ لیا جائے)۔

عمل

اے لوگو، مجرم کے بدلہ میں بے گناہ کو سزا نہ دیجئے۔ یہ بڑی ناانصافی کی بات ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا
نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ
مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ
مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ
اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ
لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ
هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ ارْجِعُوْٓا
اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ

ابْنَكَ سَرَقَ، وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا
بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ
حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ
الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ
اَقْبَلْنَا فِيْهَا، وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ
اَمْرًا، فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ، عَسَى
اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا،
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى
يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ
الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا
تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ
حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ
مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ
اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾
يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا

مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا
تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، اِنَّهٗ
لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا
الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ پھر جب وہ لوگ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ناامید ہو گئے تو (وہاں سے) علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قسم لے کر مضبوط عہد لیا تھا اور (تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ) اس سے پہلے تم سے یوسف کے معاملہ میں بھی ایک قصور ہو چکا ہے۔ میں تو یہاں سے ہرگز نہ ہلوں گا جب تک میرے والد مجھے (یہاں سے ہلنے کی) اجازت نہ دیں یا اللہ کوئی فیصلہ صادر فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۰﴾ تم سب اپنے والد کے پاس جاؤ اور (ان سے کہو کہ) اے ابا جان، آپ کے بیٹے نے چوری کی، ہمیں جو علم ہے اسی کے مطابق ہم (آپ سے) بیان کر رہے ہیں (اصل حقیقت کا تو ہمیں علم نہیں اس لئے کہ) غیب کی باتوں کو تو ہم نہیں جانتے ﴿۸۱﴾ (ہم نے جو کچھ بیان کیا اس میں اگر آپ کو شک ہو تو) آپ اس بستی (والوں) سے دریافت کر لیجئے جس بستی میں ہم (ٹھہرے) تھے اور اس قافلہ (کے لوگوں سے) پوچھ لیجئے جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں (ہماری بات بالکل سچ ہے) اور ہم یقیناً سچے ہیں ﴿۸۲﴾ (یعقوب نے) کہا یہ (پورا واقعہ) تم اپنے دل سے بنا کر لے آئے ہو (اس میں ذرا سی بھی سچائی نہیں ہے، بہرحال میں) صبر جمیل (کرتا ہوں)، ہو سکتا ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے، وہ علم والا (اور) حکمت والا ہے ﴿۸۳﴾ (پھر) یعقوب نے ان سے منہ موڑ لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف! رنج والم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور وہ غم میں گھٹے گھٹے رہا کرتے تھے ﴿۸۴﴾ بیٹے کہنے لگے اللہ کی قسم یوسف کو یاد کرتے کرتے یا تو آپ اپنے آپ کو گھلا ڈالیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے ﴿۸۵﴾ یعقوب نے کہا میں

اپنے رنج وغم کی فریاد اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۸۶)
اے میرے بیٹو، جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی خبر معلوم کرو، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ کی رحمت سے تو کافر ناامید ہوا کرتے ہیں (۸۷)

معانی ومصادر (اِسْتَایْئَسُوْا) اِسْتَیْئَسَ، یَسْتَیْئِسُ، اِسْتِیْئَاسٌ (باب استفعال) مایوس ہونا۔
(خَلَصُوْا) خَلَصَ، یَخْلُصُ، خُلُوْصٌ و خَلَاصٌ (ن) خالص ہونا، نجات پانا۔
(نَجِیًّا) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ و نَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔ (نَجِیٌّ = بھید، رازداں)۔
(اَبْرَحَ) بَرِحَ، یَبْرَحُ، بَرَاحٌ و بَرْحٌ (س) جگہ چھوڑنا۔
(اَسَفٰی) اَسِفَ، یَاْسَفُ، اَسَفٌ (س) افسوس کرنا، غمگین ہونا (یٰاَسَفٰی = ہائے افسوس)۔
(کَظِیْمٌ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ (ض) بند کرنا، روکنا، غصہ کو روکنا (کَظُوْمٌ بھی مصدر ہے لیکن صرف غصہ روکنے کے معنی میں)۔
(تَفْتَؤُ) فَتَاَ، یَفْتَؤُ، فَتْاٌ (ف وض) ہمیشہ رہنا (یہ فعل زال، یزال کے ہم معنی ہے)۔
(حَرَضًا) حَرَضَ، یَحْرِضُ، حَرْضٌ (ض) خراب کرنا (حَرَضٌ = بدن یا مذہب یا عقل کی خرابی)۔
(اَشْکُوْ) شَکَا، یَشْکُوْا، شَکْوٰی، شَکْوٌ، شَکَاۃٌ وشَکَاوَۃٌ وشَکَایَۃٌ وشَکِیَّۃٌ (ن) شکایت کرنا۔
(بَثِّیْ) بَثَّ، یَبُثُّ، بَثٌّ (ن) پھیلانا۔ (بَثٌّ = حزن شدید، طبیعت کی پراگندگی)۔
(تَحَسَّسُوْا) تَحَسَّسَ، یَتَحَسَّسُ، تَحَسُّسٌ (باب تفعل) خبر معلوم کرنا، تلاش کرنا۔
(رَوْحٌ) رَاحَ، یَرَاحُ، رَوَاحٌ وَرَاحٌ وَرَاحَۃٌ۔ (ف) کسی چیز سے خوش ہونا اور اس کی طرف بڑھنا (رَوْحٌ = رحمت، راحت، ٹھنڈی ہوا)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا) پھر جب وہ لوگ یوسف سے ناامید ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یوسف ان کے بھائی کو نہیں چھوڑیں گے تو وہاں سے علیحدہ ہو کر خفیہ طور پر مشورہ کرنے لگے (قَالَ کَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاکُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْکُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ) ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قسم لے کر مضبوط عہد لیا تھا (وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ) اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس سے پہلے تم سے یوسف کے معاملہ میں بھی ایک قصور ہو چکا ہے (فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْٓ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ) میں تو یہاں سے ہرگز نہ ہلوں گا جب تک میرے والد مجھے یہاں سے ہلنے کی اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ میرے

معاملہ میں کوئی فیصلہ صادر نہ فرمائے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ) تم سب اپنے والد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ اے ابا جان، آپ کے بیٹے نے چوری کی (وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا) اور ہم تو جو کچھ ہمیں علم ہے اسی کے مطابق بیان کر رہے ہیں (اصل حقیقت کا تو ہمیں علم نہیں اس لئے کہ) (وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ) غیب کی باتوں کو تو ہم نہیں جانتے (وَسْئَلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ کُنَّا فِیْهَا وَالْعِیْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِیْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ) اور اگر ہماری باتوں پر آپ کو یقین نہ آئے تو اس بستی والوں سے آپ دریافت کر لیجئے جس بستی میں ہم مقیم تھے اور اس قافلہ کے لوگوں سے پوچھ لیجئے جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں ہماری بات بالکل سچ ہے اور ہم یقیناً سچے ہیں (الغرض ان بھائیوں نے اپنے بڑے بھائی کی نصیحت کے مطابق سارا حال اپنے باپ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاکر کہہ دیا) (قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا) یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا! یہ پورا واقعہ تم اپنے دل سے بنا کر لائے ہو۔ اس میں ذرا سی بھی سچائی نہیں (فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ) بہر حال میں صبر جمیل کرتا ہوں (عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا) ہو سکتا ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے (اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ) وہ علم والا اور حکمت والا ہے (وہی جانتا ہے کہ یہ جو واقعات میرے ساتھ پیش آ رہے ہیں اس میں کیا حکمت ہے) (وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ کَظِیْمٌ) یہ کہہ کر یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان کی طرف سے منہ موڑ لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف! رنج و غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور وہ رنج و غم میں گھٹے گھٹے رہا کرتے تھے (قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْهٰلِکِیْنَ) بیٹے کہنے لگے، اللہ کی قسم یوسف کو یاد کرتے کرتے آپ اپنے آپ کو گھلا ڈالیں گے یا آپ ہلاک ہو جائیں گے (قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا میں اپنے رنج و غم کی فریاد اللہ سے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے ان باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امید تھی کہ وہ سب ان کے پاس آجائیں گے۔ انہیں علم تھا کہ جو خواب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچپن میں دیکھا تھا اس کی تعبیر ضرور واقع ہو گی۔ الغرض وہ اپنے وسیع علم کی بنا پر رنج و غم کے باوجود مطمئن تھے۔ اسی اطمینان اور امید کی بنا پر انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا (یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ) اے میرے بیٹو، جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی خبر لاؤ۔ معلوم کرو کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ) اللہ کی رحمت سے تو کافر نا امید ہوتے ہیں (مجھے امید ہے کہ اللہ اپنی رحمت سے ضرور مجھے ان سے

ملائے گا)۔

عمل

اے لوگو، جب اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ کسی سے عہد کریں تو اُسے ضرور پورا کریں۔

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ علم غیب کسی کو نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں کے بیان کو جعلی قرار دیا حالانکہ بیٹوں نے سچ بیان کیا تھا۔

اے لوگو، اپنے رنج و غم کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کیا کیجئے اور اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہوا کیجئے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا
الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَ
جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ
لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝۸۸
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ
بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝۸۹
قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ
اَنَا يُوْسُفُ وَھٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا، اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ
وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ
اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا
لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ
وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا
بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى
وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا، وَاْتُوْنِيْ

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ (الغرض وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے) پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے وزیر ہم اور ہمارے اہل وعیال بڑی تکلیف میں ہیں، (جو) تھوڑا (بہت) سرمایہ (ہمارے پاس تھا وہ) ہم لے آئے ہیں آپ (اس کے عوض) ہمیں (غلہ کا) پورا (پیمانہ بھر کر) دے دیں اور کچھ ہم کو صدقہ بھی دیں، اللہ صدقہ دینے والوں کو (بہت) ثواب دیتا ہے ﴿۸۸﴾ یوسف نے کہا تمہیں معلوم ہے جب تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا ﴿۸۹﴾ انہوں نے کہا کیا آپ یوسف ہیں؟ یوسف نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر (بڑا) احسان کیا ہے اور جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر (واستقامت کے ساتھ نیکیاں) کرتا رہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ﴿۹۰﴾ (بھائیوں نے) کہا اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر برتری عطاء فرمائی اور بے شک ہم غلطی پر تھے ﴿۹۱﴾ یوسف نے کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ﴿۹۲﴾ یہ میری قمیص لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرہ پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں گے، پھر تم تمام اہل (وعیال) کو میرے پاس لے کر آجاؤ ﴿۹۳﴾

معانی ومصادر (مُزْجٰىةٍ) اَزْجٰى، يُزْجِيْ، اِزْجَاءٌ (باب افعال) موخر کرنا، رواج دینا، نرمی سے دفع کرنا (مُزْجٰىةٍ = مُزْجٰى کا مؤنث = قلیل)

(اٰثَرَ) اٰثَرَ، يُؤْثِرُ، اِيْثَارٌ (باب افعال) عزت کرنا، پسند کرنا، فضیلت دینا۔

(تَثْرِيْبٌ) ثَرَّبَ، يُثَرِّبُ، تَثْرِيْبٌ (باب تفعیل) ملامت کرنا۔

تفسیر فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا، اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ) جب وہ لوگ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہوکر اپنے بھائیوں کی تلاش میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو ان سے کہا اے وزیر محترم، ہم اور ہمارے اہل وعیال بڑی تکلیف میں ہیں، تھوڑا بہت سرمایہ جو ہمارے پاس تھا وہ ہم لے آئے ہیں آپ اس کے عوض میں ہمیں غلہ کا پورا پیمانہ بھر کر دے دیں اور کچھ ہم کو صدقہ بھی دیں یعنی بغیر قیمت کے بھی کچھ غلہ فی سبیل اللہ ہم کو عنایت فرمائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو بہت ثواب دیتا ہے (قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب

تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا (قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ) انہوں نے کہا: کیا آپ یوسف ہیں؟ (قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہاں میں یوسف ہوں (پھر انہوں نے اپنے حقیقی بھائی کی طرف اشارہ کرکے کہا) اور یہ میرا بھائی ہے (قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا) اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا (اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) اور جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر (و استقامت کے ساتھ نیکیاں) کرتا رہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار لوگوں ہی کی نیکیاں قبول کرتا ہے۔ اس کے ہاں دل کا تقویٰ ہی پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۲۷)

اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً، مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ، وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) سب (اہل کتاب) یکساں نہیں ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں۔ جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ و خلوص) اللہ پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلصین لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا، وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

(الحج ۔ ۳۷)

اللہ کو قربانی کے جانوروں کا گوشت اور انکا خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جزء۲ صـ۴۲۲)
اللہ تمہاری صورتوں کو اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

نوٹ:۔ تقویٰ کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔
صبر کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۵ اور نمبر ۱۵۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب سنکر ان کے بھائیوں نے کہا: اے یوسف اللہ نے آپ کو ہم پر بڑی عطا فرمائی اور بے شک ہم غلطی پر تھے (کہ آپ سے حسد کیا) قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں معاف فرمائے وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا، وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ) پھر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: یہ میری قمیص لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرہ پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں گے اور پھر تم اپنے تمام خاندان کو میرے پاس لے آؤ۔

عمل

اے لوگو، غریبوں کی مدد کیا کیجئے۔ ان کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنا مال دیتے رہا کیجئے۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا احسان مانیئے۔ اس سے ڈرتے رہیئے اور ثابت قدمی سے اس کے احکام بجالائیے۔ تمام مصائب پر صبر کیجئے اور نیکیاں کرتے رہیئے۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ جس کو بزرگی عطاء فرمائے اس سے حسد نہ کیا کیجئے۔ آپ کے حسد کرنے سے کچھ نہیں ہوگا اور بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے گا۔
اے لوگو، معافی کی خُو پیدا کیجئے، درگذر کرتے رہا کیجئے۔ قصور کرنے والے کو خود بھی معاف کیجئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی معافی کی دعا کیجئے۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ
اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ
اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ
اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾
فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى
وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا، قَالَ
اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ، اِنَّا كُنَّا

خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ
لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

ترجمہ الغرض جب قافلہ (وہاں سے) روانہ ہوا تو ان کے والد نے کہا اگر تم مجھے نہ جھٹلاؤ (تو ایک بات کہتا ہوں کہ) مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے ﴿۹۴﴾ (گھر والوں نے) کہا اللہ کی قسم آپ تو (ابھی تک) اسی پرانی غلطی میں مبتلا ہیں ﴿۹۵﴾ پھر جب (یوسف کی) بشارت دینے والا (یعقوب کے پاس) پہنچا تو اس نے (یوسف کی) قمیص کو یعقوب کے چہرہ پر ڈال دیا (قمیص کا چہرہ پر ڈالنا تھا کہ) وہ بینا ہو گئے، یعقوب نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے جو علم مجھے ملا ہے تم (اسے) نہیں جانتے ﴿۹۶﴾ بیٹوں نے کہا اے ہمارے ابا جان (اللہ سے) ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعاء کیجئے، بے شک ہم غلطی پر تھے ﴿۹۷﴾ یعقوب نے کہا میں اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کی دعاء کروں گا وہ (بڑا) معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۹۸﴾

معانی ومصادر (فَصَلَتْ) فَصَلَ، یَفْصِلُ، فُصُوْلٌ (ن) روانہ ہونا۔
(تُفَنِّدُوْنِ) فَنَّدَ، یُفَنِّدُ، تَفْنِیْدٌ (باب تفعیل) جھٹلانا، ملامت کرنا، رائے کو غلط بتانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ) جب وہ قافلہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر وہاں سے روانہ ہوا تو ان کے والد یعقوب نے گھر والوں سے کہا: اگر تم مجھے نہ جھٹلاؤ تو (ایک بات کہتا ہوں کہ) مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے (قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ) گھر والوں نے کہا: اللہ کی قسم آپ تو ابھی تک اسی پرانی غلطی میں مبتلا ہیں۔ (کسی طرح یوسف کی یاد آپ کے دل سے نہیں جاتی اور آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ آپ سے ملیں گے حالانکہ یہ قطعاً ناممکن ہے) (فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا) الغرض جب یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی

خوشخبری دینے والا یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچا تو اس نے یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قمیص کو، یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے چہرہ پر ڈال دیا۔ (قمیص کا چہرہ پر ڈالنا تھا کہ) یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بینا ہو گئے۔ (قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے (گھر والوں سے) فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم رکھتا ہوں تم اسے نہیں جانتے۔ (یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول پہلے آیت ۸۶ میں گذر چکا ہے)۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے تو پھر ظاہر ہے کہ جو کچھ وہ جانتے تھے غیر نبی کیسے جان سکتا ہے۔ نبی اور غیر نبی کا کیا مقابلہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم نے جو علم ان کو دیا تھا (اس کی بناء پر) وہ (بڑے) ذی علم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(یوسف ۔ ۶۸)

(قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ) (یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں نے) کہا: اے ہمارے ابا جان اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے، بیشک ہم غلطی پر تھے (قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ) (یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا: میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی دعاء کروں گا، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اپنے گناہوں پر نادم ہوا کیجئے اور نیک آدمیوں سے مغفرت کی دعاء کرایا کیجئے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى
اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا
مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾
وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ
خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ
هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ
قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۖ وَقَدْ
اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ
السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

مِنۡ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّيۡطٰنُ
بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَ اِخۡوَتِىۡ‌ؕ اِنَّ رَبِّىۡ
لَطِيۡفٌ لِّمَا يَشَآءُ‌ۚ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ
الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدۡ اٰتَيۡتَنِىۡ
مِنَ الۡمُلۡكِ وَعَلَّمۡتَنِىۡ مِنۡ
تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ‌ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ‌ۙ اَنۡتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنۡيَا
وَالۡاٰخِرَةِ‌ۚ تَوَفَّنِىۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِىۡ
بِالصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ پھر (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے بموجب) جب یہ سب لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے (شہر کے باہر جاکر ان کا استقبال کیا اور) اپنے والدین کو (سواری پر) اپنے پاس بٹھالیا اور (ان سب سے کہا) مصر میں داخل ہوجائیے (یہاں) انشاءاللہ (اب) آپ سب امن (وچین) سے رہیں گے (۹۹) (گھر پہنچ کر) یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، پھر سب یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے، یوسف نے کہا اے ابا جان یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا، میرے رب نے اُسے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا جب کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوادیا تھا (اُس نے اس فساد کو ختم کردیا) اور آپ سب لوگوں کو گاؤں سے یہاں لے آیا، بے شک میرا رب بڑا باریک بین ہے (یعنی وہ) اس کام کے لئے جس کو وہ چاہتا ہے (کہ ہوجائے بڑی باریک اور خفیہ تدبیریں کرتا ہے) بے شک وہ علم والا اور حکمت والا ہے (۱۰۰) (پھر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے) اے میرے رب، تو نے مجھے حکومت عطاء فرمائی اور رموز مملکت اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطاء فرمایا، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے ایسی حالت میں وفات دے کہ میں مسلم ہوں اور (آخرت میں) مجھے نیک لوگوں میں شامل کردے (۱۰۱)

معانی ومصادر (خَرُّوْا) خَرَّ، یَخِرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ن، ض) گر پڑنا۔
(اٰمِنِیْنَ) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَانٌ (س) مطمئن ہونا، محفوظ ہونا۔
(بَدْوٌ) بَدَا، یَبْدُوْ، بَدَاوَۃٌ (ن) صحرا کی طرف نکل جانا۔ صحرا میں رہنا۔ (بَدْوٌ = صحرا، بادیہ)
(لَطِیْفٌ) لَطَفَ، یَلْطُفُ، لُطْفٌ (ن) توفیق دینا، نرمی کرنا۔
(نَزَغَ) نَزَغَ، یَنْزِغُ، نَزْغٌ (ض) فساد ڈلوانا۔

تفسیر فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ) پھر جب یعقوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مع اپنے خاندان کے یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس پہنچے تو یوسف (علیہ السلام) نے ان کا استقبال کیا، والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور (پھر سب آنے والوں سے کہا) شہر میں داخل ہوجائیے یہاں آپ انشاءاللہ امن وچین سے رہیں گے (وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا) (گھر پہنچنے کے بعد) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، (سب بھائی بھی اس وقت موجود تھے)۔ ماں، باپ اور بھائی سب یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سامنے سجدہ میں گر پڑے (وَقَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَایَ مِنْ قَبْلُ، قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا) یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے والد سے کہا، اے میرے ابا جان، یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا، میرے رب نے اُسے سچ کر دکھایا (وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِکُمْ

مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ) اور اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا جبکہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا (اس نے اس فساد کو ختم کرا دیا) اور آپ سب کو گاؤں سے یہاں لے آیا (اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ) بے شک میرا رب بڑا باریک بین ہے (یعنی وہ) اس کام کے لئے جس کو وہ چاہتا ہے (کہ ہو جائے بڑی باریک اور خفیہ تدبیریں کرتا ہے)۔ وہ علم والا، حکمت والا ہے۔

آیت زیر تفسیر میں ذکر ہے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین اور ان کے بھائیوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا لیکن اب قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے سجدہ صرف خالق کائنات کے لئے مخصوص ہے۔ دوسرے کو سجدہ کرنا ناجائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ، وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۷)

اور (اے لوگو) نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو بلکہ اگر تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو صرف اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) کو پیدا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ (رواہ احمد۔ قال المنذری سندہ جید ورواتہ ثقات مشہورون۔ بلوغ جزء ۱۶ ص ۲۲۷۔ سندہ صحیح)۔

کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔

آگے فرمایا (رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنے کے بعد اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، تو نے مجھے حکومت عطاء فرمائی اور مجھ کو ہر قسم کی باتوں کی تعبیر کا علم عطاء فرمایا (فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے (تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ) مجھے ایسی حالت میں وفات دے کہ میں مسلم ہوں اور آخرت میں مجھے نیک لوگوں میں شامل کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(اٰلِ عمران ۔ ۱۰۲)

اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔

موت کا کوئی وقت مقرر نہیں لہٰذا ہر وقت انسان کو مسلم رہنا چاہئے تاکہ جس وقت بھی موت

آئے وہ مسلم ہو۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء کا بھی یہی مقصد ہے۔ وہ دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر وقت مسلم رکھے تاکہ جس وقت بھی موت آئے وہ مسلم ہوں۔ تمام اعمال کا دارومدار خاتمہ کے صحیح ہونے پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الاعمال بالخواتیم جزء ۸ صـ۱۲۸)

بندہ (زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنہیں لوگ جنت والوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے، اور (کوئی بندہ زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنہیں لوگ دوزخیوں کا عمل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے، اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تمنا کر رہے ہیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔

عمل

اے لوگو، والدین کا احترام کیا کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کیجئے کہ وہ اس حالت میں دنیا سے اٹھائے کہ آپ مسلم ہوں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا
اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ
اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾
وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ
هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ
مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا

وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ
تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ
اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں (آپ کو تو ان باتوں کا علم نہیں تھا اس لئے کہ) آپ برادران یوسف کے پاس نہیں تھے جب انہوں نے (یوسف کو کنویں میں ڈالنے کے) فیصلہ پر اتفاق کیا تھا اور جب وہ (یوسف کے خلاف) خفیہ تدبیریں کر رہے تھے ﴿۱۰۲﴾ (اے رسول، آپ کو ان باتوں کا علم ہونا آپ کی نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے لیکن اس کے باوجود) آپ کتنا ہی چاہیں (کہ لوگ ایمان لائیں لیکن) لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ﴿۱۰۳﴾ اور (اے رسول) آپ اس (تبلیغ رسالت) پر ان سے کوئی اجرت بھی طلب نہیں کرتے (کہ ایمان لانے کے بعد انہیں اس کا ڈر ہو) یہ تو تمام جہانوں کے لئے (بغیر کسی اجرت کے) ایک (بہترین) نصیحت ہے ﴿۱۰۴﴾ اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں (جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں) یہ ان کے پاس سے ہو کر گذرتے ہیں لیکن ان سے روگردانی کرتے ہیں (ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ ان کے ذریعہ ایمان کی توفیق ہو) ﴿۱۰۵﴾ لوگوں میں زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود بھی شرک کرتے رہتے ہیں ﴿۱۰۶﴾ کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ (اس جرم کی سزا میں) ان پر اللہ کے عذاب کا کوئی ٹکڑا نازل ہو جائے یا اچانک ان پر قیامت قائم ہو جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ﴿۱۰۷﴾

معانی ومصادر (غَاشِيَةٌ) غَشِيَ، يَغْشٰى، غِشَاوَةٌ (س) ڈھانکنا (غَاشِيَةٌ = ڈھانکنے والی۔ اس سے مراد آفت ہے جو چھا جائے)۔

تفسیر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پورا قصہ بیان کرنے کے بعد اس قصہ میں جو حکمت تھی اُسے

اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر میں بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ) (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بذریعہ وحی آپ کو بتا رہے ہیں (وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ) (آپ کو تو ان باتوں کا علم نہیں تھا اس لئے کہ) جب انہوں نے (یعنی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں ڈالنے کے) فیصلہ پر اتفاق کیا اور جب وہ (ان کے ہلاک کرنے کی مختلف) خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے تو آپ ان کے پاس نہیں تھے (اگر آپ اس وقت ان کے پاس ہوتے تو آپ کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی تدبیروں کا علم ہو سکتا تھا اب جبکہ آپ ان کے پاس نہیں تھے پھر بھی آپ کو ان کی تمام تدبیروں کا علم ہو گیا تو ظاہر ہے کہ آپ نبی ہیں اور یہ خبریں بذریعہ وحی آپ کو بتائی جا رہی ہیں) (وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ) اور (اے رسول، اگرچہ آپ کی نبوت کی دلیل قائم ہو چکی ہے تاہم) آپ کتنا ہی چاہیں لوگوں کی اکثریت تو ایمان لانے والی نہیں (وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ) اور اے رسول، اس تبلیغ رسالت پر آپ ان سے کوئی اجرت بھی طلب نہیں کرتے (کہ ایمان لانے کے بعد انہیں اجرت دینا ناگوار گذرے اور وہ بخل کی وجہ سے اجرت نہ دے سکیں) یہ تو تمام جہانوں کے لئے (بغیر کسی اجرت کے ایک عمدہ) نصیحت ہے (وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ) اور (اے رسول، ایمان قبول کرنے کے لئے ایک یہی نشانی نہیں کہ آپ ان کو غیب کی خبریں بتا رہے ہیں) آسمانوں میں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں موجود ہیں (جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں) یہ ان کے پاس سے گذرتے بھی ہیں لیکن ان سے روگردانی کرتے ہیں (ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے کہ ان کے ذریعہ ایمان کی توفیق ہو۔ ہزارہا مظاہر فطرت ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ متعدد تباہ شدہ بستیاں ہیں جو لب سڑک نظر آتی ہیں اور زبان حال سے عبرت اور موعظت کی دعوت دیتی ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۳۷ و ۱۳۸)

اور (اے کافرو تم ملک شام کو آتے جاتے کبھی) صبح کو ان (کی تباہ شدہ بستیوں) پر سے گذرتے ہو (اور کبھی) رات کو، تو کیا تم میں عقل نہیں (کہ عبرت حاصل کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

(یٰسٓ ۔ ۴۶)

اور جب کبھی ان کے پاس ان کے رب کی نشانیاں آتی ہیں تو یہ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ، كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی، یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا، وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ، وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

(الرعد - ۲ تا ۴)

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر دیا جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا (ان میں سے) ہر ایک ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے (خبردار) اللہ ہی (کائنات کے) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہ (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین آجائے۔ وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اسی نے اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے، (وہی ہے جس نے) زمین میں (مختلف قسم کے) پھلوں کے جوڑے بنائے، وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے، (اے لوگو) غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی توحید کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔ زمین میں ایسے بھی قطعات ہیں جو ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں، انگوروں کے باغات ہیں، کھیتی ہے، کھجور کے درخت ہیں جن میں سے بعض ایک جڑ سے نکلتے ہیں اور بعض علیحدہ علیحدہ جڑوں سے نکلتے ہیں، (اگرچہ) سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے پھر بھی ہم پھلوں کے لحاظ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں، عقل والوں کے لئے اس میں (توحید کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

آگے فرمایا (وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ) اور اے رسول، لوگوں میں سے اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی لے آتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک بھی کرتے رہتے ہیں ایسا ایمان جو شرک کے ساتھ ملوث ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ (الانعام - ۸۲)

جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (یعنی شرک) کی آمیزش نہیں کی تو ایسے

ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب تک شرک سے نہ بچا جائے محض ایمان باللہ کا دعویٰ بیکار ہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد یہ سمجھنا کہ ہم مؤمن ہو گئے محض خوش فہمی ہے، کلمہ پڑھنا اسی وقت فائدہ دے سکتا ہے جب کلمہ پڑھنے کے بعد ہر قسم کے شرک سے بچا جائے (اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) اور اے رسول، کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ شرک کی سزا میں ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوئی ٹکڑا نازل ہو جائے یا ان پر اچانک قیامت واقع ہو جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ فَمَا يَصِلُ الْاِنَآءُ اِلٰى فِيْهِ حَتّٰى تَقُوْمَ وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ فَمَا يَتَبَايَعَانِهٖ حَتّٰى تَقُوْمَ وَالرَّجُلُ يَلِطُ حَوْضَهٗ فَمَا يَصْدُرُ حَتّٰى تَقُوْمَ

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ جزء ۲ صـ۵۸۲)

قیامت (اچانک) قائم ہو جائے گی۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہتا ہوگا اور اس کے منہ تک اس کے دودھ کا برتن نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، ان کی بیع پوری نہ ہونے پائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر رہا ہوگا اور ابھی (وہاں سے) ہٹا نہ ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

عمل

اے لوگو، یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کا بیان کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک ٹھوس دلیل ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور اپنی عاقبت کی فکر کیجئے۔

اے لوگو، استقامت سے تبلیغ کرتے رہیئے۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے۔ تبلیغ کے نتائج سے ناامید نہ ہوئیے اور یہ یقین رکھیئے کہ آپ کتنا ہی لوگوں کے ایمان کے حریص ہوں ان میں سے اکثر لوگ تو ایمان نہیں لائیں گے۔

اے ایمان والو، ایمان لانے کے بعد کسی قسم کا شرک نہ کیجئے۔ ہر قسم کے شرک سے توبہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہیئے اور قیامت سے بھی ڈرتے رہیئے کہیں

ایسا نہ ہو کہ قیامت ناگہانی طور پر آجائے اور آپ غفلت میں ہوں۔ قیامت کے ناگہانی طور پر آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے مسلم بندے بن جائیے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ، عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ،
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ (اے رسول) کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں اور میری پیروی کرنے والے سمجھ بوجھ (کے ساتھ اس) پر (قائم) ہیں، اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾

معانی ومصادر (بَصِيْرَةٌ) بَصُرَ، يَبْصُرُ، بَصَرٌ وبَصَارَةٌ (ك،س) جاننا، دیکھنا (بَصِيْرَةٌ: عقل، عبرت)۔

تفسیر نبوت کی ذمہ داری دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ، اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور میں اور میری پیروی کرنے والے بصیرت (کے ساتھ اس) پر قائم، ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ، فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔

(الانعام - ۱۰۴)

(اے لوگو) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (عبرت و) بصیرت کی باتیں آچکی ہیں جس نے (ان کو نگاہ بصیرت سے) دیکھا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

(الجاثیۃ - ۲۰)

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بصیرت کی باتوں کا مجموعہ اور ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

(وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور (اے رسول، آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اللہ تعالیٰ

(ہر قسم کے شرک سے جو تم کر رہے ہو) پاک ہے اور میں (اپنے متعلق اعلان کرتا ہوں کہ میں) مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(القصص۔ ۶۸)

(اور) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(النحل۔ ۱)

(اے کافرو) اللہ کا حکم (عذاب بس یہ سمجھو کہ) آ ہی پہنچا، اس کے لئے جلدی نہ کرو (اے رسول) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

عمل

اے لوگو، سمجھ بوجھ کے ساتھ اسلام قبول کیجئے اور سمجھ بوجھ کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیجئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ،
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ، وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اتَّقَوْا ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا
اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ
مَنْ نَّشَآءُ ، وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ
فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ،
مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى، وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ،
وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی (تمام بستیوں میں ان) بستیوں کے رہنے والوں میں سے (ہی مخصوص) آدمیوں کو رسول بنایا تھا اور ان کی طرف وحی بھیجی تھی، کیا انہوں نے زمین میں سیر (و سیاحت) نہیں کی کہ وہ ان کافروں کا انجام (اپنی آنکھوں سے) دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے ہیں)، اور (اے لوگو) آخرت کا گھر تو متقیوں کے لئے ہی اچھا ہے تو کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ تم بھی متقی بن جاؤ) ﴿۱۰۹﴾ (اے رسول، آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے وہ استقامت کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے) حتیٰ کہ (ایک وقت ایسا آیا کہ) وہ (کفار کے ایمان لانے سے) مایوس ہو گئے۔ (نصرت الٰہی کے آنے میں بھی تاخیر ہوئی تو) کفار نے یقین کر لیا کہ رسولوں سے (نصرت الٰہی کا) جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا تو (عین وقت پر) ہماری نصرت ان کے پاس آ گئی، پھر وہی شخص (اللہ کے عذاب) سے بچ سکا جس کو اللہ نے (بچانا) چاہا (رہے) مجرم (تو ایسے) لوگوں سے ہمارا عذاب ٹلا نہیں کرتا ﴿۱۱۰﴾ ان

لوگوں کے قصہ میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے، یہ (قرآن) ایسا کلام نہیں ہے کہ جو (اپنی طرف سے) بنالیا گیا ہو بلکہ یہ تو (اللہ کا کلام ہے جو) اس سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) اور ایمان والوں کے لئے تو یہ کلام (سراسر) ہدایت اور رحمت ہے (۱۱۱)

معانی ومصادر (عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ وعِبَارَةٌ (ن) تعبیر دینا۔
عَبَرَ، یَعْبِرُ، عَبْرٌ، عُبُوْرٌ (ض) پار کرنا (عِبْرَةٌ = نصیحت)۔

تفسیر آیات کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے انسان کے رسول بنائے جانے پر اعتراض کیا۔ یہ اعتراض آیات زیر تفسیر میں صراحتاً بیان نہیں ہوا اگرچہ دوسری جگہ صراحتاً بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ○ (قٓ - ۲)

(اے رسول، یہ لوگ کسی اور وجہ سے آپ کی رسالت کا انکار نہیں کرتے) بلکہ (ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ) انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ انہی ہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آگیا۔ کافر کہنے لگے یہ بات تو (بڑی) عجیب بات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ○ (بنی اسرآءیل - ۹۴ و ۹۵)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے کوئی اور امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کسی انسان کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے (اور آباد ہوتے) تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی کو رسول بنا کر نازل کرتے۔

اللہ تعالےٰ نے کفار کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى) اور اے رسول، کیا انہیں نہیں معلوم کہ ہم نے آپ سے پہلے بھی تمام بستیوں میں ان بستیوں کے رہنے والے آدمیوں میں سے آدمیوں کو ہی رسول بنایا تھا اور انہی کی طرف وحی بھیجی تھی اور جب آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے سب آدمی ہی تھے تو آپ کے رسول ہونے پر

اعتراض بالکل لغو ہے جب ان رسولوں کو جو اگرچہ آدمی ہی تھے جھٹلایا گیا تو جھٹلانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا (اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ وہ ان مکذبین رُسل کا انجام جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور عبرت حاصل کرتے۔ اگر یہ لوگ بھی اپنے رسول کو جھٹلائیں گے تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوا پھر اس کے بعد دار آخرت تو اس سے بھی زیادہ بُرا ہوگا (وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) اور اے لوگو، سن لو دار آخرت تو ان ہی لوگوں کے لئے اچھا ہے جو متقی ہیں تو کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں کہ بغیر ایمان لائے اور بغیر تقویٰ اختیار کئے جنت کی امید لگائے بیٹھے ہو اور اے رسول آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے سب استقامت کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے (حَتّٰۤی اِذَا اسْتَایْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا) حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ کفار کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا کہ عذاب الٰہی نازل ہو جاتا اور انہیں نیست و نابود کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ کی مصلحت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ عذاب میں تاخیر ہوتی چلی گئی۔ کفار کے حوصلے بڑھتے چلے گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ رسول سچے نہیں ہیں۔ ان سے یقیناً جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا کہ کفار پر عذاب نازل ہوگا۔ اگر رسول سچے ہوتے تو وعدہ کے مطابق ضرور عذاب نازل ہوتا۔

الغرض جب عذاب میں تاخیر ہوئی عذاب کی تاخیر کو کفار نے وعدہ خلافی قرار دیا اور اس مزعومہ وعدہ خلافی کو بنیاد بنا کر انہوں نے یقین کر لیا کہ رسول سچے نہیں ہیں، ان سے جو کچھ کہا گیا تھا وہ محض جھوٹ تھا تو ٹھیک ایسے حالات میں (جَآءَهُمْ نَصْرُنَا) رسولوں کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی۔ عذاب الٰہی نازل ہوا (فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ) پھر اس عذاب سے وہی بچ سکا جس کو ہم نے بچانا چاہا (وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ) رہے مجرم تو ایسے لوگوں سے ہمارا عذاب ٹلا نہیں کرتا (اور نہ وہ عذاب سے بچ سکتے ہیں)۔

آگے فرمایا (لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ) انبیاء علیہم السلام اور ان پر ایمان نہ لانے والوں کے قصوں میں عقل والوں کے لئے یقیناً درس عبرت ہے۔ عقل والے نصیحت حاصل کر سکتے ہیں کہ جس طرح ان انبیاء علیہم السلام کے جھٹلانے والوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا رہا اگر ہم نے بھی اپنے نبی کو جھٹلایا تو ہم پر بھی اسی طرح عذابِ الٰہی نازل ہوگا (مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی) یہ قرآن ایسا کلام نہیں ہے جو کسی نے اپنی طرف سے خود ہی بنا لیا ہو، (وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایسا معجزانہ کلام ہے جو اس سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، ہر چیز اور ہر حکم علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو اور ایمان والوں کے لئے تو یہ کلام سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔

اس سورت کی آخری آیت میں گویا پوری سورت کا خلاصہ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے مختصر اور جامع الفاظ میں کفار کو اسلام کی دعوت دی ہے اور مؤمنین کو ہدایت اور رحمت کی بشارت دی ہے

عمل

اے لوگو، جتنے بھی رسول آئے سب انسان ہی تھے لہذا کسی کے نبی ہونے پر اعتراض نہ کیجئے۔ تمام نبیوں پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، زمین میں سیر و سیاحت کر کے دیکھو کہ مکذبین رسل کا کیا انجام ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ تکذیب رسل کی بنیاد پر آپ کا بھی وہی انجام ہو جائے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے۔ آخرت کا گھر تو تقویٰ والوں کے لئے اچھا ہے۔

اے لوگو، انبیاء علیہم السلام کے قصوں سے عبرت حاصل کیجئے۔ یہ قصے سچے ہیں۔ ان قصوں میں رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا جو انجام ہوا اس سے عبرت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ یہ کسی اور کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے۔ قرآن مجید کی خوبیوں پر نظر ڈالئے اور اس پر ایمان لائیے۔

احسن القصص

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصے کو احسن القصص (بہترین قصہ) کا نام دیا ہے اب ہم اس قصہ کو سلیس اور مربوط عبارت میں پیش کرتے ہیں۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت یعقوب کے بیٹے، حضرت اسحٰق کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے ہیں۔ (یوسف - ۲ و ۲۸)

خاندانی لحاظ سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے معزز ترین انسان ہیں۔ یہ خود بھی نبی ہیں اور ان کی پشت میں مسلسل تین نبی ہیں۔ یہ نبی کے بیٹے ہیں، نبی کے پوتے ہیں اور نبی کے پڑپوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاھُمْ فَقَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْئَلُکَ قَالَ فَیُوْسُفُ (وفی روایۃ البخاری فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ) نَبِیُّ اللّٰہِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص۱۱ و باب قول اللہ تعالےٰ لقد کان لکم فی یوسف واخوتہ اٰیٰت للسائلین جزء ۴ ص۱۸۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل یوسف علیہ السلام جزء ۲ ص۲۴۶)

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو"۔ لوگوں نے کہا: ہم یہ نہیں پوچھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یوسف، اللہ کے نبی، اللہ کے نبی کے بیٹے، اللہ کے نبی کے پوتے اور اللہ کے خلیل کے پڑپوتے سب لوگوں سے زیادہ مکرم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ام کنتم شھداء اذا حضر

باعزت، باعزت کے بیٹے، باعزت کے پوتے باعزت کے پڑپوتے یوسف بن یعقوب بن اسحٰق ابن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔

یعقوب الموت جزء ۴ ص۱۸۱)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ (صحیح مسلم کتاب الایمان جزء اول ص۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت حسین وجمیل تھے) ان کو آدھا حسن عطاء کیا گیا تھا۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی بھائی تھے ان میں سے ایک ان کے حقیقی بھائی تھے۔ باقی سب سوتیلے بھائی تھے۔ (یوسف۔ ۷ و ۵۹ و ۹۰)

یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے حقیقی بھائی سے دوسرے بھائیوں کے مقابلہ میں زیادہ محبت تھی اور یہ چیز دوسرے بھائیوں کو ناگوار گذرتی تھی۔ (یوسف۔ ۸)

یوسف علیہ الصلوٰۃ ابھی بچے ہی تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے، سورج اور چاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس خواب کو اپنے والد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کیا۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے بیٹے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برگزیدہ کرے گا، تمہیں علوم و فنون کی باتوں کی سمجھ بوجھ عطاء فرمائیگا، تم پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت کو اسی طرح پورا کریگا جس طرح تمہارے دادا اور پردادا اسحٰق اور ابراہیم (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر پوری کی تھی۔ (یوسف۔ ۴ تا ۶)

یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو غیر معمولی محبت تھی یہ محبت ان کے بھائیوں کے لئے وجہ حسد بن گئی۔ ایک دن انہوں نے آپس میں کہا: یوسف اور اس کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں (محبت تو ہم سے ہونی چاہئے تھی)۔ یقیناً ہمارے والد صریح غلطی پر ہیں۔ ایسا کرو کہ یوسف کو یا تو قتل کر دو یا کسی دور دراز زمین میں لے کر پھینک آؤ تاکہ تمہارے والد کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے اور وہ تم سے محبت کرنے لگیں۔ نہ یوسف ہوں گے، نہ تمہارے لئے والد کی محبت کے لئے رکاوٹ بنیں گے۔ ان میں سے ایک بھائی نے مشورہ دیا کہ اگر تمہیں یہ کام کرنا ہی ہے تو یوسف کو قتل تو نہ کرو البتہ یہ کرو کہ کسی گہرے کنویں میں ڈال دو تاکہ کوئی قافلہ ادھر سے نکلے تو انہیں نکال لے جائے ان سے ہمارا پیچھا چھوٹ جائے۔ (یوسف۔ ۸ تا ۱۰)

الغرض اس قسم کا مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے ایک دن اپنے والد سے کہا: اے ابا جان، کیا بات ہے کہ یوسف کے معاملہ میں آپ ہم پر بھروسہ نہیں کرتے حالانکہ ہم سب ان کے خیر خواہ ہیں۔ کل انہیں بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ کچھ کھائیں (پئیں) اور کھیلیں (کودیں)۔ (ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ) ہم ان کی بخوبی حفاظت کریں گے۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تمہارا اُن کو لے جانا مجھے فکر میں مبتلا کرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان سے غافل ہو جاؤ اور کوئی بھیڑیا آکر انہیں کھا جائے۔ ان لوگوں نے کہا: ہماری اتنی بڑی جمعیت ہوتے ہوئے اگر بھیڑیا انہیں کھا جائے پھر تو ہم کسی کام کے نہ ہوئے، پھر تو (ہمارا ہونا نہ ہونا برابر ہے)

ایسی صورت میں تو ہم بڑے نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ (یوسف۔ ۱۱ تا ۱۴)

الغرض یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ساتھ بھیجنے پر رضامند ہو گئے۔ جب وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ لے گئے تو ان سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ انہیں کسی گہرے کنویں میں ڈال دیا جائے۔ اس متفقہ فیصلہ کے مطابق انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کو (ان کی قمیص اتار کر) ایک گہرے کنویں میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ گھبراؤ نہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ تم ان لوگوں کو ان کی حرکات یاد دلاؤ گے اور وہ تمہیں نہیں پہچانیں گے۔ (یوسف۔ ۱۵)

وحی الٰہی سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین ہو گیا ہو گا کہ وہ ہلاک نہیں ہوں گے اور ایک وقت مقررہ تک زندہ رہیں گے یہ وحی گویا ان کے لئے تسلی کا ایک پیغام تھی۔

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنویں میں گرانے کے بعد انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون لگا دیا پھر) وہ رات کے وقت اپنے والد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس قمیص کو لے کر روتے ہوئے پہنچے۔ انہوں نے کہا: اے ابا جان ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس بٹھا دیا تھا اور ہم دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے (دوڑنے دوڑنے ہم دور نکل گئے۔ جب واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک بھیڑیا آ کر یوسف کو کھا گیا۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین دلانے کے لئے وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خون آلود قمیص بھی لے آئے تھے (وہ انہوں نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائی) پھر کہنے لگے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کو ہماری بات کا یقین نہیں آئے گا اگرچہ ہم سچ ہی کیوں نہ کہہ رہے ہوں۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی بات کا یقین نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا: یہ پورا واقعہ تم اپنے دل سے بنا کر لائے ہو (اس میں ذرا بھی سچائی نہیں)۔ بہرحال میں صبر جمیل کرتا ہوں، جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ وہی مددگار ہے (یوسف۔ ۱۶ تا ۱۸)

(انہی ایام میں) ایک قافلہ اس کنویں کے پاس سے گذرا جس کنویں میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈالا گیا تھا۔ (انہوں نے وہاں قیام کیا)۔ دوران قیام انہوں نے پانی لانے کے لئے اپنے سقّے کو بھیجا۔ سقّا اتفاق سے اسی کنویں پر پہنچا۔ اس نے پانی نکالنے کے لئے اس کنویں میں ڈول ڈالا۔ ڈول میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ گئے۔ جب سقّے نے ڈول کھینچا تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر وہ خوشی میں چلایا اے قافلہ والو، خوش ہو جاؤ یہ ایک لڑکا (ہمیں ملا) ہے۔ قافلہ والوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا۔ (یوسف۔ ۱۹)

(اتفاق سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراغ لگا لیا)۔ کیونکہ ان کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملہ میں کوئی دلچسپی تو تھی نہیں بلکہ ان سے ایک قسم کی بیزاری تھی لہٰذا انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قافلہ کے ہاتھ بہت

تھوڑے درہموں میں بیچ دیا۔ (یوسف ۔۲۰)

قافلہ والوں نے مصر جاکر مصر کے ایک وزیر کے ہاتھ انہیں فروخت کر دیا۔ وزیر نے انہیں گھر لے جاکر اپنی بیوی سے کہا انہیں عزت واکرام کے ساتھ رکھو، ہوسکتا ہے ہمیں ان سے کسی قسم کا فائدہ پہنچے یا ہم انہیں اپنا بیٹا بنالیں۔ الغرض اس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ملک میں تمکنت حاصل ہوئی۔ وزیر کے ہاں رہنے سے ان کو اصول مملکت اور دوسری تمام باتوں کی سمجھ بوجھ پیدا ہوئی۔ (یوسف ۔ ۲۱)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام وزیر کے ہاں پلے اور بڑھے یہاں تک کہ جوان ہو گئے)۔ جوان ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت اور علوم سے سرفراز فرمایا (یوسف۔ ۲۲)

وزیر مصر کی بیوی (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور) اس نے انہیں پھسلانا چاہا۔ ایک دن موقع پاکر اس نے گھر کے تمام دروازے بند کر دئے اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا آؤ جلدی کرو۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ مجھے بچائے! اللہ میرا رب ہے اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا۔ میں اس کی نافرمانی کرکے اس کے احسان کی ناشکری نہیں کرسکتا۔ اس عورت نے تو ان سے اپنی مطلب برآری کا ارادہ کرلیا تھا اور اگر انہیں اس کی حرمت کا علم نہ ہوتا تو وہ بھی ارادہ کر لیتے۔ (انہوں نے اس کام کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سمجھا اور صاف انکار کر دیا اور) اس طرح وہ برائی اور بے حیائی سے صاف بچ گئے، بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے مخلص بندے تھے۔ انہوں نے محض اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اس کام کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ (جب انہوں نے اس عورت کا اصرار دیکھا تو) وہ دروازے کی طرف بھاگے۔ وہ عورت بھی انہیں پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے بھاگی۔ اس بھاگ دوڑ میں ان کی قمیص کا دامن اس عورت کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے اتنے زور سے قمیص کے دامن کو پکڑا کہ بالآخر وہ پھٹ گیا۔ (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازہ کھول کر باہر نکلے اور وہ عورت بھی ان کے پیچھے پیچھے دروازہ کے باہر آگئی)۔ دروازے پر ان دونوں نے وزیر کو کھڑا ہوا پایا۔ (وہ عورت بڑی چالاک تھی)۔ اس نے (فوراً ہی اپنی پاکدامنی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے شوہر سے) کہا: (انہوں نے میرے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کیا تو) جو شخص آپ کی بیوی کے ساتھ برے کام کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو قید کر دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (میرا کوئی قصور نہیں)۔ اس عورت نے مجھ سے برے کام کا ارادہ کیا تھا۔ (میں اس سے بچ کر بھاگا تو اس نے میرا پیچھا کرکے میرا دامن پکڑ لیا اور مجھے روکنے کے لئے اس زور سے اسے کھینچا کہ وہ پھٹ گیا۔ دونوں نے اپنی اپنی بریّت ثابت کی تو معاملہ کو سلجھانے کے لئے) اسی عورت کے خاندان کے ایک شاہد نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کا دامن آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور اگر دامن پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یوسف سچے ہیں۔ وزیر مصر نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ (وہ سمجھ گیا کہ اس کی بیوی کا قصور ہے) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تمہارا ہی مکر وفریب ہے۔ تمہارا مکر وفریب بہت ہی زبردست ہوتا ہے۔ پھر

اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا: اے یوسف تم اس بات کا کچھ خیال نہ کرو (مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تم بے قصور ہو)۔ پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گناہ کی معافی مانگو، بے شک تم ہی خطا کار ہو۔ (یوسف۔ ۲۳ تا ۲۹)

(شدہ شدہ یہ خبر اس) شہر کی عورتوں (کو بھی معلوم ہوگئی۔ انہوں) نے ایک دن آپس میں اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: وزیر کی بیوی اپنے غلام سے اپنی مطلب برآری چاہتی ہے۔ غلام کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ جب وزیر کی بیوی نے شہر کی عورتوں کے یہ طعنے سنے تو اس نے ان کی دعوت کی اور ان کے لئے فرش فروش اور گدّے تکیوں کا انتظام کیا۔ (جب سب عورتیں جمع ہوگئیں تو) اس نے ہر ایک عورت کو ایک ایک چھری دے دی اور یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کہا: ذرا باہر تو آؤ (جب وہ باہر آئے) تو ان کو دیکھ کر عورتوں نے ان کو عظیم الشان سمجھا۔ (ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ وارفتہ ہوگئیں اور اس وارفتگی کے عالم میں) انہوں نے چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ کہنے لگیں: سبحان اللہ، یہ انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ (جب) وزیر کی بیوی نے (ان کی وارفتگی کا یہ عالم دیکھا تو) کہا یہی ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ (جب تم بے قابو ہوگئیں تو میرا بے قابو ہو جانا تم کو برا کیوں معلوم ہوا) بے شک میں نے ان کو اپنی مطلب برآری کے لئے پھسلایا تھا لیکن وہ بچ نکلے۔ (اپنی عصمت کی حفاظت کرتے رہے بہرحال جو ہوا ہوا، میں تو اب بھی یہی کہتی ہوں کہ) اگر انہوں نے وہ کام نہیں کیا جس کام کا میں انہیں حکم دیتی ہوں تو یہ ضرور قید کر دئے جائیں گے یا بہت ذلیل و خوار ہوں گے۔ (اس واقعہ کے بعد وہ عورتیں بھی یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلانے لگیں۔ الغرض جب) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان عورتوں کی یہ خواہش اور اس عورت کے ارادہ میں پختگی دیکھی تو) اللہ تعالےٰ سے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس کام کے مقابلہ میں مجھے قید خانہ پسند ہے اور اے میرے رب اگر تو نے مجھے ان کے مکر و فریب سے نہیں بچایا تو ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور نادان بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا۔

(الغرض) ارباب اختیار نے (باوجود اس کے کہ انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکدامنی کی شہادتیں اور) نشانیاں دیکھ لیں (پھر بھی بات کو رفع دفع کرنے یا عورت کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ عرصہ کے لئے قید خانہ بھیج دیں۔ (یوسف۔ ۳۰ تا ۳۵)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام قید خانہ بھیج دئے گئے)۔ ان کے ساتھ دو اور جوان آدمی بھی قید خانہ میں داخل ہوئے۔ (ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک خواب دیکھا اور خواب کی تعبیروں کے لئے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کیا) ان میں سے ایک نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شربت بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سر پر

روٹیاں اٹھائے ہوں اور پرندے آآکر روٹیاں کھا رہے ہیں۔ خواب بیان کرنے کے بعد ان دونوں نے کہا: آپ ہمارے خواب کی تعبیر بتا دیجئے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک آدمی ہیں۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تمہیں جو کھانا ابھی ملنے والا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آنے پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا، میرے رب نے جن جن باتوں کی تعلیم مجھے دی ہے ان میں سے ایک بات خوابوں کی تعبیر بتانے کا علم بھی ہے۔ (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موقع کو غنیمت سمجھ کر انہیں اسلام اور توحید کی دعوت دینی شروع کر دی)۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں نے اپنی قوم کے لوگوں کے مذہب کو چھوڑ دیا جو نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ میں تو اپنے آباء و اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ملّت کی پیروی کرتا ہوں۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کریں۔ یہ اللہ کا ہم پر اور تمام لوگوں پر بڑا فضل ہے (کہ وہ بار بار ہمیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا رہتا ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اے قید خانہ کے ساتھیو، تم ہی بتاؤ کہ یہ مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ مختلف رب بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے جو واحد و یکتا اور غالب و زبردست ہے اور اے میرے قید خانہ کے ساتھیو، جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے خود رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ حکم تو اسی کا چلتا ہے اور مانا جاتا ہے۔ (اس نے تو ان معبودوں کی پرستش کا حکم نہیں دیا)۔ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بس اسی اکیلے کی عبادت کی جائے اور یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اتنی معمولی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ اے میرے قید خانہ کے ساتھیو (اب تم اپنے خوابوں کی تعبیر سنو)۔ تم میں ایک تو بری ہو جائیگا اور اپنے آقا کو بدستور شراب پلائے گا اور دوسرا (بری نہیں ہوگا بلکہ) پھانسی پر لٹکایا جائیگا اور پرندے آآکر اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ خوابوں کی تعبیر بتانے کے بعد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں میں سے اس شخص سے جس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ رہائی پائے گا کہا کہ جب تم رہائی کے بعد اپنے آقا کے پاس پہنچو تو اس سے میرا بھی ذکر کر دینا۔ لیکن جب وہ رہائی کے بعد اپنے آقا (یعنی بادشاہ) کے پاس پہنچا تو اس سے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا بھول گیا اس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام چند سال اور قید خانہ میں رہے۔ (یوسف۔ ۳۶ تا ۴۲)

(پھر حسن اتفاق سے ایک دن) بادشاہ نے (ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو اپنے سرداروں سے بیان کیا۔ اس نے) کہا: اے سردارو، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ (مزید برآں) میں نے سات سبز بالیں اور سات خشک بالیں بھی دیکھیں، اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔ سرداروں نے کہا: یہ تو پریشان خواب ہیں، ایسے خوابوں کی تعبیر ہمیں نہیں آتی۔ (بادشاہ اور سرداروں کے درمیان خواب کے سلسلہ میں جو

باتیں ہوئیں وہ اتفاق سے) اس شخص نے (سن لیں) جو رہائی پاکر (محل میں) آیا تھا۔ اسے ایک مدّت کے بعد اس موقع پر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آگئے۔ اس نے بادشاہ اور سرداروں سے کہا: میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتا سکتا ہوں، آپ مجھے قید خانہ جانے کی اجازت دیجئے۔ (بادشاہ نے اس کو قید خانہ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ قید خانہ پہنچا۔ اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے) یوسف، اے صدیق (بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ) سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور (بادشاہ نے) سات سرسبز بالیں اور سات خشک بالیں بھی دیکھی ہیں۔ آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتائیے تاکہ میں بادشاہ اور سرداروں کے پاس جاکر انہیں وہ تعبیر بتاؤں اور انہیں صحیح تعبیر کا علم ہو جائے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم سات سال تک متواتر کھیتی کرو گے (خوب پیداوار ہوگی)۔ پھر اس کے بعد سات سال تک سخت قحط پڑے گا، تو تم ایسا کرنا کہ جب خوب پیداوار کے سال آئیں اور تم کھیتی کاٹو تو صرف اتنی کھیتی کاٹنا جتنی تمہارے کھانے کے لئے ضروری ہو۔ باقی غلہ کو بالوں ہی میں رہنے دینا۔ پھر جب قحط کے سات سال آئیں گے تو ان میں خوشحالی کے سات سال کی تمام پیداوار ختم ہو جائے گی سوائے اس غلہ کے جو تم (بیج وغیرہ کے لئے) اٹھا رکھو۔ پھر قحط کے ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ اس میں خوب بارش ہوگی۔ ہر چیز افراط سے پیدا ہوگی حتی کہ انگور بھی اتنی فراوانی سے ہوں گے کہ ان کو صرف کھائیں گے ہی نہیں بلکہ شربت کے لئے بھی نچوڑیں گے۔ (یوسف۔ ۴۳ تا ۴۹)

(اس شخص نے جاکر یہ تعبیر بادشاہ کو بتا دی)۔ بادشاہ نے کہا ان کو میرے پاس لاؤ (ایک آدمی ان کے بلانے کے لئے گیا) جب وہ آدمی ان کے پاس پہنچا (اور بادشاہ کا پیغام دیا) تو انہوں نے کہا: اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ میرا مالک تو ان عورتوں کے مکر و فریب سے بخوبی واقف ہے۔ بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلوایا اور) ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسف کو پھسلایا تھا تو تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ عورتوں نے کہا: سبحان اللہ ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ (اس موقع پر) وزیر کی بیوی (بھی موجود تھی۔ اس) نے دیکھا کہ اب اصل حقیقت ظاہر ہو گئی ہے (اب چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں) لہذا (اس نے صاف صاف اپنے جرم کا اقرار کیا) اس نے کہا! میں نے ہی ان کو پھسلایا تھا اور وہ یقیناً سچے ہیں (انہوں نے کبھی برے کام کا ارادہ نہیں کیا)۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: یہ تحقیقات میں نے اس لئے کرائی ہے کہ وزیر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں کبھی کوئی خیانت نہیں کی۔ میں اپنے نفس کو برائی سے مبرّا نہیں کہتا، نفس تو برائی کا حکم دیتا ہی رہتا ہے (اس کی شرارت سے بچنا ناممکن ہے) مگر وہ شخص بچ سکتا ہے جس پر میرے رب کا رحم ہو جائے (اور وہ اپنے رحم و کرم سے اُسے برائی سے بچا لے۔ میری پاکدامنی میرا اپنا کارنامہ نہیں۔ یہ سب کچھ میرے رب کا کرم ہے کہ اس نے مجھے برائی سے بچا لیا) میرا رب بے شک بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (یوسف۔ ۵۰ تا ۵۳)

(الغرض جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بریّت ہوگئی اور بادشاہ (ان کی ذکاوت اور ذہانت کا بھی قائل ہوگیا تو اس) نے کہا: یوسف کو میرے پاس بلاکر لاؤ میں اپنی ذات خاص (کے کاموں) کے لئے ان کو منتخب کرتا ہوں (یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہ کے پاس پہنچے)۔ جب بادشاہ نے ان سے گفتگو کی تو اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: آج سے آپ ہمارے ہاں صاحب منزلت اور امور مملکت کے امین ہیں۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دیجئے میں ان کی اچھی طرح حفاظت بھی کر سکتا ہوں (اور اس کام سے) اچھی طرح واقف بھی ہوں۔ الغرض اس طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ملک میں قوت اور تمکنت حاصل ہوئی۔ وہ اس سرزمین میں جہاں چاہتے رہتے تھے (کوئی انہیں روکنے والا نہیں تھا) (یوسف۔ ۵۴ تا ۵۶)

(جب خواب کی تعبیر کے مطابق وہ سال شروع ہوئے جن میں قحط پڑا تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راشننگ کا نظام رائج کیا۔ ایک وقت میں ایک شخص کو ایک بار شتر غلہ دیتے تھے انہوں نے نہ صرف اپنے ملک میں قحط سالی کا مقابلہ کیا بلکہ دوسرے قحط زدہ ممالک کے لئے بھی غلہ فراہم کیا۔ انہوں نے قوم پرستی، ملک پرستی اور عصبیت کے تمام بتوں کو چکنا چور کر کے رکھ دیا اور عالمگیر انسانی اخوت کا بھرپور مظاہرہ کیا) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی (بھی قحط کا شکار ہوئے۔ انہوں نے ملک مصر کا رخ کیا اور غلہ حاصل کرنے کے لئے) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے لئے سامان سفر تیار کرایا۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو ان سے کہا، آئندہ جب تم غلہ لینے آؤ تو اپنے سوتیلے بھائی کو بھی لے کر آنا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمان نوازی بھی خوب کرتا ہوں اور اگر تم اپنے سوتیلے بھائی کو نہ لائے تو پھر میرے ہاں سے تمہیں نہ غلہ ملے گا اور نہ ہی تم میرے پاس آسکو گے۔ بھائیوں نے کہا: (اپنے سوتیلے بھائی کو لانے کے سلسلہ میں ہم اپنے والد کو سمجھائیں گے اور) ہم ان کو اپنے ساتھ لانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ جب وہ روانہ ہونے لگے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادموں سے کہا ان کی دی ہوئی پونجی جو انہوں نے غلہ کی قیمت کے سلسلہ میں دی ہے ان کے پالان میں رکھ دو تاکہ جب یہ اپنے اہل وعیال میں پہنچیں تو اسے پہچان لیں اور (اس پونجی کے عوض مزید غلہ لینے کے لئے) دوبارہ آئیں۔ الغرض جب وہ اپنے والد کے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا: اے ابا جان، اب ہمیں غلہ نہیں ملے گا جب تک ہم اپنے بھائی کو لے کر نہ جائیں۔ وزیر مصر کا یہی فیصلہ ہے۔ آپ ان کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ ہمیں غلہ مل جائے اور (آپ مطمئن رہیں کہ) ہم ان کی حفاظت کریں گے۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر میں تم کو اس کا امین بنا دوں تو تم اس کی بس ایسی ہی حفاظت کرو گے جیسی حفاظت تم نے اس وقت کی تھی جب میں نے اس کے بھائی کے سلسلہ میں تمہیں امین بنایا تھا۔ (میں تمہاری حفاظت میں نہیں دیتا) بلکہ میں اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں وہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنیوالا

ہے۔ (ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ) ان لوگوں نے اپنا سامان کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی پونجی ان کو لوٹا دی گئی ہے۔ انہوں نے فوراً اپنے والد سے کہا، اے ابا جان، اب ہمیں اور کیا چاہیئے۔ غلہ خریدنے کے لئے یہ پونجی جو ہمیں واپس کر دی گئی ہے موجود ہے۔ اس پونجی سے ہم پھر اپنے اہل وعیال کے لئے غلّہ لائیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور اس کے حصہ کا ایک بار شتر غلہ اور لائیں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا جب تک تم اللہ کی قسم کھا کر مضبوط عہد نہ کرو کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے آؤ گے سوائے اس صورت کے کہ تم خود ہی کہیں گھر جاؤ (اور مجھ تک نہ پہنچ سکو) جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مضبوط عہد لیا تو یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو کچھ ہم نے آپس میں عہد و پیمان کیا اس پر اللہ نگہبان ہے۔ (الغرض جب بھائی غلہ لانے کے لئے روانہ ہونے لگے تو) یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے بیٹو، شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا (تاکہ نظر نہ لگے) اللہ کی طرف سے جو بات ہونے والی ہے میں اسے روک تو نہیں سکتا (اپنی استطاعت کے مطابق تدبیر کر رہا ہوں) حکم تو اللہ ہی کا چلتا ہے میں (تدبیر کے باوجود) بھروسہ اسی پر کرتا ہوں اور اسی پر تمام بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔ الغرض یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق وہ لوگ متفرق دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے لیکن یہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کر لیا تھا اس کے مقابلہ میں کام نہ آئی۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ایک تدبیر آئی تھی اُسے انہوں نے کر ڈالا (اور یہ سمجھتے ہوئے کر ڈالا کہ ان کی تدبیر حکم الٰہی کے تابع ہے۔ ہوگا وہی جو اللہ کا حکم ہوگا) بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے علم کی وجہ سے بڑے ذی علم تھے لیکن اکثر لوگ تقدیر اور تدبیر کے ربط سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا غلطی کر بیٹھتے ہیں یعنی یا تو تدبیر کو چھوڑ بیٹھتے ہیں یا تدبیر پر بھروسہ کر لیتے ہیں۔ (یوسف۔ ۵۸ تا ۶۸)

جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ان سے کہا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اور جو کچھ یہ لوگ تمہارے ساتھ کرتے رہے ہیں اس پر اب کسی قسم کا رنج و غم نہ کرو۔ پھر جب وہ لوگ غلہ لے کر جانے لگے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا سامان سفر تیار کرتے وقت شاہی جام (خفیہ طور پر) اپنے حقیقی بھائی کے پالان میں رکھ دیا۔ (خدّام کو اس بات کی خبر نہیں ہوئی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ قافلے کے روانہ ہونے کے بعد جب خدّام نے دیکھا کہ شاہی جام نہیں ملتا تو انہوں نے قافلہ والوں کو چور سمجھا) خدّام میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا: اے قافلہ والو، ٹھہر جاؤ، تم چور ہو۔ قافلہ والوں نے مڑ کر خدّام کی طرف نظر کی اور پوچھا تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ خدّام نے کہا: ہمیں شاہی جام نہیں مل رہا۔ پھر خدّام میں سے ایک ذمہ دار آدمی نے کہا: جو شخص اس شاہی جام کو لے کر آئیگا میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں اس کو ایک بار شتر غلہ بطور انعام دوں گا۔ قافلہ والوں نے کہا: اللہ کی قسم، تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں بدامنی پھیلانے نہیں آئے اور

نہ ہم چور ہیں۔ خدّام نے کہا: بتاؤ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چور کی سزا کیا ہوگی۔ قافلہ والوں نے کہا: جس کے پالان میں سے وہ شاہی جام برآمد ہو اس کو اس کے بدلہ میں قید کر لیا جائے۔ ظالموں کو اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں (اس گفت وشنید کے بعد قافلہ والوں کو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پیش کر دیا گیا) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی لینے سے پہلے دوسرے لوگوں کے سامان کی تلاشی لینی شروع کی۔ پھر سب کے آخر میں اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی لی اور اس میں سے وہ شاہی جام برآمد کر لیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ تدبیر کی تاکہ وہ اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس روک سکیں ورنہ بادشاہ کے (مروّجہ) قانون کے مطابق وہ انہیں نہیں روک سکتے تھے۔ (جب شاہی جام یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی بھائی کے سامان سے برآمد ہوا تو ان کے بھائی) کہنے لگے کہ اگر انہوں نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان سے پہلے ان کے بڑے بھائی بھی چوری کر چکے ہیں۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چوری کی اصل حقیقت کو دل ہی میں چھپائے رکھا ان پر ظاہر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا تو بس یہ کہا: تم بدترین درجہ کے لوگ ہو، جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ انہوں نے (خوشامدانہ طور پر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا) اے وزیر محترم ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں، وہ ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکیں گے لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ ان کے بجائے ہم میں سے کسی کو گرفتار کر لیجئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے احسان کرنے والے ہیں (یہ احسان بھی ہم پر کیجئے)۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اللہ بچائے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے بجائے کسی دوسرے بے گناہ کو گرفتار کر لیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم بڑے ناانصاف ہیں۔ (یوسف۔ ۶۹ تا ۷۹)

الغرض جب (وہ لوگ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی بات منوانے میں ناکام ہو گئے اور) انہیں کوئی امید نہیں رہی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بات مان لیں گے تو وہ سب سے الگ ہو کر تنہائی میں مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ان میں جو سب سے بڑے بھائی تھے کہنے لگے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قسم لے کر مضبوط عہد لیا تھا (کہ تم اپنے بھائی کی حفاظت کرو گے اور اس کو بخیر وعافیت ان تک پہنچاؤ گے) اور تم اس سے پہلے یوسف کے معاملہ میں بھی زیادتی کر چکے ہو (تو اب کس منہ سے والد کے پاس جاؤ گے۔ میں نے تو یہ فیصلہ کیا ہے کہ) میں والد کے پاس ہرگز نہیں جاؤں گا میں یہیں رہوں گا جب تک میرے والد مجھے یہاں سے چلے آنے کی اجازت نہ دیں یا اللہ میرے معاملہ میں کوئی حکم صادر نہ فرمائے اور وہ سب سے بہتر حکم دینے والا ہے۔ تم لوگ اپنے والد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی، ہم تو جو کچھ ہمیں علم ہے اسی کے مطابق بیان کر رہے ہیں۔ (اصل حقیقت کا تو ہمیں علم نہیں اس لئے کہ) ہم غیب کی باتوں کو نہیں جانتے۔ ہم اس بیان میں بالکل سچے ہیں اگر یقین نہ آئے تو) اس بستی کے لوگوں سے دریافت کر لیجئے جس بستی میں ہم جا کر ٹھہرے تھے اور

اس قافلہ کے لوگوں سے معلوم کر لیجئے جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں (سب یہی گواہی دیں گے کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی۔ چوری کی وجہ سے وہ گرفتار ہوگیا۔ بتائیے ہمارا اس میں کیا قصور ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں)۔ (یوسف ۔ ۸۰ تا ۸۱)

(الغرض بڑے بھائی کے علاوہ سب بھائی اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جس طرح بڑے بھائی نے ان کو ہدایت کی تھی اسی طرح انہوں نے سارا حال اپنے والد ماجد سے بیان کر دیا)۔

یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ پورا واقعہ تم نے خود بنالیا ہے (اس میں ذرا سی بھی سچائی نہیں) بہرحال میں صبر جمیل کرتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے، وہ بڑا جاننے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ یہ کہہ کر یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف سے منہ موڑ لیا اور اس طرح کہنے لگے: ہائے یوسف۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں ان کی آنکھیں سفید ہوگئی تھیں اور وہ غم میں گھٹے گھٹے رہا کرتے تھے۔

بیٹوں نے (یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم واندوہ کا یہ عالم دیکھا تو ہمدردانہ طور پر) کہا اللہ کی قسم ابا جان، آپ یوسف کی یاد میں اپنے آپ کو گھلا ڈالیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (میں تم سے کچھ نہیں کہتا) میں تو اپنے رنج وغم کی شکایت اپنے اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے مجھے بہت سی ایسی باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے (میں اللہ تعالیٰ سے ناامید نہیں ہوں، وہ ضرور ان سب کو میرے پاس لے آئے گا)۔

اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی خبر لاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے تو کافر ناامید ہوتے ہیں۔ (یوسف ۔ ۸۳ تا ۸۷)

(الغرض وہ سب اپنے والد کے پاس سے روانہ ہوکر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائی کی خبر لانے کے لئے روانہ ہوگئے) جب وہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے وزیر محترم، ہم اور ہمارے اہل وعیال بڑی تکلیف میں ہیں۔ تھوڑا بہت سرمایہ جو ہمارے پاس تھا وہ ہم لے آئے ہیں، آپ اس کے عوض ہمیں غلہ کا پورا پیمانہ بھر کر دے دیں اور کچھ ہمیں صدقہ بھی دیں۔ اللہ صدقہ دینے والوں کو بہت ثواب دیتا ہے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تمہیں معلوم ہے جب تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ بھائیوں نے پوچھا: کیا آپ یوسف ہیں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم غلطی پر تھے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اللہ بھی تمہیں معاف کرے اور تم پر رحم فرمائے۔ وہ تمام رحم کرنیوالوں

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں گے پھر تم ان سب کو یہاں میرے پاس لے آؤ۔ (یوسف ۸۸ تا ۹۳)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر تمام بھائی اپنے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قافلہ ابھی روانہ ہی ہوا تھا کہ ان کے والد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر والوں سے کہنے لگے: اگر تم مجھے نہ جھٹلاؤ تو ایک بات میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ گھر والوں نے کہا: آپ ابھی تک اسی پرانی غلطی میں مبتلا ہیں (اور آپ ابھی تک یوسف سے ملنے کی امید رکھتے ہیں)۔ الغرض جب کچھ عرصہ بعد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے خوشخبری دینے والا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا تو اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص ان کے چہرہ پر ڈال دی۔ قمیص کا چہرہ پر ڈالنا تھا کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بینا ہو گئے۔

یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ اللہ کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ (دیکھ لو، یہ خوشخبری میرے علم کے مطابق ہے یا نہیں؟) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا: اے ابا جان، ہم بڑے خطا کار ہیں، آپ ہماری خطاؤں کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیجئے۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔ امید ہے کہ وہ تمہیں معاف کر دے گا اس لئے کہ وہ تو معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (یوسف۔ ۹۴ تا ۹۸)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے مطابق ان کا پورا خاندان مصر منتقل ہو گیا) جب وہ لوگ مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا استقبال کیا اور کہا مصر میں داخل ہو جائیے اب انشاء اللہ یہاں آپ امن سے رہیں گے۔ پھر جب وہ لوگ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے ساتھ ٹھہرایا۔ گھر پہنچتے ہی انہیں اپنے تخت پر بٹھایا۔ اس موقع پر یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ محترمہ اور ان کے تمام بھائی تعظیماً یوسف علیہ الصلوٰۃ کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام (کو اپنے بچپن کا خواب یاد آ گیا۔ انہوں) نے اپنے والد (بزرگوار) سے کہا: اے ابا جان، میں نے جو پہلے (بچپن میں) خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر ہے۔ میرے رب نے اسے سچ کر دکھایا۔ اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھے قید خانہ سے نکالا اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا، اس فساد کو ختم کرایا اور آپ سب کو گاؤں سے یہاں لے آیا۔ یہ سب اسی کا لطف و کرم ہے بے شک وہ علم والا اور حکمت والا ہے (میرے ساتھ جو کچھ ہوا سب میں اس کی حکمت کام کر رہی تھی)۔ پھر اس موقع پر انہوں نے اپنے رب سے دعاء کی انہوں نے کہا: اے رب، تو نے مجھے حکومت عطاء کی، ہر قسم کی باتوں اور رموز کو سمجھنے کا ملکہ عطاء فرمایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا مددگار اور کارساز ہے۔ مجھے دنیا سے اس

حال میں اٹھانا کہ میں مسلم ہوں اور آخرت میں مجھے نیک لوگوں میں کر دینا۔ (یوسف۔ ۹۹ تا ۱۰۱)

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝

(حٰمٓ المؤمن۔ ۳۴)

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ملک مصر میں برابر تبلیغ کرتے رہے، معجزات دکھاتے رہے (خوابوں کی تعبیر اور قحط کے زمانہ میں ان کا حسن انتظام بھی معجزہ سے کم نہ تھا) لیکن اس کے باوجود وہاں کے لوگوں نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا۔ ان کی لائی ہوئی شریعت کو شک و شبہ سے دیکھتے رہے یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہو گیا (تو لوگوں کو ان کی قدر ہوئی) کہنے لگے (ہم نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا لہذا) اب اللہ تعالیٰ ہمارے پاس کسی رسول کو نہیں بھیجے گا۔ الغرض مصر کے لوگوں نے کیونکہ یقین کامل کے ساتھ ایمان قبول نہیں کیا لہذا وہ گمراہ ہی رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ رعد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۗ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①

ترجمہ الٓمّٓرٰ، (اے رسول) یہ (اللہ کی) کتاب کی آیتیں ہیں (جو بالکل حق ہیں) اور (ان کے علاوہ بھی) جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ (سب) حق ہے، لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے ①

تفسیر الٓمّٓرٰ۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کے متعلق سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ) یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیتیں ہیں یعنی سورۂ رعد اللہ تعالیٰ کی

عمل

اے لوگو، قرآن مجید آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ یہ بالکل حق ہے۔ اس پر ایمان لائیے۔ ضد اور ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ تکبر، عناد اور شقاق کو دل سے نکال دیجئے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ
عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی
الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ،
كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی، یُدَبِّرُ
الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ
بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝٢ وَهُوَ
الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا
رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا، وَمِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ

اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٣ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ
مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ
وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ
صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ، وَ
نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي
الْاُكُلِ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٤

ترجمہ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر دیا، جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا (ان میں سے) ہر ایک ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے، (خبردار) اللہ ہی (کائنات کے) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہی (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین آ جائے (۲) وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے، (وہی ہے جس نے) زمین میں (مختلف قسم کے) پھلوں کے جوڑے بنائے، وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے، (اے لوگو) غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی توحید کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۳) (ان کے علاوہ) زمین میں ایسے بھی قطعات ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہیں، انگوروں کے باغات ہیں، کھیتی ہے، کھجور کے درخت ہیں جن میں سے بعض ایک جڑ سے نکلتے ہیں اور بعض علیحدہ علیحدہ جڑوں سے نکلتے ہیں (اگرچہ) سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے پھر بھی ہم پھلوں (کو مزے) کے لحاظ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں، عقل والوں کے لئے اس میں (توحید کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۴)

معانی و مصادر (عَمَدَ) عَمَدَ، یَعْمِدُ، عَمْدٌ (ض) سہارا لینا، ستون کے ساتھ کھڑا کرنا، قصد کرنا (عَمَدٌ = عُمُوْدٌ اور عِمَادٌ کی جمع، ستون)
(تُوْقِنُوْنَ) اَیْقَنَ، یُوْقِنُ، اِیْقَانٌ، (باب افعال) یقین کرنا، جاننا اور تحقیق کرنا۔
(مُتَجٰوِرٰتٌ) تَجَاوَرَ، یَتَجَاوَرُ، تَجَاوُرٌ (باب تفاعل) ایک دوسرے سے قریب ہونا۔ ایک دوسرے کے قریب رہنا۔
(نَخِیْلٌ) نَخَلَ، یَنْخُلُ، نَخْلٌ (ن) چھاننا۔ (نَخِیْلٌ = نَخْلٌ = کھجور کا درخت)۔
(صِنْوَانٌ) صِنْوَانٌ = صِنْوٌ کی جمع۔ ایک جڑ سے نکلنے والے کھجور کے درختوں میں سے ہر ایک کو صِنْوٌ کہتے ہیں۔
(اُکُلٌ) اَکَلَ، یَاْکُلُ، اَکْلٌ و مَاْکَلٌ (ن) کھانا (اُکُلٌ = پھل، کھانے کی چیز)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
(اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند و بالا بنایا، تم انہیں دیکھتے ہو تمہیں کہیں کوئی ستون نظر آتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ (لقمٰن - ۱۰)	اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستون کے پیدا کیا۔

(ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ) پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا عرش کیا ہے

اور اللہ تعالیٰ اس پر کس طرح جلوہ افروز ہوتا ہے یہ ہماری سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں (وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى) اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ان میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○ (یٰسٓ - ۴۰)

اور سب اپنے اپنے مدار پر تیر رہے ہیں۔

(يُدَبِّرُ الْاَمْرَ) تمام کاموں کی تدبیر وہ کرتا ہے۔ نظامِ کائنات اسی کی تدبیر کا رہینِ منّت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ، فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

(یونس - ۳۱ و ۳۲)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ تمہارے کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر (اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور اسے اچھی طرح جان لو کہ) حق (آجانے) کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(العنکبوت - ۶۱)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو جواب دیں گے کہ اللہ نے، (اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد) پھر یہ کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(العنکبوت - ۶۳)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بادل سے پانی کون برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد کون زندہ کرتا ہے تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ، آپ کہیئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے (جو یہ کام انجام دیتا ہے) لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں (کہ جو یہ کام نہیں کر سکتے وہ مشکلکشا کیسے ہو سکتے ہیں)۔

کفار کو اقرار تھا کہ کائنات کا نظام چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ کائنات کا پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ ان کے اس اقرار اور اعتراف کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ انہیں ملامت کر رہا ہے کہ پھر وہ کیوں دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے تو پھر کیوں ان کی نذر و نیاز ہو رہی ہے، کیوں ان سے مدد طلب کی جا رہی ہے۔ کفار کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا سوائے معذرت کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے (بہت) بلند و بالا ہے۔

آگے فرمایا (يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ) اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ واضح شکل میں بیان کر رہا ہے تاکہ ان آیات میں بیان کردہ مناظر قدرت کو تم

غور سے دیکھو اور تمہیں یقین آجائے کہ تم ضرور ایک دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ تخلیق اور کائنات کا اتنا مدبّرانہ نظام تمہیں اس بات کے سوچنے پر مجبور کریگا کہ آخر یہ اتنا بڑا کارخانہ بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا گیا۔ آخر کچھ تو اس کا مقصد ہے۔ سوچتے سوچتے تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ یہ سب کچھ ہمارے لئے ہے۔ یہ تمام نعمتیں ہمارے لئے ہیں۔ پھر تم یہ سوچو گے کہ کیا ہم ان نعمتوں کا حق ادا کرتے ہیں۔ اگر نہیں کرتے تو کیا ہم سے باز پرس نہیں ہو گی۔ ضرور ہو گی اور جیسے ہی تمہارے ذہن میں یہ چیز پیدا ہو گی تمہیں فوراً قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا یقین آجائے گا۔

اسی غور و فکر کے نتیجے میں قیامت کے واقع ہونے کو اللہ تعالیٰ نے بڑے لطیف پیرایہ میں مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران - ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

آگے فرمایا (وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ) اور اے لوگو، وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس طرح پھیلا دیا کہ وہ بالکل ایک فرش کے مانند معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ (الذٰریات ۔ ۴۸)

اور ہم ہی نے زمین کو بچھایا اور ہم کتنے اچھے بچھانے والے ہیں۔

(وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا) وہی ہے جس نے زمین میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے (وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ) وہی ہے جس نے زمین میں تمام پھلوں کے اچھے اور برے، بڑھیا اور گھٹیا، میٹھے اور کھٹے، شیریں اور تلخ جوڑے بنائے (اور نہ صرف پھلوں کے بلکہ ہر چیز کے جوڑے بنائے) (يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ) وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے، رات آتی ہے دن چلا جاتا ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ اسی ایک خالق کی کاریگری ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ) اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدت اور قیامت کی کھلی نشانیاں ہیں۔ جو اللہ جل جلالہ یہ تمام کام کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ان چیزوں کو اور انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دے۔ (وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ) وہی ہے جس نے زمین میں ایسے قطعات بھی بنائے جو ایک دوسرے کے قریب واقع ہوتے ہیں لیکن خصوصیات میں علیحدہ۔ ایک زرخیز ہے تو ایک بنجر، ایک سخت ہے تو ایک نرم، ایک سرخ ہے تو ایک زرد، ایک عمدہ ہے تو ایک شورہ، غرض یہ کہ سب چیزوں میں اسی ایک باری تعالیٰ کی کاریگری نظر آتی ہے کہ اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی خصوصیات میں مختلف (وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ) پھر اسی زمین میں کہیں انگور کے باغات ہیں، کہیں کھیتیاں ہیں (وَنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ) اور کہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں سے بعض ایک ہی جڑ سے نکلتے ہیں اور بعض علیحدہ علیحدہ جڑوں سے نکلتے ہیں (يُسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ) ان میں سے ہر ایک کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے (وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ) پھر بھی ہم پھلوں (کو مزے) کے لحاظ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں، کوئی پھل بیحد لذیذ ہوتا ہے، کوئی کم لذیذ، کوئی میٹھا ہوتا ہے کوئی پھیکا۔ کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کاریگری نظر نہیں آتی (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ) یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ عقل والے غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی مشکل کشا ہے، وہی ہماری پکار کو سنتا ہے، وہی مددگار ہے، اسی کی عبادت اور اطاعت کرنی چاہئے۔ جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے کہ وہ نہ مشکل کشا ہیں، نہ مددگار، نہ وہ مطاع ہیں، نہ معبود۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا، ءَاِلٰهٌ

(اور اے رسول، ان سے یہ بھی پوچھئے) کہ بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا (اے کافرو، یہ کام کسی نے نہیں کئے، ہم نے

مَّعَ اللّٰهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○
اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ
خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ
جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا، ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ
يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ
الْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قَلِيْلًا مَّا
تَذَكَّرُوْنَ ○

(النمل - ۶۰ تا ۶۲)

کئے ہیں) پھر ہم ہی نے اس پانی سے خوشنما باغ اگائے، یہ تمہارے بس کی بات نہیں تھی کہ باغوں کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں۔ (اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے درمیان میں دریا جاری کئے اور (وہ کون ہے جس نے) زمین میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے بیچ میں پردہ حائل کر دیا، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ علم (و دانش) سے بے بہرہ ہیں۔ (اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

عمل

اے لوگو، کائنات کو دیکھئے، اس کی تخلیق میں غور و فکر کیجئے اور خالق کائنات کو پہچانئے اور پھر اسی کے ہو جائیے۔ اس کی ملاقات کا یقین رکھیئے اور اس کی نافرمانی سے بچ جائیے۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
ءَإِذَا كُنَّا تُرَٰبًا ءَإِنَّا لَفِى خَلْقٍ
جَدِيدٍ، أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟
بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰٓئِكَ ٱلْأَغْلَٰلُ فِىٓ
أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ،
هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝٥ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ
بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ وَقَدْ
خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ ٱلْمَثُلَٰتُ، وَ
إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ
الْعِقَابِ ۝٦ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ
قَوْمٍ هَادٍ ۝٧

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ کو (کسی بات پر) تعجب ہو تو ان کے اس قول پر واقعی تعجب ہونا چاہئے (جب وہ یہ کہتے ہیں کہ) کیا جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو ہم (پھر) از سر نو پیدا ہوں گے، یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب (کی قدرت) کا انکار کیا، یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق ڈالے جائیں گے اور یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ۝۵ اور (اے رسول) یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کی جلدی کر رہے ہیں (حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ) ان سے پہلے عبرت ناک عذاب آچکے ہیں (ایسا ہی عذاب ان پر بھی آسکتا ہے لیکن) آپ کا رب (تاخیر کر رہا ہے محض اس لئے کہ وہ) لوگوں کو ان کے ظلم کے باوجود درگذر کرتا رہتا ہے (اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کبھی کا عذاب آگیا ہوتا) بیشک آپ کا رب عذاب بھی سخت دیتا ہے ۝۶ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی (اے رسول، بات یہ ہے کہ) آپ تو بس ڈرانے والے ہیں (نشانی نازل ہو یا نہ ہو، آپ لوگوں کو ڈراتے رہیئے، انہیں ہدایت دیتے رہیئے، آپ کوئی پہلے ہادی نہیں ہیں بلکہ) ہر قوم میں ہادی آتے رہے ہیں (اور ہر ہادی سے اسی قسم کے

مطالبے کئے جاتے رہے ہیں) ⑦

معانی ومصادر (اَغْلٰلُ) غَلَّ، یَغُلُّ، غَلٌّ (ن) طوق یا ہتھکڑی پہنانا (اَغْلَالٌ، غُلٌّ کی جمع، آہنی طوق)۔

(مَثُلٰتٌ) مَثَلَ، یَمْثُلُ، مَثْلٌ و مُثْلَةٌ (ن) سزا دینا، اعضاء کاٹنا (مَثُلٰتٌ = مَثُلَةٌ کی جمع، عبرتناک سزائیں جو پہلے دی جا چکی ہوں)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ) اور اے رسول، اگر آپ کو کسی بات پر تعجب ہو تو ان کے اس قول پر "کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہم پھر از سر نو پیدا ہوں گے" ضرور تعجب ہونا چاہیئے۔ کتنی بے وقوفی کی بات ہے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ کیا وہ اللہ جس نے یہ کائنات پیدا کی اس بات پر قادر نہیں ہے کہ انسان کو دوبارہ پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ○

(لآ اقسم بیوم القیامۃ۔ ۳۷ تا ۴۰)

(اس کا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے) کیا وہ منی کا جو رحم مادر میں ٹپکائی گئی تھی ایک قطرہ نہیں تھا، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا (بنا) پھر اللہ نے اس کو بنایا اور (اس کے اعضاء کو) درست کیا، پھر اس کی دو جنسیں بنائیں (یعنی) مرد اور عورت، کیا (جس ہستی نے ایک قطرے سے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کر دیا) وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو (دوبارہ) زندہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى، بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الاحقاف۔ ۳۳)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ، قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○

(انسان) ہمارے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہتا ہے جب

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ، وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○
(یٰسٓ۔ ۷۸ و ۷۹)

ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں کون زندہ کریگا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کریگا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، وہ ہر (طرح) پیدا کرنا جانتا ہے۔

(اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ) انہوں نے (اپنے رب کی قدرت کا کیا انکار کیا گویا) اپنے رب ہی کا انکار کر دیا۔ کیا انسانوں کا رب ایسا ہو سکتا ہے کہ اسے ہر کام کی قدرت نہ ہو۔ یقیناً جس کو ہر کام پر قدرت نہ ہو وہ انسانوں کا رب ہونے کا اہل نہیں۔ یہ اپنے رب کی قدرت کا انکار کر کے گویا اپنے رب کی نفی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ، فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○
(یونس۔ ۳۱ و ۳۲)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھیئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور اسے اچھی طرح جان لو کہ) حق (آجانے) کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں تو پھر (حق سے) انحراف کیوں کرتے ہو۔

(وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ) اپنے رب کا انکار کرنے والے یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں قیامت کے دن طوق پڑے ہوں گے (وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) یہ لوگ دوزخی ہیں اور یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ) اور اے رسول، یہ لوگ آپ سے بھلائی سے پہلے برائی، رحمت سے پہلے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
(الصّٰفّٰت - ۱۷۶ و ۱۷۷)

کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ تو (یہ خبردار ہو جائیں کہ) جب (ہمارا) عذاب ان کے میدان میں نازل ہو گا تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا ان کی صبح (بڑی) بُری ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○
(العنکبوت - ۵۳ و ۵۴)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اسطرح) ناگہانی طور پر واقع ہو گا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (کیا یہ عذاب سے بچ کر کہیں چلے جائیں گے، کہیں نہیں جا سکیں گے) دوزخ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے۔

ان کو تو یہ چاہئے تھا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا لیکن یہ رحمت نہیں چاہتے بلکہ عذاب چاہتے ہیں۔ قوم ثمود نے بھی اسی طرح عذاب کا مطالبہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ، لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○
(النمل - ۴۶)

(صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا اے میری قوم، تم بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو، تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔

قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا اور ایک قوم ثمود کیا بہت سی قوموں پر عذاب نازل ہوا (وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ) انہیں بھی معلوم ہے کہ ان سے پہلے گذشتہ قوموں پر عبرت ناک عذاب آچکے ہیں۔ ان قوموں نے اپنے اپنے نبیوں کی تکذیب کی تو انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ ان کو چاہیئے کہ ان کے عبرتناک انجام سے سبق لیں۔ ماضی کی عبرت ناک سزائیں زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ہوش میں آجاؤ۔ یہ سزائیں جن قوموں پر آئی تھیں ان کو تم جانتے ہو۔ اگر تم نے انہی کے مثل عمل کئے تو تم پر بھی انہی کے عذاب کے مثل عذاب آئے گا (وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

عَلٰی ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ) اے رسول، آپ کا رب بڑی مغفرت والا ہے کہ لوگوں کو ان کے ظلم کے باوجود معاف کرتا رہتا ہے۔ وہ درگذر کر رہا ہے اور عذاب میں تاخیر کر رہا ہے۔ اگر وہ تاخیر نہ کرتا تو عذاب کبھی کا آگیا ہوتا، بے شک آپ کا رب عذاب بھی سخت دیتا ہے کیونکہ وہ سخت عذاب دینے والا ہے (وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ) کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی یا کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا (اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) اے رسول، بات یہ ہے کہ آپ تو بس ڈرانے والے ہیں، آپ کا کام صحیح راستہ کی نشان دہی کرنا ہے اور بس۔ آپ سے پہلے بھی ہر قوم کے پاس ہادی آتے رہے ہیں اور اپنی اپنی قوم کو صحیح راستہ کی نشاندہی کرتے رہے ہیں۔ معجزہ دکھانا نہ ان کا کام تھا اور نہ آپ کا۔ اسی چیز کو اللہ تعالٰے نے ایک اور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۹۳)

(کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز و لاچاری سے) پاک ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے)، میں تو بس (اس کی طرف سے) ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (میرے اختیار میں کچھ نہیں)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالٰی کے ساتھ کفر نہ کیجئے۔ اس کی قدرتوں کا انکار نہ کیجئے۔ اللہ تعالٰی کی قدرتوں کا انکار کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اے لوگو، گذشتہ قوموں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ویسا ہی عذاب آپ پر نازل ہو جائے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى
وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ
الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ
الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ
هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ
بِالنَّهَارِ ۝۱۰

ترجمہ اللہ اس بچہ سے (بخوبی) واقف ہوتا ہے جو ہر مادہ (اپنے پیٹ میں) لئے پھرتی ہے (حتّٰی کہ) وہ رحموں کے سکڑنے اور بڑھنے سے بھی واقف ہوتا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ۝۸ وہ غیب کا بھی جاننے والا ہے اور ظاہر کا بھی جاننے

والا ہے، وہ بڑا ہے اور بلند و بالا ہے ⑨ تم میں سے جو شخص چھپا کر بات کرے یا بلند آواز سے بات کرے (اس کے لئے دونوں) برابر ہیں (اسی طرح) جو رات کو چھپ کر کہیں بیٹھ جائے یا دن کے وقت کہیں چلا جا رہا ہو (اس کے لئے یہ بھی دونوں برابر ہیں) ⑩

معانی و مصادر

(تَغِيْضُ) غَاضَ، يَغِيْضُ، غَيْضٌ و مَغَاضٌ (ض) کم ہونا، کم کرنا۔
(تَزْدَادُ) اِزْدَادَ، يَزْدَادُ، اِزْدِيَادٌ (باب افتعال) زیادہ کرنا، زیادہ ہونا، زیادہ طلب کرنا۔
(اَلْمُتَعَال) تَعَالٰى، يَتَعَالٰى، تَعَالِيْ (باب تفاعل) بلند ہونا۔
(مُسْتَخْفٍ) اِسْتَخْفٰى، يَسْتَخْفِيْ، اِسْتِخْفَاءٌ (باب استفعال) چھپانا۔
(سَارِبٌ) سَرَبَ، يَسْرُبُ، سُرُوْبٌ (ن) بہنا، جانا۔

تفسیر

توحید کے دلائل کا بیان جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى) اللہ تعالیٰ اس بچہ سے بخوبی واقف ہوتا ہے جو مادہ اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ نر ہے یا مادہ، اس کا رنگ کیسا ہے، اس کی شکل و صورت کیسی ہے، وہ کس حال میں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ۔
(النجم۔ ۳۲)

اسے (بخوبی) علم ہے جب اس نے تم کو مٹی سے بنایا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے، (اس وقت بھی وہ تمہارے حالات سے واقف تھا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ، لَهُ الْمُلْكُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○
(الزمر۔ ۶)

اللہ ہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں کے اندر ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں بناتا ہے، یہ اللہ ہی تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، پھر تم کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہو۔

آگے فرمایا (وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ) اور اے لوگو، اللہ تعالیٰ رحموں کے سکڑنے اور بڑھنے سے بھی واقف ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهَا اِلَّا
غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ

اللّٰہُ، لَایَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰہُ، وَلَا یَعْلَمُ مَاتَغِیْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰہُ، وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِی الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰہُ، وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ، وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا اللّٰہُ

(صحیح بخاری تفسیر سورۃ الرعد جزء ۶ ص ۹۹)

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے سوائے اللہ کے، کوئی نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے یعنی نر ہے یا مادہ سوائے اللہ کے، کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی سوائے اللہ کے، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا، کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوائے اللہ کے۔

آگے فرمایا (وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ) اور اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ اور وقت مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۴۹)

(اور اے رسول) ہم نے ہر چیز کو ایک (خاص) اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○

(الحجر۔ ۲۱)

اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں لیکن ہم اس کو مقررہ مقدار ہی میں اتارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ ○ فَجَعَلْنٰہُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ○ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ○

(المرسلٰت۔ ۲۰ تا ۲۳)

(اے لوگو) کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام میں رکھا (وقت کے) ایک مقررہ اندازے پر وہ اندازہ بھی ہم ہی نے مقرر کیا تو (دیکھو) ہم کتنے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں۔

(عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ) اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ پوشیدہ چیزوں کو بھی جانتا ہے اور ظاہر چیزوں کو بھی جانتا ہے، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ بزرگ و برتر ہے۔ سب سے بڑا ہے۔ بڑائی اور بزرگی اسی کے لئے ہے۔ اس کی شان بہت بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○
(الحج ۔ ۶۲)

یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند بالا اور بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○
(الجاثیۃ ۔ ۳۶ و ۳۷)

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور جو رب العالمین ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

(سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ) تم میں سے جو چھپا کر بات کرے یا بلند آواز سے بات کرے اس کے لئے دونوں برابر ہیں (وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ) اسی طرح جو شخص رات کو چھپ کر میں بیٹھ جائے یا دن کے وقت کہیں چلے پھرے اس کے لئے دونوں برابر ہیں۔ نہ کوئی آواز اس سے چھپ سکتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے چھپ سکتی ہے۔ اس کے لئے جہر و سرّ، دن اور رات، اجالا اور اندھیرا سب برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ، وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(یونس ۔ ۶۱)

اور (اے رسول) آپ جس حال میں بھی ہوں خواہ آپ قرآن میں سے کچھ تلاوت کر رہے ہوں (یا اس کے علاوہ کسی اور حال میں ہوں) اور (اے لوگو) تم بھی جب کوئی کام کرتے ہو تو جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو تو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور (اے رسول) ذرہ برابر چیز بھی آپ کے رب سے پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی چیز خواہ وہ ذرّہ سے چھوٹی ہو یا بڑی ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا
اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا، وَلَا حَبَّةٍ
فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(الانعام۔ ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ظاہر اور ہر پوشیدہ چیز اور ہر ظاہر اور ہر پوشیدہ بات کا علم ہوتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اسکے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ اور ایک وقت مقرر ہے۔ ان صفات میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ
اَمْرِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا
بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ،
وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا
مَرَدَّ لَهٗ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے آگے اور پیچھے (چند) نگہبان (مقرر) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بے شک اللہ کسی قوم کی خوشحالی کو جو اُسے (اللہ کی طرف سے) ملی ہے اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دے (جس حالت کے انعام میں وہ خوشحالی عطاء کی گئی تھی) اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (مُعَقِّبٰتٌ) عَقَّبَ ، یُعَقِّبُ ، تَعْقِیْبٌ (باب تفعیل) پیچھے سے آنا، کسی حکم پر تعاقب کرنا۔ (مُعَقِّبٰتٌ = رات کے فرشتے۔ نگہبان فرشتے)۔
(وَالٍ) وَلِیَ ، یَلِیُ ، وِلَایَۃٌ (ج) والی یا حاکم ہونا، مدد کرنا۔ (وَالٍ = والی یا حاکم ، مددگار)۔

تفسیر (لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے آگے پیچھے چند نگہبان مقرر ہیں جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں یہ نگہبان فرشتے ہیں جو دن اور رات کو باری باری سے اس کی حفاظت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَآئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَآئِکَۃٌ بِالنَّہَارِ ، وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَصَلٰوۃِ الْفَجْرِ ، ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُہُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ ، فَیَقُوْلُ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالےٰ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ جزء ۹ ص ۱۵۴ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر، جزء اول ص ۲۵۳)

رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور عصر اور فجر کی نماز میں دونوں جمع ہو جاتے ہیں، پھر جن فرشتوں نے تمہارے ساتھ رات گذاری ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہیں (ان سے) زیادہ جانتا ہے، فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز کی حالت میں چھوڑا اور جب ہم گئے تھے تب بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ) اللہ تعالیٰ کسی قوم کی خوشحالی کو جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دے جس حالت کے انعام میں وہ خوشحالی اُسے دی گئی تھی۔ اگر لوگ نیکیاں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر خیر و برکت کو جاری رکھتا ہے، بند نہیں کرتا اور جب وہ نیکیاں کرنی چھوڑ دیتے ہیں اور برائیاں اختیار کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی نعمتیں چھین لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اللہ تو کسی قوم کو نعمتوں سے مالا مال کر کے

اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○

(الانفال۔ ۵۳ و ۵۴)

ان نعمتوں کو اس وقت تک (مصائب و آلام سے) نہیں بدلتا جب تک وہ خود ہی اپنی (مؤمنانہ) حالت کو (کفر سے) نہ بدل دیں اور (اے مشرکین، اچھی طرح خبردار ہو جاؤ) کہ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے (وہ تمہاری حرکتوں سے اچھی طرح واقف ہے، تمہارا حشر وہی ہوگا) جو حشر کہ اصحاب فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا، انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی سزائیں (مختلف قسم کے عذاب دے کر ان کو ہلاک کر دیا اور اصحاب فرعون کو (ہلاک کرنے کے لئے) ہم نے (یہ کیا کہ ان کو سمندر میں) غرق کر دیا (حقیقت یہ ہے کہ) وہ سب ظالم تھے (اور ان سزاؤں کے مستحق تھے جو انہیں دی گئیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

(النحل۔ ۱۱۲)

اور (اے لوگو) اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں کے لوگ امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اس بستی میں ہر جگہ سے بافراغت رزق چلا آتا تھا (کسی قسم کی تنگی نہیں تھی) لیکن بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کو ان کی بداعمالی کی سزا میں بھوک اور خوف کے اختلاط (سے پیدا ہونے والے مجموعی عذاب) کا مزا چکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ، جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ، كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ، بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ○ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ○ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا، وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ○

(سبا۔ ۱۵ تا ۱۷)

(اور اے رسول) اہل سبا کے لئے ان کی بستی میں (ہماری قدرت کی ایک بڑی) نشانی تھی۔ (اس بستی کے) دائیں اور بائیں دو باغ تھے (ہم نے اہل بستی سے کہہ دیا تھا) اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، (رہنے کے لئے کتنا) پاکیزہ شہر (تمہیں میسّر ہے) اور مالک (بھی تمہیں ایسا ملا ہے جو بڑا ہی) بخشنے والا (اور درگذر کرنے والا) ہے۔ مگر انہوں نے (ہمارے حکم سے) اعراض کیا تو ہم نے ان پر بند (توڑ کر پانی) کا ایک زبردست سیلاب بھیجدیا اور انہیں ان کے دو باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دئے جن کے پھل کڑوے تھے اور جن میں کچھ تو جھاڑ کے درخت تھے اور کچھ بیری کے درخت تھے۔ جو ناشکری انہوں نے کی تھی ہم نے ان کو اس کا یہ بدلا دیا اور ہم ناشکروں کو (ایسا ہی) بدلہ دیا کرتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر بہت جامع ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی قوم قعر مذلّت میں گر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قعر مذلت سے نہیں نکالتا جب تک وہ خود اس میں سے نکلنے کے لئے جدوجہد نہ کرے اور اپنی بری عادتوں کو بدل کر نیک عادتیں اختیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف توفیق ملتی ہے۔ کوشش کرنا انسان کا فرض ہے۔ اپنی ذلت و نکبت پر صبر کر کے بیٹھ جانا، تن آسانی چاہنا، قربانیوں سے بھاگنا، ہمت ہارنا، بزدلی اختیار کرنا، موت سے بھاگنا، عیش و عشرت میں مدہوش ہو جانا، فواحش و معاصی سے نہ بچنا یہ وہ خصائل ہیں کہ جب تک کوئی قوم ان خصائل کو نہیں بدلتی اس کی حالت نہیں بدلتی اور وہ بدستور قعر مذلت میں پڑی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں بنی اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے جب صبر و استقامت سے کام لیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کو قعر مذلت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا، وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا، وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۷)

پھر ہم نے اس قوم کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس سرزمین کو ہم نے برکت دی تھی، (الغرض اے رسول) بنی اسرائیل کی ثابت قدمی کی وجہ سے آپ کے رب کا وہ وعدۂ خیر (و برکت جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم (کی ان بڑی بڑی عمارتوں کو) جو (وہ) تعمیر کرتے تھے اور (ان باغات کو) جنہیں وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

لیکن اسی قوم نے جب بزدلی دکھائی تو پھر چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے پھرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا، فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ، فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۲۴ تا ۲۶)

قوم کے لوگوں نے کہا "اے موسیٰ، جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب، دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ موسیٰ نے کہا "اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا لہٰذا ہم میں اور فاسق لوگوں میں جدائی ڈال دے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی۔ (اس عرصہ میں) یہ لوگ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے (انہیں کہیں چین و سکون نصیب نہ ہوگا، جنگ سے پہلوتہی کرنے کی سزا میں گرفتار رہیں گے) لہٰذا اے موسیٰ، آپ ان کے حال پر کسی قسم کا افسوس نہ کرنا"۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے انعام کی اگر خواہش ہے تو اپنی حالت کو بدلنا ہوگا، صحیح معنیٰ میں

ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

(الاعراف - ۹۶)

اور (اے رسول) اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا۔

آگے فرمایا (وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ) اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی، آکر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پھر اس قوم کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الانعام - ۱۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس - ۱۰۷)

(اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا احسان مانیئے کہ اس نے آپ کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے

ہیں۔

اے لوگو، اگر آپ خوشحال ہیں تو اس خوشحالی کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے احکام پر جمے رہیئے۔ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا تو پھر وہ خوشحالی آپ سے چھین لی جائے گی اور اس کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔

اے لوگو، اگر آپ مصیبتوں میں گرفتار ہیں اور ذلت کا شکار ہیں تو اس حالت کو بدلیئے جس حالت کی سزا میں آپ اس مصیبت اور ذلت سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلیئے اور تن آسانی اور بزدلی چھوڑ کر پوری تندہی کے ساتھ اس مصیبت اور ذلت سے نکلنے کی کوشش کیجئے اس سلسلہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیجئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کامیاب و کامراں ہوں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا میں جو مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے روکنے سے نہیں رک سکتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی مصیبت دور ہو جائے تو بس اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ
الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ، وَیُرْسِلُ
الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ
یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ،
وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ
الْحَقِّ، وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ

بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ
لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ، وَمَا
دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ
بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿۱۵﴾

ترجمہ وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے تاکہ (بجلی کے گرنے سے تمہیں) ڈرائے اور (بارش کی آمد کی) تمہیں امید دلائے، (وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے) بھاری بادلوں کو ابھارتا ہے (۱۲) رعد اور فرشتے (سب) اس کے خوف سے اس کی تسبیح (و تقدیس) اور اسکی حمد (وثناء) بیان کرتے رہتے ہیں، وہی جلا دینے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے انہیں گرا دیتا ہے۔ (ایسے قادر مطلق) اللہ کے بارے میں یہ (کافر) جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بہت زبردست قوت والا ہے (کافروں کے معبودان باطل اس کے مقابلہ میں کوئی قوت نہیں رکھتے) (۱۳) حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ

تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بیکار ہے (۱۴) آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور (نہ صرف وہ بلکہ) ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں) (۱۵)

معانی و مصادر (خَوْفٌ) (خِيْفَةٌ) خَافَ، يَخَافُ، خَوْفٌ و خِيْفَةٌ و خَيْفٌ و مَخَافَةٌ (ف) ڈرنا۔

(طَمَعًا) طَمِعَ، يَطْمَعُ، طَمَعٌ وطَمَاعٌ وطَمَاعِيَةٌ (س) طمع کرنا، حرص کرنا۔

(ثِقَالٌ) ثَقُلَ، يَثْقُلُ، ثِقْلٌ وثِقَالَةٌ (ك) بھاری ہونا (ثِقَالٌ = ثَقِيْلٌ کی جمع۔ بھاری)۔

(صَوَاعِقُ) صَعَقَ، يَصْعَقُ، صَاعِقَةٌ (ف) بجلی گرانا، آسمان سے آگ برسنا (صَوَاعِقُ = صَاعِقَةٌ کی جمع، آسمان سے برسنے والی آگ)۔

(مِحَالٌ) مَاحَلَ، يُمَاحِلُ، مِحَالٌ و مُمَاحَلَةٌ (باب مفاعلہ) دفع کرنا اور جدال کرنا، یہ دیکھنے کے لئے مقابلہ کرنا کہ کون قوی تر ہے۔ (مِحَالٌ = قوت، عذاب)۔

(بَرْقٌ) بَرَقَ، يَبْرُقُ، بَرْقٌ و بُرُوْقٌ و بَرَقَانٌ و بَرِيْقٌ (ن) ظاہر ہونا، چمکنا۔

(طَوْعٌ) طَاعَ، يَطُوْعُ و يَطَاعُ، طَوْعٌ (ن، ف) مطیع ہونا۔

(غُدُوٌّ) غَدَا، يَغْدُو، غُدُوٌّ (ن) صبح کو جانا (غُدُوٌّ = غَدَاةٌ کی جمع۔ صبح)۔

(اٰصَالٌ) اٰصَالٌ = اَصِيْلٌ کی جمع، شام۔

تفسیر توحید کے دلائل جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے تاکہ بجلی کے گرنے سے تمہیں ڈرائے اور بارش کی آمد کی تمہیں امید دلائے اور وہی ہے جو بھاری بادلوں کو ابھارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

(الروم۔ ۴۸)

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو جس طرح چاہتا ہے بالائی فضاؤں میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا

دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

(وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ) رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح و تقدیس اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہتے ہیں (وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ، وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ) وہی جلا دینے والی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے انہیں گرا دیتا ہے۔ تعجب ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور بحث و مباحثہ کرتے ہیں حالانکہ وہ بہت زبردست قوت والا ہے۔ اس کا ان کے بے بس شرکاء سے کیا مقابلہ!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۱۳)

(اور اے رسول) اگر یہ پھر بھی (آپ کی نصیحت سے) منہ موڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ عاد اور ثمود (پر جس قسم) کی کڑک (کا عذاب آیا تھا اس) جیسی کڑک (کے عذاب سے) میں تمہیں (پہلے ہی) ڈرا چکا ہوں (لہٰذا اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ)۔

(لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ) حق تو یہ ہے کہ مصیبت میں صرف اسی کو پکارا جائے۔ صرف اسی کو پکارنا جائز ہے (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ) اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے، نہ ان کی کوئی بات سنتے ہیں۔ وہ ان کی پکار سے بالکل بے خبر ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن محض ایسا کرنے سے پانی اس کے منہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارنے سے بھی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا (وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ) کافروں کا (اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بالکل بیکار اور لایعنی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۴)

(اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں، (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، بلا کر (دیکھ لو) اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا

چاہیئے (لیکن وہ نہیں آسکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(سبا - ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہیئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ

(الفاطر - ۱۳ و ۱۴)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری دعاء کو قبول نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف - ۵)

اور (اے رسول) اُن سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

آگے فرمایا (وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور نہ صرف وہ بلکہ ان کے سایہ بھی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔ احکام کونیّہ اور

(۲)۔ احکام شرعیّہ۔

احکام کونیّہ کے تو سب پابند ہیں۔ طوعًا و کرہًا احکام کونیّہ کی سب تعمیل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے فطری تقاضے مقرر ہیں جو جن و انس کو بھی پورے کرنے پڑتے ہیں۔ ان تقاضوں کے سامنے تمام جن و انس مجبور و مقہور ہیں۔ کھانا اور پینا، قضائے حاجت وغیرہ ایسے فطری تقاضے اور احکام کونیّہ ہیں کہ انسان کی طبیعت چاہے یا نہ چاہے وہ انہیں پورا کرنے پر مجبور ہے۔ ان احکام کے سامنے سب کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ کوئی شخص ان احکام سے سرتابی نہیں کر سکتا۔

احکام شرعیّہ کے صرف جن و انس مکلف ہیں لیکن وہ ان احکام کی تعمیل پر مجبور و مقہور نہیں ہیں۔ انسان یا جنّ کو اختیار ہے کہ چاہے نماز پڑھے چاہے نماز نہ پڑھے۔

آیت زیر تفسیر میں احکام کونیّہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے لیکن مندرجہ ذیل آیت میں دونوں قسم کے احکام مراد ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام انسانوں کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ، وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ، اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○

(الحج - ۱۸)

(اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ کو سجدہ کرتی ہے وہ تمام مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند، تارے اور پہاڑ، درخت اور چارپائے اور انسانوں میں سے بھی بہت سے لوگ (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو (سجدہ نہ کرنے اور اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے) عذاب (میں مبتلا ہونا) لازم ہو گیا ہے (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ذلیل کریگا) اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں، بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

آیت زیر تفسیر میں سایوں کا سجدہ حکم تکوینی کے ماتحت ہے۔ حکم تکوینی کے سامنے سر بسجود ہونے کا ذکر مندرجہ ذیل آیات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○

(النحل - ۴۸ تا ۵۰)

اور (اے رسول) کیا انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو نہیں دیکھا کہ اس کے سائے کبھی داہنی طرف پھرتے ہیں اور کبھی بائیں طرف گویا وہ عاجزانہ حالت میں اللہ کے سامنے سربسجود ہیں اور (سایوں پر ہی کیا منحصر ہے) اللہ کو (تو) آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں اور وہ (اپنے) عجز و انکسار کے اظہار میں ذرا بھی تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم انہیں ملتا ہے بس اس کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔

ہر مخلوق کے سجدہ کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

(النور - ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی، ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۴)

ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان دونوں میں ہے سب اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے، بیشک اللہ بردبار اور معاف کرنیوالا ہے۔

الغرض ہر چیز اپنی صلوٰۃ، تسبیح اور سجدہ میں مشغول ہے۔ انسان نہ ان کی صلوٰۃ کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ان کی تسبیح اور سجدہ کو البتہ ان سب کی عبادتوں میں جو اصل روح کارفرما ہے وہ رب العٰلمین کا خوف اور اس کی غیر مشروط اطاعت ہے اور ہمارے سمجھنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے (اور) سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

(البقرۃ - ۱۱۶)

الغرض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان بہت بڑی ہے۔ سب اس کے محکوم اور مقہور ہیں تو ایسے صاحب قدرت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا صریح نادانی ہے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارنے کی سخت مذمت اور اس کا لایعنی ہونا بیان کیا گیا ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کو پکارئیے۔ صرف اس کو پکارنا حق ہے۔ دوسروں کو پکارنا باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مقصد حاصل ہو سکتا ہے، دوسروں کو پکارنے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوسروں کو پکارنا بالکل لغو اور لایعنی ہے۔

اے ایمان والو، جب آپ بادل گرجنے کی آواز سنیں تو یہ دعا پڑھا کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

ترجمہ اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے نہ مار اور نہ اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک کر بلکہ اس سے پہلے ہی ہم کو عافیت دیدے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ
قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا
بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی
ابواب الدعوات باب مایقول اذا سمع
الرعد جزء ۲ صـ۵ و سندہ صحیح۔ بلوغ
جزء ۱۴ صـ۲۵۸)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرج، چمک کی آواز سنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا
بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، قُلْ
اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ، اَمْ هَلْ
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ، اَمْ
جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ،

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ اَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ
بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ
زَبَدًا رَّابِيًا ، وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ
عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ
اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ، كَذٰلِكَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ،
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ،

وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ
فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۚ وَالَّذِيْنَ
لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۚ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے، وہ تو) اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں (پھر اے رسول) آپ ان سے پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے (۱۶) وہی بادل سے پانی برساتا ہے، پھر تمام وادیاں اپنی اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں پھر سیلاب پھولے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے (اور اسے بہا دیتا ہے) اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی نکلتا ہے جب لوگ زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے (کھوٹ ملے ہوئے سونے، چاندی یا اور کسی دھات کو) آگ پر تپاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے (حق صاف و شفاف پانی کے مثل ہے اور باطل میل کچیل، کوڑا کرکٹ اور کھوٹ کے جھاگ کے مثل ہے) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور (صاف اور شفاف پانی) جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے زمین میں رہ جاتا ہے، اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا رہتا ہے (تاکہ لوگوں کے سمجھنے میں آسانی ہو) (۱۷) جن لوگوں نے اپنے رب (کو خوش کرنے) کے لئے (اس کے احکام کو) قبول کیا ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور جنہوں نے قبول نہیں کیا تو اگر (قیامت کے دن) ان کے پاس روئے زمین کی تمام دولت اور اس کے برابر اتنی ہی دولت اور ہو تو وہ اپنی نجات کے لئے سب دے ڈالیں گے (لیکن وہاں کوئی معاوضہ یا فدیہ قبول نہیں کیا جائیگا، وہاں تو) ان کا بہت برا محاسبہ کیا جائے گا، ان کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ (بہت) بری جگہ ہے (۱۸)

معانی و مصادر (سَالَتْ) (سَیْلٌ) سَالَ، یَسِیْلُ، سَیْلٌ و سَیْلَانٌ و مَسِیْلٌ و مَسَالٌ (ض) بہنا۔

(اَوْدِیَةٌ) وَدْیٌ، یَدِیْ، وَدْیٌ (ض) بہنا (اَوْدِیَةٌ = وَادٍ کی جمع۔ دو پہاڑوں کے درمیان پانی بہنے کی جگہ)۔

(قَدَرَ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ (ض) مقدار مقرر کرنا (قَدْرٌ = مقدار)

(زَبَدًا) زَبَدٌ = جھاگ۔

(جُفَآءً) جَفَأَ، یَجْفَأُ، جَفْأٌ (ف) جھاگ پھینکنا۔

(رَابِیًا) رَبَا، یَرْبُوْ، رِبَاءٌ و رُبُوٌّ (ن) بڑھنا، زیادہ ہونا (اُبھرا ہوا، زمین سے اوپر اٹھا ہوا)۔

تفسیر توحید کے دلائل جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اے رسول، ان سے پوچھئے: بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے (قُلِ اللّٰهُ) پھر آپ خود ہی ان کو بتا دیجئے کہ آسمانوں کا اور زمین کا رب اللہ ہے۔ کافر بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ آسمانوں کا اور زمین کا رب صرف اللہ تعالےٰ ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(المؤمنون۔ ۸۶ و ۸۷)

(اور اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے، بتاؤ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ یہ جواب دیں گے اللہ، تو آپ ان سے کہئے کہ پھر (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو)

آگے فرمایا (قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا) اے رسول، پھر ان سے کہئے کہ جب آسمانوں کا اور زمین کا رب اللہ تعالےٰ ہے تو پھر تم نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کو اپنا کارساز اور مددگار کیوں بنا رکھا ہے جو تمہیں نفع اور نقصان پہنچانا تو کجا اپنے نفع، نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ ایسے بے بس و بے اختیار لوگوں کو مددگار سمجھنا سراسر عقل کے خلاف ہے۔ نفع و نقصان تو وہی پہنچا سکتا ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہو اور جس کے قبضہ اور اختیار میں ہر چیز ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ، فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس۔ ۱۰۶ و ۱۰۷)

اور (اے رسول) اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی ظالموں میں شامل ہو جائیں گے۔ اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○

(الفرقان - ۳)

مشرکین نے اللہ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ، وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ، اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے (نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں) اگر میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی برائی نہ پہنچتی، میں تو بس (سرکشوں کو) ڈرانے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔

کافروں کو بھی اقرار تھا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور ہر چیز پر صرف اسی کی بادشاہت ہے لیکن اس کے باوجود وہ شرک سے باز نہیں آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

(المؤمنون - ۸۴ و ۸۵)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ سب) کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)۔ یہ لوگ جواب دیں گے (یہ سب) اللہ کا ہے تو آپ ان سے پوچھئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (کیوں غیروں کو مشکل کشا سمجھتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

(اے رسول آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے

وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ، قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ○

(المؤمنون - ۸۸ و ۸۹)

کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو)۔

آگے فرمایا (قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ) اے رسول، ان سے پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں اور کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کا مالک و مختار ہے اور وہ جن کے اختیار و ملکیت میں کچھ بھی نہیں برابر نہیں ہو سکتے۔ جس کی آنکھ کی روشنی چلی گئی ہو اس سے کوئی آدمی کیسے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح روشنی چلی جائے اور تاریکیاں چھا جائیں تو پھر راستہ کیسے مل سکتا ہے۔ جس طرح بینائی چلی جانے اور روشنی غائب ہو جانے کے بعد راستہ تلاش کرنا ناممکن ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ مشرکین کے شرکاء سے مدد حاصل کرنا ناممکن ہے (أَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ) کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ کونسی مخلوق کس کی بنائی ہوئی ہے (قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ دوسرا کوئی خالق نہیں، وہ ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔ سب اسی کے سامنے مجبور و مقہور ہیں۔

کیونکہ تمام چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لہذا صرف وہی ان چیزوں کا مالک ہے۔ اگر کوئی دوسرا خالق ہوتا تو مالک بھی ہوتا پھر اس سے طلب کرنا قرین قیاس بھی ہوتا۔ کیونکہ خالق کوئی نہیں لہذا مالک بھی کوئی نہیں اور جب مالک کوئی نہیں تو کارساز اور مددگار بھی کوئی نہیں۔ جس کی ملکیت اور اختیار میں کچھ نہ ہو وہ آخر دے گا کہاں سے اور مدد کرے گا کیسے؟ بندوں کو دینا دلانا، بندوں کی مدد کرنا، بندوں پر رحم کرنا یا سزا دینا یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ نظام کائنات اس کے ہاتھ میں ہے (أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا) وہی بادل سے پانی برساتا ہے پھر تمام وادیاں اپنی اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں

پھر سیلاب پھولے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور اُسے بہا کر لے جاتا ہے (یا اِدھر اُدھر کناروں پر پھینک دیتا ہے) (وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ) اور اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی اوپر آجاتا ہے جس وقت لوگ زیور یا اور کوئی سامان بنانے کے لئے کھوٹ ملے ہوئے سونے، چاندی یا کسی اور دھات کو آگ پر تپاتے ہیں (كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ) اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔ حق صاف شفاف پانی یا صاف و خالص سونے چاندی کے مانند ہے اور باطل میں کچیل اور خس و خاشاک کے جھاگ کی مثل ہے۔ جس طرح شفاف پانی یا خالص سونا اور چاندی ملاوٹ کو اوپر پھینک دیتے ہیں بالکل اسی طرح حق باطل کو اٹھا کر بہا دیتا ہے یا پھینک دیتا ہے۔ حق کے سامنے باطل ٹھہر نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

(الانبیآء۔ ۱۸)

ہم تو حق کو باطل (کے سر) پر مارتے ہیں تو وہ باطل کا سر توڑ ڈالتا ہے اور باطل بلیامیٹ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۸۱)

(اے رسول،) آپ کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، اور باطل تو (حق کے مقابلہ) میں مٹ ہی جایا کرتا ہے۔

آگے فرمایا (فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور کسی کام نہیں آتا (وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ) اور صاف اور شفاف پانی جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے وہ زمین میں رہ جاتا ہے جھاگ چھٹ جانے کے بعد نالوں اور ندیوں میں صاف پانی رہ جاتا ہے۔ جھاگ تو بیکار جاتا ہے اور نیچے کا صاف پانی لوگوں کے کام آتا ہے۔ اسی طرح زمین جو پانی پی لیتی ہے اس سے درختوں اور کنوؤں کو پانی ملتا ہے۔ (كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ) اللہ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔ ان مثالوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ حق کو بقاء ہے، باطل فنا ہونے والا ہے اگرچہ بظاہر جھاگ کی طرح باطل کا بلند ہو کر حق کے اوپر دکھائی دینا عام لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے لیکن سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں کہ جھاگ کی کوئی حقیقت نہیں وہ تو بہت جلد خشک ہو کر معدوم ہونے والا ہے اور اس کے نیچے چھپا ہوا جو شفاف پانی ہے وہ باقی رہ جائیگا۔ باطل کا حق پر چھانا ایک وقتی اور عارضی واقعہ ہوتا ہے لیکن بالآخر حق کے مقابلہ میں باطل دم توڑ دیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ حق بہتے ہوئے پانی کی طرح متحرک ہو۔ اللہ تعالیٰ پانی کو بہاتا ہے۔

بہتا ہوا پانی جھاگ کو دونوں کناروں پر پھینک دیتا ہے بالکل اسی طرح اہل حق کو چاہئے کہ حق کو متحرک رکھیں۔ اگر حق متحرک رہے گا تو باطل مٹ جائے گا۔ اگر اہل حق میں جمود طاری ہو جائے تو حق متحرک نہیں ہوگا لہذا باطل نہیں مٹے گا۔ جس طرح تلوار کا کام کاٹنا ہے اسی طرح حق کا کام باطل کا قلع قمع کرنا ہے لیکن تلوار میان میں ہو تو وہ کاٹ نہیں سکتی بالکل اسی طرح اگر اہل حق حق کو چھپا کر بیٹھ جائیں تو حق باطل کا قلع قمع نہیں کر سکتا، اگر تلوار میان سے نکال کر ہاتھ میں لی جائے اور ہاتھ اس تلوار کو دشمن کی گردن پر مارے تو وہ تلوار اپنے جوہر دکھائے گی، اسی طرح اگر اہل حق حق کو لے کر میدان میں نکلیں، حق کو ظاہر کریں اور خود اس پر عمل کریں تو پھر حق اپنی کرامت دکھائے گا اور باطل کو نیست و نابود کر دیگا۔ اسی طرح سونے اور چاندی کے کھوٹ کی مثال ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے سونے کو رکھ کر بیٹھ جائے تو سونے سے کھوٹ نہیں نکلے گا۔ کھوٹ اس وقت نکلے گا جب وہ کھوٹ کو نکالنے کی تدبیر کریگا، سونے کو تپائے گا۔ سونا پگھلے گا، اُبلے گا اور کھوٹ کو اوپر پھینک دیگا۔ سونے میں حرکت پیدا ہوئی تو اس نے کھوٹ کو اوپر پھینک دیا اسی طرح اگر اہل حق حق کو حرکت میں لانے کے لئے عمل کریں گے تو باطل چھٹ جائیگا اور حق باقی رہ جائے گا۔

اس مثال میں اگر ایک طرف مسلمین کو قولاً و فعلاً حق کو برملا ظاہر کرنے کی ترغیب اور اس کے نتیجہ میں فتح کی خوشخبری دی گئی ہے تو دوسری طرف کافروں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کی اوپری ٹیپ ٹاپ چند روزہ ہے۔ اگر وہ ایمان نہ لائے تو جھاگ کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ سنبھل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لے آئیں اور اس کے احکام کو قبول کرلیں (لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى) جو لوگ اپنے رب کی بات مان لیں گے، اس کے احکام کو قبول کریں گے تو ان کے لئے خیر ہی خیر ہے (وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانیں گے، اس کے احکام کو قبول نہیں کریں گے تو پھر قیامت کے دن ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ اگر ان کے پاس روئے زمین کی تمام دولت اور اس کے برابر اتنی ہی دولت اور ہو تو وہ اپنی نجات کے لئے سب کچھ دے ڈالیں لیکن وہاں نہ دولت ہوگی اور نہ کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ) وہاں تو ایسے لوگوں کا برا محاسبہ کیا جائیگا، ان کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اس حالت میں مر گئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر کر سونا دے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○
(آل عمران - ۹۱)

تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○
(البقرۃ - ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائے گا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کارساز اور مددگار نہ سمجھئے۔ کارساز وہی ہو سکتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اے لوگو، باطل کے اوپر آجانے سے دھوکا نہ کھائیے حق شفاف پانی یا خالص سونے کے مثل ہے، باطل میل کچیل اور خس و خاشاک کے مثل ہے۔ جس طرح میل کچیل اور خس و خاشاک اوپر آکر نیست و نابود ہو جاتا ہے اور صاف و خالص پانی یا خالص سونا باقی رہ جاتا ہے اسی طرح باطل نیست و نابود ہونے والا ہے اور حق باقی رہنے والا ہے۔

اے ایمان والو، حق کو لے کر آگے بڑھیئے، حق پر عمل کیجئے، حق کے سامنے باطل نہیں ٹھہر سکے گا۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو قبول کیجئے تاکہ آپ کو جنت مل جائے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو قبول نہیں کیا تو پھر دوزخ میں جانا پڑیگا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

أَفَمَن يَّعْلَمُ أَنَّمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ
أَعْمٰى، إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا
الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ
بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنقُضُونَ
الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ
مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ
الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِينَ صَبَرُوا

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو (کلام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے حق ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو (روحانی) بینائی سے محروم ہے (اسے کچھ عقل و شعور نہیں کہ حق کیا ہوتا ہے اور باطل کیا ہوتا ہے اور اے رسول حق سے تو) وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جنہیں عقل و شعور ہوتا ہے ﴿۱۹﴾ (یعنی وہ لوگ) جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں، عہد کو کبھی نہیں توڑتے ﴿۲۰﴾ اور وہ لوگ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے، جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے بھی ڈرتے رہتے ہیں ﴿۲۱﴾ جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں، جو اپنے مال میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے پوشیدہ اور علانیہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جو برائی کے بدلے بھلائی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے دارِ (فانی کے نیک اعمال) کا (اچھا) بدلہ ہے ﴿۲۲﴾ یہ لوگ ہمیشہ (قائم) رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور (ان کے ساتھ) ان کے آباء و اجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے وہ لوگ بھی (ان باغات میں داخل ہوں گے) جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے (ان باغات کے) ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے ﴿۲۳﴾ (اور ان سے کہیں گے) "سلامٌ علیکم" (دنیا میں) جو تم صبر کرتے رہے یہ اسی کا بدلہ ہے (جو تمہیں مل رہا ہے تو دیکھ لو) دارِ (فانی کے نیک اعمال) کا (کتنا) اچھا بدلہ ہے ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر (اَلبَابُ) لَبَبَ، یَلُبُّ، لُبٌّ و لُبٌّ و لَبَابَةٌ (س) عقل مند ہونا۔
(مِیثَاقٌ) وَثُقَ، یَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ک) ثابت اور قوی ہونا۔ (مِیثَاقٌ = مضبوط عہد)۔
(عَلَانِیَةٌ) عَلَنَ، یَعْلِنُ، عَلَنٌ و عَلَانِیَةٌ و عَلُوْنٌ (ض، ن) ظاہر ہونا۔
(یَدْرَءُوْنَ) دَرَأَ، یَدْرَأُ، دَرْأٌ و دَرْأَةٌ (ف) قوت سے دفع کرنا۔
(عُقْبٰی) عَقَبَ، یَعْقُبُ، عَقْبٌ و عُقُوْبٌ و عَاقِبَةٌ (ن، ض) جانشین ہونا (عُقْبٰی = جزاء)
(عَدْنٌ) عَدَنَ، یَعْدِنُ، عَدْنٌ و عُدُوْنٌ (ض) اقامت گزیں ہونا۔
(صَلَحَ) یَصْلُحُ، صَلَاحٌ و صُلُوْحٌ و صَلَاحِیَةٌ (ف، ن، ک) صالح ہونا، ٹھیک ہونا۔

تفسیر (اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی) اے رسول، کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے

حق ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو روحانی بینائی سے محروم ہے۔ جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ، اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(الزمر۔ ۹)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے لہذا دونوں نصیحت حاصل نہیں کر سکتے) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○

(الانعام۔ ۵۰)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے (بتاؤ) نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں ہو سکتے) آخر (تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ) تم غور نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ، قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۵۸)

اور (اے رسول) نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ اور برے عمل کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے (لیکن اے انسانو) تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن اور کافر کا مقابلہ کیا ہے۔ مؤمن روحانی طور پر بینا ہے، اسے حق نظر آتا ہے وہ حق پر ایمان لاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ کافر روحانی طور پر اندھا ہوتا ہے، اسے حق نظر نہیں آتا، نہ اسے حق کا علم ہوتا ہے اور نہ وہ حق پر ایمان لاتا ہے۔ ایسی صورت میں مؤمن اور کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ دونوں کا انجام یکساں نہیں ہو سکتا (اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہوتے ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ حق حق ہے اور باطل باطل ہے اور جو سمجھتے ہیں کہ حق پر ایمان لانے والوں کے لئے دائمی عیش و راحت ہے، برخلاف ان کے جو فانی دنیا کی خاطر باقی رہنے والی آخرت کو برباد کرنا چاہتے ہیں وہ عقل سے کورے ہیں، ان کے قلوب مردہ ہو گئے ہیں، وہ نصیحت حاصل کریں تو کیسے؟

کیونکہ عقل والے آخرت کو خراب کرنا نہیں چاہتے لہذا وہ آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں (اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ) جو اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے اسے پورے کرتے ہیں اور اپنے عہد و میثاق کو توڑتے نہیں۔ تمام بنی آدم نے اللہ تعالیٰ سے اس کی بندگی کرنے اور شیطان کی بندگی نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ عقل والے اس عہد کو نہیں توڑتے اور صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ (یٰسٓ - ۶۰ و ۶۱)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

کلمہ شہادت پڑھ کر بھی یہی عہد کیا جاتا ہے کہ ہم اب کسی کی بندگی نہیں کریں گے۔ صرف واحد و یکتا اللہ کی بندگی کریں گے۔ عقل والے وہی ہیں جو اس عہد کو پورا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو اپنا حاکم، مطاع، حاجت روا، مشکل کشا، اور معبود نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے جدوجہد، جنگ و جدال، جان و مال کی قربانی کا عہد اور نذر پوری کرنے کا عہد بھی اس میں شامل ہے۔ ان عہود کے علاوہ توبہ کرتے وقت بندہ کسی گناہ کو آئندہ نہ کرنے کا جو عہد کرتا ہے وہ عہد بھی اللہ تعالیٰ ہی سے کیا جاتا ہے۔ الغرض جس قسم کا عہد بھی اللہ تعالیٰ سے کیا جائے اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ (النحل - ۹۱)

اور جب تم اللہ سے کوئی عہد کیا کرو تو اسے پورا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا، اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل - ۹۵)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے عہد کو بیچ کر (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت نہ لو (اگر تم اللہ کے عہد کو پورا کرو گے تو) اللہ کے ہاں (جو اجر تمہیں ملے گا) اگر تم سمجھو تو وہ تمہارے لئے (بہت) بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عٰهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ

اور اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے

لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ، وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ○
(الاحزاب- ۱۵)

کہ (لڑائی سے) پیٹھ نہیں پھیریں گے، (لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ) اللہ سے کئے ہوئے عہد کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہو گی۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ) عقل والے وہ لوگ ہیں جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے ملانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ مثلاً رشتہ کو ملاتے ہیں۔ توڑتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○
(النسآء- ۱)

(اے لوگو) اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے بھی ڈرا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا میں تم پکڑے جاؤ) بے شک اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ○
(محمد- ۲۲، ۲۳)

(اور اے منافقو) اگر تم حکمران بن جاؤ تو تم سے بعید نہیں کہ تم زمین میں فساد برپا کرو اور رشتوں کو توڑ ڈالو۔ (اے رسول) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کر دی ہے اور ان کو (حق بات سننے سے) بہرا اور (راہ راست دیکھنے سے) اندھا کر دیا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رشتہ جوڑنے کی ترغیب دی ہے اور رشتہ توڑنے سے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ (صحیح بخاری کتاب

رحم رحمٰن سے مشتق ہے لہذا اللہ نے (رحم سے) فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑیگا میں اسے توڑوں گا۔

الادب باب من وصل وصله اللہ
جزء ۸ صـ)

(نوٹ:۔ اس آیت میں رحم سے مراد رشتہ ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع جزء ۸ صـ ۶ وصحیح مسلم کتاب البر باب صلة الرحم جزء ۲ صـ ۴۲۲)

رشتہ کا توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

آگے فرمایا (وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ) اور عقل والے وہ ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جنہیں برے حساب کا خوف دامنگیر رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرنا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالےٰ کی رضاء حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ (لم یکن الذین کفروا۔ ۸)

اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، یہ (بدلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ (الملك ۔ ۱۲)

(اے رسول) جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ) اور عقل والے وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رضاء جوئی کی خاطر صبر کرتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام پر جمے رہتے ہیں، میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مصائب، تکالیف اور لوگوں کی بداخلاقی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ نہ ناشکری کرتے ہیں، نہ جزع وفزع کرتے ہیں اور نہ بدکلامی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ (الفرقان ۔ ۷۵)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر واستقامت کے بدلے (جنت کے) بالاخانے دئے جائیں گے، ان میں وہ (آپس میں اور فرشتوں سے) دعاء وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(النحل - ۹۶)
اور جو لوگ صبر کرتے ہیں ان کو ہم ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ضرور دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
(النحل - ۱۱۰)
پھر (جن لوگوں نے ہجرت کے بعد) جہاد کیا اور ثابت قدم رہے تو بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں کے) بعد ان کے حق میں بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-
وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
(الشوریٰ - ۴۳)
اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

آگے فرمایا (وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً) اور عقل والے وہ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ) اور جو برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں یعنی برائی کے بدلہ بھلائی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ، نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ○
(المؤمنون - ۹۶)
(اور اے رسول) برائی کا جواب بھلائی سے دیجئے، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہمیں (سب) معلوم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ، فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○
(حٰمٓ السجدۃ - ۳۴ و ۳۵)
اور (اے رسول) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں، (برائی کو ایسے طریقے سے) دفع کیجئے جو بہت اچھا ہو، ایسا کرنے سے وہ شخص کہ اس کے اور آپ کے مابین عداوت تھی (ایسا ہو جائے گا) گویا کہ وہ آپ کا بڑا گہرا دوست ہے اور یہ چیز انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور

ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے (خوش) نصیب ہوتے ہیں۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ) ان صفات کے حامل ہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دارِ (فانی) کے نیک اعمال کا اچھا بدلہ ہے (جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ) اور وہ بدلہ یہ ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ قائم رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے آباء واجداد، ان کی ازواج اور اولاد میں سے وہ لوگ بھی ان باغات میں داخل ہوں گے جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے۔ ان باغات کے ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے (سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) دنیا میں جو تم صبر کرتے رہے اس کے بدلہ میں سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (تم پر سلامتی ہو) تمہارے لئے دارِ (فانی) کے نیک اعمال کا بدلہ کتنا اچھا رہا۔

عمل

اے لوگو، عقل کو کام میں لائیے۔ اُسے بیکار نہ کر دیجئے۔ حق کو سمجھئے اور اس پر ایمان لائیے۔

اے ایمان والو، جنت حاصل کرنے کے لئے یہ عمل کیجئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیجئے اور اسے ہرگز نہ توڑیئے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو ملانے کا حکم دیا ہے اُسے ملائیے۔

۳۔ اپنے رب سے ڈرتے رہیئے،

۴۔ بُرے حساب سے ڈرتے رہئے،

۵۔ اپنے رب کی رضاء جوئی کے لئے صبر کیجئے،

۶۔ نماز قائم کیجئے،

۷۔ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے مال میں سے ظاہر اور پوشیدہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے رہیئے اور

۸۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیجئے۔

اے ایمان والو، نیک عمل کیجئے تاکہ آپ اپنے نیک آباء واجداد ازواج اور اولاد کے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ
مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ
يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ
لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ
الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى
الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾

ترجمہ ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اُسے توڑ ڈالتے ہیں، جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور جو ملک میں فساد برپا کرتے ہیں (آخرت میں) لعنت (اور پھٹکار) ہے اور اس دار (فانی میں بدکرداری) کی (سزا میں برائی ہی) برائی ہے (۲۵) اللہ جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، کافر اس دنیا کی زندگی (میں جو انہیں میسّر ہے اس) سے بہت خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی (کا فائدہ) آخرت (کے مقابلہ) میں بہت تھوڑا اور ناپائدار ہے (۲۶)

معانی و مصادر (فَرِحُوْا) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) شرح صدر ہونا، خوش ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی صفات بیان کیں۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کی صفات بیان کیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ، اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں، جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان پر لعنت ہے اور دارِ فانی میں بدکرداری کرنیکی وجہ سے برائی ہے (اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ) اللہ تعالےٰ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لہذا جن لوگوں کی روزی اللہ تعالےٰ فراخ کر دیتا ہے انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے۔ روزی کی فراخی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی متقاضی نہیں، کافر اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں (وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) اور دنیا کی زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں (وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ) حالانکہ دنیا کی زندگی کا فائدہ آخرت کے فائدے کے مقابلہ میں بہت تھوڑا اور ناپائدار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ - ۱۶و۱۷)

(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ، وَالْاٰخِرَةُ

(اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع

خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○
(النسآء - ۷۷)

بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو بہت (زیادہ اور بہت) بہتر ہے اور (وہاں) کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزا ملے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ، فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○
(التوبة - ۳۸)

کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (تو کان کھول کر سُن لو کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب فناء وبیان الحشر جزء ۲ ص ۵۴)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں اس انگلی کے مثل ہے جسے تم میں سے کوئی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے (یعنی آخرت سمندر کے مانند ہے اور دنیا انگلی کی تری کے مانند ہے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو نہ توڑیئے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے اُسے قطع نہ کیجئے اور زمین میں فساد و بدامنی نہ پھیلائیے۔

اے لوگو، رزق کی فراوانی سے دھوکہ نہ کھائیے۔ رزق کی فراوانی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ رزق کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی دلیل نہیں۔

اے لوگو، دنیا کا مال و متاع آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں ہیچ ہے لہذا آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لئے کوشش کیجئے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دیجئے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ
اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ
اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ
الْقُلُوْبُ ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ
وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹

ترجمہ کافر کہتے ہیں ان کے رب کی طرف سے ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا (اے رسول) آپ کہہ دیجئے اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ہدایت کا دارومدار معجزہ پر نہیں ہے بلکہ) اللہ اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے ㉗ (یعنی ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) جو ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے ㉘ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے (آخرت میں) خیر ہی خیر ہے اور (بڑا) اچھا ٹھکانہ ہے ㉙

معانی ومصادر (طُوْبٰی) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وطَابٌ وطِیْبَۃٌ وتَطْیَابٌ (من) اچھا ہونا (طُوْبٰی، یہ اسم تفضیل اَطْیَبُ کا مؤنث ہے، زیادہ خیر و سعادت والی)۔

(مَاٰبٌ) اَبَ، یَئُوْبُ، اَوْبٌ ومَاٰبٌ (ن) لوٹنا (مَاٰبٌ = لوٹنے کی جگہ)۔

(تَطْمَئِنُّ) اِطْمَأَنَّ، یَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (بابِ اِفْعِلَالٌ۔ رباعی مزید فیہ) مطمئن ہونا۔

تفسیر کافر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ کا مطالبہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بار بار ان کے مطالبہ کو مسترد کر دیتا تھا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت تھی اس لئے کہ معجزہ کا ظہور عذاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ○ (بنی اسرآءیل۔ ۵۹)

ہم تو (مطلوبہ) معجزات صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ (کافروں کو) ڈرا دیں (کہ اگر وہ مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ کافروں کے مطالبہ کو دہراتے ہوئے فرماتا ہے (وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ) کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا (قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف پہنچنے کے راستے پر چلاتا ہے۔ ہدایت کا دارومدار معجزہ پر نہیں۔ پہلی قومیں معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِھَا الْاَوَّلُوْنَ

اور (اے رسول مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ

(بنی اسرآءیل۔ ۵۹) اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے تھے)۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ، اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع وہی لوگ کرتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے جو مؤمن ہوتے ہیں اور جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چین و سکون ملتا ہے، اے لوگو خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔

"ایمان" اور "ذکرِ الٰہی سے اطمینان" لازم و ملزوم ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ محض ایمان لانا ہی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے کافی نہیں۔ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ایسا دل بھی ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چین و سکون حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ○ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ○

(قٓ۔ ۳۱ تا ۳۳)

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہوگی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا، (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے (احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس آیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○

(قٓ۔ ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

جن لوگوں کے قلوب میں صحیح ایمان ہوتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چین و سکون محسوس کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کے دلوں میں صحیح ایمان نہیں ہوتا بلکہ دلوں میں غیر اللہ کی محبت اور غیر اللہ سے لگاؤ ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بجائے اطمینان کے ایک قسم کا انقباض ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ، وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

(الزمر۔ ۴۵)

اور (اے رسول) جب اللہ کیتا (ولاشریک) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

اطمینانِ قلب کے لئے اللہ تعالیٰ سے صحیح قسم کا لگاؤ پیدا ہونا ضروری ہے۔ جس کے دل میں اللہ کی شدید محبت اور توحید نہیں ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل نہیں کر سکتا۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے آخرت میں خیر ہی خیر ہے اور بڑی اچھی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○

(طٰہٰ۔ ۷۵، ۷۶)

اور جو شخص اس کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے یعنی دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو (گناہوں سے) پاک رہا۔

عمل

اے لوگو ایمان لائیے نیک عمل کیجئے اور توحید پر سختی سے قائم رہیئے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ
لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

ترجمہ (اے رسول جس طرح ہم پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں) اسی طرح اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ جو کتاب ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اسے پڑھ کر آپ انہیں سنا دیں اور (اے رسول) یہ رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں آپ کہہ دیجئے وہی تو میرا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر (مَتَابٌ) تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبٌ ومَتَابٌ وتَوْبَةٌ وتَابَةٌ وتَتْوِبَةٌ (ن) توبہ کرنا، لوٹنا، رجوع کرنا۔

تفسیر کافروں نے معجزہ کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی طرف انہیں توجہ دلائی۔ قرآنِ مجید بجائے خود ایک معجزہ ہے کہ باوجود چیلنج کے دنیا کے

لوگ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں اور عاجز رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ) اے رسول، جس طرح ہم آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اسی طرح ہم نے آپ کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ پر قرآن مجید نازل کیا ہے (لِتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ) تاکہ آپ اس قرآن مجید کو جو ہم نے آپ پر بذریعہ وحی نازل کیا ہے اس امت کے لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں (وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ) لیکن اس معجزانہ کلام کے نازل ہونے کے بعد بھی یہ لوگ رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں۔

اگرچہ رحمٰن اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہے لیکن کفار مکہ اس نام کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رض فرماتے ہیں:۔

فَجَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ سُهَيْلٌ اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب جزء ۳ ص ۲۵۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب صلح الحدیبیۃ جزء ۲ ص ۹۹ واللفظ للبخاری)۔

سہیل بن عمرو آیا۔ اس نے کہا: لائیے، آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک صلح نامہ لکھوا دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلوایا اور اس سے فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھو۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم رحمٰن کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ آپ باسمک اللّٰھُمَّ لکھوائیے۔

غرض یہ کہ کفار رحمٰن کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے وہی تو میرا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○
(الرحمن۔ ۱ تا ۴)

رحمٰن (وہی ہے) جس نے قرآن کی تعلیم دی، انسان کو پیدا کیا (اور) اسے بولنا سکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ، اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرآءیل - ۱۱۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، تم جس نام سے (چاہو) اُسے پکارو، اس کے سب نام اچھے ہی ہیں۔

عمل

اے لوگو، رحمٰن پر ایمان لائیے، وہی آپ کا رب ہے، اسی پر بھروسہ کیجئے اور اسی کی طرف رجوع کیجئے۔ وہی معاف کریگا اور وہی مدد فرمائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ
الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ
اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى، بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ
جَمِيْعًا، اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى
النَّاسَ جَمِيْعًا، وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا
قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ
دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ اور اے (رسول) اگر کوئی کتاب ایسی (نازل) ہوتی کہ اس کے ساتھ پہاڑ چلتے، یا اس (کے اثر) سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے یا اس (کی برکت) سے مُردوں سے گفتگو ہوتی (پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے، اس لئے کہ ہدایت دینا تو اللہ کے اختیار میں ہے اور نہ صرف ہدایت دینا) بلکہ تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، تو کیا ایمان والے (کافروں کے ایمان لانے سے) مایوس نہیں ہوئے (یہ خیال کر کے) کہ (ہدایت دینا تو اللہ کے اختیار میں ہے) اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت دے دیتا (جب وہی ہدایت دینا نہیں چاہتا تو پھر کافروں کے راہ راست پر آجانے کی امید رکھنا فضول ہے) اور (اے رسول) کافروں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب نازل ہوتی رہے گی، یہاں تک بالآخر اللہ کا وعدہ (عذاب) آجائے (اور انہیں نیست و نابود کر دے) بے شک اللہ (اپنے) وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ﴿۳۱﴾

معانی و مصادر (یَایْئَسُ) یَئِسَ، یَایْئَسُ، یَأْسٌ و یَئَاسَةٌ (س) مایوس ہونا۔

(یَزَالُ) زَالَ، یَزَالُ و یَزِیْلُ، زَیْلٌ (ف) ہٹا دینا (یہ لفظ حرف لَا کے ساتھ استعمال ہو تو اس کے معنیٰ "ہمیشہ رہنا" ہوتے ہیں)۔

(تَحُلُّ) حَلَّ، یَحِلُّ، حَلٌّ و حَلَلٌ و حُلُوْلٌ (ن، ض) اترنا۔

(مِیْعَادٌ) وَعَدَ، یَعِدُ، وَعْدٌ و عِدَةٌ و مَوْعِدٌ و مَوْعِدَةٌ و مَوْعُوْدٌ (ض) وعدہ کرنا (مِیْعَادٌ = وعدہ کا مقام یا وعدہ کا وقت)۔

تفسیر آیت ۷ میں یہ گذر چکا ہے کہ کفار نے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ قرآن مجید کی طرف دلائی پھر آیت زیر تفسیر میں مؤمنین کو تسلی دی کہ معجزہ دکھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جن لوگوں کو ایمان نہیں لانا وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ معجزہ کا مطالبہ تو محض ایک بہانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى) اور اے ایمان والو، اگر کوئی کتاب ایسی بھی نازل ہوتی کہ اس کے ساتھ پہاڑ چلتے یا اس کے اثر سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے یا اس کے ذریعہ مُردوں سے گفتگو ہوتی تب بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اس لئے کہ ہدایت دینا تو اللہ تعالےٰ

کے اختیار میں ہے اور نہ صرف ہدایت دینا (بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا) بلکہ تمام کام اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہیں۔ جب تک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قوانینِ ہدایت پر عمل نہیں کریں گے انہیں ہدایت نہیں ملے گی۔ ہدایت کے حصول کے لئے جو شرائط اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، ان شرائط کو یہ لوگ پورا نہیں کرتے لہذا انہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔ ایسی صورت میں معجزہ دکھانا بھی بیکار رہے گا۔ (اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا) ایمان والے آخر کیوں اس بات کے خواہاں ہیں کہ کافروں کو معجزہ دکھایا جائے۔ کیا وہ کافروں کے ایمان لانے سے مایوس نہیں ہوئے۔ وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہتا تو دنیا کے تمام لوگوں کو ہدایت دے دیتا لیکن جب وہی ہدایت دینا نہیں چاہتا تو پھر کافروں کی ہدایت کی امید رکھنا فضول ہے۔ کافر ہدایت کے مقررہ قوانین کا اتباع نہیں کرتے لہذا انہیں ہدایت نہیں مل سکتی (وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ) اور اے ایمان والو، ہدایت تو یہ حاصل کرنا نہیں چاہتے لہذا ان کے کفر اور بداعمالی کی سزا میں ان پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے وعدۂ عذاب کا مقررہ وقت آجائے اور انہیں نیست و نابود کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور اپنے مقررہ وقت پر پورا ہو کر رہے گا اس لئے کہ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ) اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

کفار مکہ پر جو آفتیں آتی رہیں ان میں سے ایک قحط ہے اور جو آفتیں ان کے گھروں کے قریب نازل ہوتی رہیں ان میں سے ایک جنگ بدر میں متعدد کفار کا قتل ہونا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ، اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ

قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا اور سرکشی کی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ کی قحط سالی کے ذریعہ ان کے خلاف میری مدد فرما۔ الغرض وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے ہڈیاں اور مُردار تک کھا گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بھوک کے سبب آدمی کو اس کے اور آسمان کے درمیان دھواں سا نظر آنے لگا۔ ان لوگوں

عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ. (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الدخان جزء ۶ ص ۱۶۴ و ۱۶۵)

نے کہا: اے ہمارے رب، ہم سے عذاب کو دور کر، بے شک ہم ایمان لے آئیں گے اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر ہم ان سے عذاب دور کر دیں تو یہ لوگ پھر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعاء فرمائی تو عذاب دور کر دیا گیا پھر وہ لوگ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے تو اللہ نے ان سے جنگ بدر میں انتقام لے لیا، اللہ کے قول يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے یہی مراد ہے۔

الغرض کفار نے ایمان قبول نہیں کیا تو وہ مختلف مصیبتوں میں مبتلا ہوتے رہے۔ یہ مصیبتیں بھی ان کے لئے نشانیاں تھیں لیکن ان سے انہوں نے عبرت حاصل نہیں کی مطلوبہ معجزات کا مطالبہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تاکہ ان کی مہلت کا زمانہ طویل ہو جائے اور اس عرصہ میں جن کو ایمان لانا ہے وہ ایمان لے آئیں۔

عمل

اے لوگو، مختلف مصائب جو آپ کو پہنچتے رہتے ہیں ان سے عبرت حاصل کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچ جائیے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ، فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول اگر آپ کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے (لیکن میں نے مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی بلکہ) میں نے کافروں کو (ہمیشہ) مہلت دی (تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں، لیکن جب وہ نہیں سنبھلے تو) پھر میں نے ان کو پکڑ لیا (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا ﴿۳۲﴾

معانی ومصادر (أَمْلَيْتُ) أَمْلٰى، يُمْلِي، إِمْلَاءً (باب افعال) طول دینا، ڈھیل دینا، لکھوانا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ کا مطالبہ کیا گیا۔ معجزہ کا ظہور نہیں ہوا تو کافروں نے مذاق اڑانا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول، اگر آپ کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں (وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے لیکن مذاق اڑانے والوں کو فوراً سزا نہیں دی گئی بلکہ میں ہمیشہ انہیں ڈھیل دیتا رہا (تاکہ ڈھیل کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں لیکن جب وہ نہیں سنبھلے اور تکذیب اور استہزاء کو برابر جاری رکھا تو میں نے ان کو عذاب میں گرفتار کر لیا (فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ) تو پھر میرا عذاب کیسا رہا یعنی میرے عذاب نے کس طرح ان کو نیست ونابود کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝

(الفرقان ۔ ۳۸ و ۳۹)

اور عاد کو، ثمود کو، کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

(الحج ۔ ۴۲ تا ۴۴)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (ان سے پہلے قوم نوح، (قوم) عاد اور (قوم) ثمود بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں، قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (جھٹلایا تھا) اہل مدین بھی (جھٹلا چکے ہیں) اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا پھر میں نے کافروں کو (کچھ عرصہ تک) مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔

اللہ تعالیٰ کافروں کو فوراً عذاب میں مبتلا کر کے نیست و نابود نہیں کرتا بلکہ ان کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ مہلت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس مہلت کے زمانہ میں جن کو ایمان لانا ہے وہ ایمان لے آئیں اور جو ایمان نہ لائیں ان کے گناہ اور بڑھ جائیں اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چند گناہوں پر ہی پکڑ لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ، اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا، وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(اٰل عمران ۔ ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کر لیں (بالآخر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَةِ ، لَوْيُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ، بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ○

(الکھف - ۵۸)

اور (اے رسول) آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے، اگر وہ ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑے تو ان پر (بہت) جلدی عذاب بھیج دے لیکن (وہ ایسا نہیں کریگا) اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے (جب وہ وقت آجائے گا تو) اللہ (کے دامن رحمت) کے علاوہ کہیں پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ بہت غفور اور رحیم ہے کہ فوراً انہیں پکڑتا۔ درگذر کرتا رہتا ہے لیکن جب حد سے زیادہ گناہ بڑھ جاتے ہیں اور عذاب کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر عذاب میں دیر نہیں ہوتی۔ آیت زیر تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ کافروں کے مذاق اور عذاب میں تاخیر سے ملول نہ ہوں۔ ہر نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔ عذاب ضرور اپنے مقررہ وقت پر آئے گا۔

آیت زیر تفسیر میں کافروں کو ڈرایا گیا ہے کہ اگر وہ تکذیب و استہزاء سے باز نہ آئے تو اسی طرح ہلاک کر دئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ تکذیب و استہزاء کی وجہ سے ہلاک کر دئے گئے تھے۔

عمل

اے لوگو، تکذیب رسالت سے باز آجائیے۔ کفر اور بداعمالی کی سزا میں اگر تاخیر ہو تو بے فکر نہ ہو جائیے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت بھی عذاب نازل ہو جائے۔

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ
بِمَا كَسَبَتْ، وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ،
قُلْ سَمُّوْهُمْ، أَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا
لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ
مِّنَ الْقَوْلِ، بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ
السَّبِيْلِ، وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ

الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ، وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ، تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ، اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ
وَّظِلُّهَا ، تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ
اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

ترجمہ (اے رسول، ان سے پوچھیے) کیا وہ (اللہ) جو ہر شخص کے اعمال کا نگراں ہے (اور وہ معبودانِ باطل جنہیں کچھ بھی کسی کے عمل کی خبر نہیں برابر ہو سکتے ہیں! یہ لوگ جواب دیں گے کہ نہیں، لیکن اس اقرار کے باوجود) انہوں نے (اپنے معبودانِ باطل کو) اللہ کا شریک بنا رکھا ہے، (تو اے رسول) آپ (ان سے) کہیے (ذرا اپنے) شریکوں کے نام تو بتاؤ (پھر ان سے پوچھیے) کیا تم اللہ کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہو جو زمین میں (موجود ہوتے ہوئے) اس کو (تو) معلوم نہیں (تمہیں معلوم ہیں) یا تم بس ویسے ہی زبانی باتیں بناتے رہتے ہو، (جن باتوں کی حقیقت سے تم خود ناواقف ہو۔ اے رسول) اصل بات یہ ہے کہ جو خفیہ تدبیریں یہ (آپ کے خلاف) کر رہے ہیں وہ ان کو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں بس (اسی وجہ سے) یہ لوگ (اللہ کے) راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو ہدایت دینے والا کوئی

نہیں (۳۳) ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے (اور آخرت کی زندگی میں بھی عذاب ہے) اور آخرت کا عذاب (دنیا کے عذاب سے) زیادہ دردناک ہے (وہاں) ان کے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا (۳۴) (اور اے رسول) جس جنت کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس کے پھل اور اس کے سائے (ہمیشہ) قائم رہنے والے ہیں، یہ ان لوگوں کا صلہ ہے جو متقی تھے اور کافروں کا صلہ دوزخ ہے (۳۵)

معانی و مصادر (تُنَبِّئُوْنَ) نَبَّأَ، يُنَبِّئُ، تَنْبِئَةٌ وتَنْبِيْءٌ (باب تفعیل) خبر دینا۔

(اَشَقُّ) شَقَّ، يَشُقُّ، شَقٌّ ومَشَقَّةٌ (ن) تکلیف پانا، مشقت میں ڈالنا۔ (اَشَقُّ = زیادہ مشقت میں ڈالنے والا۔ اَشَقُّ اسم تفضیل ہے)۔

(وَاقٍ) وَقٰى، يَقِيْ، وَقْيٌ ووِقَايَةٌ (ض) بچانا (وَاقٍ اسم فاعل ہے، بچانے والا)۔

(دَائِمٌ) دَامَ، يَدُوْمُ ويَدَامُ، دَوْمٌ ودَوَامٌ (ف، ن) ہمیشہ رہنا (دَائِمٌ اسم فاعل ہے)۔

تفسیر شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ) اے رسول، ان سے پوچھئے کیا وہ اللہ جو ہر شخص کے اعمال کا نگران ہے اور وہ معبودانِ باطل جن کو کچھ بھی کسی کے عمل کی خبر نہیں برابر ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ جواب دیں گے کہ نہیں (وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ) لیکن اس اقرار کے باوجود انہوں نے اپنے معبودانِ باطل کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے۔ جب علیم و خبیر اور بے علم و بے خبر برابر نہیں ہو سکتے تو اللہ تعالیٰ اور معبودانِ باطل بھی برابر نہیں ہو سکتے پھر کیوں ان کفار نے اپنے معبودانِ باطل کو اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے حقوق میں شریک کر رکھا ہے (قُلْ سَمُّوْهُمْ) اے رسول، ان سے کہئے کہ ان شریکوں کے نام بتاؤ جو اللہ تعالےٰ کی صفات میں اس کے شریک ہیں۔ کیا وہ خالق ہیں؟ کیا وہ مالک ہیں؟ کیا وہ قادر ہیں؟ کیا وہ حیّ ہیں؟ کیا وہ قیوم ہیں؟ کیا وہ محی ہیں؟ کیا وہ ممیت ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان اسماء صفات میں سے ان شریکوں کا ایک بھی نام نہیں۔ یہ صفات کسی میں نہیں پائی جاتیں تو آخر وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے شریک ہو سکتے ہیں، کیوں انکی پرستش ہو رہی ہے، کیوں ان کی نذر و نیاز ہو رہی ہے، کیوں ان کو مدد کے لئے پکارا جا رہا ہے۔ (اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ) کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیزوں کی خبر دے رہے ہو جو تمہارے دعوی کے مطابق زمین میں موجود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا علم نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس بات سے تم واقف ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر ہو۔ کیا ان کی حقیقت کا واقعی تمہیں کوئی علم ہے، (اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ) یا تم ویسے ہی زبانی جمع خرچ کرتے ہو، سنی سنائی بات ہے جو بیان کرتے ہو، حقیقت کا تمہیں کوئی علم نہیں، بس بے بنیاد چیزوں پر یقین رکھتے

ہو۔ کافروں کے اس شرک کی تردید کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ، وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ، قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا) نہیں سمجھتے بلکہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں) آپ (ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے (بہت) بلند و بالا ہے۔

الغرض کافروں کا شرک محض ایک مفروضہ پر قائم ہے۔ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں۔ کافروں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں اور اب وہ کسی اور وجہ سے رسالت کا انکار نہیں کر رہے ہیں (بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ) بلکہ صرف اس وجہ سے انکار کر رہے ہیں کہ ان کو وہ تدبیریں جو وہ رسول کے خلاف کر رہے ہیں بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان تدبیروں سے وہ اپنا مقصد حاصل کر لیں گے۔ تدبیروں کی کامیابی کی امید نے انہیں مغرور اور اسلام سے بے پرواہ بنا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک دیا ہے۔ ان لوگوں کی ہٹ دھرمی، غرور و تکبر کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں ان کی گمراہی ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مقررہ قانون کی وجہ سے یہ گمراہی میں ہی رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس قانون کی زد میں اپنے کو لے آتا ہے تو اللہ تعالےٰ پھر اس کو گمراہ کر دیتا ہے اور گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے (وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ) اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق گمراہ کر دے تو پھر اس کو کون ہے جو ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ٹوٹ نہیں سکتا اور وہ شخص جس کو اللہ گمراہ کر دے کسی کے ہدایت دینے سے ہدایت پر نہیں آ سکتا۔ ہدایت تو اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ہدایت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے (لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ

الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ) ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ دردناک ہے (وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ) وہاں ان کو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ برخلاف اس کے متقیوں کے لئے جنت ہے (مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ، تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) اور وہ جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا) اس کے پھل اور اس کے سائے ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں، نہ پھل کبھی ختم ہوں گے اور نہ سایہ کبھی ختم ہوگا۔ (تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ) یہ ان لوگوں کا صلہ ہوگا جو دنیا میں تقویٰ شعار تھے اور کافروں کا صلہ آگ ہوگی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ بنائیے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال سے واقف ہے، دوسرا کوئی واقف نہیں۔

اے لوگو، اپنے اعمال اور تدابیر کی خیالی خوبصورتی سے دھوکے میں نہ آئیے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے۔ ڈرنے والوں ہی کے لئے آخرت میں اچھا صلہ ہے۔

وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَفْرَحُونَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ
الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ،
قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ
وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ، اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ
اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ
حُكْمًا عَرَبِيًّا، وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی (اور جو صحیح معنوں میں اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور فرقوں میں تقسیم ہو کر گمراہ نہیں ہوئے) وہ تو اس کتاب سے بہت خوش ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور جو لوگ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں وہ (بھی اس کتاب کی سب باتوں کا تو انکار نہیں کرتے ہاں) اس کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں (اس لئے کہ ان میں ان کے شرکیہ عقیدے اور اعمال کا ابطال ہے، اے رسول) آپ کہہ دیجئے مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں (صرف) اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ (ذرا سا بھی) شرک نہ کروں (تم مانو یا نہ مانو، میں تو اسے مانتا ہوں) میں (اسی (ایک اللہ) کی طرف (سب کو) دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف ہر معاملہ میں رجوع کرتا ہوں ﴿۳۶﴾ اور (اے رسول جس طرح ہم پہلے کتابیں نازل کرتے رہے ہیں) اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو بھی نازل کیا ہے، ایسی حالت میں کہ وہ عربی زبان میں فرمان (الٰہی کا ترجمان) ہے اور (اے رسول، احکام الٰہی کا) علم ہو جانے کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ﴿۳۷﴾

معانی و مصادر (مَآبٌ) اَبَ، یَئُوْبُ، اَوْبٌ و مَآبٌ (ن) لوٹنا۔ رجوع کرنا۔

تفسیر اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئے تھے ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ) اور اے رسول، جن لوگوں کو ہم نے آپ سے پہلے کتاب دی تھی اور جو صحیح معنوں میں اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور فرقوں میں تقسیم ہو کر گمراہ نہیں ہوئے وہ تو اس کتاب سے جو آپ پر نازل کی گئی ہے بہت خوش ہیں اس کو حق سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور (اے رسول، جس طرح ہم نے پہلے رسولوں پر کتابیں اتاری تھیں) اسی طرح ہم نے آپ پر بھی کتاب اتاری ہے تو جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی

(العنکبوت۔ ۴۷)

وہ تو اس پر (فوراً) ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکین) میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار تو وہی کرتے ہیں جو حق پوش (اور ہٹ دھرم) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ، وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

(آل عمران۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

ان اہل کتاب میں ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب، قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں۔ جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ و خلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ، لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(آل عمران۔ ۱۹۹)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ان پر نازل ہوئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کے

رب کے پاس ان کا اجر ہے، بے شک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔
(الانعام۔ ۱۱۴)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی وہ (بخوبی جانتے ہیں) کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○
(المآئدۃ۔ ۸۳ و ۸۴)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
(القصص۔ ۵۲ و ۵۳)

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا فرمان پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے۔

آگے فرمایا (وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ) رہے وہ لوگ جو فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں وہ بھی اس کی تمام آیتوں کا تو انکار نہیں کرتے البتہ اس کی بعض آیتوں کا انکار کرتے ہیں، اس لئے کہ ان آیتوں میں ان کے شرکیہ عقیدے اور اعمال بد کا ابطال ہے۔ مثلاً یہودی عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ، يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ، قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں)، پہلے (زمانہ کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا تھا اور ان کے فتووں پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اہل کتاب بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی فرقہ بندی کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○

(لم یکن الذین کفروا۔ ۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل کے آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

اہل کتاب کے یہی وہ فرقے تھے جو قرآن مجید کی بعض باتوں کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ

نے فرمایا (قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کروں (اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ) میں اسی کی طرف تمہیں بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میں ہر معاملہ میں رجوع کرتا ہوں۔ (وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا) اور اے رسول، جس طرح ہم پہلے گذشتہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر کتابیں نازل کرتے رہے ہیں اسی طرح ہم نے اس قرآن مجید کو بھی نازل کیا ہے۔ یہ فرمان الٰہی ہے اور عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ گذشتہ انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ ان لوگوں کی زبان میں تھیں جن لوگوں کی طرف وہ انبیاء مبعوث کئے گئے تھے اور اے رسول آپ جن لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں ان کی زبان عربی ہے لہٰذا ہم نے اپنے قدیم قاعدہ کے مطابق قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ اہل عرب اسے بآسانی سمجھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراھیم۔ ۴)

اور (اے لوگو) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں (بات کرتا تھا اور یہ ہم اس لئے کرتے تھے) تاکہ وہ اپنی قوم کے لئے (کتاب الٰہی کی) تشریح و توضیح کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○

(الشعراء۔ ۱۹۲ تا ۱۹۵)

اور (اے رسول) بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے، اس کو امانت دار فرشتہ (جبریل) لے کر اترا ہے (اس نے اس کو) آپ کے قلب پر (القاء کیا ہے) تاکہ آپ (لوگوں کو) ڈرائیں (اور القاء بھی) صاف عربی زبان میں (کیا ہے) (تاکہ لوگ اسے سمجھ سکیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○

(مریم۔ ۹۷)

تو (اے رسول) ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو اس لئے آسان کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ آپ متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

(حٰمٓ الدخان - ۵۸)

ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

آگے فرمایا (وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ) اور اے رسول، قرآن مجید کے احکام کا علم ہو جانے کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی (مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ) تو پھر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، لوگوں کو توحید کی دعوت دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کیجئے اور اس کے خلاف کسی کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ
قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا
وَّذُرِّيَّةً ، وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ،
لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ
مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ، وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ
الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ
بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۴۰ أَوَلَمْ يَرَوْا
أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ
لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۴۱
وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا، يَعْلَمُ مَا
تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ، وَسَيَعْلَمُ
الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ

مُرْسَلًا، قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ
عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول، آپ کی بیویوں پر ان لوگوں کا اعتراض کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ) ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) رسول بھیجے جن کو ہم نے بیویاں اور اولاد عطاء کی تھی اور (اے رسول، آپ کے معجزہ نہ دکھانے پر بھی ان لوگوں کا اعتراض کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ) اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ دکھانا کسی بھی رسول کے اختیار میں نہیں تھا، (اللہ کے ہاں) ہر (کام کا) مقررہ وقت لکھا ہوا ہے (معجزہ کا بھی وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ہی صادر ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں ﴿۳۸﴾ (اور اے رسول) اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے (ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے اور ہر چیز لکھی ہوئی ہے) اور (جس) اصل کتاب (میں لکھی ہوئی ہے وہ) اسی کے پاس ہے ﴿۳۹﴾ اور (اے رسول) جو وعدے ہم ان کافروں سے کر رہے ہیں (ہو سکتا ہے کہ) ان میں سے بعض وعدے ہم آپ کی زندگی ہی میں پورے کر کے آپ) کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں (اور ان وعدوں کو آپ کی وفات کے بعد پورا کریں، بہر حال کچھ بھی ہو ان وعدوں کے پورا کرنے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں) آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے ﴿۴۰﴾ اور (اے رسول) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم ہر طرف سے ان کے ملک کو کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور (اسلامی سلطنت کو بڑھاتے چلے جا رہے ہیں، کیا انہیں اس سے بھی عبرت نہیں ہوتی، بہر حال) اللہ جو (چاہتا ہے) حکم دیتا ہے، اس کے حکم کا تعاقب کرنے والا کوئی نہیں اور وہ (بہت) جلد حساب لینے والا ہے ﴿۴۱﴾ اور (اے رسول) ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کے خلاف بہت سی) خفیہ تدبیریں کی تھیں لیکن (ان کی تدبیریں کارگر نہیں ہوئیں، اس لئے کہ) تدبیریں تو تمام اللہ کے قبضہ میں ہیں، (وہ جانتا ہے کہ

کون کیا کر رہا ہے اسے ہر شخص کے اعمال کی خبر ہے (وہ رسولوں کے خلاف کسی کی تدبیر کو چلنے نہیں دیتا) اور (اگر) کافروں کو (اپنی ناکامیوں کے باوجود حق کو تسلیم کرنے سے انکار ہے تو انہیں) عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ اس دار (فانی کے اعمال) کا (اچھا) صلہ کس کو ملتا ہے ﴿۴۲﴾ اور (اے رسول، ہمیں معلوم ہے کہ) کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ (مجھے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں) میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ کی اور اس شخص کی جس کے پاس کتاب (الٰہی) کا علم ہے گواہی کافی ہے ﴿۴۳﴾

معانی و مصادر

(اَجَلٌ) اَجَلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (ف) تاخیر کرنا (اَجَلٌ = وقت کی غایت، وقت کی انتہا)۔

(یَمْحُوْا) مَحَا، یَمْحُوْا و یَمْحٰی، مَحْوٌ (ن و ف) مٹانا۔

(اُمٌّ) اَمَّ، یَؤُمُّ، اَمٌّ، اِمَامٌ، اِمَامَةٌ (ن) امام بننا۔ (اُمٌّ = کسی چیز کی اصل، مرکز)

(اَطْرَافٌ) طَرَفَ، یَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) لوٹانا۔ (اَطْرَافٌ = طَرَفٌ کی جمع۔ طَرَفٌ = جانب)۔

تفسیر

آیات زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تین وجوہ سے انکار کیا:۔

۱۔ بیوی بچوں کا ہونا۔
۲۔ مطلوبہ معجزہ نہ دکھانا۔
۳۔ عذاب میں تاخیر ہونا۔

اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضات کے جواب میں فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً) اے رسول، ان لوگوں کا آپ کی بیویوں کے متعلق اعتراض کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے جن کو ہم نے بیویاں اور اولاد عطاء کی تھی۔ بیوی بچوں کا ہونا رسالت اور نبوت کی شان کے منافی نہیں (وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) اور اے رسول، مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے پر ان کا اعتراض کرنا بھی صحیح نہیں اس لئے کہ بغیر اللہ کے حکم معجزہ دکھانا کسی بھی رسول کے اختیار میں نہیں تھا۔ معجزہ دکھانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہے گا دکھائے گا۔ رسول کا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کا پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ،	اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○
(العنکبوت - ۵۰)

ہوتے، آپ کہہ دیجئے کہ معجزات تو (سب) اللہ کے پاس ہیں (اسی کو معجزہ دکھانے کا اختیار ہے، مجھے کوئی اختیار نہیں) میں تو بس کھلّم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

آگے فرمایا (لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ) (رہا عذاب کا نہ آنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں) ہر کام کا مقررہ وقت لکھا ہوا ہے۔ جب عذاب کا مقررہ وقت آجائے گا تو عذاب آجائے گا۔ مقررہ وقت سے پہلے عذاب نہیں آسکتا۔ عذاب میں تاخیر ہونا شانِ رسالت کے منافی نہیں (يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ) اللہ تعالیٰ جس چیز کو مٹانا چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو قائم رکھنا چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور ہر چیز لکھی ہوئی ہے اور جس کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ اصل اور مرکزی کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّىْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ، مَا عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ○ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِىَ الْاَمْرُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا، وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(الانعام - ۵۷ تا ۵۹)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کو جھٹلا دیا ہے (تو) جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے، حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے، وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے جس (عذاب) کی تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے پاس (یا میرے اختیار میں) ہوتا تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اللہ (ڈھیل دے رہا ہے، یہ اس کا رحم وکرم ہے لیکن وہ ظالموں سے غافل نہیں ہے، بلکہ وہ) ان ظالموں سے خوب واقف ہے (وقت مقررہ آنے پر وہ ان کو سخت سزا دے گا) غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم

ہے، کوئی پتّا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ، مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ○ (ھود۔ ۱۰۰)

(اے رسول) یہ (چند) بستیوں کے حالات ہیں جو ہم آپ کو سُنا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض بستیاں ابھی تک قائم ہیں اور بعض تباہ و برباد کر دی گئیں۔

جس طرح ہر کام اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے اسی طرح ان کفار پر عذاب نازل ہونے کا وقت بھی مقرر ہے اور اللہ تعالےٰ کے پاس لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے لہٰذا عذاب اپنے وقت ہی پر آئے گا، وقت سے پہلے نہیں آسکتا (وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ) اور اے رسول، جو وعدے ہم ان کافروں سے کر رہے ہیں یعنی ان کافروں کے انجام کے متعلق جو کچھ ہم نے پیشگی بتا دیا ہے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض واقعات رُونما ہو جائیں اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں (اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ) یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو دنیا سے اٹھا لیں اور آپ کے بعد یہ وعدے پورے ہوں۔ بہرحال وقت میں تاخیر تو ہو سکتی ہے لیکن وعدے ٹل نہیں سکتے، وہ پورے ہو کر رہیں گے ان وعدوں کو پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے (فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ) آپ کا کام تو بس ہمارے پیغامات کا پہنچا دینا ہے (وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ) پھر حساب لینا ہمارے ذمّہ ہے۔ ہم سے بچ کر یہ کہاں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ○ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ○ (ھل اتاك۔ ۲۱ تا ۲۶)

تو (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیئے آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں، ان پر داروغہ نہیں ہیں، مگر ہاں جس نے (اس نصیحت سے) منہ موڑا اور کفر کیا، تو اللہ اس کو بہت بڑا عذاب دے گا۔ بے شک ان (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم کو ان (سب) کا حساب لینا ہے۔

آگے فرمایا (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا) اگر کافر کوئی نشانی ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم ہر طرف سے ان کے ملک کو کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمین کی فتح ہو رہی ہے، کافر شکست کھا رہے ہے۔ ان کے ملک کے بعض علاقے ان کے ہاتھ سے نکل رہے ہیں اور مسلمین کے قبضہ میں آ رہے ہیں۔ اسلام کی صداقت کی یہ نشانی کیا کچھ کم ہے کہ مزید نشانی کی ضرورت پیش آئے۔ اسلامی فوجیں باوجود بے سروسامانی کے یلغار کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں اور کافروں سے ان کے علاقے چھین رہی ہیں۔

حضرت عمران رضؓ فرماتے ہیں:۔

فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (صحیح بخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم جزء اول ص۹۵)

اس کے بعد مسلمین نے اردگرد کے مشرکین پر حملے شروع کر دئے۔

(وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اس کے حکم کا تعاقب کرنے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۲۳)

جو کام وہ کرتا ہے اس کے متعلق اس سے کوئی سوال نہیں کر سکتا اور (جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس کے متعلق) ان سے باز پرس ہو گی۔

(وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) اور وہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ (الانبیآء۔ ۱)

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ پہنچا ہے لیکن وہ پھر بھی غفلت میں (پڑے ہوئے دین حق سے) روگردانی کر رہے ہیں۔

آگے فرمایا (وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا) اور اے رسول، ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں انہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف بہت سی خفیہ تدبیریں کی تھیں لیکن ان کی تدبیریں کارگر نہیں ہوئیں اس لئے کہ تدبیریں تو سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں ہر تدبیر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔

اور (اے لوگو) تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں

(هل اتیٰ۔ ۳۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ، وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

(ابراھیم۔ ۴۵ تا ۴۷)

ہوتا مگر ہاں (اتنا ہی جتنا) اللہ چاہے۔

(قیامت کے روز کافروں سے کہا جائے گا) تم ان لوگوں کے مکانوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہارے (سمجھانے کے) لئے (طرح طرح کی) مثالیں بھی بیان کر دیں تھیں (لیکن تم نے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کی) اور (اے رسول) ان ظالموں نے (اپنے اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدبیریں اللہ کی نظر میں تھیں (وہ رسولوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے) اگرچہ ان کی تدبیریں (اس بلا کی تھیں کہ ان) سے پہاڑ ٹل جائے۔ (اے رسول) یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کرے گا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

(یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ) کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے چھپا کر کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر شخص کے اعمال کا علم ہوتا ہے لہذا وہ رسولوں کے خلاف کوئی تدبیر چلنے نہیں دیتا۔ اگر کافروں کو اپنی ناکامیوں کے باوجود حق کو تسلیم کرنے سے انکار ہے تو (وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ) انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ دار آخرت میں کس کا انجام اچھا ہوتا ہے (وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا) اور اے رسول، کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں (قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی رسالت کے ثبوت میں کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی اور اس شخص کی گواہی جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم ہے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا، وَكَفٰى بِاللّٰهِ

آپ کو تو ہم نے لوگوں کے لئے رسول بنا کر

شَهِيدًا ○ (النسآء۔ ۷۹)

بھیجا ہے اور (اس بات پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

(وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ) سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو ایمان لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ مثلاً ورقہ بن نوفل جنہوں نے پہلی وحی کا حال سن کر ہی شہادت دی تھی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت ورقہؓ نے فرمایا تھا:۔

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی (صحیح بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی جزء اول ص۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۷۹ واللفظ للبخاری)

یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر اتارا تھا۔

اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نشانیوں سے پہچانتے تھے جو توریت اور انجیل میں بیان ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ (الاعراف۔ ۱۵۷)

(جن کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الانعام۔ ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے

ان اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئے وہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے گواہ بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○
(المآئدۃ۔ ۸۳ و ۸۴)

ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ، اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ، اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
(القصص۔ ۵۲ و ۵۳)

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی۔ (ان میں سے جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا فرمان پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اللہ تعالیٰ کی اور اہل علم کی گواہی کافی ہے اب بھی جو لوگ آپؐ کی تصدیق نہ کریں وہ ہٹ دھرم ہیں۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ کی اور اہل کتاب کے منصف مزاج علماء کی گواہی کافی ہے، اب آپ ایمان لے آئیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۂ ابراہیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓرٰ ۟ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۝۱ اَللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِیۡدِۣ ۝۲ الَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③

ترجمہ الٓرٰ، (اے رسول) ہم نے (یہ) کتاب آپ کی طرف (اس لئے) نازل کی ہے تاکہ آپ (اس کے ذریعہ) لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں (یعنی) زبردست اور تعریف والے (اللہ) کے راستہ کی طرف لے آئیں ① (یعنی اس) اللہ (کے راستہ کی طرف) جو آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور (اے رسول) اگر یہ لوگ اللہ کے راستہ پر نہ آئیں تو (ایسے) کافروں کے لئے شدید عذاب کے باعث بڑی خرابی ہے ② (یعنی ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے) جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں ③

تفسیر الٓرٰ۔ الف، لام اور رے یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ) اے رسول، ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں یعنی زبردست اور تعریف والے اللہ کے راستہ کی طرف لے آئیں۔

تاریکیوں سے مراد گمراہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ نور سے مراد اللہ زبردست اور تعریف

والے کا راستہ ہے اور یہ تشریح "صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ" کے الفاظ سے خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔
گمراہی کی متعدد قسمیں ہو سکتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے گمراہی کے لئے "ظلمات" کا لفظ یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ ہدایت کا راستہ صرف ایک راستہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے "نور" کا لفظ یعنی واحد کا صیغہ استعمال کیا۔

صراط سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(الانعام۔ ۱۶۱)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رخ کرنے والے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

آگے فرمایا (اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) (صراط مستقیم زبردست اور تعریف والے کا راستہ ہے یعنی اس اللہ کا راستہ ہے جو آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے (وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ) اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے شدید عذاب کی وجہ سے بڑی خرابی ہے (اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ) یعنی ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ ۱۶ و ۱۷)

(اے لوگو، تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ○ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ○

(النّٰزعٰت۔ ۳۷ تا ۳۹)

تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○

(البقرۃ۔ ۲۰۰)

بعض لوگ دعاء کرتے ہیں تو کہتے ہیں "اے ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں (سب کچھ) دے دے" تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت

میں کچھ حصہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(ھود - ۱۵ و ۱۶)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں، ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی۔ (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائیگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا، وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(الشوریٰ - ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طلب گار ہو تو ہم اس میں سے اُسے (کچھ) دے دیں گے، لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

الغرض دنیا سے محبت کرنے والے اور آخرت کو پس پشت ڈالنے والے کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ وہاں اس کے لئے سوائے دوزخ کے اور کچھ نہیں۔ دنیا کی محبت سے اکثر لوگوں کی آخرت خراب ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے بدلہ میں آخرت کو بیچ دیتے ہیں۔ دنیا کا چند روزہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور آخرت کو برباد کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

(البقرۃ - ۸۶)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا خریدی لہٰذا (یہ لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے پھر نہ) ان پر عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ کوئی ان کی مدد کر سکے گا۔

آگے فرمایا (وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا) اور یہ لوگ آخرت کے مقابلہ میں صرف دنیا ہی سے محبت نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور

اس میں کجی نکالنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ نہ خود اسلام قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو اسلام قبول کرنے دیتے ہیں بلکہ غور و خوض کر کے ایسی باتوں کے متلاشی رہتے ہیں جن کو اسلام کی طرف منسوب کر کے اسلام کو دنیا کی نظر میں گرایا جا سکے (اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ) ایسے لوگ گمراہی میں بہت دور جا پڑے ہیں۔ ان کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔

قرآن مجید میں کوئی کجی نہیں اور نہ اس راستہ میں کوئی کجی ہے جو راستہ قرآن مجید بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

(الزمر۔ ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے)، اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○

(الکہف۔ ۱و۲)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔ وہ ایک سیدھی (اور صاف راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں کو) اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور ان مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (بہت) اچھا اجر (و ثواب) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ (بنیٓ اسرآءیل۔ ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔

قرآن مجید میں کجی نکالنے کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(یٰسٓ۔ ۴۷)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے (غرباء پر) خرچ کرو تو یہ کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کیا ہم ان لوگوں کو کھلائیں جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا، تم تو صریح گمراہی میں ہو (کہ ان

کو کھلاتے ہو جن کو اللہ کھلانا نہیں چاہتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○

(آل عمران۔ ۱۸۱)

اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہم عنقریب اس کا فیصلہ کریں گے اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی (ہمارے علم میں ہے، ہم اس کے متعلق بھی فیصلہ کریں گے) پھر (قیامت کے روز) ہم ان سے کہیں گے کہ اب عذاب سوزاں کا مزا چکھو۔

عمل

اے لوگو، آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح نہ دیجئے، اللہ کے راستہ سے کسی کو نہ روکیئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی اسلام میں کجی نہ نکالیئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ،
فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں (بات کرتا تھا اور یہ ہم اس لئے کرتے تھے) تاکہ وہ اپنی قوم کے لئے (کتاب الٰہی کی) تشریح و توضیح کر دے بہرحال اللہ (اپنے قوانین ہدایت کے مطابق) جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے (بے شک) وہ غالب (اور) حکمت والا ہے ﴿۴﴾

معانی و مصادر (حَكِيْمٌ) حَكُمَ، يَحْكُمُ، حِكْمَةٌ (ك) حکیم ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں بات کرتا تھا، اس کی اور اس کی قوم کی زبانیں مختلف نہیں ہوتی تھیں (لِيُبَيِّنَ لَهُمْ) اور یہ ہم اس لئے کرتے تھے تاکہ وہ رسول اپنی قوم کو انہی کی زبان میں اچھی طرح سمجھا سکے۔ اگر زبانیں مختلف ہوتیں تو رسول کے لئے سمجھانا مشکل ہوتا اور قوم کے لئے سمجھنا مشکل ہوتا نتیجہ یہ ہوتا کہ رسول کا بھیجنا حکمت سے خالی اور بے مقصد ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام نہ بے مقصد ہے اور نہ حکمت سے خالی (فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ) (لیکن اس حکمت کے باوجود یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہدایت یاب ہو جائے۔ ہدایت کے لئے چند قوانین مقرر ہیں ان قوانین کے مطابق) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔ جو شخص بھی ان قوانین کے مطابق

کوشش کرتا ہے وہ ہدایت یاب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص حق کی جستجو کرتا ہے، اس کے لئے للّٰہیّت اور خلوص کے ساتھ جدوجہد کرتا ہے اور جب حق مل جاتا ہے تو اسے قبول کرتا ہے اُسے ہدایت مل جاتی ہے اور جو شخص نہ تو حق کی جستجو کرے، نہ اس کے لئے جہدو کرے۔ اگر حق مل جائے تو حق کو چھپائے، اس پر پردہ ڈالے، ضد اور ہٹ دھرمی سے اس کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص گمراہ ہی رہتا ہے (وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکیم ہے (رسول اور اس کی قوم کا ایک ہی زبان بولنا یہ اس کی حکمت پر مبنی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں مبعوث ہوئے۔ آپ کی زبان عربی تھی اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل عرب اس کو اسلام پر اعتراض کرنے اور اپنی گمراہی کا بہانہ بنا لیتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۴۴)

اور (اے رسول) اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں (نازل) کرتے تو یہ لوگ ضرور کہتے کہ اس کی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہیں کیا گیا، کیا قرآن تو عجمی اور مخاطب عربی (یہ تو بڑی عجیب بات ہے، اے رسول)، آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (سراسر) ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں (ایک قسم کا) بوجھ ہے اور ان (کی آنکھوں) میں نابینائی کا سبب ہے (گویا) ان لوگوں کو بڑے دُور دراز مقام سے آواز دی جا رہی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کر کے اپنی حجت پوری کر دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ○

(الشوریٰ - ۷)

اور (اے رسول) اسی طرح ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں آپ کی طرف نازل کر دیا ہے تاکہ آپ مکّہ والوں کو اور ان لوگوں کو جو اس کے اردگرد (رہتے) ہیں ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے بھی ڈرائیں جس (کے آنے) میں کوئی

شک نہیں، (اس روز) ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(یوسف۔ ۲)

(اے لوگو) ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

(الزمر۔ ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے)، اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کو ان کی زبان میں قرآن مجید سمجھا دیا۔ اہل عرب اور دوسرے مسلمین نے فریضہ تبلیغ کو ادا کرتے ہوئے قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کر دیا۔ اس طرح قرآن مجید کا سمجھنا تمام قوموں کے لئے آسان ہو گیا اور تمام قوموں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید اگرچہ عربی زبان میں نازل ہوا لیکن اس کے ترجمے تمام اہم زبانوں میں ہو چکے ہیں لہذا اس کو پڑھیے، سمجھیے اور اس پر ایمان لائیے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ
اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ
صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝٥ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ
فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ
ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝٦
وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ
لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ
اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝٧ وَقَالَ
مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَ
مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ
اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٨

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ (رسول بنا کر) بھیجا (اور انہیں حکم دیا) کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں اور ان کو اللہ کی بھیجی ہوئی نعمتوں اور مصیبتوں) کے دن یاد دلائیں (تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو اور وہ اللہ کے

شکرگذار بن جائیں)، بے شک ان (واقعات) میں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے (اللہ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں ⑤ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کے احسان کو یاد کرو جب اس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں سخت تکلیف دیا کرتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے، ان مصیبتوں میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی (زبردست) آزمائش تھی ⑥ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارے رب نے تم کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہے تو میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (پھر یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بہت) سخت ہے ⑦ پھر موسیٰ نے ان سے کہا اگر تم اور روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں سب کے سب ناشکری کریں (تو اللہ کو تمہاری ناشکری کی کوئی پرواہ نہیں) بے شک اللہ غنی ہے اور تعریف والا ہے ⑧

معانی و مصادر

(اَیَّامٌ) اَیَّامٌ = یوم کی جمع۔ اَیَّامُ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور عذاب۔
(تَاَذَّنَ) تَاَذَّنَ، یَتَاَذَّنُ، تَاْذِیْنٌ (باب تفعل) قسم دینا، ڈرانا، مطلع کرنا۔
(غَنِیٌّ) غَنِیَ، یَغْنٰی، غِنًی وغَنَاءٌ وغُنْیَانٌ (س) مال دار ہو جانا، غنی ہونا، لاپرواہ ہونا

تفسیر

اس سورت کی پہلی آیت میں یہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو ضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئیں۔ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی منصب رہا ہے کہ وہ لوگوں کو ضلالت سے نکال کر ہدایت پر لانے کی کوشش کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس جگہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) اور اے رسول، ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئیں (وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ) اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی نعمتیں اور مصیبتیں یاد دلائیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ گذشتہ قوموں پر جو نعمتیں نازل ہوئیں ان قوموں نے ان کا شکر ادا نہیں کیا تو ان پر مصیبتیں نازل ہوئیں، وہ ہلاکت خیز عذاب میں مبتلا کئے گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ نیست و نابود کر دئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَیْنَمَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَوْمِهٖ یُذَكِّرُهُمْ بِاَیَّامِ اللّٰهِ وَاَیَّامُ اللّٰهِ نَعْمَاؤُهٗ وَبَلَاؤُهٗ اِذْ قَالَ مَا اَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ

اس حال میں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں (وعظ و نصیحت کرتے ہوئے) ان کو ایام اللہ یاد دلا رہے تھے اور ایام اللہ سے مراد اللہ

رَجُلًا خَيْرًا وَاَعْلَمَ مِنِّيْ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الخضر علیہ السلام جز ۲ ص ۲۴۸)

کی (بھیجی ہوئی) نعمتیں اور بلائیں ہیں کہ انہوں نے کہا! میں روئے زمین پر کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو مجھ سے بہتر اور مجھ سے زیادہ عالم ہو۔

اس حدیث میں قرآن مجید کے الفاظ ایّام اللہ کی تشریح ہے یعنی ایّام اللہ سے مراد اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی نعمتیں اور مصیبتیں ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ) بے شک ان واقعاتِ نعمت اور مصیبت میں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ مصائب آئیں تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح صبر کرے، استقامت اور ثابت قدمی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جب نعمتوں اور خوشحالی کا زمانہ آئے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح شکر گذار بندہ بن جائے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرے اور اسکے احکام پر چلتا رہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہ واقعات ہمارے لئے ایک سبق اور باعث عبرت ہیں۔ صبر کرنا ہو تو ان کے عمل کو سامنے رکھیں، شکر کرنا ہو تو ان کے نقش قدم پر چلیں۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مؤمنین کے لئے ایک قسم کی تسلی ہے اور کافروں کے لئے ایک قسم کی تنبیہ ہے۔ مؤمنین کو تسلی دی جارہی ہے کہ اگر وہ صابر و شاکر رہے تو بالآخر وہ غالب ہوں گے جس طرح گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غالب رہے اور کافروں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ جس طرح گذشتہ اقوام کو ایمان نہ لانے کے باعث نیست و نابود کر دیا گیا اگر وہ ایمان نہیں لائے تو انہیں بھی نیست و نابود کر دیا جائیگا۔ (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ) اور ایمان والو، وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کے احسانات کو یاد کرو منجملہ ان کے ایک احسان اس نے اس وقت کیا تھا جبکہ تم کو آل فرعون سے نجات دی تھی جو تمہیں سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور ان مصائب میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی زبردست آزمائش تھی (وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ) اور اے میری قوم، وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطاء کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو پھر سمجھ لو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے، (وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ) اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اور روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کی

ناشکری کریں تو اللہ تعالیٰ کا کیا بگڑیگا، وہ تمہاری شکر گذاری کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تو غنی ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ تعریف والا ہے، اسے کسی کی حمد و ستائش کی حاجت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَ اِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَ اٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۳۲۹)

اے میرے بندو، اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے انس اور جن اس ایک آدمی کے قلب کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہے تو یہ چیز میری سلطنت میں کوئی اضافہ نہیں کرے گی اور اگر سب اگلے پچھلے انسان اور جنات اس ایک آدمی کے قلب کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ بدکار ہے تو یہ چیز میری سلطنت میں کسی قسم کی کمی نہیں کرے گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے ان کا شکر ادا کیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کیا کیجئے۔ ناشکری کرنے کی بہت شدید سزا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ
مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۛ
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ
شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹
قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۛ يَدْعُوْكُمْ

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ
إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى، قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ
إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، تُرِيدُونَ أَن
تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا
فَأْتُونَا بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ
رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ
مِنْ عِبَادِهِۦ، وَمَا كَانَ لَنَآ أَن
نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَٰنٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ،

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ
وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا، وَلَنَصْبِرَنَّ
عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا، فَاَوْحٰٓى
اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾
وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ
وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ
وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَتَجَرَّعُهٗ
وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ،
وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے (گذر چکے) ہیں یعنی قومِ نوح کی، قومِ عاد کی اور قومِ صالح کی اور ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوئے ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے تھے (لیکن بجائے ان پر ایمان لانے کے) انہوں نے انہی کے ہاتھوں کو ان کے منہ پر رکھ دیا (اور انہیں تبلیغ اسلام سے روک دیا)، انہوں نے کہا جس چیز کو دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو ہمیں اس کے صحیح ہونے میں شک ہے ﴿۹﴾ ان کے رسولوں

نے کہا کیا تم (اللہ کی توحید) میں شک کرتے ہو جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے (یہ اس کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ) وہ تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور (یہ بھی اس کی رحمت ہے کہ) وہ تمہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے مہلت دے رہا ہے (فوراً عذاب بھیج کر سزا نہیں دیتا۔ قوم کے لوگوں نے) کہا تم ہم ہی جیسے ایک آدمی ہو، تم تو بس یہ چاہتے ہو کہ جن چیزوں کو ہمارے آباء واجداد پوجتے رہے ان سے ہمیں روک دو، (اگر واقعی تم سچے ہو) تو کوئی کھلی دلیل پیش کرو ⑩ رسولوں نے ان سے کہا بے شک ہم تم ہی جیسے انسان ہیں لیکن (ہمارا رسول بنایا جانا یہ تو اللہ کا ایک بڑا احسان ہے) اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے (رہا معجزہ تو) بغیر اللہ کے حکم کے تمہیں معجزہ دکھانا یہ ہمارے اختیار کی چیز نہیں۔ (تمہاری ایذا رسانی کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں، ہم تو اللہ پر توکل کرتے ہیں) اور (تمام) مؤمنین کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے ⑪ اور ہم کیوں نہ اللہ پر توکل کریں حالانکہ (اس نے ہم پر کتنا زبردست احسان کیا ہے کہ) ہماری (نجات کی) راہیں ہم کو بتا دیں، (لہذا اے کافرو) جو تکلیف بھی تم ہم کو پہنچاؤ گے ہم اس پر صبر کریں گے اور (اللہ پر توکل کریں گے اور تمام) توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے ⑫ کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا یا تو ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے مذہب میں واپس آنا ہوگا، (کافروں کی دھمکی پر) رسولوں کے پاس ان کے رب نے وحی بھیجی کہ (کافر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ) ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ⑬ اور ان کے بعد تم کو اس سرزمین میں آباد کریں گے یہ ہے (دنیا میں اس شخص کا صلہ) جس کو میرے سامنے کھڑا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے ⑭ بالآخر (جب کافروں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور ان کی سرکشی حد سے زیادہ ہوگئی تو) رسولوں نے (اللہ سے) فتح کی دعاء مانگی (اللہ نے ان کی دعاء قبول کر لی اور کافروں پر عذاب بھیج دیا تو) پھر ہر سرکش اور حق کی مخالفت کرنے والا نامراد و ناکام ہوگیا ⑮ (یہ تو دنیا کی سزا تھی) اس کے بعد (آخرت میں اس کے لئے) دوزخ (کا عذاب) ہے، (جہاں) اسے پیپ پلائی جائے گی ⑯ وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا پھر بھی آسانی سے اُسے حلق کے نیچے نہ اتار سکے گا، ہر طرف سے موت آتی ہوئی دکھائی دے گی لیکن وہ مریگا نہیں اور اس کے بعد اس کو (اور بھی) سخت عذاب دیا جائے گا ⑰

معانی ومصادر

(مُرِیْبٌ) اَرَابَ، یُرِیْبُ، اِرَابَۃٌ (باب افعال) شک میں ڈالنا۔
(شَکٌّ) شَکَّ، یَشُکُّ، شَکٌّ (ن) شک کرنا۔
(فَاطِرٌ) فَطَرَ یَفْطِرُ، فَطْرٌ (ض) پھاڑنا، پیدا کرنا، بے خمیر کی روٹی پکانا۔
(سُلْطٰنٌ) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَۃٌ (س،ک) شدید ہونا (سُلْطٰنٌ۔ غلبہ، دلیل، قوت، بادشاہ)۔

(اِسْتَفْتَحُوْا) اِسْتَفْتَحَ، یَسْتَفْتِحُ، اِسْتِفْتَاحٌ (باب استفعال) شروع کرنا، فتح طلب کرنا، کھلوانا۔
(خَابَ) خَابَ، یَخِیْبُ، خَیْبَۃٌ (ض) ناکام ہونا، ناامید ہونا۔
(عَنِیْدٌ) عَنَدَ، یَعْنُدُ، عُنُوْدٌ (ن، ض، ک، س) ہٹ دھرمی کے ساتھ حق کی مخالفت کرنا۔
(صَدِیْدٌ) صَدِیْدٌ = پیپ۔
(یَتَجَرَّعُ) تَجَرَّعَ، یَتَجَرَّعُ، تَجَرُّعٌ (تفعّل) گھونٹ گھونٹ کرکے پینا۔
(یُسِیْغُ) اَسَاغَ، یُسِیْغُ، اِسَاغَۃٌ (باب افعال) آسانی سے حلق میں اتارنا۔
(غَلِیْظٌ) غَلُظَ، یَغْلُظُ، غِلَظٌ وغُلْظَۃٌ وغِلَاظَۃٌ (ض، ن، ک) سخت ہونا، دلدار ہونا۔

تفسیر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ) اور اے لوگو، کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی قوم نوح کی، قوم عاد کی اور قوم ثمود کی (وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ) اور ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوئے (لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ) انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ بے شمار قومیں گذر چکی ہیں اور بے شمار رسول آچکے ہیں۔ ان کے ناموں سے اور ان کے حالات سے کوئی واقف نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ (النسآء۔ ۱۶۴)

بہت سے رسولوں کا قصہ تو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ۔ (حٰمٓ المؤمن۔ ۷۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) رسول بھیجے، ان میں سے (کچھ) رسولوں کا حال تو ہم نے آپ کو سنا دیا اور ان میں سے (بہت سے) رسولوں کا حال ہم نے آپ کو نہیں سنایا۔

(جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ) ان قوموں کے لئے جو رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے جب وہ ان کے پاس رسالت کے کھلے دلائل لے کر آئے تو بجائے ایمان لانے کے انہوں نے رسولوں کے منہ پر انہی کے ہاتھ رکھ کر ان کے منہ کو بند کر دیا اور انہیں تبلیغ اسلام سے روک دیا۔ نہ ان کی بات کو مانا اور نہ انہیں

بولنے دیا) وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ) انہوں نے اپنے رسولوں سے کہا جس کتاب یا شریعت کو دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے۔ ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس چیز کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو ہمیں تو اس کے صحیح ہونے میں بڑا شک ہے (قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) رسولوں نے کہا: (ہم تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تمام معبودانِ باطل اور خود ساختہ شرکاء کو چھوڑ کر صرف اللہ اکیلے کو پکڑ لو، اسی کی طرف رجوع کرو)۔ کیا اللہ تعالیٰ (کی توحید) میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ (تم بھی مانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کا خالق صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے تو پھر تم صرف اسی کی عبادت و اطاعت کیوں نہیں کرتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۶۱)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے (اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد) پھر یہ کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں۔

آگے فرمایا (يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى) یہ اس کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ وہ تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور یہ بھی اس کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ وہ تمہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے ڈھیل دے رہا ہے تمہیں فوراً عذاب بھیج کر ہلاک نہیں کرتا تاکہ اس مہلت کی مدت میں تم سنبھل جاؤ اور عذاب الٰہی سے بچنے کا سامان کر لو۔ (قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا) قوم کے لوگ کہنے لگے تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو، کوئی مافوق الفطرت ہستی ہوتے تو ہم تم پر ایمان لے آتے (تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا) تمہارا مقصد تو بس یہ ہے کہ ہمیں ان چیزوں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔ اگر تم واقعی سچے ہو (فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ) تو کوئی کھلی دلیل پیش کرو (قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) ان کے رسولوں نے ان سے کہا بے شک یہ بات صحیح ہے کہ ہم تم ہی جیسے انسان ہیں (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ) لیکن (ہمارا رسول بنایا جانا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے) وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے (اور اسے رسالت سے سرفراز فرماتا ہے) (وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) لیکن رسول ہونے کے باوجود بھی ہمیں یہ اختیار نہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ

کے حکم کے ہم تمہیں کوئی معجزہ دکھائیں معجزہ دکھانا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کے اختیار میں ہے۔ تم ہماری تکذیب اور مخالفت کرتے ہو تو کرتے رہو۔ ہمیں تمہاری تکذیب اور مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ ضرور ہمیں سرخرو کریگا (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اور مؤمنین کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے (وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا) اور ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیوں نہ کریں جب کہ ہماری نجات کے یہ راستے اسی نے ہمیں بتائے ہیں۔ اسی نے ہمیں صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے، تو کیا اب وہ ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دے گا، تمہارے مقابلہ میں ہماری مدد نہیں فرمائیگا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا وہ ضرور ہماری مدد فرمائیگا (وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ) ہم ان تمام تکالیف کو برداشت کریں گے جو تم ہمیں پہنچاؤ گے ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں گے اور تمام بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے (وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا) کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا یا تو ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے مذہب میں واپس آنا ہوگا۔ کافروں کی اس دھمکی کے جواب میں (فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ) رسولوں کے رب نے اپنے رسولوں کی طرف وحی بھیجی کہ گھبرانا نہیں، ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے، یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے (وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ) اور جس ملک سے یہ تمہیں نکالنے کی دھمکی دے رہے ہیں ان کی ہلاکت کے بعد اس ملک میں ہم تمہیں آباد کریں گے (ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ) جس شخص کو قیامت کے دن ہمارے سامنے کھڑے ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور جو ہمارے عذاب سے ڈرتا رہتا ہے ہم اسی طرح اس کو دنیا میں صلہ دیا کرتے ہیں۔ بالآخر جب کافروں نے ایمان لانے سے قطعی انکار کر دیا اور ان کی سرکشی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو (وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ) رسولوں نے اللہ تعالیٰ سے فتح کی دعاء مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی۔ کافروں پر عذاب آیا اور ہر سرکش، حق کی مخالفت کرنے والا نامراد و ناکام ہو گیا۔ یہ تو دنیا کی سزا تھی (مِنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ) اس کے بعد آخرت میں اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے (وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ) جہاں اس کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا (يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ) وہ اُسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا پھر بھی اسے آسانی سے حلق کے نیچے نہ اتار سکے گا (وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ) ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مریگا نہیں۔ مسلسل ایسے عذاب آتے رہیں گے کہ جن کے نتیجہ میں اسے موت دکھائی دے گی لیکن موت آئے گی نہیں۔ (وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ) (وہ مزید سخت عذاب کے لئے زندہ رہے گا) اور اس کے بعد (اس کو اور بھی) سخت عذاب (دیا جائے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○
(عمّ یتساءلون - ۳۰)

(تو اس دن ہم ان سے کہیں گے اپنی بداعمالی کا) مزا چکھو، ہم تم پر کسی چیز کو زیادہ نہیں کریں گے سوائے عذاب کے۔

"مَآءٌ صَدِيْدٌ"، کی تشریح کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○
اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○
(عمّ یتساءلون۔ ۲۴ و ۲۵)

وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ پینے کی کسی چیز کا سوائے گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے۔

عمل

اے لوگو، آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا اس کی توحید میں کسی قسم کا شک نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی دعوت دے رہا ہے تاکہ آپ کے گناہوں کو معاف کر دے۔ آپ اس کی دعوت کو قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن جن کی عبادت آپ کرتے ہیں ان کی عبادت چھوڑ دیجئے۔ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے حق کا انکار کر کے دوزخ کے مستحق نہ بنیئے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ
يَوْمٍ عَاصِفٍ، لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا
كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ، ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ، اِنْ
يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ
جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ
اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾
وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ
اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ
وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ

لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ
دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ،
فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ،
مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ،
اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ
قَبۡلُ، اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ
اَلِیۡمٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ جس کو آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے (اور باقی کچھ نہ چھوڑے، اسی طرح کفر کی تیز و تند آندھیاں ان کے اعمال کو نیست و نابود کر دیں گی)، جو اعمال انہوں نے (دنیا میں) کئے تھے (آخرت میں وہ سب ضائع ہو جائیں گے) انہیں ان پر ذرا سی بھی قدرت حاصل نہیں ہوگی (کہ ان سے کچھ نفع حاصل کر سکیں)، یہ بہت بڑی ناکامی ہوگی (جس کا انہیں وہاں سامنا کرنا ہوگا) ﴿۱۸﴾ (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور

زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا (ان کا پیدا کرنا بے مقصد نہیں ہے، تو کیا جو اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے وہ یہ نہیں کر سکتا کہ) اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کر دے (۱۹) اور یہ چیز اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے (۲۰) (اسی طرح قیامت کے دن اللہ تم سب کو پیدا کریگا پھر جب) سب لوگ اللہ کے سامنے آموجود ہوں گے تو (وہ لوگ جو دنیا میں) کمزور (تھے) ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم (یہاں) اللہ کے عذاب میں سے کچھ عذاب کم کرانے (کے سلسلہ میں) ہمارے کام آسکتے ہو، وہ کہیں گے (ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں، تمہارے کیا کام آسکتے ہیں) اگر اللہ ہمیں (نجات کا کوئی) راستہ بتاتا تو ہم بھی تمہیں بتا دیتے، اب تو ہمارے لئے برابر ہے خواہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے (یہاں سے) بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں (۲۱) اور جب (سزا و جزا کا) کام ختم ہو جائیگا (اور لوگ) شیطان (کو برا بھلا کہیں گے تو وہ) کہے گا اللہ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ سچا وعدہ تھا (اس نے پورا کر دیا) اور میں نے جو وعدہ تم سے کیا تھا (وہ جھوٹا تھا) میں اسے پورا نہیں کر سکا، مجھے (دنیا میں) تم پر کوئی قدرت حاصل نہیں تھی مگر (صرف اتنی کہ) میں نے تم کو بلایا، تم نے میری بات مان لی لہٰذا اب تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود اپنے کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو، میں تو اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم نے پہلے کبھی مجھے (اللہ کا) شریک بنایا تھا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے (۲۲)

معانی و مصادر

(رَمَاد) رَمَدَ، یَرْمِدُ، رَمْدٌ (ض) سردی سے ہلاک ہونا، حملہ کر کے ہلاک کر دینا (رَمَادٌ = راکھ)۔

(اِشْتَدَّتْ) اِشْتَدَّ، یَشْتَدُّ، اِشْتِدَادٌ (باب افتعال) زیادہ ہونا، قوی ہونا، حملہ کرنا۔

(عَاصِفٌ) عَصَفَ، یَعْصِفُ، عَصْفٌ و عُصُوْفٌ (ض) (ہوا) تیز ہونا۔

(جَدِیْدٌ) جَدَّ، یَجِدُّ، جِدَّةٌ (ض) نیا ہونا۔

(بَرَزُوْا) بَرَزَ، یَبْرُزُ، بُرُوْزٌ (ن) کھلی فضا میں نکلنا۔

بَرَزَ، یَبْرُزُ، بَرْزٌ (ن، س) ظاہر ہونا۔

(تَبَعًا) تَبِعَ، یَتْبَعُ، تَبْعٌ و تَبَاعٌ و تَبَاعَةٌ (س) پیروی کرنا۔ (تَبَعٌ = تَابِعٌ کی جمع۔ تَبَعٌ واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع اَتْبَاعٌ ہے)۔

(جَزِعْنَا) جَزِعَ، یَجْزَعُ، جَزْعٌ و جُزُوْعٌ (س) صبر نہ کرنا اور واویلا کرنا۔

(مَحِیْصٌ) حَاصَ، یَحِیْصُ، حَیْصٌ و حَیْصَةٌ و حُیُوْصٌ و مَحِیْصٌ (ض) بھاگنا۔

(مُصْرِخٌ) اَصْرَخَ، یُصْرِخُ، اِصْرَاخٌ (باب افعال) مدد کرنا۔ فریاد رسی کرنا (مُصْرِخٌ = مدد کرنے والا)۔

تفسیر کفار کے اعمال کس طرح بیکار اور رائگاں ہوتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ) جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ جس کو آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے اور باقی کچھ نہ چھوڑے۔ اس تمثیل میں کفر کو آندھی سے اور کفار کے اعمال کو راکھ سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح آندھی راکھ کو اڑا کر لے جاتی ہے اور باقی کچھ نہیں چھوڑتی اسی طرح کفر کفار کے اعمال کو آخرت کے لحاظ سے بالکل ضائع کر دیتا ہے۔ (لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ) قیامت کے دن ان کے اعمال میں سے ذرا سا بھی کوئی ایسا عمل نہیں ہوگا جس پر انہیں قدرت حاصل ہو اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں (ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ) اعمال کا اس طرح ضائع ہو جانا بہت بڑی ناکامی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِى الْاٰخِرَةِ وَ اَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِى الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (صحیح مسلم کتاب صفة القيامة و الجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فى الدنيا والاخرة جزء ۲ ص ۵۲۴)

اللہ تعالیٰ مؤمن پر (اس کی) نیکی کے سلسلہ میں ذرا سا بھی ظلم نہیں کرے گا، اس کو اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائیگا اور آخرت میں بھی دیا جائیگا اور کافر نے جو عمل اللہ کے لئے کئے ہوں گے تو اس کو ان (نیک) اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ) اے رسول، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ان کی پیدائش بے مقصد نہیں ہے۔ ضرور اس کا کوئی مقصد ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ لوگ ان کی تخلیق پر غور کر کے اپنے انجام کی فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے

فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

(آل عمران - ۱۹۰ تا ۱۹۲)

اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اُسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔

آسمانوں اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے پیدا کیا۔ انسانوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اس کے احکام کی اطاعت کریں۔ اگر انسان اللہ کی اطاعت نہیں کریں گے تو ایک دن ان سے ضرور حساب لیا جائے گا اگر حساب و کتاب میں وہ ناکام ہو گئے تو انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائیگا الغرض حساب و کتاب کے لئے انسانوں کا دوبارہ زندہ ہونا ضروری ہے اور انسانوں کا دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں (اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ) وہ اگر چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ جب نئی مخلوق پیدا کرنا اس کے لئے مشکل نہیں تو انسانوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے (وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ) اور (نئی مخلوق پیدا کرنا) اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں (تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا بھی مشکل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اس کے

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(الروم - ۲۷)

لئے بہت آسان ہے ، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

(وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ) الغرض جب تمام انسان دوبارہ پیدا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں قوت ، اقتدار ، بزرگی اور مال و دولت کے لحاظ سے کم تر اور کمزور تھے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو قوت ، عزت ، دولت وغیرہ کے لحاظ سے بڑا تصور کرتے تھے کہیں گے : ہم دنیا میں تمہارے تابع تھے ، تمہاری پیروی کرتے تھے تو کیا یہاں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ عذاب کم کرانے کے سلسلہ میں تم ہمارے کام آسکتے ہو (قَالُوْا لَوْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ) وہ کہیں گے ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں ہم تمہارے کام کیا آسکتے ہیں ، اگر اللہ اس عذاب سے بچنے کی کوئی صورت ہمیں بتاتا تو وہ صورت ہم تمہیں بھی بتا دیتے (سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ) اب تو ہم سب کے لئے برابر ہے خواہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں ، بھاگ کر جانے کی تو کوئی جگہ ہے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْھَآ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ○

(حٰمٓ المؤمن - ۴۷ و ۴۸)

اور (اے رسول ، وہ وقت یاد کیجئے) جب (دوزخی) دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے جو (دنیا میں) بزرگی (وشرف) کے حامل تھے کہیں گے : ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے دوزخ (کے عذاب) میں سے کچھ دور کر سکتے ہو۔ بڑے لوگ کہیں گے ہم (اور تم) سب دوزخ میں ہیں ، اللہ (اپنے) بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے (اب کیا ہو سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ یَرْجِعُ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضِ ِالْقَوْلَ ، یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَکُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ○

اور (اے رسول) کاش آپ (قیامت کے دن) دیکھیں جب (یہ) ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور (اپنی ناشائستہ حرکتوں کی ذمہ داری) کو ایک دوسرے پر ڈال رہے ہوں گے ،

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○

(سبا۔ ۳۱ و ۳۲)

ہوں گے، جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس کے جواب میں وہ لوگ جو اپنے کو بڑا سمجھتے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کہیں گے جب ہدایت تمہارے پاس آئی تھی تو کیا ہم نے تم کو اس (کے قبول کرنے) سے (زبردستی) روک دیا تھا، (نہیں بات یہ نہیں ہے) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ، كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا، حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ، قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۳۸ و ۳۹)

(قیامت کے دن) اللہ (کافروں) سے فرمائے گا: تم سے پہلے جن و انس کی جو امتیں گذر چکی ہیں انہی کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (اس طرح) جب کبھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب امتیں اس میں پہنچ جائیں گی تو پچھلی امت پہلی امت کے متعلق (اللہ سے اس طرح) بددعاء کرے گی کہ اے ہمارے رب یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دے، اللہ فرمائے گا (تم) سب کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ (پھر) پہلے لوگ بعد والوں سے کہیں گے (تمہاری بددعاء کے باوجود) تم کو ہم پر کوئی فضل حاصل نہیں ہوا تو اب جو عمل تم نے کئے تھے ان کی سزا کا مزا چکھو۔

آگے فرمایا (وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ) اور جب سزا و جزا کا فیصلہ ہو جائیگا تو دوزخی شیطان کو ملامت کریں گے وہ کہے گا اللہ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ سچا تھا، اس نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور میں نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو محض دھوکا اور فریب تھا لہذا میں اُسے پورا نہ کر سکا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

(النسآء ۔ ۱۲۰ و ۱۲۱)

شیطان ان سے وعدے کرتا ہے، انہیں امید دلاتا ہے اور شیطان جو وعدہ بھی ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۶۴)

شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا (وفریب) ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

(لقمٰن ۔ ۳۳)

(الفاطر ۔ ۵)

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آ کر رہے گی) لہذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں (کسی قسم کے) فریب میں مبتلا کرے۔

آگے فرمایا (وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ) شیطان دوزخیوں سے کہے گا: مجھے دنیا میں تم پر کوئی قدرت تو حاصل تھی نہیں کہ تم سے جبراً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کراتا۔ مگر ہاں اتنی بات ضرور ہوئی ہے کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میرا کہنا مان لیا۔ (فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ) (تم چاہتے تو میرا کہنا ماننے سے انکار کر دیتے، تم نے انکار نہیں کیا تو یہ تمہارا قصور ہے) لہذا مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو (مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ) اب یہاں نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو (اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ) میں تو اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ تم نے پہلے (دنیا کی زندگی میں) مجھے (اطاعت میں) اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا بلکہ

حقیقت تو یہ ہے کہ تم نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا۔ اپنے نفس کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے، اب اپنے شرک کی سزا بھگتو (اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) بے شک شرک کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت میں ظالم سے مراد مشرک ہیں اور شیطان کے الفاظ (اَشْرَکْتُمُوْنِیْ) اس پر قرینہ ہیں۔

مندرجہ ذیل آیت میں بھی ظلم کا اطلاق شرک پر ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ○

(الانعام۔ ۸۲)

جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (یعنی شرک) کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِکَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا لَا یَظْلِمُ نَفْسَہٗ قَالَ لَیْسَ ذٰلِکَ اِنَّمَا ھُوَ الشِّرْکُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَۃَ جزء ۴ ص ۱۹۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصہ جزء اول ص ۶۲)

جب یہ آیت نازل ہوئی "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہ کی"، تو مسلمین پر اس کا مفہوم بڑا شاق گذرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو تو آپ نے فرمایا: کہ (ظلم سے) یہ (یعنی گناہ) مقصود نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے کیا تم نے لقمان کا وہ قول جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا نہیں سنا جب وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے بیٹے اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

عمل

اے لوگو، اپنے بڑوں کی باتوں پر نہ چلیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت کی پیروی کیجئے۔ شیطان کے وعدوں پر یقین نہ رکھیئے۔ شیطان کے وعدے دھوکا اور فریب ہوتے ہیں۔ اے لوگو، شیطان کی اطاعت نہ کیجئے، یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝۲۳

ترجمہ (برخلاف اس کے) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان باغات میں ان کی (آپس کی) دعاء سلام (علیکم) ہوگی ۝۲۳

معانی ومصادر (تَحِيَّةٌ) حَيّٰى، يُحَيِّيْ، تَحِيَّةٌ (باب تفعیل) سلام کرنا، حَيَّاكَ اللّٰهُ (اللہ تمہاری عمر دراز کرے) کہنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں کفار کے انجام کا ذکر تھا۔ اس آیت میں مؤمنین کے انجام کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ) وہ اپنے رب کی اجازت سے ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے (تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ)۔ ان باغات میں ان کی آپس کی دعاء سلام علیکم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے یقیناً ایسے باغات

رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵)

ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جب کبھی ان باغات میں سے انہیں کھانے کے لئے کوئی پھل دیا جائیگا تو وہ کہیں گے یہ تو وہی پھل ہے جو ہمیں (اس سے) پہلے دیا گیا تھا اور (وہ یہ بات اس لئے کہیں گے کہ) ان کے لئے جو پھل لائے جائیں گے وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں گے مزید برآں ان کے لئے ان باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

نوٹ:۔ جنت میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

جنت میں اہل جنت ایک دوسرے کو سلام کیا کریں گے۔ سلام کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(یونس - ۱۰)

ان باغوں میں ان کی پکار یہ ہوگی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ (اے اللہ تو پاک ہے)، (آپس میں) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریف اللہ، رب العالمین کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا

(مریم - ۶۲)

ان باغات میں کوئی لغو بات ان کے سننے میں نہیں آئے گی سوائے اس کے کہ (ہر طرف سے) سلام (کی آوازیں آتی ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا ○ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○

(الواقعۃ - ۲۵ و ۲۶)

جنتی وہاں نہ تو کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات، وہاں تو بس سلام سلام کی آوازیں (آ رہی ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ○

(الاعراف - ۴۶)

اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے (جب) وہ جنتیوں (کو دیکھیں گے تو ان) سے پکار کر کہیں گے "سلام علیکم"، یہ لوگ اگرچہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہونگے لیکن انہیں امید ہو گی (کہ وہ جنت میں داخل کر دئے جائیں گے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔ جنت نیک عمل کرنے والے مؤمنین کے لئے ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ
رَبِّهَا، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال کیسی (اچھی) دی ہے، (کلمہ طیبہ کی مثال ایسی ہے) جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ (زمین میں) مستحکم ہو، اس کی شاخیں آسمان میں (پھیلی ہوئی ہوں) ﴿۲۴﴾ (اور) وہ (درخت) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہو، (یہ اور اس قسم کی دوسری) مثالیں اللہ لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۵﴾

معانی و مصادر (طَيِّبَةٌ) طَابَ، يَطِيْبُ، طِيْبٌ وطَابٌ وطِيْبَةٌ وتَطْيَابٌ (ض) لذت پانا، اچھا ہونا (طَيِّبٌ = پاک)۔
(ثَابِتٌ) ثَبَتَ، يَثْبُتُ، ثَبَاتٌ وثُبُوْتٌ (ن) ثابت ہونا، تحقیق ہونا، مداومت کرنا
(فَرْعٌ) فَرْعٌ = اوپر کا حصہ، شاخ۔

تفسیر آیات زیر تفسیر میں کلمۂ طیبہ سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْحُرَقَۃِ مِنْ جُھَیْنَۃَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَھَزَمْنَاھُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْھُمْ فَلَمَّا غَشِیْنَاہُ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَکَفَّ عَنْہُ الْاَنْصَارِیُّ وَطَعَنْتُہٗ بِرُمْحِیْ حَتّٰی قَتَلْتُہٗ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ یَا اُسَامَۃُ اَقَتَلْتَہٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا کَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَہٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ جزء ہ ص۱۸۳ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جزء اول ص۵۲ وص۵۵ واللفظ لمسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرقہ کی طرف بھیجا جو قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور انہیں شکست دی۔ مجھے اور ایک انصاری کو ایک شخص ملا۔ جب ہم نے اسے گھیر لیا تو وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا۔ انصاری تو یہ سن کر علیحدہ ہو گیا اور میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: اے اسامہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کے بعد بھی تو نے اسے قتل کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ پھر فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کے بعد بھی تو نے اسے قتل کر دیا۔ آپ برابر یہی الفاظ فرماتے رہے یہاں تک مجھے آرزو ہوئی کہ کاش اس دن سے پہلے میں مسلم ہی نہ ہوا ہوتا۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَائِمٌ عَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَاِذَا ھُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے، پھر میں دوبارہ حاضر ہوا تب بھی آپ سو رہے تھے پھر میں آیا تو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِى الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِىْ ذَرٍّ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرك باللّٰہ شیئًا دخل الجنة جزء اول ص۵۳)

آپ بیدار ہو چکے تھے میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ نے فرمایا جو بندہ بھی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لے پھر اسی پر اس کا انتقال ہو تو وہ جنت میں جائیگا میں نے عرض کیا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ تین مرتبہ اسی طرح فرمایا پھر چوتھی مرتبہ میں آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک پر خاک لگے۔ پھر ابوذرؓ باہر نکلے اور وہ برابر یہ کہتے جا رہے تھے اگرچہ ابوذرؓ کی ناک پر خاک لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللّٰہ بالایمان و هو غیر شاك جزء اول ص۳۲)

جو شخص مرے اور وہ جانتا ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سواء کوئی معبود نہیں تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَآئِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِىَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَآءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوٰى قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک) میں تھے کہ لشکر کے توشے ختم ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے باربرداری کے بعض اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ لوگوں کے بچے ہوئے توشوں کو جمع کرا کے اس پر اللہ تعالےٰ سے دعاء فرما دیتے (تاکہ اسی میں برکت ہو جاتی) آپ نے ایسا ہی کیا۔ جس کے پاس گیہوں تھے وہ گیہوں لے کر آیا اور کھجور والا

وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَآءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَأَ الْقَوْمُ اَزْوَدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک جزء اول ص۳۲)

کھجور لایا اور جس کے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لے کر حاضر ہو گیا (راوی حدیث بیان کرتے ہیں) میں نے عرض کیا گٹھلی کا کیا کرتے تھے مجاہد نے کہا اس کو چوس کر پانی پی لیتے تھے ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں میں برکت کی دعاء کی۔ (ان چیزوں میں خوب برکت ہو گئی) حتیٰ کہ تمام جماعت نے اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو بندہ اللہ عزوجل سے ان دونوں باتوں میں بغیر شک کئے ملاقات کریگا وہ جنت میں جائیگا۔

حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ (صحیح مسلم باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک جزء ا ص۳۳)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیگا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَّقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک جزء اول ص۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جاؤ اور جو شخص اس باغ کے باہر یقین قلبی کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہوا ملے اسے جنت کی بشارت دے دو۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مَا مِنْ عَبْدٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِھَا فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا وَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللّٰہ بالایمان وھو غیر شاک ۱/۳۵)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا جو بھی بندہ اس بات کی گواہی دیگا کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کردیگا میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع نہ کردوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر وہ اس چیز پر بھروسہ کرلیں گے۔
الغرض معاذ رضی اللہ عنہ نے (کتمان علم کے) گناہ سے بچنے کی وجہ سے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی۔

حضرت عتبان بن مالکؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لَا یَشْھَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَیَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمُہٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللّٰہ بالایمان وھو غیر شاک جزء اول ص۳۵)

فرمایا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا یا دوزخ اسے نہ کھائے گی۔

حضرت مسیبؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاۃُ جَآءَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَہٗ اَبَا جَھْلٍ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَبِیْ اُمَیَّۃَ ابْنِ الْمُغِیْرَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَۃً اَشْھَدُ لَکَ بِھَا عِنْدَ اللّٰہِ (صحیح مسلم کتاب الایمان

جب ابوطالب کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے آپ نے ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کو ان کے پاس موجود پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لو میں تمہارے لئے اللہ کے ہاں اس کلمہ کی شہادت دوں گا۔

باب اول الایمان قول لَآ اِلٰہ الا اللہ
جزء اول ص۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَفِیْ قَلْبِہٖ وَزْنُ شَعِیْرَۃٍ مِّنْ خَیْرٍ وَیُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَفِیْ قَلْبِہٖ وَزْنُ بُرَّۃٍ مِنْ خَیْرٍ وَّیُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَفِیْ قَلْبِہٖ وَزْنُ ذَرَّۃٍ مِنْ خَیْرٍ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب زیادۃ الایمان ونقصانہ جزء اول ص۱۰)

جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ لے اور اس کے دل میں جَو برابر نیکی (یعنی ایمان) ہو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا اور جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے ایک دانے کے برابر نیکی (یعنی ایمان) ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائیگا اور جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (یعنی ایمان) ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار جزء ۸ ص۱۲۶)

قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہوگا جس نے خلوص دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہوگا۔

الغرض کلمہ طیبہ کلمۂ اسلام ہے جس کو پڑھ کر کوئی شخص اپنے اسلام لانے کا اقرار و اظہار کرتا ہے اور یہی وہ کلمہ ہے جس کی بنیاد پر اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ) اے رسول کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال کیسی اچھی دی ہے کلمہ طیبہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ زمین میں مستحکم ہو، اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال ایک ایسے پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط و مستحکم ہو اور جس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں۔ شجرہ طیبہ اور کلمہ طیبہ میں مماثلت مندرجہ ذیل چیزوں میں پائی جاتی ہے:۔

۱۔ درخت بھی پاکیزہ۔
کلمۂ طیبہ بھی پاکیزہ،

کلمۂ طیّبہ پڑھ کر ہی کافر اپنے کفر سے پاک ہوتا ہے۔

۲۔ درخت کی بنیاد زمین کی گہرائی میں مضبوط و مستحکم، تیز و تند آندھی نہ اس کے تنے کو ہلا سکتی ہے۔ اور نہ اس کو جڑ سے اکھاڑ سکتی ہے۔

کلمۂ طیّبہ کی بنیاد دل کی گہرائی میں مضبوط و مستحکم ہوتی ہے۔ شرک اور کفر کی آندھیاں نہ عقیدۂ توحید کو متزلزل کر سکتی ہیں اور نہ اس کا استیصال کر سکتی ہیں۔

۳۔ درخت کی شاخیں فضائے آسمانی میں پھیلی ہوئی ہیں۔

اس کے پھل بلند و بالا ہیں۔

اس کے پھل نقصان پہنچانے والے انسانوں اور جانوروں کی دسترس سے باہر ہیں۔

کلمۂ طیّبہ کے ثمرات بھی بلند و بالا ہیں، شیطان اہل توحید کے اعمال کو شرک و کفر کی آمیزش سے نقصان نہیں پہنچا سکتا، بلند اخلاق اور صفات عالیہ اسی کلمۂ طیّبہ کے ثمرات ہیں، جنت عالیہ بھی اسی کلمۂ طیّبہ کا صلہ ہے۔

۴۔ (تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا) اپنے رب کے حکم سے وہ درخت ہر وقت اور ہر موسم میں پھل لاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کلمۂ طیّبہ کے ثمرات ہر وقت اور ہر آن اس کے پڑھنے والے سے صادر ہوتے رہتے ہیں،

کلمۂ طیبہ پڑھنے والا کسی خاص وقت میں اپنی صفات عالیہ کا مظاہرہ نہیں کرتا بلکہ ہمہ اوقات اس سے صفات عالیہ کا ظہور ہوتا رہتا ہے، وقار و سنجیدگی، سخاوت و فیّاضی، تقوی و پرہیزگاری عفو و درگذر جیسے بلند اوصاف اس کی زندگی کا جزو لاینفک بن جاتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ) اللہ تعالے مثالیں دے دے کر سمجھا رہا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ توحید اختیار کریں اور اس کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دیں۔

عمل

اے لوگو، کلمۂ طیّبہ پڑھ کر اسلام قبول کیجئے۔ کلمۂ توحید کو دل کی گہرائی میں جگہ دیجئے۔ توحید کا اقرار خلوص دل سے کیجئے۔ محض زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں ہوگا۔ عقیدۂ توحید و رسالت کو اتنا پختہ کیجئے کہ کفر و شرک کے حملے مسلسل پسپا ہوتے رہیں۔ شیطان برابر شکست کھاتا رہے۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کلمۂ خبیثہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ناپاک درخت کہ اس میں ذرا سا بھی استحکام نہ ہو اور وہ (بآسانی) زمین کے اوپر ہی سے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے ﴿٢٦﴾

معانی ومصادر (خَبِيثَةٌ) خَبُثَ، يَخْبُثُ، خُبْثٌ وخَبَاثَةٌ وخَبَاثِيَةٌ (ك) خبیث ہونا، ناپاک یا حرام ہونا۔
(اُجْتُثَّتْ) اِجْتَثَّ، يَجْتَثُّ، اِجْتِثَاثٌ (باب افتعال) جڑ سے اکھاڑ لینا۔
(قَرَارٌ) قَرَّ، يَقِرُّ، قَرَارٌ وقُرُورٌ (ف وض) ٹھہرنا اور ثابت ہونا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ کفر کی برائی کا ذکر فرمانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ) اور کلمۂ خبیثہ یعنی کلمۂ کفر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خبیث درخت (اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ) جس میں ذرا سا بھی استحکام نہ ہو اور وہ بآسانی زمین کے اوپر ہی سے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ کفر کو ایک ناپاک درخت سے تشبیہ دی۔

۱۔ درخت ناپاک۔
کلمہ کفر بھی ناپاک

۲۔ ناپاک درخت کی جڑ زمین کی گہرائی میں نہیں لہذا اس میں استحکام نہیں،
کلمۂ کفر کی جڑ بھی دل کی گہرائی میں نہیں ہوتی۔ ضمیر خود اس کو قبول نہیں کرتا۔ فطرت انسانی بھی اس کا انکار کرتی ہے۔ انسان کی پیدائش کے وقت اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ آباء واجداد بعد میں اس کے دل میں کلمۂ کفر ڈالتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الروم جزء ۱۴۳ صـ ۱۴۳ وصحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ جزء ۲ صـ ۴۵۸)

ہر بچہ فطرۃ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانوروں کے بچے تندرست و سالم پیدا ہوتے ہیں کیا تم بوقت پیدائش ان میں کوئی کان کٹا پاتے ہو؟ (اسی طرح انسانوں کے بچے اسلامی فطرت پہ پیدا ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی " یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا اللہ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، یہی سیدھا دین ہے"

کیونکہ یہ کلمۂ کفر انسان کی فطرت میں داخل نہیں ہوتا لہٰذا اس میں قرار نہیں ہوتا۔ اس کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ یہ کلمہ صرف اوپری ہوتا ہے جو آباء و اجداد کی تقلید و تعلیم سے رونما ہوتا ہے۔ ہر انسان کے آباء و اجداد علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں لہٰذا وہ سب معیار حق نہیں ہو سکتے اور جب آباء و اجداد ہی معیار نہیں ہوئے تو ان کی تقلید کی بنیاد پر جو چیز رونما ہوگی وہ بڑی کمزور اور بے بنیاد ہوگی۔ تعجب ہے کہ جو لوگ ایسی بے بنیاد چیز پر یقین کی بنیاد رکھتے ہیں اور کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (الروم - ۳۰)

تو (اے رسول) آپ ایک (اللہ کی) طرف رخ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دین (اسلام) کے لئے سیدھا رکھئے۔ (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۚ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ (البقرۃ - ۱۷۰)

اور جب (کافروں سے) کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں نہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس چیز کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے

اپنے آباء واجداد کو پایا ہے کیا یہ اس حالت میں بھی اپنے آباء واجداد کی پیروی کریں گے کہ ان کے آباء واجداد نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں۔

کلمۂ کفر کی بے ثباتی کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ، مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ، اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ، قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۲۰ تا ۲۴)

اور (اے رسول یہ لوگ یہ بھی) کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (معبودانِ باطل) کی پرستش نہ کرتے۔ انہیں اس بات کا علم تو ہے نہیں محض ظن وتخمین سے بات کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جس کو یہ بطور سند پیش کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور (اے رسول) آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا ہے تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان ہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔ (رسول نے) کہا اگر چہ میں تمہارے پاس ایسی چیز لے کر آیا ہوں جو اس راستہ سے جس راستہ پر تم نے اپنے آباء واجداد کو پایا زیادہ صحیح راستہ بتاتی ہو (پھر بھی تم میری بات نہیں مانو گے) کہنے لگے (ہاں) جو چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانیں گے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کلمۂ کفر کا وجود علم کی ٹھوس بنیادوں پر نہیں ہوتا، محض ظن و تخمین پر ہوتا ہے یعنی کلمۂ کفر کا وجود نہ عقل کی بنیاد پر ہوتا ہے اور نہ نقل کی بنیاد پر۔ جو کلمہ ہر لحاظ سے بے بنیاد ہو اس کی حیثیت کیا ہو سکتی ہے۔ نقل اس کی تائید نہیں کرتی، عقل اسکو اکھاڑ

کر پھینک دیتی ہے۔ کوئی عقل مند آدمی ایسی بات کو تسلیم نہیں کر سکتا سوائے اس صورت کے کہ وہ دل ہی اندھے ہو جائیں جو عقل کا مسکن ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○ (الحج - ۴۶)

(اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

عقل سلیم کے لئے قلب سلیم چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ (الشعراء - ۸۸ و ۸۹)

جس دن نہ مال فائدہ پہنچائیگا اور نہ بیٹے مگر جو شخص سلامتی والا دل لے کر اللہ کے پاس آئے گا (بس وہی کامیابی سے ہمکنار ہوگا)

ہدایت انہیں کو ملتی ہے جن کے پاس عقل سلیم ہو، دوسرے لفظوں میں جن کے پاس قلب سلیم ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ (قٓ - ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

عقل سلیم رکھنے والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (الزمر - ۹)

نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں۔

الغرض کلمۂ کفر عقل سلیم رکھنے والوں کے نزدیک بالکل بے ثبات ہے۔

عمل

اے لوگو، کلمۂ کفر کا انکار کیجئے۔ کلمۂ کفر بے ثبات اور بے بنیاد ہوتا ہے۔ ایسی بے ثبات اور بے بنیاد چیز پر کبھی یقین نہ کیجئے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ، وَيُضِلُّ اللّٰهُ
الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

ترجمہ قول ثابت (یعنی کلمۂ طیبہ) کے ذریعہ اللہ ایمان والوں کو دنیا میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت (یعنی قبر) میں بھی ثابت قدم رکھے گا (برخلاف اس کے) اللہ ظالموں کو (ثابت قدم نہیں رکھتا بلکہ ان کو ہر آزمائش میں) گمراہ (اور ناکام) کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۷)

تفسیر اوپر آیت نمبر ۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کی مثال اس درخت سے دی ہے جس کی جڑ زمین میں ثابت ہو اسی بنیاد پر آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے کلمۂ طیبہ کو قول ثابت قرار دیا ہے۔

کلمۂ طیبہ قول ثابت ہے۔ اسی قول ثابت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ مشکل سے مشکل وقت میں وہ توحید کا دامن نہیں چھوڑتے۔ توحید پر ثابت اور قائم رہتے ہیں ان کے پائے استقامت میں تزلزل واقع نہیں ہوتا۔ بڑی سے بڑی آزمائش میں وہ پورے اترتے ہیں اور کفر و شرک سے دور رہتے ہیں۔

(يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ) دنیا میں جب ایمان والوں پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ آزمائش میں مبتلا کئے جاتے ہیں تو گھبرا کر کفر و شرک کا غلط راستہ اختیار نہیں کرتے اور آخرت میں یعنی آخرت کے پہلے دن جب قبر میں ان کی آزمائش ہوتی ہے تو اس میں بھی وہ پورے اترتے ہیں۔ منکر نکیر کے سوال و جواب کے وقت بھی

وہ ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہر سوال کا جواب صحیح دیتے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کلمۂ توحید کی برکت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قول ثابت یعنی کلمۂ طیبہ کے ذریعہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں بھی ثابت اور غیر متزلزل رکھتا ہے اور آخرت یعنی قبر میں بھی ثابت اور غیر متزلزل رکھتا ہے برخلاف اس کے جو لوگ ایمان دار نہیں ہوتے وہ دنیا میں بھی بہک جاتے ہیں اور قبر میں بھی بہک جاتے ہیں (وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ) اور اللہ ہی ہے جو ان ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے یعنی یہ لوگ ضد، ہٹ دھرمی، حق پوشی اور عناد کی وجہ سے اس نتیجہ سے دوچار ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان خصائلِ خبیثہ کا مقرر کر رکھا ہے یعنی گمراہی سے دوچار ہوتے ہیں (وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو کچھ اس کی مشیت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، جو کچھ اس کے قانون کے مطابق ہوتا ہے وہی واقع ہوتا ہے۔

اس آیت میں آخرت میں ثابت قدم رکھنے سے مراد قبر میں ثابت قدم رکھنا ہے۔ آخرت سے مراد قبر ہے۔ قبر کا پہلا دن ہی آخرت کا پہلا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (وفی روایۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ) (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء ۲ صـ۱۲۲ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار جزء ۲ صـ۵۲۵)

جب مؤمن اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے (فرشتے کے سوال پر) مؤمن گواہی دیتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (کوئی الٰہ نہیں سوا اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں) بس یہی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یعنی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کا مطلب۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیت عذابِ قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمۂ شہادت کلمۂ طیبہ اور قول ثابت ہے اور اسی کلمۂ شہادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ

جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے رخصت ہوتے ہیں اور ابھی وہ ان کے جوتیوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ اس کے

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ
فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ
فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ
قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ
فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ
فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ
فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ
فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ
بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ
صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ
(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء
فی عذاب القبر جزء ۲ ص ۱۲۳ ورواہ مسلم
فی صحیحہ الی قولہ فیراھما جمیعا کتاب
الجنۃ وصفۃ نعیمھا باب عرض مقعد
المیت من الجنۃ جزء ۲ ص ۵۴۴)

پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا تھا: مؤمن جواب دیتا ہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم کی طرف دیکھ، اللہ نے اس کے بدلے تجھے جنت عطاء کی۔ وہ شخص یہ دونوں مقامات اکٹھے دیکھتا ہے۔ رہا منافق یا کافر تو اس سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو بس وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ تو عقل سے سمجھا اور نہ نقل سے سمجھنے کی کوشش کی۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے مارا جاتا ہے پھر وہ چیختا ہے اس کی چیخ کو سوائے انس و جن کے تمام چیزیں جو اس کے قریب ہوتی ہیں سنتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ
مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا
اَدْرِيْ اَيَّتُهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ
فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا
الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ
قَالَتْ اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
جَآءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَ
اٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ
عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ
الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ
فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ

میری طرف وحی بھیجی گئی کہ قبر میں فتنۂ دجال کے مثل یا اس کے قریب قریب آزمائش ہوگی۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ اسماء نے مثل فتنۃ الدجال کہا یا قریبًا من فتنۃ الدجال کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے پاس فرشتہ کو بھیجا جاتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے: ان صاحب کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ تو جو شخص مؤمن یا موقن ہوتا ہے اسماء نے مؤمن کا لفظ کہا یا موقن کا لفظ کہا مجھے معلوم نہیں وہ کہتا ہے محمد اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس کھلی دلیل اور ہدایت کی

شَیْئًا فَقُلْتُہٗ (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف جزء ۲ ص۲۷ و صحیح مسلم کتاب صلاۃ الاستسقاء باب صلاۃ الکسوف جزء اول ص۳۶۱)

باتیں لے کر آئے تو ہم نے اسے قبول کیا۔ ہم ایمان لائے اور ہم نے (ان کی) پیروی کی۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے آرام سے سو جا، ہم جانتے تھے کہ تو موقن ہے اور جو شخص منافق یا شک کرنے والا ہوتا ہے (منافق یا مرتاب میں سے کونسا لفظ اسماءؓ نے بیان کیا معلوم نہیں) وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔

عذاب قبر کہاں ہوتا ہے

عذاب قبر اسی ارضی قبر میں ہوتا ہے قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کسی دوسری قبر کا کوئی تذکرہ نہیں۔

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء ۲ ص۱۲۳ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا جزء ۲ ص۵۴۴)

جب بندہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب اس سے پیٹھ موڑتے ہیں۔

بندہ ارضی قبر میں رکھا جاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کسی دوسری قبر کے وجود پر کوئی قرینہ نہیں۔ موجود قبر کے ہوتے ہوئے غیر موجود بلکہ معدوم قبر کا تصور قطعاً باطل ہے۔ کسی دوسری قبر کے متعلق نہ قرآن مجید میں کوئی صراحت ہے اور نہ احادیث نبوی میں کوئی صراحت ہے۔

اسی حدیث میں آگے یہ الفاظ ہیں:۔
وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَۃً (صحیح بخاری)

منافق اور کافر کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے۔

حدیث کے پہلے حصہ میں جس قبر کا ذکر تھا وہ یہی ظاہری قبر ہے۔ اسی قبر کے حالات کا بیان جاری رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق اور کافر کو مارا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مارے جانے کی جگہ ظاہری قبر ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور قبر کا ذکر فرماتے پھر مارے جانے کا ذکر فرماتے۔ ظاہر قبر اور عذاب کا اتصال بتا رہا ہے کہ عذاب کا محل ظاہری قبر ہی ہے۔

اس حدیث کے آگے الفاظ یہ ہیں :۔

نَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء ۲ صـ۱۲۳)

(جب منافق یا کافر کو مارا جاتا ہے) تو وہ ایک چیخ مارتا ہے جس کو (سب) سنتے ہیں جو اس کے قریب ہوتے ہیں سوائے جن اور انسان کے۔

حدیث میں قربت سے مراد ارضی قبر کی قربت ہے۔ اگر ارضی قبر کے علاوہ کوئی اور قبر ہوتی تو اس سے قریب اور بعید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہ تو یقیناً بعید ہوتی اور اس بُعد کی وجہ سے نہ انسان سن سکتے تھے اور نہ جن۔ پھر اس کی چیخ کو نہ سننے کا سبب جن یا انسان ہونا نہ ہوتا بلکہ دوری ہوتی۔

الغرض اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ عذاب قبر اسی ارضی اور ظاہری قبر میں ہوتا ہے۔

(۲) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَّهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ إِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ قَالَ مَاتُوْا فِي الْإِشْرَاكِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار جزء ۲ صـ۳۸۴)

اس حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار قبیلہ کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار (چلے جارہے) تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ آپ کا خچر بدکا۔ قریب تھا کہ وہ آپ کو گرادے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے۔ ایک شخص نے کہا: میں (پہچانتا ہوں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ لوگ کب مرے تھے"؟ اس شخص نے کہا: شرک کی حالت میں مرے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس امت کے لوگوں کی بھی ان کی قبروں میں آزمائش ہوگی۔ اگر یہ (اندیشہ) نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ قبر کا عذاب جو میں سنتا ہوں تمہیں بھی سنا دے"۔

(۳) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب عرض مقعد المیت من الجنۃ جزء ۲ ص ۳۸۶)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ سے دعاء کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر سنا دے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) صحابہ کرام مُردوں کو ارضی قبر میں دفن کرتے تھے،

(۲) اگر وہ عذابِ قبر کی آواز سن لیتے تو ارضی قبر میں دفن کرنا چھوڑ دیتے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ارضی قبر میں دفن کرنا کیوں چھوڑ دیتے۔ تو اس سوال کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ عذابِ قبر اسی ارضی قبر میں ہوتا ہے۔ وہ عذابِ قبر کی دہشت ناک آواز سن کر اتنے خوفزدہ ہو جاتے کہ اس عذاب سے مردے کو بچانے کے لئے اس جگہ ہی سے بچتے جس جگہ عذاب ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے کہ عذابِ قبر ہوگا تو اس ارضی قبر میں ہوگا، لہٰذا ارضی قبر میں دفن نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عقیدہ کا انکار نہیں فرمایا بلکہ اُسے ثابت رکھا۔ اگر یہ عقیدہ باطل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے عقیدہ کی اصلاح فرماتے۔

مندرجہ بالا احادیث سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ عذابِ قبر اسی ارضی اور ظاہری قبر میں ہوتا ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ امْرَاَۃً سَوْدَآءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًّا فَفَقَدَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْھَا اَوْ عَنْہُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالَ فَکَاَنَّھُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَھَا اَوْ اَمْرَہٗ فَقَالَ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ فَدَلُّوْہُ فَصَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَۃٌ ظُلْمَۃً عَلٰی اَھْلِھَا وَاِنَّ اللّٰہَ یُنَوِّرُھَا لَھُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ (صحیح مسلم کتاب

ایک کالی عورت یا ایک جوان مرد مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پایا تو دریافت کیا، صحابہ نے کہا، وہ مر گیا۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی، گویا کہ انہوں نے اسکے معاملہ کو اتنا اہم نہ سمجھا آپ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ صحابہ نے آپ کو اس کی قبر بتا دی۔ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی پھر فرمایا یہ قبریں، قبر والوں پر اندھیرے سے پُر ہوتی ہیں اللہ (تعالیٰ) میری

الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر جزء اول ص۳۸۱) نماز کی وجہ سے ان کو روشن کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ھٰذہ القبور" فرما کر قبر کو متعین کر دیا لہذا اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ تاریکی اور روشنی، عذاب اور راحت کا تعلق اسی ارضی قبر سے ہے۔ آپ نے اس موقع پر بھی کسی اور قبر کا ذکر نہیں فرمایا۔

⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا أُقْبِرَ الْمَيِّتُ أَوْ قَالَ أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْآخِرِ النَّكِيرُ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ مَا كَانَ يَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُولُ أَرْجِعُ إِلٰى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ فَيَقُولَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ الْتَئِمِي عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ (رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ وحسنہ فی ابواب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء اول ص۳۲۷) یہ حدیث صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

جب قبر میں میت رکھ دی جاتی ہے یا فرمایا تم میں سے کسی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ فام نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے کہتے ہیں تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے وہ کہے گا میں ان کے بارے میں کہتا تھا (کہ) وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے تم یہی کہو گے، پھر اس کے لئے اس کی قبر میں (ہر طرف سے) ستر ستر ہاتھ کشادگی کر دی جاتی ہے پھر اس میں روشنی کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے سو جاؤ وہ کہتا ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤں اور انہیں (اس بات کی) خبر دے دوں (کہ میں کامیاب ہو گیا)۔ وہ فرشتے کہتے ہیں (نہیں) تم اس طرح سو جاؤ جس طرح دولہا سوتا ہے جس کو سوائے اس کے محبوب کے کوئی نہیں جگاتا (پھر وہ اس قبر میں سوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے سونے کے مقام سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا اور اگر وہ

(مردہ) منافق ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے میں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا میں بھی وہی کہتا رہا میں نہیں جانتا (کہ وہ کون تھے) پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر زمین سے کہا جاتا ہے تو اس پر تنگ ہو جا۔ زمین اس کو اتنے زور سے بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں پھر قبر میں اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کے لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:۔

(۱) یہی ارضی قبر کشادہ ہوتی ہے اور تنگ ہوتی ہے،

(۲) اسی ارضی قبر کو منوّر کر دیا جاتا ہے یا تاریک رہنے دیا جاتا ہے،

(۳) اسی ارضی قبر میں مُردہ آرام سے سوتا ہے یا عذاب دیا جاتا ہے اور

(۴) یہ راحت یا عذاب ارضی قبر میں اس دن تک جاری رہتا ہے جس دن وہ اسی قبر سے اٹھایا جائے گا۔

اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ عذاب قبر اسی ارضی قبر میں ہوتا ہے، زمین مردے کو بھینچتی ہے یہاں تک کہ پسلیاں ادھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں۔ زمین کا بھینچنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کوئی دوسری پوشیدہ یا برزخی قبر نہیں ہے جہاں عذاب قبر ہوتا ہے۔

(۶) حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرُ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا زَادَ فِيْ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازہ میں گئے۔ ہم لوگ اس کی قبر تک پہنچے اور ابھی تک لحد نہیں بنی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد خاموشی کے ساتھ بے حس و حرکت بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرند بیٹھے ہوئے ہیں (ہلیں گے تو وہ اڑ جائیں گے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک

حَدِيْثِ جَرِيْرٍ هٰهُنَا وَقَالَ وَاِنَّهٗ لَيَسْمَعُ
خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ حِيْنَ
يُقَالُ لَهٗ يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ
وَمَنْ نَّبِيُّكَ قَالَ هَنَّادٌ قَالَ وَيَاْتِيْهِ
مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ
رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا
دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ
لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ
قَالَ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ مَا يُدْرِيْكَ
فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ
بِهٖ وَصَدَّقْتُ زَادَ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ
فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اَلْاٰيَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ
فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ
فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ
وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ
مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا قَالَ وَيُفْتَحُ لَهٗ فِيْهَا
مَدَّ بَصَرِهٖ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ
قَالَ وَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ
مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ
فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا
دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ
لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ
هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ
السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ
اَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى

لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا پھر فرمایا: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو دو بار یا تین بار فرمایا اور فرمایا کہ یقیناً مردہ جوتیوں کی چاپ کی آوازیں سنتا ہے جبکہ وہ لوگ اسے دفنا کر پیٹھ موڑ کر جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے اے شخص تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے۔ ہناد راوی کہتے ہیں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے کہتے ہیں کہ ان صاحب کے (بارے میں تم کیا کہتے ہو) جو تم میں مبعوث کئے گئے تھے، وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں تم کیسے جانتے ہو، تو وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تھی اس پر ایمان لایا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔ یہی مطلب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت (یعنی کلمۂ شہادت) پر دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو پہنچنے لگتی ہے

النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمٰى أَبْكَمُ، مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا قَالَ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا قَالَ ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ (ابوداؤد کتاب السنۃ باب المسالۃ فی القبر وعذاب القبر جزء۲ صـ۳۰۶ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صـ۲۸ وتحفۃ الاحوذی مع جامع الترمذی جزء۲ صـ۱۶۳)

اور اس کے لئے اس کی حد نظر تک فراخی کر دی جاتی ہے۔ رہا کافر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹایا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے اس نے جھوٹ بولا، اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھا دو اور آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کی طرف سے اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ پھر اسے جہنم کی گرمی اور جھلسا دینے والی تپش پہنچنے لگتی ہے اور اس کے اوپر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں اور اس پر ایک اندھا اور بہرا (فرشتہ) مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کی سلاخ ہوتی ہے۔ اگر اس سے وہ پہاڑ پر مارے تو مٹی ہو جائے۔ فرمایا وہ اس کو ایک ضرب لگاتا ہے جس کی آواز کو مشرق اور مغرب کے درمیان جتنی مخلوق ہے سب سنتے ہیں سوائے جنّ و انس کے۔ پھر وہ مٹی ہو جاتا ہے اور پھر اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مُردے کے لئے یہی ارضی قبر جنت یا دوزخ کا سماں پیش کرتی ہے۔ یہی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے یا تنگ کر دی جاتی ہے اور اتنی تنگ کر دی جاتی

ہے کہ پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں۔ اسی قبر میں مُردے کو لوہے کے گُرز سے مارا جاتا ہے۔
الغرض عذابِ قبر اسی ارضی و ظاہری قبر میں ہوتا ہے۔ اسی ارضی قبر کے پاس بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی جس سے مزید اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ عذابِ قبر اسی ارضی قبر میں ہوتا ہے۔

⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،۔

اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوْا اُخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُخْرُجِيْ حَمِيْدَةً وَاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُدْخُلِيْ حَمِيْدَةً وَاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِيْ فِيْهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالَ اخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اُخْرُجِيْ ذَمِيْمَةً وَاَبْشِرِيْ بِحَمِيْمٍ وَغَسَّاقٍ وَاٰخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٍ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَلَا يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيُقَالُ فُلَانٌ فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اِرْجِعِيْ ذَمِيْمَةً فَاِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَيُرْسَلُ بِهَا

موت کے فرشتے جب صالح آدمی کی جان نکالتے ہیں تو (اس کی روح سے) کہتے ہیں: اے پاکیزہ جسم میں رہنے والی پاکیزہ روح، اچھی طرح سے نکل آ اور رحمت کی، خوشبو کی اور غصہ نہ کرنے والے رب (سے ملاقات) کی خوشخبری سُن۔ وہ اسی طرح کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح نکل آتی ہے۔ پھر وہ فرشتے اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں پھر اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے (آسمان کے فرشتے) پوچھتے ہیں: یہ کون ہے؟ لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں، یہ فلاں شخص ہے۔ پھر آسمان کے فرشتے کہتے ہیں۔ اس پاکیزہ روح کو جو پاکیزہ جسم میں تھی خوش آمدید۔ پھر اس روح سے کہتے ہیں آرام کے ساتھ آسمان میں داخل ہو جا۔ تیرے لئے رحمت، خوشبو اور غضب ناک نہ ہونے والے رب (سے ملاقات) کی خوشخبری ہے۔ اسی طرح برابر اس کو (ہر آسمان میں) خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے اس روح کو لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں جس آسمان میں اللہ عزوجل جلوہ افروز ہے۔ جب فرشتے برے آدمی کی روح نکالتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں: اے خبیث روح جو خبیث جسم میں تھی

مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تُصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ (رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ فی باب ذکر الموت والاستعداد لہ جزء۲ صـ۵۶۶ وسندہ صحیح۔ الحاشیۃ للسندی علی ابن ماجۃ)

نکل آ۔ تکلیف کے ساتھ نکل آ اور کھولتے ہوئے پانی کی پیپ کی اور ان کے علاوہ دوسری طرح کے عذابوں کی خوشخبری سُن۔ فرشتے اس سے اسی طرح کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے۔ پھر وہ اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں یہ کون ہے؟ روح کو لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں شخص ہے۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: اس روح کے لئے جو خبیث جسم میں تھی خوش آمدید نہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے برائی کے ساتھ لوٹ جا، تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ پھر اس کو آسمان سے (زمین کی طرف) لوٹا دیا جاتا ہے، پھر وہ قبر میں بھیج دی جاتی ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روح کو زمین کی طرف قبر میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

(۸) حضرت اسماء فرماتی ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ الْاِنْسَانُ قَبْرَهٗ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا اَحَفَّ بِهٖ عَمَلُهٗ، اَلصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ الْمَلَكُ مِنْ نَحْوِ الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّهٗ وَمِنْ نَحْوِ الصِّيَامِ فَتَرُدُّهٗ قَالَ فَيُنَادِيْهِ اِجْلِسْ قَالَ فَيَجْلِسُ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْلُ وَمَا يُدْرِيْكَ اَدْرَكْتَهٗ قَالَ اَشْهَدُ

جب مؤمن آدمی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال نماز اور روزے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر اس کے پاس جب فرشتہ نماز کی طرف سے آتا ہے تو نماز اس کو لوٹا دیتی ہے اور جب روزے کی طرف سے فرشتہ اس مؤمن کے پاس آتا ہے تو روزہ اس کو لوٹا دیتا ہے پھر اس میّت کو ندا دی جاتی ہے کہ بیٹھ جا، تو میّت بیٹھ جاتی ہے پھر ایک فرشتہ اس سے کہتا ہے تم آنحضرت کے متعلق یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْلُ عَلٰى ذٰلِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ قَالَ وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا اَوْ كَافِرًا قَالَ جَآءَ الْمَلَكُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ يَرُدُّهٗ قَالَ فَاَجْلَسَهٗ قَالَ يَقُوْلُ اِجْلِسْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ اَيُّ رَجُلٍ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ قَالَ فَيُنْزَلُ لَهُ الْمَلَكُ عَلٰى ذٰلِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ قَالَ وَتُسَلَّطُ عَلَيْهِ دَابَّةٌ فِيْ قَبْرِهٖ سَعْهَا سَوْطٌ ثَمَرَتُهٗ جَمْرَةٌ مِثْلُ غَرْبِ الْبَعِيْرِ تَضْرِبُهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ سَبْعًا وَلَا تَسْمَعُ صَوْتَهٗ فَتَرْحَمُهٗ (رواه احمد ورجاله رجال الصحيح - بلوغ جزء ۸ ص۱۱۵ وسنده صحيح)۔

کیا کہتے ہو۔ مردہ کہتا ہے (تم) کس کے (متعلق سوال کر رہے ہو)۔ فرشتہ کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق۔ مردہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے تم کیا جانو (تم نے ان کو کیسے جانا)۔ کیا تم نے ان کو پایا تھا وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے رسول ہیں فرشتہ کہتا ہے تم نے اسی عقیدہ کے ساتھ زندگی گذاری اور اسی پر مرے ہو اور اسی شہادت پر اٹھائے جاؤ گے۔ اور اگر میّت گنہگار یا کافر ہو تو (جب اس کے پاس) فرشتہ آتا ہے تو اس کے اور اس فرشتے کے درمیان کوئی چیز نہیں ہوتی کہ وہ اس فرشتہ کو اس سے لوٹا دے۔ پھر وہ فرشتہ آکر اس میّت کو بٹھاتا ہے وہ کہتا ہے بیٹھ جا، (پھر اس سے سوال کرتا ہے) تو آنحضرت کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون شخص؟ فرشتہ کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں کہتا تھا پھر فرشتہ اس سے کہتا ہے تو نے اسی حال میں زندگی گذاری اور اسی پر تیری موت واقع ہوئی اور اسی پر تو (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا پھر اس کی قبر میں اس کے اوپر ایک جانور کو مسلط کر دیا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا ہے جس کے سرے پر پتھر ہوتا ہے وہ کوڑا اونٹ کی دم کے مثل ہوتا ہے وہ اس کو جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مارتا ہے، وہ مارنے والا بہرا ہوتا ہے وہ اس کی آواز نہیں سنتا کہ اس پر رحم کرے۔

⑨ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں :۔

جَاءَتْ يَهُوْدِيَّةٌ فَاسْتَطْعَمَتْ عَلٰى بَابِيْ فَقَالَتْ اَطْعِمُوْنِيْ اَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ فَلَمْ اَزَلْ اَحْبِسُهَا حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ قَالَ وَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ تَقُوْلُ اَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ، ثُمَّ قَالَ اَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا قَدْ حَذَّرَهٗ اُمَّتَهٗ وَسَاُحَذِّرُكُمُوْهُ تَحْذِيْرًا لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ اُمَّتَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ (فَاَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ) فَبِيْ تُفْتَنُوْنَ وَعَنِّيْ تُسْاَلُوْنَ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْعُوْفٍ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ فِي الْاِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ

ایک یہودی عورت میرے دروازے پر آئی اس نے کھانا طلب کیا اس نے کہا مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تعالیٰ تم کو دجال اور قبر کے فتنے سے بچائے۔ میں نے اس یہودی عورت کو روکے رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ یہودی عورت کیا کہہ رہی ہے آپ نے مجھ سے پوچھا وہ کیا کہتی ہے میں نے کہا وہ کہتی ہے اللہ تعالیٰ تم کو دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے بچائے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا انہیں دراز کیا پھر اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی پھر فرمایا رہا دجال کا فتنہ اس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے میں تم کو اس سے اتنا ڈراتا ہوں کہ کسی نبی نے اپنی امت کو اتنا نہیں ڈرایا۔ وہ (یعنی دجال) کانا ہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کانا نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے اس کو ہر مؤمن پڑھ لے گا۔ (رہا قبر کا فتنہ) تو تم میرے معاملہ میں آزمائے جاؤ گے اور میرے بارے میں تم پوچھے جاؤ گے۔ جب نیک آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جائے گا اسے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی اور نہ اسے وحشت ہوگی پھر اس سے کہا جائے گا تم کس

يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَيُقَالُ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ) اُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْعُوْفًا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ ؟ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا فَتُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُعَذَّبُ (رواه احمد ورجاله رجال الصحيحين - بلوغ ۸/۱۱۳ وسندہ صحیح)

حال میں تھے وہ کہے گا میں اسلام میں تھا پھر کہا جائیگا یہ شخص کون ہے جو تم میں تھا وہ کہے گا وہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ ہمارے پاس اللہ عز وجل کے پاس سے واضح (دلائل) لے کر آئے ہم نے اُن کی تصدیق کی پھر اس کے لئے دوزخ کی طرف سے ذرا سا جھروکا کھولا جائیگا وہ اس میں سے جہنم کی طرف دیکھے گا جس کا بعض حصہ بعض کو چورا چورا کر رہا ہوگا تو اس سے کہا جائیگا دیکھ اس کی طرف جس سے تجھ کو اللہ عز وجل نے بچالیا پھر اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک جھروکا کھولا جائیگا وہ اس کی تابانی کو دیکھے گا اور جو کچھ اس میں ہے اسے دیکھے گا پھر اس سے کہا جائیگا یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر انشاء اللہ اٹھایا جائیگا۔ (اور اگر بُرے آدمی کی میّت ہو تو) وہ اپنی قبر میں اس حال میں بٹھایا جاتا ہے کہ وہ گھبراہٹ و وحشت میں ہوتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے تو کس حال میں تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں (مبعوث کیا گیا) تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سُنا تھا میں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح وہ کہتے تھے۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک جھروکا کھولا جائیگا وہ اس کی تابانی اور رونق اور جو کچھ اس میں ہے دیکھے گا پھر اس سے کہا جائے گا دیکھ اس کی طرف کہ اللہ عز وجل نے تجھ سے اسکو پھیر دیا پھر جہنم کی طرف سے اس کے لئے

ایک جھروکا کھولا جائیگا وہ اس کی طرف دیکھے گا (کہ) اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو توڑے ڈال رہا ہے پھر اس سے کہا جائیگا یہ ہے تیرا ٹھکانہ جس کے متعلق تو شک و ریب میں تھا اور اسی پر تیری موت واقع ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ تو اسی پر (قیامت کے روز) اٹھایا جائیگا پھر اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔

(۱۰) حضرت براء بن العازبؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ وَكَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْئُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِيْ السِّقَآءِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصاریوں میں سے ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی قبر پر پہنچے اور ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں ایک جگہ) بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد خاموشی سے بے حس و حرکت بیٹھ گئے اور آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو یقیناً جب مومن بندہ دنیا سے جدا ہوتا ہے اور آخرت سے ملاقی ہوتا ہے (اس وقت) آسمان سے سفید چہرہ والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں ان کے چہرے ایسے ہوتے ہیں گویا کہ وہ سورج ہیں۔ ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو ہوتی ہے وہ اس کی حد نظر تک بیٹھ جاتے ہیں پھر اس کے پاس موت کا فرشتہ علیہ السلام آتا ہے وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے:

يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ
وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ
نَفْحَةِ مِسْكٍ وَجَدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ
قَالَ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ
بِهَا عَلٰى مَلَاءٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا
مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ
ابْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانُوْا
يُسَمُّوْنَهٗ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا
بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهٗ
فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهٗ مِنْ كُلِّ سَمَآءٍ
مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى
يُنْتَهٰى بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ
اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ
فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاَعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ
فَاِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا اُعِيْدُهُمْ
وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰى قَالَ
فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَاْتِيْهِ
مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ
رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ
مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ
بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ
لَهٗ وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ
اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِيْ
مُنَادٍ فِي السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ
فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ
الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ

اے پاکیزہ روح نکل آ اللہ کی مغفرت اور
اس کی رضاء کی طرف فرمایا پھر وہ نکلتی ہے
جیسے (تیزی کے ساتھ آسانی سے) مشکیزہ سے
(پانی کا) قطرہ بہہ نکلتا ہے پھر (فوراً) وہ فرشتے
اس (روح) کو ملک الموت سے لے لیتے ہیں
ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے ہاتھ میں نہیں
چھوڑتے پھر وہ اس کو اٹھا کر اس (جنتی) کفن
میں رکھ لیتے ہیں اس حال میں کہ (وہ کفن)
(جنت) کی خوشبو سے معطر ہوتا ہے، پھر روح
سے ایسی خوشبو پھوٹ رہی ہوتی ہے جیسے مشک
(یہ) خوشبو پوری زمین میں پھیل جاتی ہے پھر اس
روح کو لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں جب وہ
فرشتوں کی مجالس سے گذرتے ہیں تو فرشتے
کہتے ہیں یہ کس کی پاکیزہ روح ہے۔ وہ جواب
دیتے ہیں یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ وہ دنیا
میں جن اچھے ناموں سے مشہور تھا اُن ناموں
میں سے سب سے اچھے نام سے پکارتے ہیں
پھر وہ اس کو لے کر آسمان دنیا کے پاس پہنچتے
ہیں فرشتے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لئے
کہتے ہیں۔ پھر ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے
پھر وہ فرشتے اور اس آسمان کے مقرب فرشتے
اس روح کے ساتھ قریب ترین آسمان تک
ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان
تک لے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
میرے بندے کی کتاب کو علیین (کے دفتر)
میں لکھو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو یقیناً
میں نے اُن کو اسی سے پیدا کیا ہے اور میں
اُن کو اسی (زمین) میں لوٹاؤں گا اور (پھر اس

قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا وَيُفْسَحُ
لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ قَالَ وَيَأْتِيهِ
رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ
الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هٰذَا
يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ
مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ
فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُولُ رَبِّ
أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي وَمَالِي
وَقَالَ وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي
انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ
نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ
مَعَهُمُ الْمُسُوحُ فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ
الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتَّى
يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ أَيَّتُهَا
النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ
اللّٰهِ وَغَضَبٍ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ
فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ
الصُّوفِ الْمَبْلُولِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا
لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى
يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ وَيَخْرُجُ
مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ
عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا
يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
إِلَّا قَالُوا مَا هٰذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ
فَيَقُولُونَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ
أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا
حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا
فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ فَلَا يُفْتَحُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ

زمین) سے میں اُن کو دوسری بار اٹھاؤں گا۔ الغرض اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے پھر اس کے پاس (قبر میں) دو فرشتے آتے ہیں وہ کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ پوچھتے ہیں اس شخص کے بارے میں تم (کیا کہتے ہو) جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ پوچھتے ہیں ان کا تجھے کیسے علم ہوا وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے اس پر ایمان لایا ہوں اور اس کی تصدیق کی ہے پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا پس اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو پھر جنت کی ہوائیں، اس کی خوشبو اس کو پہنچتی ہے۔ اس کی حد نظر تک اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص پاکیزہ کپڑوں میں ملبوس آتا ہے (اس کے پاس سے) اچھی خوشبو (آ رہی ہوتی ہے) وہ کہتا ہے تو ایسی خوشخبری حاصل کر جو تجھے آج کے دن مسرور کر دے، (یہ وہ دن ہے) جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ کہتا ہے تو اتنا قبیح شخص کون ہے جو بھلائی کے ساتھ آیا ہے؟ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُفَتَّحُ
لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ
اللهُ عَزَّوَجَلَّ اُكْتُبُوْا كِتَابَهُ فِيْ سِجِّيْنٍ
فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهُ طَرْحًا
ثُمَّ قَرَاَ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ
مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ
الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ
جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ
فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ
لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ
هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا
الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ
هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ
اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْا لَهٗ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا
لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَ
سَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ
فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ
قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ
اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ
الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ
فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ
اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ
السَّاعَةَ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔
بلوغ ۷/۸۲ والتعلیقات للالبانی علی
المشکوۃ جزء اول ص۵۱۵)

پھر وہ کہتا ہے اے میرے رب، قیامت قائم کر تاکہ میں اپنے اہل و مال کی طرف جاؤں۔ اور جب کافر بندہ دنیا سے جدا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف سفر کرتا ہے اس وقت آسمان سے سیاہ چہرے کے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتا ہے پھر وہ اس کی حد نظر تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے اے خبیث نفس نکل، اللہ کی ناراضگی اور غصہ کی طرف اس کی روح جسم میں چھپتی پھرتی ہے۔ پھر وہ فرشتہ اس روح کو جسم سے ایسے کھینچ کر نکالتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اُون میں سے الجھی ہوئی کانٹے دار سلاخ گھسیٹ کر نکالتے ہیں پھر وہ فرشتے اس روح کو تیزی کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں، اور اس ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں۔ اس روح سے ایسی بدبو نکلتی ہے جیسے کسی مردار کی بدترین بدبو جو زمین پر پائی جائے پھر وہ اس کو لے کر اوپر چڑھتے ہوئے فرشتوں کی مجالس سے گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ خبیث روح کون ہے؟ وہ کہتے ہیں یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ جن بُرے ناموں سے وہ زمین میں مشہور تھا ان ناموں میں سے بدترین نام سے وہ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان دنیا تک اس کو لے کر پہنچتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھولنے کے لئے کہتے ہیں (لیکن) اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ان کے لئے نہ آسمان کے

دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنّت میں
داخل ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے ناکہ میں
سے اونٹ نکل جائے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اس کی
کتاب کو سجین کے دفتر میں (جو) زمین کے
بالکل نچلے درجہ میں ہے لکھو۔ پھر اس کی روح
کو (زمین کی طرف) پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی
جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ گویا آسمان
سے گر پڑا پھر (یا تو) اس کو پرندے اچک لیتے
ہیں یا ہوا اس کو دور دراز مقام پر پھینک دیتی
ہے۔ پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا
جاتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں
اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں تیرا
رب کون ہے وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں
نہیں جانتا پھر اس سے فرشتے پوچھتے ہیں تیرا
دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں
جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو
تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا
ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر آسمان سے
ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے
جھوٹ بولا ہے پس اس کے لئے آگ کا
بچھونا بچھا دو جہنم کی طرف سے اس کے لئے
دروازہ کھول دو۔ پھر اس کی گرمی اور اس کی جھلسا
دینے والی تپش اس کو پہنچتی ہے پھر اس کی قبر تنگ
کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی اِدھر کی
پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں پھر اس کے پاس ایک
بدصورت شخص خراب اور بدبودار کپڑوں میں
ملبوس آتا ہے وہ کہتا ہے اس برائی کی خوشخبری

سن جو تجھے آج پہنچے گی (یہ وہی دن ہے) جس
دن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے تو
کون ہے جو برائی کے ساتھ آیا ہے وہ کہتا ہے
میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ مُردہ کہتا ہے اے میرے
رب قیامت کو قائم نہ کر۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمَیِّتَ یَصِیْرُ اِلَی الْقَبْرِ فَیُجْلَسُ
الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِیْ قَبْرِہٖ غَیْرَ فَزِعٍ وَلَا
مَشْعُوْفٍ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ فِیْمَ کُنْتَ فَیَقُوْلُ
کُنْتُ فِی الْاِسْلَامِ فَیُقَالُ لَہٗ مَا ھٰذَا
الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَنَا بِالْبَیِّنٰتِ
مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَصَدَّقْنَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ
ھَلْ رَاَیْتَ اللّٰہَ فَیَقُوْلُ مَا یَنْبَغِیْ
لِاَحَدٍ اَنْ یَّرَی اللّٰہَ فَیُفْرَجُ لَہٗ فُرْجَۃٌ
قِبَلَ النَّارِ فَیَنْظُرُ اِلَیْھَا یَحْطِمُ بَعْضُھَا
بَعْضًا فَیُقَالُ اُنْظُرْ اِلٰی مَا وَقَاکَ اللّٰہُ ثُمَّ
یُفْرَجُ لَہٗ فُرْجَۃٌ قِبَلَ الْجَنَّۃِ فَیَنْظُرُ اِلٰی
زَھْرَتِھَا وَمَا فِیْھَا فَیُقَالُ لَہٗ ھٰذَا
مَقْعَدُکَ وَیُقَالُ لَہٗ عَلَی الْیَقِیْنِ کُنْتَ
وَعَلَیْہِ مِتَّ وَعَلَیْہِ تُبْعَثُ اِنْشَآءَ اللّٰہُ
وَیُجْلَسُ الرَّجُلُ السَّوْءُ فِیْ قَبْرِہٖ فَزِعًا
مَشْعُوْفًا فَیُقَالُ لَہٗ فِیْمَ کُنْتَ فَیَقُوْلُ
لَا اَدْرِیْ فَیُقَالُ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ
فَیَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا
فَقُلْتُہٗ فَیُفْرَجُ لَہٗ قِبَلَ الْجَنَّۃِ فَیَنْظُرُ
اِلٰی زَھْرَتِھَا وَمَا فِیْھَا فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ
اِلٰی مَا صَرَفَ اللّٰہُ عَنْکَ ثُمَّ یُفْرَجُ لَہٗ

(جب) میّت قبر میں لوٹائی جاتی ہے نیک آدمی
کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے (وہ) بغیر کسی
گھبراہٹ اور دہشت (کے بیٹھتا ہے) پھر اس
سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کس حال میں تھے وہ جواب
دیتا ہے میں اسلام میں تھا پھر کہا جاتا ہے یہ کون
شخص ہے وہ کہتا ہے (یہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے
واضح (دلائل) لے کر آئے تھے۔ ہم نے اِن کی
تصدیق کی تھی پھر کہا جائیگا کیا تو نے اللہ تعالےٰ
کو دیکھا ہے وہ جواب دیتا ہے کسی میں یہ طاقت
نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے۔ پھر اس کے لئے
جہنم کی طرف سے ایک جھروکا کھول دیا جاتا
ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض حصے
کو توڑے ڈال رہا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے:
دیکھ اپنی اس جگہ کو جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا۔
پھر اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک جھروکا
کھولا جاتا ہے وہ اس کی رونق اور جو کچھ اس میں
ہے اس کو دیکھتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے: یہ
تیرا ٹھکانہ ہے۔ تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری
موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ (قیامت
کے دن) اٹھایا جائیگا اور بُرا آدمی اپنی قبر میں
بٹھایا جاتا ہے (اس حال میں کہ) وہ گھبراہٹ

فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رض فی باب ذکر القبر والبلی جزء ۲ ص۵۶۸ وسندہ صحیح۔ التعلیقات علی المشکوٰۃ ۱/۵۰)

اور وحشت میں ہوتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے تو کس حال میں تھا وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ کون شخص ہے؟ وہ کہتا ہے میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا بس وہی بات میں نے بھی کہہ دی۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھولی جائے گی وہ اس کی رونق کو دیکھے گا اور اس میں جو کچھ ہے اس کو دیکھے گا۔ پھر اس سے کہا جائیگا دیکھ اپنے ٹھکانہ کی طرف جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے پھیر دیا۔ پھر جہنم کی طرف اس کے لئے ایک جھروکا کھولا جائے گا۔ وہ اس کی طرف دیکھے گا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو توڑ رہا ہے پھر اس سے کہا جائے گا یہ ہے تیرا ٹھکانہ تو شک پر تھا، اسی پر تو مرا اور اسی پر انشاء اللہ تعالیٰ تو اٹھایا جائیگا۔

الغرض مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر ارضی قبر میں ہوتا ہے۔

اشکالات

ارضی قبر میں عذاب کے سلسلہ میں بعض اشکالات بھی پیش کئے جاتے ہیں لیکن ان احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں وہ اشکالات لایعنی ہیں۔ اس چیز کو عقل سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ ایمان بالغیب کی باتیں ہیں اور ان پر ایمان لانا چاہئے خواہ ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں۔ تاہم ہم بعض اشکالات کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کا جواب دیتے ہیں:۔

۱۔ پہلا اشکال | قبر میں کشادگی کے لئے جگہ کہاں سے آئے گی۔

جواب:۔ یہ سوال محض عقل کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ وہ اتنی سے قبر میں بھی گنجائش پیدا کر سکتا ہے اگرچہ ہماری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں۔ ہم اس وجہ سے نہیں دیکھ سکتے کہ مرنے کے بعد کے حالات اور ہمارے درمیان ایک پردہ ہے۔ اسی پردہ کو برزخ کہتے ہیں۔

۲- دوسرا اشکال

جس شخص کو شیر نے کھالیا اس کی ارضی قبر کہاں بنی کہ اس میں عذاب ہو۔

جواب:۔ یہ سوال بھی عقل کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ ہماری عقل کی رسائی بڑی محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت لامحدود ہے لہذا اس قسم کا سوال بالکل لغو ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس مُردہ کو اس کے اصلی جسم کے ساتھ زندہ کرے گا تو کیا وہ اس شخص کو اصلی جسم کے ساتھ اس دن زندہ نہیں کر سکتا جس دن وہ دفن کیا گیا تھا یا جس دن اُسے شیر نے کھایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْيَمِّ) فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّيْ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهٗ اَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما ذکر عن بنی اسرائیل جزء ۴ ص ۲۱۴ و ص ۲۱۵)

ایک شخص نے اپنے نفس پر بہت زیادتی کی تھی جب اس کی موت قریب آئی تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا ڈالنا، پھر مجھے پیسنا، پھر مجھے آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا، سمندر میں ڈال دینا۔ اللہ کی قسم اگر میرے ربّ نے مجھ پر تنگی کی تو ایسا عذاب کریگا کہ اس جیسا عذاب کسی کو نہ کیا ہوگا۔ الغرض جب وہ مرگیا تو اس کے ساتھ وہی کیا گیا (جس کی اس نے وصیّت کی تھی)۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا: جو کچھ تجھ میں اس کے جسم کے ذرّات ہیں ان کو جمع کر۔ زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ زندہ کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے ابھارا؟ اس نے کہا: اے میرے رب تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام ذرات کو جمع کر کے دوبارہ پیدا کر سکتا ہے تو پھر یہ اشکال دور ہو گیا کہ شیر کے کھائے ہوئے کی قبر کہاں بنے گی۔ شیر کا کھایا ہوا بھی اسی جسم کے ساتھ زندہ کیا جا سکتا ہے اور پھر اس کو اس کی قبر میں رکھا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ

زمین میں کوئی جانور بھی ایسا نہیں جس کا رزق

رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○
(ھود - ۶)

اللہ کے ذمہ نہ ہو وہ (اس کی زندگی میں ہر وقت) اس کے رہنے کی جگہ سے واقف ہوتا ہے اور (اس کے مرنے کے بعد) اس جگہ سے بھی واقف ہوتا ہے جہاں وہ سپرد کیا جاتا ہے، (اور یہ تمام باتیں روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں بھی لکھی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ، قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ○
(الانعام - ۹۸)

وہی ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا، پھر (تمہارے لئے زمین کی سطح پر) ٹھہرنے کی جگہ (بنائی) اور (مرنے کے بعد زمین میں) سپرد کرنے کی جگہ (بنائی) (اور اے رسول) ہم نے سمجھنے والوں کے لئے (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے (تا کہ کوئی پیچیدگی محسوس نہ ہو)۔

مندرجہ بالا ہر دو آیات سے ثابت ہوا کہ زمین میں ہر شخص کے سونپے جانے کی جگہ مقرر ہے اور جب ہر شخص کی جگہ مقرر ہے تو لازماً ہر شخص کو اپنی مقررہ جگہ یعنی قبر میں جانا ہوگا اب خواہ اس قبر میں وہ شخص انسانوں کے ذریعہ رکھوایا جائے یا فرشتوں کے ذریعہ رکھوایا جائے یا وہ شخص کلمہ کن کے ذریعہ اپنی قبر میں پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ○ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ، خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○
(عبس - ۱۷ تا ۲۲)

انسان برباد ہو گیا، وہ کس قدر ناشکرا ہے (اللہ نے) اُسے کس چیز سے بنایا (ایک حقیر) نطفہ سے، اللہ نے اس کی تخلیق کی، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پھر (بطن مادر سے باہر نکلنے کا) راستہ اس پر آسان کر دیا، پھر اسے موت دی، قبر میں دفن کرایا، پھر جب چاہے گا اُسے (دوبارہ) زندہ کریگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی قبر بنائی ہے جس میں وہ رکھا جاتا ہے اور اسی میں سے وہ قیامت کے روز اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ قیامت کے روز ارضی قبر میں سے اٹھایا جائیگا لہذا "فَاَقْبَرَهٗ" میں اسی ارضی قبر کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارضی قبر سے اٹھائے جانے کا متعدد جگہ ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ○
(والعادیات ۔ ۹)

تو کیا اسے نہیں معلوم کہ قبروں میں جو (مُردے دفن) ہیں جب انہیں (زندہ کرکے) باہر نکالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○
(اذا السماء انفطرت ۔ ۱ تا ۴)

جب آسمان پھٹ جائیگا، جب ستارے جھڑ پڑیں گے، جب سمندروں میں طغیانی آئے گی، جب قبروں کو الٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّکُرٍ ○ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ کَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○
(اقتربت الساعۃ ۔ ۶ و ۷)

جس دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائیگا تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے یہ لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ تمام لوگ ارضی قبر سے اٹھائے جائیں گے لہذا تمام لوگوں کے لئے کسی ارضی قبر کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص انسانوں کے ذریعہ قبر میں دفن نہیں ہوا تو اللہ تعالےٰ کسی اور ذریعہ سے اس کو قبر میں پہنچا دیگا اور پھر اسی قبر سے اٹھائیگا۔ لہذا اگر کسی شخص کو شیر نے کھالیا تو وہ ضرور اپنی ارضی قبر میں پہنچایا جائیگا اور اسی قبر سے اٹھایا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ○ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ○ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ○ مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ○
(طٰہٰ ۔ ۵۲ تا ۵۵)

میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے (اس کے علم میں ہر چیز محفوظ ہے) (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، تمہارے لئے زمین میں (چلنے کے لئے) راستے بنائے اور بادل سے پانی برسایا، پھر اس سے انواع و اقسام کی مختلف نباتات اگائیں (اے لوگو) ان نباتات کو خود بھی کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ، بے شک ان (چیزوں) میں عقل والوں کے

لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (اے لوگو) ہم نے تم کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے، زمین ہی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر زمین ہی سے تم کو (زندہ کرکے) دوبارہ نکالیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ○

(الاعراف ۔ ۲۵)

زمین ہی میں تمہیں زندگی گذارنی ہے، اسی میں تمہیں مرنا ہے اور اسی سے تم (قیامت کے دن) نکالے جاؤ گے۔

مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوا کہ انسان کو زمین سے پیدا کیا گیا ہے، زمین ہی میں اس کو موت آئے گی، زمین ہی میں وہ لوٹایا جائیگا اور پھر زمین ہی سے اٹھایا جائے گا۔ الغرض کسی انسان کو شیر کھائے یا مچھلیاں ان آیات کی رو سے اسے زمین میں لوٹایا جائیگا اور پھر زمین ہی سے اُسے اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○

(الحج ۔ ۷)

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ (قیامت کے دن) اللہ ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (زندہ کرکے) اٹھائے گا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شیر کا کھایا ہوا ہو یا مچھلی کا اس کی ارضی قبر ضرور ہوتی ہے اور اسی میں سے وہ اٹھایا جائیگا۔ اگر شیر کے کھائے ہوئے یا مچھلی کے کھائے ہوئے کی ارضی قبر نہیں ہوتو پھر اُسے "مَنْ فِي الْقُبُوْرِ" کیسے کہا جاسکتا ہے اور یہ بات مسلّمہ ہے کہ قیامت کے دن مُردہ ارضی قبر سے اٹھایا جائیگا تو پھر لازماً ہر مُردہ کی ضرور کوئی ارضی قبر ہوتی ہے جس میں بہر صورت وہ رکھا جاتا ہے ہمیں دکھائی دے یا دکھائی نہ دے۔

۳۔ تیسرا اشکال اگر قبر میں اسی جسم کے ساتھ زندہ کیا جائیگا تو زندگیاں تین ہوجائیں گی ایک دنیا کی، ایک قبر کی اور ایک آخرت کی۔ حالانکہ قرآن مجید میں صرف دو زندگیوں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ

(کافر) کہیں گے: اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا،

اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ (حٰمٓ المؤمن - ۱۱)

ہم کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے تو کیا (اب ہمارے دوزخ سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔

جواب :- اس آیت میں دو موتوں کا ذکر ہے ایک موت پیدائش سے پہلے اور ایک موت دنیا کی زندگی کے خاتمہ پر۔ پہلی موت تو اصل میں عدم وجود ہے جس کو مجازاً موت کہا گیا ہے۔ دوسری موت حقیقی موت ہے۔ حقیقی موت صرف ایک ہے جو دنیا کی زندگی کے خاتمہ پر واقع ہوتی ہے اور جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے :-

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی (الدخان - ۵۶)

(جنتی جنت میں) پہلی موت کے علاوہ (جس کا مزا وہ چکھ چکے) اب (کسی اور) موت کا مزا نہیں چکھیں گے۔

الغرض موتیں دو ہوئیں : ایک مجازی موت پیدائش سے پہلے
دوسری حقیقی موت دنیاوی زندگی کے خاتمہ پر

تیسری موت کوئی نہیں۔ نہ مجازی نہ حقیقی لہذا تیسری زندگی بھی کوئی نہیں۔ حقیقی موت کے بعد جو زندگی شروع ہوتی ہے وہ آخرت ہی کی زندگی ہے۔ جیسا کہ آیت زیر تفسیر کی تفسیر میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جو حدیث صـ۶۴۳ پر تحریر کی گئی ہے سے ثابت ہے۔

اشکال | ایک موت وہ بھی تو ہے جو حضرت اسرافیل کے پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد ہوگی۔

جواب | وہ موت نہیں بلکہ بے ہوشی ہے جیسا کہ لفظ فَصَعِقَ (زمر - ۶۸) سے ثابت ہوتا ہے۔

الغرض قبر میں زندہ کئے جانے کی تردید میں جو دلیل دی گئی ہے وہ دلیل دینے والوں کے موقف کو ثابت نہیں کرتی لہذا قبر میں مردہ جسم کو زندہ کئے جانے کے خلاف کوئی دلیل نہیں تو پھر قبر میں زندہ کئے جانے کے ثبوت میں جو ٹھوس دلائل ہیں ان پر ایمان لانا ہوگا۔ محض اشکالات یا لایعنی دلائل سے ٹھوس حقائق کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید اور عذابِ قبر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ

(اے رسول) اگر آپ ظالموں کو دیکھیں جب یہ موت کی جان کنی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر (ان سے کہہ رہے ہوں گے) اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کے عذاب

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○
(الانعام - ۹۳)

میں مبتلا کیا جائیگا اس لئے کہ تم اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سن کر) تکبر (سے انکار) کیا کرتے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس دن جان نکالی جاتی ہے اس دن عذاب ہوتا ہے اور یہی عذاب قبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ، وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ○
(التوبۃ - ۱۰۱)

اور (اے ایمان والو) تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں (یہی نہیں) بلکہ مدینہ والوں میں سے بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو نفاق پر (قائم ہیں اور) سرکشی میں مبتلا ہیں۔ (اے رسول) آپ ان کو نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں، ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر (قیامت کے دن) ان کو بڑے عذاب کی طرف لوٹا دینگے۔

اس آیت میں عذاب عظیم سے پہلے دو عذابوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی زندگی کا عذاب ہے اور دوسرا قبر کی زندگی کا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ○ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا، وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۴۵ و ۴۶)

اللہ نے ان کی (تمام) تدبیروں کی برائی سے اسے محفوظ رکھا اور آل فرعون کو ایک برے عذاب نے احاطہ کر لیا (وہ عذاب کیا ہے دوزخ کی) آگ ہے جس کے سامنے وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت ہوگی (اس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا) آل فرعون کو اور زیادہ سخت عذاب میں داخل کرو۔

اس آیت میں قیامت کے عذاب سے پہلے ایک عذاب کا ذکر ہے اور وہ عذاب قبر ہے۔

عذابِ قبر کے سلسلہ میں مزید احادیث

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَآءَتْ تَسْاَلُهَا فَقَالَتْ

ایک یہودی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ وَقَامَ النَّاسُ وَرَآءَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف جزء ۲ ص۲۵ و صحیح مسلم کتاب الکسوف باب ذکر عذاب القبر فی صلاۃ الخسوف جزء اول ص۳۵۹)

کے پاس آئی اس نے کچھ سوال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا لوگ اپنی قبروں میں عذاب دئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ! پھر آپ ایک دن سواری پہ صبح کے وقت سوار ہوئے اور آفتاب کو گہن لگ گیا، تو آپ چاشت کے وقت واپس ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے درمیان سے گذرے، پھر نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ آپ نے طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع فرمایا، پھر طویل قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھا کر سجدہ میں گئے، پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا، جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا تو دیر تک قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر صحابہ کو حکم دیا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کریں۔

۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں:۔
اَتَیْتُ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِیَامٌ یُّصَلُّوْنَ فَاِذَا ھِیَ قَآئِمَۃٌ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِیَدِھَا اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَقُلْتُ اٰیَۃٌ فَاَشَارَتْ اَیْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰی تَجَلَّانِیَ الْغَشْیُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِیَ الْمَآءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا وَقَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبًا مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِیْ اَیَّتُھُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَہٗ مَا عِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَیُقَالُ لَہٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا فَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّھُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُہٗ (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب صلوٰۃ النساء مع الرجال جزء۲ صـ۲۶ و صـ۲۷ و صحیح مسلم

میں زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت) عائشہؓ کے پاس ایسے وقت آئی جس وقت آفتاب ہیں گہن لگا تھا، تو دیکھا کہ اس وقت لوگ کھڑے نمازیں پڑھ رہے ہیں، اور (حضرت) عائشہؓ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ! میں نے کہا، کوئی نشانی (واقع ہوئی ہے) انہوں نے اشارے سے کہا ہاں۔ میں بھی نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ میں کھڑی رہی، یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھے غش آجائے، میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا میں نے وہ چیزیں اس مقام پر دیکھیں جو اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی مجھے دکھائی گئیں اور میری طرف وحی بھیجی گئی کہ قبر میں فتنۂ دجال کے مثل یا اس کے قریب قریب آزمائش ہوگی فاطمہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی کہ اسماء نے فتنۃ الدجال کہا یا قریباً من فتنۃ الدجال کہا، آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص کے پاس لایا جاتا ہے اور اس سے سوال کیا جاتا ہے:۔ اس آدمی کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے؟ جو شخص مؤمن یا موقن ہوتا ہے وہ کہتا ہے یہ محمد اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیلیں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے تو ہم نے اسے قبول کیا، ایمان لائے اور ہم نے پیروی کی، تو اس سے کہا

کتاب الکسوف باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ الکسوف جزء اول ص۳۶۰)

جاتا ہے کہ اے شخص آرام سے سوجا، ہم تو جانتے تھے کہ تو موقن ہے اور جو شخص منافق یا شک کرنے والا ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی یَھُوْدِیَّۃٍ (وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ بِقَبْرٍ) یَبْکِیْ عَلَیْھَا اَھْلُھَا فَقَالَ اِنَّھُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْھَا وَاِنَّھَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِھَا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ جزء ۲ ص ۱۰۱ و ۱۰۲ والنسائی کتاب الجنائز باب النیاحۃ علی المیت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت (کی قبر) کے پاس سے گذرے۔ اس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

(۴) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہٖ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت جزء ۲ ص ۱۰۱ وصحیح مسلم کتاب الجنائز باب المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ ۱/۳۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر اس سبب سے کہ اس پر نوحہ کیا جاتا ہے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطْبَۃً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَۃً

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے، آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے کام کی وجہ سے ان پر عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا کہ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا، پھر آپ نے ایک تر لکڑی لی، آپ نے اسکو

فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر جزء ۲ ص ۱۱۹/۱۱۲)

چیر کر دو ٹکڑے کئے، اور ایک ایک ٹکڑا ہر قبر پر گاڑ دیا، لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول، آپ نے ایسا کیوں کیا: فرمایا شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے جب تک یہ دونوں لکڑیاں خشک نہ ہوں۔

(۶) حضرت اسماء فرماتی ہیں:۔
قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يَفْتَتِنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء ۲ ص ۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے فتنۂ قبر کا ذکر کیا جس میں آدمی (مرنے کے بعد) مبتلا کیا جاتا ہے، تو جب آپ نے اس کا ذکر کیا، مسلمین (رونے لگے اور ان) کی چیخ نکل گئی۔

(۷) حضرت ابوایوب رض فرماتے ہیں:۔
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر جزء ۲ ص ۱۲۳ و ص ۱۲۲ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار جزء ۲ ص ۵۴۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اس حال میں کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے فرمایا یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں:۔
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر جزء ۲ ص ۱۲۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاء مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے عذاب قبر سے، دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنِّیْ مَرَرْتُ بِقَبْرَیْنِ یُعَذَّبَانِ فَاَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِیْ اَنْ یُّرَفَّهَ عَنْهُمَا مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَیْنِ (صحیح مسلم باب حدیث جابر الطویل جزء ۲ ص ۶۰۲)

میں دو قبروں پر سے گذرا (جن میں مدفون مُردوں) پر عذاب ہو رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی سفارش کروں جب تک کہ یہ شاخیں ہری رہیں۔

(۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ فرماتی ہیں :-

دَخَلَتْ عَلَیَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عَجُزِ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَتَا اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ قَالَتْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ اُنْعِمْ اَنْ اُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَجُوْزَیْنِ مِنْ عَجُزِ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ دَخَلَتَا عَلَیَّ فَزَعَمَتَا اَنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ صَدَقَتَا اِنَّهُمْ یُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ ثُمَّ قَالَتْ فَمَا رَاَیْتُهٗ بَعْدُ فِیْ صَلٰوةٍ اِلَّا یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب استحباب التعوذ من عذاب القبر جزء اول ص ۲۳۶)

مدینہ کی دو یہودی بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں۔ وہ کہنے لگیں کہ قبر والوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے انہیں جھٹلایا، مجھے ان کی تصدیق اچھی نہیں معلوم ہوئی۔ پھر وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے آپ سے بیان کیا کہ مدینہ کی یہودیوں میں سے دو یہودی بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں ان کا خیال ہے کہ قبر والوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا، قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے، جانور اس کو سنتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب ما یستعاذ منه فی الصلوٰة جزء اول ص ۲۳۷)

جب تم میں کوئی نماز میں تشہد پڑھے، تو چار چیزوں سے پناہ مانگے یعنی اس طرح کہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجّال کے فتنہ کی شر سے۔

(۱۲) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب الدعاء قبل السلام جزء اول ص۲۱۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب ما یستعاذ منہ فی الصلوۃ جزء اول ص۲۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعاء کیا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

(ترجمہ:۔ اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذاب قبر سے، میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اور اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں گناہ سے اور قرض سے۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر جزء۲ ص۱۲۳)

عذاب قبر حق ہے۔

عمل

کلمۂ توحید یا کلمۂ شہادت پر مضبوطی سے یقین رکھیئے اور اس پر جم جائیے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ
الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَ
بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ،
قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ
اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت (یعنی دین اسلام) کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا ﴿۲۸﴾ یعنی جہنم (میں جا اتارا) جس میں وہ (سب) داخل ہوں گے اور وہ (بہت ہی) برا ٹھکانہ ہے ﴿۲۹﴾ اور (اے رسول، ان کفار نے) اللہ کے (عبت سے) شریک بنا رکھے ہیں تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیں، آپ کہہ دیجئے کہ (کچھ دن دنیا میں) فائدہ اٹھالو اس کے بعد تو تمہیں جہنم ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر (اَحَلُّوْا) اَحَلَّ، یُحِلُّ، اِحْلَالٌ (باب افعال) احرام اتارنا، اتارنا، حلال کرنا۔
(اَلْبَوَارُ) بَارَ، یَبُوْرُ، بَوْرٌ وَبَوَارٌ (ن) باطل ہونا، ہلاک ہونا۔
(مَصِیْرٌ) صَارَ، یَصِیْرُ، صَیْرٌ وَصَیْرُوْرَۃٌ وَمَصِیْرٌ (ض) لوٹنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کفار قریش کی ضد اور ہٹ دھرمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے، (اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا) اے رسول، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی دین اسلام کو کفر سے بدل دیا۔ اسلام جیسی نعمت ان کے پاس آگئی تھی، چاہیئے تو یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر کرتے، اس پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے لیکن انہوں نے اس کی ناقدری کی، ضد اور ہٹ دھرمی سے اس کا انکار کیا اور اس کے بدلے میں کفر کو اختیار کیا۔ نعمت کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ بِہٖ، وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ (البقرۃ - ۲۳۱)

اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم پر کی ہے اور کتاب و حکمت کی جو باتیں تم پر نازل کی ہیں انہیں یاد کرو، اللہ تعالیٰ تم کو اس کے ذریعہ نصیحت کر رہا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو اور خبردار ہو جاؤ کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (المآئدۃ - ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آگے فرمایا (وَاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ) اسلام کا انکار کر کے اور کفر کو اختیار کر کے انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا یعنی (جَھَنَّمَ یَصْلَوْنَھَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ) جہنم میں جا اتارا جس میں وہ سب لوگ داخل ہوں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اسلام کا انکار کرنا اور کفر کو اختیار کرنا ان کے دوزخ میں جانے کا سبب بن گیا۔

قوم کے بزرگ اور سردار ہی عموماً پوری قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ قوم کے بزرگ اور سردار حق کا انکار کر دیتے ہیں تو پھر پوری قوم الا ماشاء اللہ حق کا انکار کر دیتی ہے اس طرح وہ بزرگ اور سردار پوری قوم کو دوزخ میں جا اتارتے ہیں یعنی وہ پوری قوم کے دوزخ میں جانے کا سبب بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ، قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ، سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ○

(ابراھیم - ۲۱)

سب لوگ اللہ کے سامنے آ موجود ہوں گے تو (وہ لوگ جو دنیا میں) کمزور (سمجھتے تھے) ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم (یہاں) اللہ کے عذاب میں سے کچھ عذاب کم کرا سکتے ہو؟ وہ کہیں گے (ہم تمہارے عذاب کو کیا کم کرائیں گے ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں) اگر اللہ ہمیں (نجات کا کوئی) راستہ بتاتا تو ہم بھی تمہیں بتا دیتے، اب تو ہمارے لئے برابر ہے، خواہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں ہمارے لئے (یہاں سے) بھاگ کر پناہ حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ، يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِالْقَوْلَ، يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا، وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ، وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(سبا - ۳۱ تا ۳۴)

اور (اے رسول) کاش (قیامت کے دن) آپ دیکھیں جب (یہ) ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور (اپنی ناشائستہ حرکتوں (کی ذمہ داری) کو ایک دوسرے پر ڈال رہے ہوں گے۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس کے جواب میں وہ لوگ جو اپنے کو بڑا سمجھتے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کہیں گے جب ہدایت تمہارے پاس آئی تھی تو کیا ہم نے تم کو اس (کے قبول کرنے) سے (زبردستی) روک دیا تھا (نہیں بات یہ نہیں ہے) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ پھر وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے

کہیں گے (نہیں، ہم خود گمراہ نہیں ہوئے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیریں (ہماری گمراہی کا باعث ہوئیں) جب تم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں، (وہ یہ گفتگو کر ہی رہے ہوں گے کہ عذاب ان کے سامنے آجائے گا)۔ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (وہ اپنی بداعمالیوں پر بہت نادم ہوں گے اور اپنی ندامت کو چھپائیں گے اس وقت ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے، جو عمل وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے بس ان ہی کا بدلا انہیں ملے گا (کسی پر ظلم نہیں ہوگا)۔

(وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ) اور اے رسول، ان کفار کے سرداروں نے اللہ تعالیٰ کے بہت سے شریک بنا رکھے ہیں تاکہ وہ اپنی قوم کو انہی میں الجھائے رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روک دیں، اس طرح وہ لوگوں کو شرک میں مبتلا کر کے توحید کی طرف آنے نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے محبت کس کو نہیں ہوتی، سب کو ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیئے لیکن جہلاء ان سے محبت کے اظہار کا طریقہ ان کی پوجا ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے بزرگ ان کو یہی سکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا، فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا، فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ، وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ، سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○

(الانعام - ۱۳۶)

اور (اے رسول) یہ مشرکین اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا (ایک مخصوص) حصہ مقرر کرتے ہیں (پھر) اپنے زعم میں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے، پھر (بڑی عجیب بات یہ ہے کہ) جو شریکوں کا حصہ ہوتا ہے وہ تو اللہ کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا اور جو اللہ کا حصہ ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ (کتنا) برا ہے وہ

فیصلہ جو یہ کرتے ہیں۔
کبھی قوم کے بزرگ اپنی قوم کو یہ سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دربار تک رسائی مشکل ہے لہذا اس کے دوستوں کی پوجا کرو تاکہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○

(الزمر۔ ۳)

اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنالئے ہیں (وہ ان کارسازوں کی عبادت کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت تو صرف اللہ کے لئے ہے تو اس طرح جواب دیتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں، بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں کا فیصلہ اللہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کرے گا، بے شک اللہ اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

الغرض قوم کے بزرگ کسی نہ کسی بہانے سے قوم کو شرک میں مبتلا رکھتے ہیں (قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ) اے رسول آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ دنیا میں کچھ دن مزے اڑالو اس کے بعد تو تمہیں دوزخ کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ جہاں تمہیں اس شرک کی سزا بھگتنی ہوگی۔

عمل

اے لوگو، اسلام جیسی نعمت کے بدلہ میں کفر کو نہ اختیار کیجئے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ
قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ
وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ (اور اے رسول) میرے مؤمن بندوں سے کہہ دیجئے کہ نماز پڑھا کریں اور اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دئے ہوئے مال میں سے (ہمارے راستہ میں) چھپا کر بھی خرچ کرتے رہیں اور علانیہ بھی خرچ کرتے رہیں ﴿۳۱﴾

معانی ومصادر (سِرٌّ) اَسَرَّ، یُسِرُّ، اِسْرَارٌ (باب افعال) چھپانا۔
(عَلَانِیَةٌ) عَلَنَ، یَعْلِنُ، عَلَنٌ وعُلُوْنٌ (س، ن، ض، ک) ظاہر کرنا۔
(خِلٰلٌ) خَالَّ، یُخَالُّ، مُخَالَّةٌ وخِلَالٌ (باب مفاعلہ) دوست بنانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) اے رسول، میرے ان بندوں سے جو ایمان لے آئیں کہہ دیجئے (یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ) کہ نماز قائم کریں (وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً) اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خفیہ طور پر بھی خرچ کرتے رہیں اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرتے رہیں (مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ) اس دن کے آنے سے پہلے جس دن نہ خرید و فروخت

ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی۔

جو لوگ دنیا میں ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے قیامت کے روز ایک دوسرے سے تغافل برتیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ، يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بِبَنِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ○ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ○ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ○

(سَأَلَ سَائِلٌ۔ ۱۰ تا ۱۴)

کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس دن مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کو دیدے، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو دے دے اور اپنے اہل خاندان کو دیدے جو اسے (دنیا میں) پناہ دیا کرتے تھے، بلکہ روئے زمین پر جتنے آدمی ہیں سب کو دیدے اور اپنے آپ کو (عذاب) سے بچالے۔

اور تغافل ہی نہیں برتیں گے بلکہ ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○

(الزخرف۔ ۶۷)

اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے (کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہی رہیں گے)۔

قیامت کے حسرت ناک منظر سے ڈرا کر اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں مؤمنین کو دو باتوں کا حکم دیا:۔

۱۔ نماز کو قائم کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا۔

نماز کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الایمان باب مَاجَاءَ

تمام کاموں کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔

فی حرمۃ الصلوٰۃ جزء ۲ ص۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (رواہ الترمذی وصححه فی کتاب الایمان باب ماجاء فی ترك الصلوٰۃ جزء ۲ ص۲۳۱)

ہمارے اوران (کفار) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے لہذا جس نے نماز چھوڑدی اس نے کفر کیا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بھی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اس خرچ میں زکوٰۃ، اقرباء و مساکین وغیرہ کے حقوق اور تمام نفلی صدقات آجاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کے دونوں طریقوں کی ترغیب دی ہے خفیہ طور پر بھی خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۲۷۴)

جو لوگ اللہ کے راستہ میں رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر وثواب ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے، انہیں (قیامت کے دن) نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اگرچہ آیت زیر تفسیر میں علانیہ خرچ کرنے کی ترغیب ہے لیکن اسی سورت میں ہے کہ ریاکاری کی نیت نہ ہو۔ اگر ریاکاری کی نیت سے علانیہ صدقہ دیا تو وہ صدقہ بیکار ہوجائیگا اور شرک اس پر مستزاد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ○ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو (جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس (کے صدقات) کی مثال اس پتھر کی سی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور وہ بارش

اُبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۴ و ۲۶۵)

اسے دھوکر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام ونشان باقی نہ رہے ایسے ہی ریاکار آدمی کا دیا ہوا اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہوجاتا ہے، قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہوگی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرسکیں) اللہ ایسے ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا اور جو لوگ اللہ کی رضاء جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو دگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہوجاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ (تعالیٰ) اُسے دیکھ رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِىَ غَيْرِىْ تَرَكْتُهٗ وَ شِرْكَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقاق باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ صـ۵۹۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے مستغنی ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کرلیا تو میں اس کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی (چھوڑ دیتا ہوں یعنی شرکیہ عمل کو قبول نہیں کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ يُّسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَآئِىْ يُرَآئِى اللّٰهُ بِهٖ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ صـ۵۹۳)

جو (کسی عمل کو) سنائیگا تو اللہ اس عمل کے ذریعہ (اس کو) سنائے گا اور جو (کسی عمل کو) دکھائے گا اللہ اس عمل کے ذریعہ اس کو دکھائے گا، (یعنی اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی کو ظاہر کر دے گا)۔

الغرض قیامت کے دن سے پہلے جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی، نماز کا قائم کرنا اور پوشیدہ اور ظاہر طور پر خرچ کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ، وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵۴)

اے ایمان والو، قبل اس کے وہ دن آئے کہ جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ سفارش (کا کسی کو اختیار ہوگا) ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے رہو اور کافر ہی ظالم ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، نماز قائم کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں علانیہ اور پوشیدہ ہر طرح سے خرچ کرتے رہئے اور اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قیامت کے دن نہ اعمال کی خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہی کام آئے گی۔ ہر شخص کے کام اس کے اپنے اعمال ہی آئیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا
لَّكُمْ، وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ
فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ، وَسَخَّرَ لَكُمُ
الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ، وَسَخَّرَ لَكُمُ
الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ
كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ، وَاِنْ تَعُدُّوْا

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ (اے لوگو) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، اسی نے بادل سے پانی برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے، اسی نے تمہارے لئے جہازوں کو مسخّر کر دیا تاکہ وہ سمندر میں اللہ کے حکم سے (تمہاری مطلوبہ سمت کی طرف) چلتے رہیں، اسی نے دریاؤں کو بھی تمہارے لئے مسخّر کر دیا ﴿۳۲﴾ اسی نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخّر کر دیا اس حالت میں کہ وہ دونوں ہمیشہ (اپنی اپنی گردشوں پر) قائم ہیں، اسی نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخّر کر دیا ﴿۳۳﴾ اور جن جن چیزوں کا تم نے اس سے سوال کیا ہر ایک میں سے تم کو عطاء کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اے انسانو، تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے لیکن) حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿۳۴﴾

معانی ومصادر (دَآئِبَیْن) دَأَبَ، یَدْأَبُ، دَأْبٌ ودَأَبٌ ودُؤُوْبٌ (ف) محنت ومشقت کے ساتھ عمل پر ہمیشہ قائم رہنا۔ دَائِبٌ = ہمیشہ عمل پر قائم رہنے والا (دَآئِبَیْنِ رات اور دن کو بھی کہتے ہیں)۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے بہت سے شریک بنا رکھے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

(اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ) اے لوگو، اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ) اسی نے بادل سے پانی برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے (وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ) اسی نے تمہارے لئے جہازوں کو مسخّر کر دیا تاکہ وہ سمندر میں تمہاری مطلوبہ سمت کی طرف چلتے رہیں (وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ) اسی نے تمہارے لئے دریاؤں کو مسخّر کر دیا (وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ) اسی نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخّر کر دیا اس حالت میں کہ وہ دونوں ہمیشہ اپنے اپنے مدار پر قائم ہیں اور گردش کر رہے ہیں، (وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ) اسی نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا، یہ تمام چیزیں تمہاری خدمت

پر مامور ہیں اور اپنی اپنی خدمت انجام دے رہی ہیں (وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ) اور یہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو تم اس سے طلب کرتے ہو وہ تمہیں دیتا ہے، دوسرا کوئی نہیں جو تمہاری مطلوبہ چیز تمہیں دے سکے۔ وہی تمہاری مرادیں پوری کرتا ہے، دوسرا کوئی نہیں جو تمہاری مرادیں پوری کر سکے، وہی ہے جو تمہاری امیدیں بر لاتا ہے، دوسرا کوئی نہیں جو تمہاری امیدوں کو بر لا سکے الغرض اس نے بہت سی نعمتوں سے تمہیں سرفراز فرمایا ہے (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس ہستی نے انسان کی خدمت کے لئے اتنی چیزوں کو مامور کر دیا اور جس کو اتنی نعمتیں عطاء فرمائیں وہ انسان اس ہستی کا شکر ادا کرتا، اس کی توحید پر قائم رہتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ (اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ) بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے کہ ایسے منعمِ حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر جبہ سائی کرتا ہے اور بے بس مخلوق سے فریادیں کرتا ہے، ان سے مرادیں طلب کرتا ہے۔ وہ کیا دیں گے ان کے پاس کیا رکھا ہے، انہیں قدرت ہی کب ہے کہ کسی کو کچھ دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(الانعام - ۱۷)

اور اے (رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ کوئی مشکل کشا ہے اور نہ کوئی خیر کا پہنچانے والا ہے۔ اس کام کے لئے ہر چیز پر قادر ہونا ضروری ہے اور ایسا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

(بنی اسرآءیل - ۵۶)

(اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہیئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن وہ تو تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

(اے رسول آپ مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(سبا - ۲۲)

اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ کفار نے جتنے بھی معبود بنا رکھے ہیں سب بے بس ہیں، کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ نہ وہ مدد کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں، انسان بڑا ظالم ہے کہ قادر و مقتدر اللہ کو چھوڑ کر اس کے بے بس اور بے اختیار بندوں کو پکارتا ہے جو کسی حالت میں بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ پکارنا اسی کو چاہیئے جو آسمانوں کا اور زمین کا خالق ہے، جس نے دن اور رات، سورج، چاند اور ستاروں کو مسخر کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

(الاعراف - ۵۴ و ۵۵)

(اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے، اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخّر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے)، اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے (اے لوگو) اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعاء مانگا کرو (اور حد سے نہ بڑھ جایا کرو) اللہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنی تخلیق کو توحید کے اثبات میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا
تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝
وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ وَالْقَمَرَ
قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ
الْقَدِیْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ
تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ
وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ
اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ
الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ
مَا یَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا
صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝

(یٰسٓ - ۳۶ تا ۴۳)

پاک و بے عیب ہے (وہ اللہ) جس نے ان چیزوں کے جوزمین سے اگتی ہیں خود انسانوں کے اوران چیزوں کے جن کا انسانوں کو علم نہیں سب کے جوڑے بنائے اوران کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی رات بھی ہے، اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر تاریکی چھا جاتی ہے اور سورج (بھی ایک نشانی ہے وہ) اپنے مستقر کی طرف چلا جارہا ہے، یہ (اللہ) غالب اور جاننے والے کا حکم ہے (جس کی وہ تعمیل کر رہا ہے) اور چاند (کو ہم نے بنایا، وہ بھی ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے) ہم نے اس کی منزلیں مقرر کیں (جن منزلوں سے گذرتا ہوا وہ گھٹتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ کھجور کی ایک پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، نہ سورج ہی کے لئے ممکن ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے، سب اپنے اپنے مدار پر تیر رہے ہیں اور ان کے لئے (ہماری قدرت کی) ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم ان کی نسلوں کو بھری کشتیوں میں اٹھا لیتے ہیں (اور کشتیاں سطح آب پر چلتی رہتی ہیں) اوران ہی کے مثل ہم نے ان کے لئے اور چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ تو ان کا کوئی فریادرس ہو اور نہ ان کو (اس مصیبت سے) نجات مل سکے۔

الغرض الٰہ وہ ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا اور کائنات کی ہر چیز کو انسانوں کے لئے

مسخّر کر دیا ہے۔ انسانوں کو چاہیئے کہ اسی سے لو لگائیں۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے۔ صرف اسی کو مدد کے لئے پکاریئے۔ وہ منعم و محسن حقیقی ہے اُسی کے گُن گائیے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ
هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ
بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا
مِّنَ النَّاسِ، فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ
مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ
ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا

لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَ
ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ
يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ
مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ، وَمَا يَخْفٰى
عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿٣٨﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ
اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ، اِنَّ رَبِّيْ

لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ
مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے (اس طرح) دعاء کی کہ اے میرے رب اس شہر کو (ہمیشہ کے لئے) امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو (بت پرستی سے) بچا (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ بتوں کی پرستش کرنے لگ جائیں ﴿۳۵﴾ اے میرے رب، ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے (ان گمراہوں سے میرا کوئی تعلق نہیں) ہاں جس شخص نے میری پیروی کی وہ مجھ سے (تعلق رکھتا) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو (اے میرے رب) تو بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۳۶﴾ اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں لاکر آباد کیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی، اے ہمارے رب یہ کام اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں (اور اے ہمارے رب میری تجھ سے یہ بھی درخواست ہے کہ) لوگوں کے دلوں کو (ایسا) کر دے کہ وہ ان کی طرف جھکتے رہیں اور ان کو پھلوں کا رزق عطاء فرما تاکہ وہ (تیرا) شکر کرتے رہیں ﴿۳۷﴾ اے ہمارے رب، تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور (یہی کیا) اللہ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں ﴿۳۸﴾ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں (دو بیٹے) اسمٰعیل اور اسحٰق عطاء فرمائے

بے شک میرا رب دعاء سننے والا ہے ﴿۳۹﴾ اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو توفیق دے کہ نماز قائم کریں، اے ہمارے رب، میری دعاء کو قبول فرما ﴿۴۰﴾ اے ہمارے رب حساب (وکتاب) کے دن مجھے، میرے ماں باپ کو اور (تمام) ایمان والوں کو معاف کر دینا ﴿۴۱﴾

معانی ومصادر

(اَمِنَ) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ وَاَمَنٌ وَاَمَانٌ وَاَمَنَةٌ (س) مطمئن ہونا، امن دینا۔
اَمَنَ، یَاْمِنُ، اَمْنٌ (ض) پناہ لینا۔
(اُجْنُبْ) جَنَبَ، یَجْنُبُ، جَنْبٌ (ن) دور کرنا، دفع کرنا، بچانا۔
(اَصْنَامٌ) اَصْنَامٌ = صَنَمٌ کی جمع: بت۔
(تَھْوِیْ) ھَوٰی، یَھْوِیْ، ھُوِیٌّ وھَوَیَان (ض) جھکنا، گرنا۔
(کِبَرٌ) کَبَرَ، یَکْبُرُ، کَبْرٌ (ن) عمر میں بڑا ہونا (کِبَرٌ = بڑھاپا)۔

تفسیر

آیات زیر تفسیر کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد اور شہر مکہ کے لئے چند دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) اور (اے لوگو اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے رب سے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب اس شہر کو ہمیشہ کے لئے امن کا گہوارہ بنا دے۔ اس دعاء کا ایک اور مقام پر بھی ذکر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

(البقرۃ - ۱۲۶)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے دعاء کی کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو (ہمیشہ کے لئے) امن کا گہوارہ بنا دے۔

قرآن مجید کے دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعاء کو شرف قبولیت بخشا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِھِمْ

(العنکبوت - ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد ونواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے،

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ، وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔
(اٰل عمران۔ ۹۶ و ۹۷)

وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے رہنما ہے۔ اس گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔ جو شخص (اللہ کے) اس گھر میں داخل ہو گیا وہ امن وامان میں آ گیا۔

دوسری دعاء جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی وہ یہ تھی (وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) اور اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچا کہ بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں (رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ) اے میرے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعاء میں یہ جو فرمایا کہ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ بت بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے۔ بت پرستی کا سبب یہ بت ہی بنے۔ نہ یہ بت ہوتے اور نہ بت پرستی ہوتی۔

اس کے بعد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعاء جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا (فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اے میرے رب جو شخص میری پیروی کرتا ہے اس کا مجھ سے تعلق ہے۔ وہ میرا ہے لیکن جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے تو تو بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔ تو اگر چاہے تو اس کو معاف کر سکتا ہے۔ تیری رحمت بیکراں ہے اس لحاظ سے تجھ سے معافی ہی کی امید کی جا سکتی ہے (رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ) اے ہمارے رب، میں نے اپنے بیٹے کو تیرے محترم گھر یعنی کعبہ کے قریب ایک ایسی وادی میں لاکر آباد کیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں دنیوی لحاظ سے سکونت اختیار کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی (رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) اے ہمارے رب، میں نے تو ان کو یہاں صرف اس لئے آباد کیا ہے کہ نماز کو قائم کریں (اور تیرے گھر کو آباد کریں) (فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ) تو اے ہمارے رب لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے تاکہ لوگ یہاں آباد ہو جائیں اور یہ جگہ غیر آباد نہ رہے (وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ) اور اے ہمارے رب ان کو پھلوں کا رزق عطاء فرما تاکہ اس بے آب وگیاہ وادی میں جہاں پھل وغیرہ نہیں ہوتے جب انہیں پھل ملیں تو وہ اس نعمت غیر منتظر پر تیرا شکر ادا کریں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ کی اس دعاء کا ذکر قرآن مجید میں ایک اور جگہ بھی ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(البقرۃ - ۱۲۶)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو ہمیشہ کے لئے) امن کا گہوارہ بنا دے اور اس کے رہنے والوں میں سے جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیں ان کو پھلوں کا رزق عطاء فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

(البقرۃ - ۱۲۶)

اللہ نے فرمایا جو شخص کفر اختیار کریگا اس کو بھی تھوڑا (بہت) فائدہ پہنچاؤں گا پھر قیامت کے دن اس کو دوزخ کے عذاب کی طرف (جانے پر) مجبور کردوں گا اور وہ (دوزخ) بہت بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(القصص - ۵۷)

(اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں استحکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں، (یہ) رزق ہے جو ہماری طرف سے (ان کو مہیا کیا جاتا ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ان نعمتوں سے انہیں کون نواز رہا ہے)۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعاء کو جاری رکھتے ہوئے باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا (رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ) اے ہمارے رب، تو جانتا ہے جو کچھ ہم اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اور تو ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو ہم ظاہر کرتے ہیں۔ (اے اللہ، تو جانتا ہے کہ اپنی اولاد کو یہاں آباد کرنے سے میری کیا نیّت ہے۔ میں نے خلوص نیّت سے محض تیری رضاء کی خاطر ان کو یہاں آباد کیا ہے)۔ پھر دعاء کرتے کرتے کہنے لگے (وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ) اللہ سے تو زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسے ہر چیز کا علم ہوتا ہے، اسے میری نیّت کا بھی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا، وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(الانعام - ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(التغابن - ۴)

وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○

(سبا - ۲)

وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا اور بہت معاف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ

(حٰمٓ السجدۃ - ۴۷)

اور جو پھل اپنے غلافوں سے نکلتے ہیں، جو مادہ (اپنے پیٹ میں) اٹھائے پھرتی ہے اور جو (بچہ) وہ جنتی ہے سب اس کے علم میں ہوتا ہے۔

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے وقت اولاد ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہنے لگے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ) ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اس بڑھاپے کے زمانہ میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق دو بیٹے عنایت فرمائے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹے کے لئے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○
(الصّٰفّٰت ۔ ۹۹ تا ۱۰۱)

ابراہیم نے کہا: میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ (یہ کہہ کر انہوں نے دعا کی) اے میرے رب مجھے صالح (لڑکا) عطاء فرما۔

پھر جب یہ حلیم لڑکا بڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ کا اشارہ پا کر انہوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ لڑکے کی قربانی کے اس امتحان میں جب وہ کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے بیٹے کی خوشخبری دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○
(الصّٰفّٰت ۔ ۱۱۲)

پھر ہم نے ان کو اسحٰق کی خوشخبری دی (اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ) وہ نبی ہوں گے اور صالحین میں سے ہوں گے۔

دوسرے بیٹے اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ محترمہ کی عمروں کے ایسے حصّے میں ہوئی کہ ان حصوں میں بچہ پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا، اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ○ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ، اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○
(ھود ۔ ۷۲ و ۷۳)

بیٹا پیدا ہونے کی (خوشخبری سن کر) ان کی بیوی کہنے لگیں ہائے میری خرابی! کیا میرے بچہ ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو۔ اے اہل بیت تم پر (تو پہلے ہی سے) اللہ کی (بڑی) رحمت اور اس کی برکتیں ہیں (ایسی حالت میں بچہ پیدا ہو جانا بھی اللہ کی رحمت اور برکت ہی ہے) بے شک وہ تعریف والا اور بزرگی والا ہے (وہ کیا نہیں کر سکتا، اس کے لئے کونسا کام مشکل ہے)۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولاد کی دعاء کی، اللہ تعالیٰ نے دعاء سن لی اور ایسی عمر میں اولاد عطاء کی کہ جس عمر میں اولاد ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا تھا۔ ایسے حالات میں اولاد کے لئے دعاء قبول ہو جانا محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ دعاء اور اس کا قبول ہونا یاد آیا تو کہنے لگے (اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ) بے شک میرا رب دعاء سننے والا ہے

وہ دعاء سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے ۔ جب وہ ایسی حالت میں اولاد دے سکتا ہے کہ میاں بیوی بوڑھے ہوں، بیوی بانجھ ہو تو کیا ایسی جگہ پھل نہیں پہنچا سکتا جہاں پھل پیدا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو۔ انہوں نے دعاء کے قبول ہونے پر یقین رکھتے ہوئے مزید دعاء کی (رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ) اے میرے رب، مجھے اور میری اولاد کو توفیق دے کہ وہ نماز قائم کریں۔ اے ہمارے رب، میری دعاء کو قبول فرما (رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ) اے ہمارے رب، جس دن لوگوں کے اعمال کا حساب وکتاب قائم ہو اس دن مجھے، میرے والدین کو، میری اولاد کو اور تمام مؤمنین کو بخش دے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد کے لئے بھی دعائے مغفرت کی اور یہ صرف اس لئے کہ انہوں نے اپنے والد سے دعائے مغفرت کا وعدہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ، سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ، اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ○

(مریم۔ ۴۵ تا ۴۷)

(ابراہیم نے کہا) اے ابّا جان، مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کو رحمٰن کی طرف سے عذاب نہ آپکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں (باپ نے) کہا: اے ابراہیم، کیا تم میرے معبودوں سے بیزار ہو، اگر تم (اس عقیدہ سے) باز نہ آئے تو میں تمہیں ضرور سنگسار کردونگا (بس اب تم) ہمیشہ کے لئے مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔ (ابراہیم نے) کہا: (اچھا تو) سلام علیک، میں اپنے رب سے تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، وہ مجھ پہ بیحد مہربان ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وعدہ کے مطابق اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے لئے دعاء کرنی چھوڑ دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ، فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ

(اور وہ) جو ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعاء کی تھی تو محض اس وجہ سے کہ وہ اس سے (مغفرت کی دعاء کرنے کا)

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ○
(التوبۃ - ۱۱۴)

وعدہ کر چکے تھے لیکن جب ان کو (بذریعہ وحی) معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے، (اس کی مغفرت کے لئے دعاء جائز نہیں) تو وہ اس سے بیزار ہو گئے (اور دعاء کرنی ترک کر دی) بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے اور اپنی اولاد کے لئے شرک، بت پرستی وغیرہ سے بچنے کے لئے دعاء کرتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے فروغ کے لئے اگر آپ کو بے آب وگیاہ میدان میں رہنا پڑے تو رہیئے اور صبر و استقامت کے ساتھ رہیئے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھیئے۔ وہ آپ کے لئے حالات کو سازگار بنا دیگا۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں دعاء کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی نا امید نہ ہوئیے۔ وسائل نہ ہوتے ہوئے بھی وہ آپ کی دعاء کو قبول کر سکتا ہے۔ نماز کو قائم رکھیئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کیجئے کہ آپ بھی نماز کو قائم رکھیں اور آپ کی اولاد بھی۔ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور تمام مؤمنین کے لئے دعائے مغفرت کیا کیجئے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ والدین کا خاتمہ کفر یا شرک پر ہوا ہے تو پھر ان کے لئے دعائے مغفرت نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○
(التوبۃ - ۱۱۳)

(اور اے رسول) اس بات کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ مشرکین (ہمیشہ) دوزخ میں رہیں گے نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں خواہ وہ انکے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام
کے حالات

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رشد وہدایت دی اور ان کو ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا (الانبیآء۔ ۵۱)، (مریم ۔ ۴۱)

تبلیغ کی ابتداء نبوت کے عہدہ پر سرفراز ہونے کے بعد انہوں نے ایک دن اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیسی مورتیں ہیں جن کے سامنے تم بیٹھے رہتے ہو؟ قوم کے لوگوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی پرستش کرتے ہوئے پایا لہٰذا ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم بھی کھلی گمراہی میں ہو اور تمہارے آباء واجداد بھی کھلی گمراہی میں تھے۔ (الانبیآء۔ ۵۲ تا ۵۴)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں؟ کیا یہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ قوم کے لوگوں نے کہا ہم یہ کچھ نہیں جانتے۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے آباء واجداد اسی طرح کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: یہ معبود جن کو تم اور تمہارے آباء واجداد پوجتے رہے ہو سب میرے دشمن ہیں سوائے اللہ رب العالمین کے جس نے مجھے پیدا کیا اور میری رہنمائی فرمائی، جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا عطاء فرماتا ہے، جو مجھے موت دے گا اور پھر زندہ کریگا اور جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری مغفرت فرمائے گا۔ (الشعرآء۔ ۶۹ تا ۸۲)

قوم کے لوگوں نے کہا: اے ابراہیم، کیا واقعی تم کوئی سچی بات لے کر آئے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کرتے ہو۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں ہنسی مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ ایک سچی بات لے کر آیا ہوں اور وہ سچی بات یہ ہے کہ یہ بت تمہارے رب نہیں ہیں بلکہ آسمانوں کا اور زمین کا رب جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا وہی تمہارا رب ہے اور میں اس کے حق ہونے پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں کسی دن جب تم مندر سے لوٹ کر چلے جاؤ گے تو تمہارے ان بتوں کے ساتھ (ایسا) کام کروں گا (جو تمہارے لئے باعث عبرت ہوگا)۔ (الانبیآء۔ ۵۵ تا ۵۷)

انہی ایام میں ایک دن موقع پا کر انہوں نے اپنے باپ آزر سے کہا: آپ بتوں کو الٰہ سمجھتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور آپ کی قوم کھلی گمراہی میں ہے۔ (الانعام۔ ۷۴)

تبلیغ میں شدت

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں کی اور زمین کی عظیم الشان بادشاہت کی سیر کرائی تاکہ انہیں ان تمام چیزوں کو دیکھ کر عین الیقین ہو جائے۔ ان کی قوم سورج، چاند اور تاروں کی بھی پرستش کرتی تھی۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ جب وہ اپنی قوم کو تبلیغ کر رہے تھے کہ دفعۃً ان کی نظر ایک ستارہ پر جا پڑی۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے ان سے برجستہ ایک سوال کیا: انہوں نے اپنی قوم سے پوچھا: بتاؤ کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ تارا غروب ہو گیا تو اپنی قوم سے فرمایا: میں زوال پذیر اشیاء کو پسند نہیں کرتا۔ یہ میرا رب ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ اسی اثناء میں انہیں چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو قوم سے پھر سوال کیا: کیا یہ میرا رب ہے؟ ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ وہ بھی غروب ہو گیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اسے رب نہیں سمجھتا۔ یہ رب ہونے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے گمراہی سے بچالیا۔ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی گمراہ ہو جاتا اور زوال پذیر اشیاء کو رب سمجھ بیٹھتا۔ پھر اسی دن یا کسی اور دن انہیں دوران تبلیغ سورج چمکتا ہوا نظر آیا تو اپنی قوم سے پوچھا: کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو چاند تاروں سے بڑا بھی ہے۔ قوم کے لوگ کیا جواب دیتے۔ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ بالآخر جب سورج بھی غروب ہو گیا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی فرمایا: اے میری قوم میں ان تمام چیزوں کی پرستش سے جن چیزوں کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے بیزار ہوں۔ میں نے تو اپنا منہ کلیۃً اس ہستی کی طرف موڑ لیا ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا خالق ہے۔ میں اسی کا ہو گیا ہوں۔ میں مشرک نہیں ہوں۔ قوم کے لوگ اپنے شرک کے معقول دلائل تو دے نہ سکے، کٹ حجتی کرنے لگے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑا کر رہے ہو، کیا اللہ تعالیٰ کی توحید سے بھی کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا: ایسی باتیں نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے یہ معبود تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ وہی میرا رہبر ہے۔ نفع و نقصان اس کے ہاتھ میں ہے۔ میں تمہارے شریکوں سے نہیں ڈرتا وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ جو نقصان اللہ تعالیٰ پہنچانا چاہے تو وہ پہنچا سکتا ہے۔ میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں جبکہ وہ نفع و نقصان کے مالک ہی نہیں۔ ڈرنے کے لائق تو اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ نفع و نقصان کا مالک ہے اور جب چاہے نقصان پہنچا سکتا ہے، تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو حالانکہ تمہارے اس فعل کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ تم بے دلیل اس کے ساتھ شرک کر رہے ہو تو ایسی صورت میں عذاب سے امن میں رہنے کا کون زیادہ حق دار ہے۔ امن میں رہنے اور منزل مقصود پر پہنچنے کے تو وہی حقدار ہیں جو ایمان لانے کے بعد اپنے ایمان کو شرک سے ملوث نہیں کریں۔ کیونکہ تم شرک کر رہے ہو لہذا تم عذاب سے قطعاً امن

میں نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور شرک سے باز آجاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک تم پر نازل ہو جائے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے دلائل و براہین کا الہام کیا کہ ان کی قوم ان دلائل و براہین کا جواب دینے سے عاجز ہو گئی۔ (الانعام۔ ۷۵ تا ۸۳)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دن انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ تم بتوں کو پوجتے ہو اور ان کے متعلق تم نے جھوٹے قصے بنا رکھے ہیں۔ ان کے نفع و نقصان پہنچانے کے تمام واقعات محض افسانہ ہیں۔ ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جن چیزوں یا لوگوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو انہوں نے نہ کبھی کسی کو نفع پہنچایا اور نہ پہنچا سکتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ تمہیں روزی دیتے ہیں حالانکہ ان کو تمہیں روزی دینے کا مطلق اختیار نہیں۔ روزی تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اسی سے روزی طلب کرو۔ وہی روزی دیتا ہے اسی کی عبادت کرو، اسی کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ وہی تمہیں سزا یا جزا دیگا۔ ان دلائل کے بعد بھی اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں اپنے نبیوں کو جھٹلا چکی ہیں، پھر دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا۔ رسول کا فرض تو بس اتنا ہی ہے کہ وہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا پیغام قوم کو پہنچا دے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی توحید ماننے سے تمہیں کیوں انکار ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا ہے تو پھر اسی طرح وہ دوبارہ بھی پیدا کر دیگا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔ ذرا زمین میں سیر کر کے دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اللہ تعالےٰ ہی اس کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ وہ یقیناً تمہیں دوبارہ پیدا کریگا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ جس کو چاہے گا سزا دیگا اور جس پر چاہے گا رحم کریگا۔ تم زمین اور آسمان میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دنیا میں کوئی کارساز اور مددگار ہے اور نہ آخرت میں کوئی کارساز اور مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار نہ کرو۔ جو لوگ انکار کریں گے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو گئے۔ ان کے لئے دردناک عذاب کے سوا اور کیا ہو گا۔ قوم کو اس قدر سمجھانے کے باوجود قوم نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ ان کو قتل کر دو یا انہیں آگ میں جلا دو۔ (العنکبوت۔ ۱۶ تا ۲۴)

ایک دن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ایک اور طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم یہ بت پرستی جو تم کر رہے ہو یہ تمہاری آپس کی محبت و مروّت کا نتیجہ ہے۔ تم ایک دوسرے کا لحاظ کرتے ہو اور بت پرستی چھوڑ کر کوئی کسی کو ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ تمہاری یہ دوستی دنیا کی زندگی تک ہی ہے۔ قیامت کے روز تم

ایک دوسرے کے مخالف ہو جاؤ گے، ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اس دن تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور تمہیں کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔ اس دن کے آنے سے پہلے ہوش میں آجاؤ اور لحاظ و مروّت کو بالائے طاق رکھ کر آخرت کی فکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ (العنکبوت - ۲۵)

باپ سے علیحدگی

ایک دن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ آزر سے کہا: اے میرے والد کیا آپ بتوں کو الٰہ سمجھتے ہیں۔ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ اور آپ کی قوم کھلی گمراہی میں ہے۔ اے میرے والد، آپ کیوں ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ کچھ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتے ہیں۔ اے ابا جان، میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علم آیا ہے جس سے آپ نابلد ہیں لہٰذا آپ میری پیروی کریں، میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا، آپ منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔

اے ابا جان، بت پرستی تو دراصل شیطان پرستی ہے آپ شیطان کا کہنا نہ مانیئے۔ وہ تو رحمٰن کا نافرمان ہے ہی، وہ آپ کو بھی رحمٰن کا نافرمان بنا رہا ہے۔ اے ابا جان، میں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور پھر ہمیشہ کے لئے جہنم میں شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ آزر نے کہا: اے ابراہیم کیا تم میرے معبودوں سے بے رغبتی کرتے ہو۔ اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ اگر تم خیر چاہتے ہو تو مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا، سلام علیک، میں جا رہا ہوں لیکن آپ کے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ میں آپ کو اور جن جن کو آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں سب کو چھوڑ چکا ہوں۔ میں تو بس اپنے رب کو پکاروں گا، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر خیر سے محروم نہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے باپ کو چھوڑ کر چل دئے۔ (مریم - ۴۲ تا ۴۸)

ایک دن قوم کے ایک مجمع سے جس میں ان کا باپ بھی موجود تھا انہوں نے پھر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا: یہ تم کیا پوجتے رہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ الٰہ تم نے کیسے بنا رکھے ہیں۔ اللہ رب العالمین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی ان بتوں کی طرح بے بس اور بے اختیار ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ قوم کے لوگ انہیں کہیں لے جانے لگے تو انہوں نے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہوں۔ قوم کے لوگ سمجھے کہ ستارے دیکھ کر انہوں نے معلوم کر لیا کہ یہ بیمار ہونے کو ہیں حالانکہ انہوں نے توریہ کیا تھا۔ وہ اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے ایک قسم کی روحانی صدمہ سے دوچار تھے اور یہی ان کی بیماری تھی۔ قوم کے لوگ ان کے توریہ کو سمجھ نہ سکے۔ وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی طور پر بیمار سمجھے اور وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندر میں چلے گئے اور ان بتوں سے کہنے لگے

یہ چڑھاوے کا کھانا جو تمہارے سامنے رکھا ہے اسے کھاتے کیوں نہیں ؟ کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں ؟ پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے داہنے ہاتھ سے ان کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیا البتہ بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ وہ لوگ جب آئیں تو اس سے رجوع کریں اور اس سے پوچھ گچھ کریں۔

الغرض جب کافر مندر میں آئے تو بتوں کو ریزہ ریزہ دیکھ کر کہنے لگے : جس شخص نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے وہ بڑا ظالم ہے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا : وہ نوجوان جس کو ابراہیم کہتے ہیں ہم نے اس کو ان کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، یہ ضرور اسی کی حرکت ہے۔ لوگوں نے کہا : اس کو تمام لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ جو کچھ کہے سب لوگ اس پر گواہ ہوں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام ان کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا : اے ابراہیم، ہمارے ان معبودوں کے ساتھ یہ حرکت تم نے کی ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : اس بڑے بت نے یہ حرکت کی ہے، اگر یہ بت بولتے ہیں تو انہی سے پوچھ لو کہ تمہیں کس نے توڑا ہے۔ یہ سنکر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگے ظالم تو تم ہی لوگ ہو کہ ان بے بس و بے اختیار بتوں کی پرستش کرتے ہو۔ اس اعتراف کے بعد وہ پھر اپنی ضد پر آ گئے۔ کہنے لگے اے ابراہیم تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں تو ہم ان سے کیسے پوچھ سکتے ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا : کیا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم خود تراش تراش کر بناتے ہو۔ یہ تمہارے بنائے ہوئے بت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وہ ہستی ہے کہ تم نے اسکو نہیں بنایا بلکہ اس نے تم کو بنایا ہے۔ وہ تمہارا ہی خالق نہیں ہے بلکہ تمہارے ان بتوں کا بھی خالق وہی ہے۔ تم خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش میں لگ گئے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ افسوس ہے تم پر بھی اور ان پر بھی جن کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو۔ قوم کے لوگوں کے پاس جواب تو کچھ تھا نہیں کہنے لگے اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو ایک آتشکدہ بناؤ اس میں ان کو ڈال کر جلا دو یا انہیں قتل کر دو اور اس طرح اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ الغرض وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان پہنچانے کی تدبیروں میں مصروف ہو گئے۔ (الانبیآء۔ ۵۸ تا ۶۸) (العنکبوت ۔ ۲۴)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایمان لانا

تقریباً اسی زمانہ میں لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان لائے اور ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ (العنکبوت ۔ ۲۶)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کچھ اور لوگ بھی ایمان لائے۔ ایسی حالت میں کہ قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان پہنچانے کی تدبیروں میں مصروف تھی انہوں نے قوم کو فیصلہ کن جواب دے کر مایوس کر دیا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مؤمنین نے کہا ہم تم سے بیزار ہیں اور تمہارے ان معبودوں سے بھی بیزار ہیں جن کو تم اللہ تعالےٰ کے علاوہ پوجتے ہو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت قائم ہو چکی ہے اور یہ دشمنی اس وقت تک قائم رہے گی جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہ لاؤ۔ گفتگو کے دوران ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ سے بھی خطاب کیا انہوں نے فرمایا: اے میرے باپ، میں آپ کے لئے ضرور استغفار کروں گا لیکن میں آپ کے لئے کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا۔ اختیار تو بس اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

اپنے باپ کو خطاب کرنے کے بعد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگی اے ہمارے رب، ہم نے تجھ پہ توکل کیا، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر واپس آنا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کے ظلم و تشدد کا تختۂ مشق نہ بنا، اے ہمارے رب ہمیں معاف کر دے بے شک تو زبردست اور حکمت والا ہے (الممتحنۃ۔ ۴ و ۵)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہ کے محل میں

تبلیغ آخری مراحل پر پہنچ چلی تھی۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہ کے محل میں پہنچ گئے۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ان سے جھگڑنے لگا۔ کہنے لگا تمہارا رب کون ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میرا رب اللہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، یہ کام تو میں بھی کرتا ہوں۔ میں زندہ بھی کرتا ہوں اور موت بھی دیتا ہوں۔ جس کو چاہتا ہوں زندہ رہنے دیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں قتل کر دیتا ہوں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، آپ مغرب سے نکال کر بتائیے۔ بادشاہ کی سمجھ میں کوئی جواب نہیں آیا اور وہ مبہوت ہو کر رہ گیا لیکن پھر بھی ایمان نہیں لایا۔ (البقرۃ۔ ۲۵۸)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ اب ایوانِ حکومت تک پہنچ چکی تھی۔ پوری قوم تو پہلے ہی سے غصہ کی آگ میں جل رہی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ صـ۱۷۱)

اب بادشاہ بھی مخالف ہو گیا۔ الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ چھپکلی پھونک مار کر آگ کو دہکا رہی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق صـ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا: اے آگ ابراہیم پہ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ قوم کی تدبیر بیکار گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ سے بچا لیا۔

(الانبیاء۔ ۶۹ و ۷۰) (العنکبوت۔ ۲۴)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت

الغرض جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کا ارادہ کیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، وہی میری رہنمائی فرمائے گا کہ میں ہجرت کر کے کس طرف جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی اور انہیں مع لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ملک میں پہنچا دیا جس ملک میں اقوامِ عالم کے لئے برکتیں رکھی گئی تھیں (العنکبوت۔۲۶) (والصّٰفّٰت۔۹۹) (الانبیآء۔۷۱)

سفرِ ہجرت کا ایک واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (اپنی زوجہ) سارہ کے ساتھ ہجرت کی، ان کو لے کر ایسی آبادی میں پہنچے جہاں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ظالم حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران رہتا تھا۔ اس سے بیان کیا گیا کہ ابراہیم یہاں ایک خوبصورت عورت لے کر آئے ہیں اُس نے آپ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اس نے دریافت کیا کہ اے ابراہیم یہ عورت تمہارے ساتھ کون ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری بہن ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور کہا میری بات کو جھوٹا نہ کرنا، میں نے ان لوگوں کو بتایا کہ تم میری (مؤمن) بہن ہو، اللہ کی قسم اس زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مؤمن نہیں پھر انہوں نے حضرت سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ وہ بادشاہ حضرت سارہ کے پاس گیا۔ وہ کھڑی ہوئیں اور (فوراً) وضوء کر کے نماز پڑھنے لگیں اور دعاء کی کہ اے اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے شوہر کے علاوہ میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔ وہ بادشاہ زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ پاؤں زمین پر رگڑنے لگا۔ حضرت سارہ نے کہا کہ یا اللہ اگر یہ مر جائے گا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے اس بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ الغرض بادشاہ کی وہ حالت دور ہو گئی تو پھر ان کی طرف اٹھا حضرت سارہ کھڑی ہوئیں وضوء کر کے نماز پڑھنے لگیں پھر دعاء کی کہ اے میرے اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے بجز اپنے شوہر کے سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ وہ زمین پر گر کر خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ پاؤں رگڑنے لگا۔ سارہ نے کہا یا اللہ اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو قتل کیا۔ اس کی وہ حالت جاتی رہی۔ بادشاہ نے دوسری یا تیسری بار کہا اللہ کی قسم تم نے میرے پاس ایک شیطان کو بھیجا ہے۔ اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور آجر (ہاجرہ) ان کو دے دو۔ وہ لوٹ کر حضرت ابراہیم کے پاس گئیں تو کہا کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ نے کافر کو کیسا ذلیل کیا اور ایک لڑکی خدمت کے لئے دلوائی۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وھبتہ وعتقہ جزء ۳ صـ۱۰۵ و صـ۱۰۶ و روی مسلم نحوہٗ فی باب من فضائل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲/۳۴۳)

ختنہ کرنا جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ پہنچے جسے قدوم کہتے ہیں تو انہوں نے اسّی سال کی عمر میں اپنی ختنہ کی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالےٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا جزء ۴ ص۱۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۲ ص۲۴۲)

اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست آزمائش

ہجرت کے بعد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بارگاہ الٰہی میں ایک لڑکے کے لئے دعاء کی۔ اللہ تعالےٰ نے دعاء قبول فرمائی اور انہیں ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ الغرض لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس لڑکے کو مع اس کی والدہ کے کعبہ کے قریب مکہ معظمہ کی بے آب وگیاہ وادی میں لے جاکر آباد کیا اور پھر اس طرح دعاء کی: اے میرے رب اس شہر کو ہمیشہ کے لئے امن کا گہوارہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچا۔ اے میرے رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کردیا تو ایسے لوگوں سے تو میرا کوئی تعلق نہیں ہاں جو میری پیروی کرتا ہے اس کا مجھ سے تعلق ہے اور جو میری نافرمانی کرتا ہے تو اس کے متعلق تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اور تو بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔ اے ہمارے رب میں نے اپنے بیٹے کو تیرے محترم گھر کے قریب اس بے آب وگیاہ وادی میں لاکر آباد کیا ہے اے ہمارے رب میں نے اس کو اس لئے یہاں لاکر آباد کیا ہے کہ یہ اور اس کی اولاد وغیرہ تیرے گھر کو آباد کریں، یہاں نماز پڑھتے رہیں۔ اے ہمارے رب لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے تاکہ وہ یہاں آباد ہوں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ اے ہمارے رب، ان کو کھانے کے لئے پھل مہیا فرما تاکہ یہ لوگ تیری اس نعمت غیر مترقبہ کے ملنے پر تیرا شکر ادا کریں۔ اے ہمارے رب تو جانتا ہے کہ اپنے بیٹے کو یہاں لاکر آباد کرنے سے میرا کیا مقصد ہے اور میری کیا نیّت ہے، تجھے اس چیز کا بھی علم ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور اس چیز کا بھی علم ہے جو ہم ظاہر کرتے ہیں (والصّٰفّٰت۔ ۹۹ تا ۱۰۱) (ابراہیم۔ ۳۵ تا ۳۸)

صفا اور مروہ پہاڑیوں کی اس بے آب وگیاہ وادی میں نہ پانی تھا اور نہ کھیتی۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ بچہ پیاسا ہوا تو ان کی والدہ نے صفا اور مروہ کے مابین پانی کی تلاش میں دوڑ دوڑ کر سات چکر لگائے۔ لیکن پانی کہیں دکھائی نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وہیں زمزم کے مقام پر پانی نکال دیا۔ بچہ کی والدہ نے پانی کو روکنے کے لئے ایک منڈیر بنادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے اگر وہ منڈیر نہ بناتیں تو وہ پانی کا ایک چشمۂ جاری بن جاتا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص۱۷۳ و ص۱۷۴)

کچھ عرصہ بعد کچھ لوگوں کا ادھر سے گذر ہوا۔ انہوں نے بچہ یعنی اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ سے وہاں رہنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی کیونکہ وہ انسانوں کی ہمسائیگی کی بہت ہی خواہشمند تھیں (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ صفحہ ۱۷۴)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی اور اپنے بچے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وقتاً فوقتاً ملنے آیا کرتے تھے۔ جب اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قابل ہوئے کہ ان کے ساتھ دوڑ دوڑ کر چلنے لگے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کر رہے ہیں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خواب کا ذکر اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، بتاؤ تمہاری اس سلسلہ میں کیا رائے ہے۔ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ انہیں اس کی راہ میں قربان کر دیں۔ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے ابا جان، جو حکم آپ کو ملا ہے اسے کر گذریئے، آپ مجھے انشاء اللہ صابرین میں سے پائیں گے۔ الغرض انہوں نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ذبح کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آواز دی اور فرمایا: اے ابراہیم، تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ تمہارا یہ امتحان بڑا سخت تھا، تم اس میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچا لیا اور ان کے بدلہ میں ایک بڑا مینڈھا عطاء فرما کر اُسے ذبح کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مزید انعام یہ دیا کہ آنے والی امتوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا اور وہ یہ کہ جہاں ان کا ذکر آئے گا ان پر سلام بھیجا جائے گا (الصّٰفّٰت۔ ۱۰۲ تا ۱۱۲)

دوسرے بیٹے کی بشارت

ایک دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے چند فرشتے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام کا جواب دیا، ان کی خاطر تواضع کی اور انہیں انسان سمجھ کر ان کے سامنے ایک بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لا کر رکھ دیا۔ فرشتوں نے گوشت کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا محسوس ہوا اور ان کی طرف سے خطرہ محسوس کیا (وہ سمجھے کہ یہ لوگ شاید نقصان پہنچانے آئے ہیں اس لئے کھانا کھا کر احسان مند ہونا نہیں چاہتے) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں آپ سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ فرشتوں نے کہا: آپ ڈریں نہیں، ہم تو فرشتے ہیں اس لئے کھانا نہیں کھا رہے۔ ہم تو آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دینے آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اس بڑھاپے میں کیا بشارت دے رہے ہو، اب لڑکا کیسے ہوگا۔ فرشتوں نے کہا: ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے، آپ ناامید نہ ہوں۔ ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں اللہ کی رحمت سے ناامید تو نہیں ہوں ناامید تو گمراہ لوگ ہوتے ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ (حضرت سارہ) بھی وہاں آنکلیں۔ انہوں نے جو بشارت سنی تو ہنسنے لگیں۔ فرشتوں نے ان کو مخاطب کرکے اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ حضرت سارہ نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا: ہائے میری کم بختی، میرے ہاں اب بچہ ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور بانجھ بھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہوگی۔ فرشتوں نے کہا: تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو، تمہارے ہاں اسی حالت میں لڑکا ہوگا۔ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے اور اے اہل بیت تم پر تو ہمیشہ سے اللہ کی بڑی رحمت اور برکت ہے، ایسی صورت میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ فرشتے ہیں اور ان کا خوف جاتا رہا تو ان سے پوچھا: اب تم کو کیا مہم درپیش ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہم لوط کی مجرم قوم کی طرف عذاب لے کر آئے ہیں۔ یہ سن کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان فرشتوں سے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے متعلق جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم اب اس بات کو رہنے دو، کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارے رب کا حکم آچکا ہے، اب عذاب آکر رہے گا، ٹل نہیں سکتا اور مزید مہلت نہیں دی جاسکتی۔ (ہود۔ ۶۹ تا ۷۶) (الحجر۔ ۵۲ تا ۵۸) (والذاریات۔ ۲۹ و ۳۰)

مُردوں کا دوبارہ زندہ ہونا اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش

ایک دن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے رب، تو مجھے یہ دکھا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں؟ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: ایمان تو ہے، میں تو صرف اطمینان قلبی کے لئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چار پرندے لو، ان کو اپنے سے ہلالو، پھر (ذبح کرکے) ان کے ٹکڑے کرو اور ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دو، پھر انہیں بلاؤ، وہ زندہ ہوکر تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئینگے، اس طرح تمہیں اطمینان ہو جائے گا کہ دوبارہ پیدائش اس طرح ہوگی اور اے ابراہیم اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے لیکن جو کچھ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے۔ (البقرۃ۔ ۲۶۰)۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امامت

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کئی باتوں میں بڑا سخت امتحان لیا مثلاً بے آب وگیاہ وادی میں بیوی اور بچے کو چھوڑ جانا۔ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو ذبح کرنا، ہجرت کرنا، آگ میں ڈالا جانا وغیرہ وغیرہ۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تمام امتحانوں میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: میری اولاد میں سے بھی امام بنانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بناؤں گا لیکن میرا یہ وعدہ نیک لوگوں کے لئے ہے۔ گنہ گاروں کے لئے نہیں۔ (البقرۃ - ۱۲۴)

کعبہ کی تعمیر

پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبہ کی حدود اربعہ بتائیں اور انہیں حکم دیا کہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کریں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ پہنچے، پھر انہوں نے اور اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مل کر کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ دوران تعمیر وہ دونوں اس طرح دعائیں کرتے جا رہے تھے: اے ہمارے رب ہماری اس خدمت کو قبول فرما، بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب، ہم کو اپنا مسلم بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت مسلمہ پیدا کر، ہمیں عبادت کے طریقے سکھا دے اور ہمیں معاف کر دے، بے شک تو بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور اے ہمارے رب، ہماری اولاد میں سے جو امت مسلمہ تو پیدا کرے تو ان کی رہنمائی کے لئے انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر انہیں سنائے، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے قلوب کو مزکّی و مصفّی بنائے، بے شک تو زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ (الحج - ۲۶) (البقرۃ - ۱۲۷ تا ۱۲۹)

کعبہ کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھنا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں مزید حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں اور یہ خوشخبری بھی انہیں سنا دی کہ ان کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے پیدل اور سوار ہر طریقہ سے لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہو جائیں گے۔ (الحج - ۲۶ و ۲۷)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی کے آخری ایام میں بہت دعائیں کیا کرتے تھے وہ اس طرح دعاء کرتے تھے: اے میرے رب، مجھے حکمت عطاء فرما، قیامت کے دن مجھے صالحین میں شامل فرما، بعد والوں میں میرا ذکر خیر جاری فرما، نعمت کے باغوں کے وارثوں میں مجھے شامل فرما، میرے باپ کو بخش دے، وہ بے شک گمراہ تھا اور مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کر، جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے کام آئیں گے مگر ہاں جو قلب سلیم لے کر آیا تو بس وہ نجات پائے گا۔ (الشعرآء - ۸۳ تا ۸۹)۔

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحٰق عنایت فرمائے۔
اے میرے رب، مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا، اے ہمارے رب، میری دعاء کو قبول فرما۔
اے ہمارے رب قیامت کے دن مجھ کو، میرے والدین کو اور تمام ایمان والوں کو بخش دے۔
(ابراہیم ۔ ۳۹ تا ۴۱)

باپ کے لئے استغفار ترک کرنا

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ کافی عرصہ تک وہ اس وعدہ کی بنیاد پر اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے لیکن جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہی رہا تو انہوں نے اس سے مکمل بیزاری کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت بند کر دی۔ (التوبۃ ۔ ۱۱۴)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیّت اور وفات

جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں وصیّت کی:۔

اے میرے بیٹو، اللہ نے تمہارے لئے دین (اسلام) کو پسند فرمایا ہے لہذا تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو یعنی دین اسلام پر چل رہے ہو۔ (البقرۃ ۔ ۱۳۲)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کتاب الٰہی

اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کتاب عطاء فرمائی تھی جس میں زندگی گذارنے کے سلسلہ میں متعدد ہدایات تحریر تھیں۔ (سبح اسم ربک الاعلیٰ ۔ ۱۸ و ۱۹)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں رسالت اور امامت کے لئے منتخب فرمایا۔ ان کو اپنا خلیل بنایا اور وہ آخرت میں صالحین میں سے ہوں گے۔ (البقرۃ ۔ ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضیلت بھی دی کہ دنیا کی رہنمائی کے لئے ان کی اولاد کو منتخب فرمایا، ان کو کتاب و حکمت دی اور سلطنت بھی عطاء فرمائی۔ ان پر اتمام نعمت کیا اور ان میں نبوت کو جاری رکھا۔ (آل عمران ۔ ۳۳) (العنکبوت ۔ ۲۷) (النسآء ۵۴) (یوسف ۔ ۶)

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت کو واجب التعمیل قرار دیا۔ (النسآء ۔ ۱۱۵)

قیامت کے دن تمام لوگ ننگے پیر، برہنہ اور بے ختنہ اٹھائیں جائیں گے۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا جزء ۴ ص ۱۶۹)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے۔ آزر کے چہرے پر اس وقت سیاہی اور غبار چھایا ہوگا، تو اس سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا، ان کا باپ کہے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گے کہ اے میرے رب: تو نے مجھے حشر کے دن رسوا نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا، پس کونسی رسوائی اپنے کم بخت باپ کی رسوائی سے بڑھ کر ہوگی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے، پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا جائے گا اے ابراہیم تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے ابراہیم دیکھیں گے کہ ایک مذبوح جانور خون میں لتھڑا ہوا پڑا ہے پھر اس جانور کے پیروں کو پکڑا جائیگا اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ صـ ۱۶۹)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۲ صـ ۲۴۲)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے بہترین مخلوق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ ○

(التوبۃ - ۱۱۴)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ ○

(ھود - ۷۵)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بردبار، نرم دل اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت سچ بولتے تھے۔ انہوں نے توریہ بھی کبھی نہیں کیا۔ سوا تین دفعہ کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ یَکْذِبْ اِبْرَاھِیْمُ اِلَّا ثَلَاثَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ

ابراہیم (علیہ السلام) نے کبھی توریہ نہیں کیا سوا تین مرتبہ کے۔

اتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلاً جزء ۴ ص ۱۷۱)

ایک توریہ تو یہ تھا کہ انہوں نے کہا تھا میں بیمار ہوں۔ (والصّٰفّٰت - ۸۹)

دوسرا توریہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا: ان بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہے (الانبیآء - ۶۳)

اور تیسرا توریہ تھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کے متعلق کہا: یہ میری بہن ہیں (صحیح بخاری)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ اس میں توریہ یہ تھا کہ وہ روحانی طور پر تکلیف میں تھے۔ کفار یہ سمجھے کہ جسمانی طور پر تکلیف میں ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نیّت کے اعتبار سے بات صحیح کہی لیکن کفار غلط سمجھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہے۔ اس میں توریہ یہ تھا کہ وہ بت ان کے توڑنے کا اصل سبب تھا گویا اسی نے توڑا ہے۔ کفار اس توریہ کو سمجھ نہ سکے اور وہ یہی سمجھے کہ اس بڑے بت نے تمام بتوں کو توڑا ہے۔ اس توریہ سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے ضمیر کو جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ سمجھ بھی گئے لیکن ہٹ دھرمی سے حق کو قبول نہیں کیا۔

سبب کو فاعل بنانے کی ایک اور مثال بھی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکار جلیلہ میں ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

اے میرے رب، ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

(ابراھیم - ۳۶)

کیونکہ بت لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے ہوئے تھے لہٰذا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کو گمراہ کرنے کا فاعل بتوں کو بنا ڈالا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیسرا توریہ یہ کیا تھا کہ اپنی زوجہ محترمہ کو اپنی بہن کہا۔ بہن کہنے سے ان کی مراد دینی بہن تھی۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلم تھے

یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہودی تھے، عیسائی کہتے تھے کہ عیسائی تھے حالانکہ وہ نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ مسلم تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

اے اہل کتاب، تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، توریت اور انجیل تو ان کے بعد اتری ہیں (پھر وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں۔

فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(آل عمران - ۶۵ تا ۶۷)

دیکھو، (اب تک) تم ان باتوں میں تو جھگڑتے ہی رہے ہو جن کا تمہیں (تھوڑا بہت) علم تھا لیکن ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (مطلقاً) علم نہیں، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ وہ بڑے پکّے موحّد مسلم تھے۔ (اور یہ بھی سن لو) وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی فال نہیں نکالی

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى اَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَاٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِاَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے جب تک کہ انہیں آپ کے حکم سے مٹا نہ دیا گیا۔ آپ نے ابراہیم و اسمٰعیل کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کافروں پر لعنت کرے، اللہ کی قسم ان دونوں بزرگوں نے کبھی کوئی تیر نہیں پھینکا تھا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا
يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾
مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ
اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ، وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾
وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ
الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ
نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ

أَوَلَمْ تَكُونُوٓا۟ أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ
مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ
فِى مَسَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ
وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ
ضَرَبْنَا لَكُمُ ٱلْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ
مَكَرُوا۟ مَكْرَهُمْ وَعِندَ ٱللَّهِ مَكْرُهُمْ
وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ
مِنْهُ ٱلْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ
ٱللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِۦ رُسُلَهُۥٓ

إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾
يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ
وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ
يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿۴۹﴾
سَرَابِيلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى
وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ
كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ، إِنَّ اللّٰهَ
سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَ
لِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَ
لِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) یہ خیال نہ کرنا کہ جو اعمال یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ ان سے غافل ہے، (نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ) اللہ تو ان کو اس دن تک کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ﴿۴۲﴾ (اس دن یہ لوگ) بھاگ رہے ہوں گے (دہشت کی وجہ سے) ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی اور دل ہوا ہو رہے ہوں گے ﴿۴۳﴾ اور (اے رسول، اُس دن سے آپ لوگوں کو ڈرائیے، جس دن یہ ظالم عذاب میں مبتلا ہوں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب، ہمیں کچھ دیر کی مہلت اور دیدے، (اب) ہم تیری دعوت کو قبول کرلیں گے اور (تیرے) رسولوں کی پیروی کریں گے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم اس سے پہلے (دنیا کی زندگی میں) قسمیں کھا کر (ایک دوسرے سے) نہیں کہتے تھے کہ تم کو کوئی زوال نہیں آئے گا (اور نہ تم عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے اب بتاؤ تمہارا خیال صحیح نکلا) ﴿۴۴﴾ تم ان لوگوں کے مکانوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہارے (سمجھانے کے) لئے (طرح طرح کی) مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (لیکن تم نے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کی) ﴿۴۵﴾ اور (اے رسول) ان ظالموں نے (اپنے اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدبیریں اللہ کی نظر میں تھیں (وہ رسولوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے) اگرچہ ان کی تدبیریں (اس بلا کی تھیں کہ ان) سے پہاڑ ٹل جاتے ﴿۴۶﴾ (اے رسول) آپ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کرے گا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے ﴿۴۷﴾ (اور اے رسول، یہ انتقام قیامت کے دن لیا جائے گا) جس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اور (زمین ہی نہیں بلکہ) آسمانوں کو بھی (بدل

دیا جائیگا) اور (جس دن) سب لوگ اللہ، یکتا و غالب کے سامنے (آکر کھڑے) ہو جائیں گے ﴿۴۸﴾ اس دن (اے رسول) آپ مجرمین کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے (کھڑے) ہوں گے ﴿۴۹﴾ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے، آگ نے ان کے چہروں کو ڈھانک لیا ہوگا ﴿۵۰﴾ (اور یہ میدانِ محشر میں ان سب کا جمع کرنا اس لئے ہوگا) تاکہ اللہ ہر شخص کو اسکے اعمال کا بدلہ دے، بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ﴿۵۱﴾ (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ) یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لئے (اللہ کا ایک) پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعہ ان کو ڈرایا جائے، انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہی اکیلا الٰہ ہے اور عقل مند لوگ نصیحت حاصل کریں ﴿۵۲﴾

معانی و مصادر

(تَشْخَصُ) شَخَصَ، یَشْخَصُ، شُخُوْصٌ (ن) کھلنا، کھولنا، طلوع ہونا، بلند ہونا۔

(مُهْطِعِيْنَ) اَهْطَعَ، یُهْطِعُ، اِهْطَاعٌ (باب افعال) تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنا۔

(مُقْنِعِیْ) اَقْنَعَ، یُقْنِعُ، اِقْنَاعٌ (باب افعال) بلند کرنا۔

(طَرْفُ) طَرَفَ، یَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) جھپکنا، پھیرنا، کنارہ۔

(هَوَآءٌ) هَوَآءٌ = ہوا۔

(زَوَالٌ) (تَزُوْلُ) زَالَ، یَزُوْلُ، زَوْلٌ وزَوَالٌ وزَوَلَانٌ وزُؤُوْلٌ (ن) ہٹ جانا، ہلاک ہونا، جھکنا۔

(سَكَنْتُمْ) سَكَنَ، یَسْكُنُ، سَكْنٌ وسُكْنٰی (ن) رہنا۔

(اَمْثَالُ) مَثَلَ، یَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثل ہونا۔

مَثَلَ، یَمْثُلُ، مِثْلٌ و مُثْلَةٌ (ن) سزا دینا۔ (اَمْثَالٌ = مَثَلٌ اور مِثْلٌ کی جمع۔ عبرت ناک واقعات)۔

(مُقَرَّنِيْنَ) قَرَّنَ، یُقَرِّنُ، تَقْرِیْنٌ (باب تفعیل) جکڑنا۔

(سَرَابِيْلُ) سَرْبَلَ، یُسَرْبِلُ، سَرْبَلَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ۔ رباعی مجرد) کرتا پہنانا۔

(سَرَابِيْلُ = سِرْبَالٌ کی جمع، کرتے)

(قَطِرَانٌ) قَطْرَنَ، یُقَطْرِنُ، قَطْرَنَةٌ (باب فعللة۔ رباعی مجرد) گندھک لگانا۔

(قَطِرَانٌ = قَطْرَانٌ = گندھک)۔

(وَاحِدٌ) وَحَدَ، یَحِدُ، وَحْدٌ، وَحْدَةٌ، حِدَةٌ، وَوُحُوْدٌ (ض) اکیلا ہونا۔

(اَلْبَابُ) لَبِبَ، یَلْبَبُ، لَبَبٌ ولَبٌّ ولُبٌّ ولَبَابَةٌ (س) عقل مند ہونا۔

تفسیر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے بت پرستی پہ ایک زبردست ضرب کاری لگائی لیکن کفار کب ماننے والے تھے۔ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پہ قائم رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ) اور اے رسول، کافروں کی سزا میں جو تاخیر ہو رہی ہے تو یہ نہ خیال کرنا کہ جو اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ ان سے غافل ہے۔ اللہ کو ان کے اعمال کا پوری طرح علم ہے اور وہ ضرور ان کو ان اعمال کی سزا دیگا (اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ) قیامت کا دن ہی ان کی سزا کے لئے کافی ہے اور وہ ان کے عذاب میں اسی دن کے لئے تاخیر کر رہا ہے۔ وہ اتنا ہولناک دن ہے کہ اس دن سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ؟ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذَالِكَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر جزء ۱۳۶ صفحہ ۹۶۰ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فناء الدنیا وبیان الحشر جزء ۲ صفحہ ۳۸۵)

تم ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے اٹھائے جاؤ گے، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ وقت اتنا زیادہ سخت ہوگا کہ وہ اس کا قصد بھی (نہ) کر سکیں گے (یعنی اسوقت کی سختی کے سبب سے کوئی کسی کی طرف متوجہ ہی نہ ہو سکے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، قَالَ يَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قولہ عز وجل ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم جزء ۸ صفحہ ۱۳۷)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم، آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرض کریں گے لبیک وسعدیک، خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا، دوزخ میں بھیجنے کے لئے لوگوں کو نکالو۔ آدم (علیہ السلام) عرض کریں گے کتنے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (آپ فرماتے ہیں) یہ وہ وقت ہوگا کہ بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں پاؤ گے حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا

عذاب اتنا سخت ہوگا (کہ اس سے ان پر مدہوشی طاری ہو جائے گی)۔

آگے فرمایا (مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ) اس دن لوگ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے میدانِ محشر کی طرف بھاگ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۸)

پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ○

(سال سائل۔ ۴۲ و ۴۳)

تو (اے رسول) انہیں چھوڑ دیجئے کہ بیہودہ مشاغل میں منہمک رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ یہ اس دن سے ملاقات کریں جس دن کا وعدہ ان سے کیا جا رہا ہے۔ جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح تیزی کے ساتھ دوڑ رہے ہوں گے گویا کہ وہ کسی پالے کے پتھر کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ○

(قٓ۔ ۴۴)

جس دن زمین ان (کی لاشوں) پر سے پھٹ جائے گی (اور) وہ (قبروں سے نکل کر) تیزی کے ساتھ (میدانِ محشر میں جمع ہو جائیں گے)، تو یہ جمع کر لینا ہمارے لئے آسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ○

(لآ اقسم بیوم القیٰمۃ۔ ۷)

(سن لو، وہ دن آئے گا جس دن) آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔

(لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ) دہشت کی وجہ سے ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی، پلکیں جھپکیں گی نہیں۔ یہ جملہ گویا (تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ) کی تشریح ہے۔

(وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ) اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ○
(والنّٰزعٰت - ۸)

اس دن (لوگوں کے) دل دھڑک رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۱۸)

(اے رسول) ان کو اس دن سے ڈرائیے جو (دن کہ بہت جلد آنے والا ہے (اس دن) جب دل (غم سے) گھٹ گھٹ کر گلوں سے آ لگیں گے۔

آگے فرمایا (وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ) اور اے رسول، لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ظالم عذاب میں مبتلا ہوں گے تو کہیں گے: اے ہمارے رب ہمیں کچھ عرصہ کی مہلت اور دیدے، اب ہم تیری دعوت کو قبول کرلیں گے اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا (اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ) کیا تم اس سے پہلے دنیا کی زندگی میں قسمیں کھا کر ایک دوسرے سے نہیں کہتے تھے کہ تمہیں کوئی زوال نہیں آئے گا۔ کیا تم نہیں سمجھتے تھے کہ تم اسی طرح عیش و آرام میں رہو گے، تم پر کوئی برا وقت نہیں آئے گا۔ اب بتاؤ تمہارا وہ دعویٰ صحیح نکلا (وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ) اور تم ان لوگوں کے مکانوں میں رہتے تھے جنہوں نے رسولوں کا انکار کر کے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ بھی ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا۔ کیسے کیسے عذابوں میں انہیں مبتلا کیا تھا اور ہم نے کس کس طرح سے مثالیں دے کر تمہیں سمجھایا تھا لیکن تمہیں نہ اگلے لوگوں کے انجام سے کوئی عبرت ہوئی اور نہ مثالوں سے کوئی نصیحت ہوئی، تو اب تمہاری یہ درخواست کہ ہمیں مزید مہلت دی جائے دنیا کی زندگی میں پھر لوٹا دیا جائے قابل قبول نہیں۔ اب تم اپنی سرکشی کا مزا چکھو۔ اللہ تعالیٰ سرکش لوگوں کے انجام سے ڈراتا ہوا فرماتا ہے :۔
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ، وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ○
(الرعد - ۶)

اور (اے رسول) یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کی جلدی کر رہے ہیں (حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ) ان سے پہلے عبرت ناک عذاب آ چکے ہیں (ایسا ہی عذاب ان پر بھی آ سکتا ہے لیکن) آپ کا رب (تاخیر کر رہا ہے

محض اس لئے کہ وہ) لوگوں کو ان کے ظلم کے باوجود معاف کرتا رہتا ہے ۔ (اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کبھی کا عذاب آگیا ہوتا) بے شک آپ کا رب عذاب بھی سخت دیتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ، قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

(یونس ۔ ۱۰۲)

(اے رسول) کیا یہ اسی جیسی گردش ایام کی منتظر ہیں جیسی گردش ایام ان سے پہلے لوگوں پر آچکی ہے ، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ○

(والذّاریات ۔ ۵۹)

جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لئے (عذاب الٰہی میں سے ان کا مقررہ) حصّہ (ان کو ملنے والا) ہے جس طرح ان سے پہلے ان کے ہم مشربوں (کو عذاب الٰہی میں سے اُن) کا (مقررہ) حصّہ (ملا) تھا لہذا ان کو مجھ سے (عذاب) کی جلدی نہیں کرنی چاہیئے ۔

حق و باطل کی مثال دیتا ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ، وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○

(الرعد ۔ ۱۷)

وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر تمام وادیاں اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں اور سیلاب اس جھاگ کو جو (پانی کے) اوپر آجاتا ہے اٹھا لیتا ہے (اور اسے بہا دیتا ہے) اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی نکلتا ہے جب تم زیور یا اور کوئی سامان بنانے کے لئے (کھوٹ ملے ہوئے سونے ، چاندی یا اور کسی دھات کو) آگ پر تپاتے ہو ۔ اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے (حق کی مثال صاف و شفاف پانی کی سی ہے اور باطل کی مثال میل

کچیلے کے جھاگ کی سی ہے) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور (صاف (شفاف پانی) جو لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوتا ہے زمین میں رہ جاتا ہے اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا رہتا ہے (تاکہ لوگوں کے سمجھنے میں آسانی ہو)۔

موحد اور مشرک کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا، وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ○

(العنکبوت۔ ۴۱ تا ۴۳)

(اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسی مثال مکڑی کی، وہ ایک گھر بناتی ہے۔ (اور سمجھتی ہے کہ وہ گھر اس کو محفوظ رکھے گا) حالانکہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے (وہ کیا حفاظت کریگا) کاش یہ (کافر) اس (بات کو) سمجھتے (کہ جس طرح مکڑی کا جالا کارسازی نہیں کر سکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے بھی ہیں ان میں سے کوئی بھی کارسازی نہیں کر سکتا)۔ جس جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں اللہ ان (سب) سے بخوبی واقف ہے (کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ عاجز و بے بس ہیں) اور اللہ غالب ہے (سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ) حکمت والا ہے (ہر کام حکمت سے کرتا ہے)۔ اور (اے رسول) یہ مثالیں ہم لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بار بار گذشتہ قوموں کے انجام کا حال سنا کر کافروں کو ڈرایا اور طرح طرح کی مثالیں دے کر انہیں سمجھایا لیکن وہ نہ مانے اور اپنے رسولوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے رہے (وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ) اور اے رسول، انہوں نے اپنے اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں کیں۔ ان کی تمام تدبیریں اللہ تعالیٰ کے علم میں تھیں، ان کی کامیابی اللہ تعالیٰ کی

مشیت پر موقوف تھی، وہ رسولوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے اگرچہ ان کی تدبیریں اتنی زبردست تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتے لیکن رسولوں نے ہمّت نہیں ہاری، وہ ان تمام تدبیروں اور سازشوں کا مردانہ وار پیغمبرانہ عزم وہمّت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ ان کے پائے استقامت میں کبھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ وہ کفار کی دشمنی اور ان کی تدابیر سے کبھی خوف زدہ اور سراسیمہ نہ ہوئے۔

تدابیر کا کامیاب ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے کہ یہ کفار جو کچھ کر رہے ہیں ان سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پہلے بھی ہم کفّار کی سازشوں کو ناکام کر چکے ہیں، اب بھی ناکام کریں گے (فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ) اور اے رسول، یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کریگا۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (الرعد۔ ۳۱)

بے شک اللہ (اپنے) وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ) بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے، غالب ہے، وہ ان کفار سے بدلہ لینے پر قادر ہے اور وہ یقیناً بدلہ لینے والا ہے۔ بدلہ لے کر رہے گا لیکن اس کے لئے ایک خاص دن مقرر ہے اور یہ وہ دن ہے (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) جس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائیگا اور آسمانوں کو بھی دوسرے آسمانوں سے بدل دیا جائیگا۔ نہ یہ زمین رہے گی اور نہ یہ آسمان۔ اس دن لوگ اللہ یکتا وغالب کے سامنے آکر کھڑے ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب فی البعث والنشور ۲/۵۱۷)

قیامت کے دن لوگ سفید زمین پر جو سرخی مائل ہوگی جمع کئے جائیں گے، وہ زمین ایسی ہوگی جیسے میدے کی روٹی، اس زمین پر کسی کا کوئی جھنڈا نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے اس قول "جس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے اور آسمان بھی بدل دئے جائیں گے" کے سلسلہ میں

فَقَالَ عَلَى الصِّرَاطِ (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب فی البعث والنشور جزء ۲ صـ۵۱۷)

دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول آدمی اس دن کہاں ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پل) صراط پر۔

حضرت ثوبان رضؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ اَحْبَارِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَعَتْهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِيْ فَقُلْتُ اَلَا تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ اِنَّمَا نَدْعُوْهُ بِاسْمِهِ الَّذِيْ سَمَّاهُ بِهٖ اَهْلُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اسْمِيْ مُحَمَّدٌ الَّذِيْ سَمَّانِيْ بِهٖ اَهْلِيْ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ جِئْتُ اَسْاَلُكَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ اِنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ اَسْمَعُ بِاُذُنِيْ فَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُوْدٍ مَّعَهٗ فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ قَالَ فَمَنْ اَوَّلُ النَّاسِ اِجَازَةً قَالَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفة منی الرجل جزء اول صـ۱۴۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا تھا اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور عرض کیا۔ السلام علیک یا محمد میں نے اسے ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے۔ میں نے کہا تو یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا یہودی نے جواب دیا ہم آپ کو اس نام کے ساتھ پکارتے ہیں جو آپ کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تجھے کچھ بتاؤں گا تو کیا تجھے فائدہ ہوگا۔ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین ہو جائے گی اور آسمان بدل کر دوسرے آسمان ہو جائیں گے تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے، اس نے دریافت کیا تو پھر سب سے پہلے کون اس پل سے پار ہو گا۔ آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے جو وعدہ کیا ہے کہ وہ کفار کو سزا دیگا تو یہ وعدہ قیامت کے دن پورا ہوگا اور ضرور ہوگا (وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ) اور اے رسول، اس دن آپ دیکھیں گے کہ تمام مجرمین مع ان کفار کے جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے کھڑے ہوں گے (سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ) ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے جو آتش گیر ہوتی ہے اور آسانی سے آگ پکڑ لیتی ہے۔ آگ ان کے چہروں کو ڈھانک لے گی (لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ) اور میدان محشر میں یہ سب کی حاضری اس لئے ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دے۔ جنہوں نے اچھے عمل کئے ہیں ان کو اجر و ثواب دے اور جنہوں نے برے عمل کئے ہیں ان کو سزا و عذاب دے اور یہ سب باقاعدہ حساب کے بعد ہوگا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس حساب سے غافل نہ ہوں (إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ) بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ (الانبیاء۔ ۱)

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے لیکن وہ پھر بھی غفلت میں (پڑے ہوئے دین حق سے) روگردانی کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ○ (هل اتاك۔ ۲۵ و ۲۶)

بے شک ان (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم کو ان (سب) کا حساب لینا ہے۔

آگے فرمایا (هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ) اے لوگو، خبردار ہو جاؤ یہ قرآن مجید تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہدایت ہے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو برے اعمال کے انجام سے ڈرایا جائے (وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ) اور لوگ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا الٰہ ہے، دوسرا کوئی الٰہ نہیں اور عقل مند لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول کے تین مقاصد بیان فرمائے۔

① لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانا،
② توحید کی تعلیم دینا، اور
③ عقل والوں کو نصیحت کرنا۔

عقل مند وہی لوگ ہیں جن کو اپنے انجام کی فکر ہوتی ہے اور جن کو اپنے انجام کی فکر ہوتی

ہے وہی نصیحت حاصل کرتے ہیں، وہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا الٰہ مانتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال سے غافل نہیں ہے، وہ ایک دن ضرور آپ سے ان اعمال کا حساب لے گا لہٰذا اس سے ڈرتے رہیئے اور اچھے اعمال کر کے اس کے غضب اور عذاب سے بچنے کی کوشش کیجئے۔

اے لوگو، آپ سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں۔ انہوں نے اپنے رسولوں کی پیروی نہیں کی لہٰذا وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ انہی کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دئے جائیں۔

اے لوگو، ایک دن ضرور آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اس دن آپ سے آپ کے اعمال کا حساب لیا جائے گا لہٰذا آپ اپنے اعمال کو ٹھیک کر لیجئے اور توحید پر سختی سے قائم رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ "حجر"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝۱

ترجمہ الٓرٰ۔ یہ (الٓرٰ کی) کتاب یعنی قرآن مبین کی آیتیں ہیں (جو اے رسول، آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں) ①

معانی ومصادر (مُبِیۡنٌ) اَبَانَ، یُبِیۡنُ، اِبَانَۃٌ (باب افعال) واضح ہونا، واضح کرنا، کاٹنا۔ (مادّہ: ب، ی، ن)۔

تفسیر الٓرٰ۔ "ا" "ل" اور "ر" یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ) یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مبین کی آیتیں ہیں۔ مبین کے معنی واضح اور روشن کے ہیں۔ قرآن مجید کو مبین اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس کی تمام آیتیں بہت واضح ہیں۔ ان میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں ہے۔ قرآن مجید توحید، رسالت، قیامت، جنت دوزخ، حشر ونشر، عقائد واعمال وغیرہ کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے جن میں نہ کوئی ابہام ہے نہ کوئی اشکال۔ ہر چیز صاف اور بآسانی سمجھ میں آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حٰمٓ ○ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ○ (حٰمٓ السجدۃ - ۱ تا ۳)

حٰمٓ۔ (یہ کتاب) رحمٰن ورحیم (اللہ) کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ (یہ ایک ایسی) کتاب (ہے) جس کی آیتیں علیحدہ علیحدہ کر دی گئی

ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو۔ مزید برآں یہ کتاب یعنی) قرآن ان لوگوں (کی ہدایت) کے لئے جو علم (و فہم) رکھتے ہیں عربی زبان میں (اتارا گیا) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ، هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ

(البقرۃ۔ ۱۸۵)

رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جس میں (تمام) لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت و ضلالت اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے واضح دلائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِّنْ مُّدَّكِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۲۲)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید بہت صاف اور واضح کتاب ہے۔ اس پر ایمان لائیے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ ۝۲ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ
يَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳ وَمَآ اَهْلَكْنَا
مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ
مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵

ترجمہ ایک وقت آنے والا ہے جب کافر یہ تمنا کریں گے کاش وہ مسلم ہوتے (۲) (اے رسول) آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے تاکہ یہ (خوب) کھائیں (پئیں) اور (دنیا کے چند روزہ مال و دولت سے) فائدہ اٹھالیں اور (لمبی لمبی) امیدیں انہیں (آخرت سے) غافل کردیں، پھر (قیامت کے دن تو) انہیں معلوم ہو ہی جائے گا (کہ کفر کا انجام کیا ہوتا ہے) (۳) اور (اے رسول) ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا اس (کے ہلاک ہونے) کا مقررہ وقت (پہلے سے) لکھا ہوا تھا (۴) کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۵)

معانی و مصادر (ذَرْ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا (ذَرْ = چھوڑ)۔
(یُلْہِ یُلْہِ) اَلْہٰی، یُلْہِیْ، اِلْہَاءٌ (باب افعال) مشغول کرنا۔
(اَمَلٌ) اَمَلَ، یَاْمُلُ، اَمَلٌ (ن) امید دلانا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ قرآن مبین کی آیتیں ہیں جو نازل کی جا رہی ہیں قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو واضح دلائل اور احکام سے پُر ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کفار اس کتاب پر ایمان لا کر مسلم ہو جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا بہر حال (رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ) ایک دن آنے والا ہے جس دن کفار خود پکار اٹھیں گے کہ کاش ہم مسلم ہوتے اور وہ دن قیامت کا دن ہو گا جس دن مسلمین جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ ○
(النحل - ۸۹)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور (اے رسول، یہ کتاب) مسلمین کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ ○
(النحل - ۱۰۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن کو) آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ (یہ قرآن) ایمان والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور مسلمین کو راہ راست بتائے اور (جنت کی) بشارت سنائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ○
(الزخرف - ۶۸ و ۶۹)

(اللہ ان سے فرمائے گا) اے میرے بندو، آج نہ تمہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم ہو گئے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَنَادٰی بِالنَّاسِ اِنَّہٗ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَۃٌ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر جزء ۱۴ ص۸۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ جزء اول ص۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا۔ انہوں نے (حکم کی تعمیل میں) لوگوں میں اعلان کیا کہ کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا سوائے مسلم شخص کے۔

الغرض قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف مسلم جنت میں جائیں گے، جو مسلم نہیں ہیں وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ جب کفار دیکھیں گے کہ مسلم کے علاوہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو رہا تو وہ حسرت سے کہیں گے کاش وہ بھی مسلم ہوتے لیکن اس وقت حسرت سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس آیت میں کفار کو ایک قسم کی ترغیب ہے کہ وہ دنیا میں مسلم بن جائیں۔ دنیا میں مسلم بن جانے ہی سے آخرت میں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

آگے فرمایا (ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ) اے رسول، اس ترغیب کے باوجود اگر یہ مسلم نہیں ہوتے تو انہیں چھوڑ دیجئے کہ خوب کھائیں پئیں، دنیا کے عارضی فائدے سے مستفید ہوں اور لمبی لمبی امیدیں انہیں آخرت سے غافل کرتی رہیں، پھر قیامت کے دن تو انہیں معلوم ہو ہی جائیگا کہ کفر کا انجام کیا ہوتا ہے (وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَلَھَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ) اور (اے رسول) ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا اس کے ہلاک ہونے کا مقررہ وقت پہلے سے لکھا ہوا تھا (مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّۃٍ اَجَلَھَا وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ) کوئی قوم نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے، ہر قوم اس وقت ہی ہلاک ہوگی جو وقت اس کے لئے مقرر ہے۔ اگر کفار کے عذاب میں تاخیر ہو رہی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ابھی وقت مقررہ نہیں آیا۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ غافل ہے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ عذاب کی دھمکیاں بے حقیقت ہیں۔ ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے اور جو وعیدیں کفار کو دی گئی ہیں وہ بھی ضرور پوری ہوں گی۔ کفار کو چاہئے کہ وقت مقررہ کا انتظار کریں۔ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے کہ کافروں کے عذاب میں تاخیر بے سبب نہیں، عذاب ضرور وقت مقررہ پر آئے گا اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا، نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ اگر وہ مسلم نہ ہوئے تو ضرور ایک نہ ایک دن عذاب آکر انہیں نیست و نابود کر دیگا۔ انہیں

چاہیئے کہ وقت مقررہ کے آنے سے پہلے کفر سے تائب ہو جائیں اور ایمان لے آئیں۔

عمل

اے لوگو، دنیا کی زندگی میں مسلم بن جائیے تاکہ آپ دنیا کے عذاب سے بھی بچ جائیں اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جائیں۔ عذاب کی تاخیر سے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیئے کہ آپ حق پر ہیں۔ عذاب تو مقررہ وقت پر آتا ہے، اس سے پہلے نہیں آسکتا۔ عذاب میں تاخیر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں ایمان لاکر آپ عذاب سے بچ جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ فوراً عذاب بھیج دے تو آپ کے لئے ایمان لانے کا موقع باقی نہ رہے اور آپ آخرت کے دائمی عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ
الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝٦ لَوْ مَا
تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ
اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝٨

ترجمہ اور (اے رسول یہ کافر آپ سے) کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس (کا دعویٰ ہے کہ اس) پر (اللہ کی طرف سے) نصیحت نازل ہوئی ہے تو دیوانہ ہے ⑥ (اور) اگر تو (اپنے دعوی میں) سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا ⑦ (اے رسول) ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ (مناسب وقت پر ہی) نازل کرتے ہیں، پھر اس وقت کافروں کو مہلت نہیں دی جاتی ⑧

معانی ومصادر (مَجْنُوْنٌ) جَنَّ، يَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا (مَجْنُوْنٌ = دیوانہ)۔
(حَقٌّ) حَقَّ، يَحُقُّ، حَقٌّ (ن) حق پر غالب کرنا، ثابت اور واجب کرنا۔ حَقَّ، يَحُقُّ حَقٌّ (ن، ض) ثابت اور واجب ہونا (حَقٌّ = سچ، حصہ، فیصلہ شدہ کام)

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تنبیہ کی تھی کہ اگر وہ کفر سے باز نہ آئے تو وقت مقررہ پر عذاب سے ہلاک کر دئے جائیں گے۔ کفار پر اس تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوا (وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ) کہنے لگے کہ اے وہ شخص جس کا دعویٰ ہے کہ اس پر یہ نصیحت اتاری گئی ہے تو تو دیوانہ ہے۔ کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا

کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدَيَّ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى قَوْمِكَ قَالَ وَعَلٰى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ قَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ

ضماد مکہ میں آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ کا ایک فرد تھا اور جنوں و آسیب وغیرہ کو جھاڑا کرتا تھا کہ اس نے مکہ کے بیوقوفوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں۔ اس نے کہا ذرا میں بھی انہیں دیکھوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انہیں شفا دیدے۔ غرضکہ وہ آپ سے ملا، اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جنوں وغیرہ کو جھاڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا دے دیتا ہے۔ آپ کی کیا مرضی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَمَّا بَعْدُ۔ ضماد نے کہا ان کلمات کا اعادہ فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ضماد کے سامنے ان کلمات کا اعادہ فرمایا۔ ضماد نے کہا میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، جادوگروں کی باتیں سنیں ہیں، شاعروں کے اشعار سنے ہیں، لیکن آپ کے اس کلام جیسا میں نے کلام نہیں سنا۔ یہ کلام تو سمندر کی تہ تک پہنچ گیا ہے آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے تاکہ میں اسلام پر آپ سے بیعت کروں۔ ضماد نے بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اپنی قوم کی طرف سے؟ ضماد نے عرض کیا ہاں میں

لِلْجَيْشِ هَلْ اَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوْهَا فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ جزء اول صـ۳۴۲)

اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ (مدینہ منورہ پہنچکر ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر روانہ فرمایا۔ وہ لشکر ضماد کی قوم پر سے گذرا تو اس لشکر کے سردار نے کہا، تم نے اس قوم کی تو کوئی چیز نہیں لی؟ ایک شخص نے کہا ہاں میں نے ان کا ایک لوٹا لیا ہے۔ سردار نے کہا جاؤ اسے واپس کر دو، یہ ضماد کی قوم ہے۔

الغرض کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دیوانہ کہہ کر مطالبہ کیا (لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے۔ فرشتوں کو دیکھکر ہمیں یقین آجائیگا کہ واقعی تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو۔ ان کے اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ) ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ مناسب وقت پر ہی نازل کرتے ہیں۔ فرشتے بے فائدہ اور بے مقصد نازل نہیں ہوتے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ہی وہ نازل ہوتے ہیں۔ نبیوں کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے، احکامات اور خوشخبریاں لے کر آتے ہیں۔ کافروں کے لئے وہ اسی وقت نازل ہوتے ہیں جب کافروں کی مہلت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہو جاتے ہیں اور جب وہ نازل ہوتے ہیں تو پھر کافروں کو مہلت نہیں دی جاتی بلکہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ کافروں کو چاہئے کہ ایسا مطالبہ نہ کریں جس کو اگر پورا کر دیا جائے تو ان کے حصہ میں سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہ آئے۔

عمل

اے لوگو، عذاب کے نازل ہونے سے پہلے توبہ کر کے ایمان لے آئیے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩

ترجمہ (اور اے رسول) یہ نصیحت ہم ہی نے نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۝٩

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ایک قول کا ذکر کیا یعنی (وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ) کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: اے وہ شخص جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس پر یہ ذکر نازل کیا گیا ہے تو محض دیوانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ) اس ذکر کو ہم نے نازل کیا ہے۔ یہ دیوانے کی بڑ نہیں ہے۔ کہاں دیوانے کی بڑ اور کہاں یہ کلام۔ ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اے دنیا کے لوگو، تم آج بھی اس کو پڑھ سکتے ہو اور دیانتداری سے فیصلہ کر سکتے ہو کہ یہ نہ دیوانے کی بڑ ہے اور نہ کسی سنجیدہ انسان ہی کا کلام ہے بلکہ یہ تو انسان سے بالاتر ہستی کا کلام ہے۔ یہ اس کا کلام ہے جو انسانوں کا خالق ہے اور کیونکہ ہم اس کو محفوظ کرنے والے ہیں لہٰذا آج ہی نہیں بلکہ آج کے بعد بھی آئندہ آنے والے زمانوں میں تم اس کو پڑھ کر دیانتداری سے فیصلہ کر سکتے ہو کہ یہ دیوانے کی بڑ تو کجا کسی بہترین ادیب کا کلام بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم نے بار بار چیلنج کیا ہے کہ لاؤ اس کے مقابلہ میں اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ لیکن نہ تم اس کی مثال پیش کر سکے اور نہ آئندہ کوئی پیش کر سکے گا۔ ہم نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور ہم اس کو اسی لئے محفوظ کر رہے ہیں تاکہ قیامت تک کے تمام ادوار میں یہ کلام اپنی معجزانہ خصوصیت کا اعلان کرتا رہے اور ہر عہد کے لوگوں کو للکار کر چیلنج کرے کہ اس جیسا کلام بنا کر لاؤ۔ کسی زمانہ میں کوئی ایسا کلام بنا کر نہیں لا سکے گا تو پھر اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اگر یہ کلام ضائع ہو جاتا جس طرح اس سے پہلے کی کتابیں ضائع ہو گئیں تو پھر بعد والے اس کے اعجاز کے کس طرح قائل ہوتے بلکہ اس کے محفوظ نہ ہونے کی صورت میں وہ اس کلام کے نزول کو محض ایک افسانہ سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ کر کے اسے ایک حقیقت بنا دیا۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے وہ کلام دیکھا ہی نہیں تو ہم کیسے اس کی صداقت اور اعجاز کے گواہ بن سکتے ہیں۔ قرآن مجید محفوظ ہے۔

اس کا ایک ایک لفظ حتیٰ کہ زبر و زیر تک محفوظ ہیں اور نہ صرف سفینۂ قرطاس میں محفوظ ہیں بلکہ سینۂ حفاظ میں بھی محفوظ ہیں۔ اگر تحریری صورت میں قرآن مجید دنیا سے معدوم بھی ہو جائے تب بھی اس کا ایک ایک لفظ محفوظ رہے گا اور سینۂ حفاظ سے پھر اسی طرح تحریری صورت میں محفوظ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا جو ذمہ لیا اسے کیسے معجزانہ طریقہ سے پورا کیا۔ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کا اس طرح پورا ہونا بھی قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے اور پھر اس کے کلام کا معجزہ ہونا اس پر مستزاد ہے۔ قرآن مجید کا یہ اعجاز زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ (بنی اسرآءیل - ۸۸)

اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں

قرآن مجید کا یہ اعجاز دراصل ہر زمانہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اسلام کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ، قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(ھود - ۱۳ و ۱۴)

(اے رسول) کیا کافر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (رسول) نے خود بنا لیا ہے (آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں تم بھی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن جن کو تم بلا سکتے ہو (اپنی مدد کے لئے) بلا لو۔ پھر (اے ایمان والو) اگر کافر تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ (اے کافرو) اب تو تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ بھی تمہیں جان لینا چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کیلئے تیار ہو (یا نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّآ اُعْطِيَ مِنَ

ہر نبی کو جس قدر آیات دی گئی ہیں اسی قدر ان پر

الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰوْمِنَ اَوْ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِیْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنِّیْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام والسنۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوا مع الکلم جزء ۹ ص۱۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا جزء اول ص۷۵)

ایمان لایا گیا ہے یا (اسی قدر) لوگ ایمان لائے اور مجھے تو وحی دی گئی ہے جو اللہ تعالےٰ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے انکی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن مجید کو محفوظ کیا بلکہ اس کی تشریح کو بھی محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا کام بھی مسلمین سے لیا اور اس کی تشریح یعنی احادیث نبوی کی حفاظت کا کام بھی مسلمین سے لیا۔ محدثین کرام کی مساعی جمیلہ اور محنت شاقہ کے نتیجے میں آج دنیائے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے صحیح احادیث کا ایک بیش بہا ذخیرہ محفوظ ہے جس کی روشنی میں ہر شخص بآسانی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق قرآن مجید کی عملی تشریح معلوم کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو سکتا ہے۔

احادیث نبوی کی حفاظت بھی بہت ضروری اور بہت اہم تھی۔ قرآن مجید کے الفاظ کا محفوظ ہونا اور اس کی عملی تشریح کا محفوظ نہ ہونا قرآن مجید کو بازیچۂ اطفال بنا دیتا۔ کوئی فرد بھی اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ قرآن مجید پر اللہ تعالےٰ کے منشاء کے مطابق عمل کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل نہ کرنا یہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہو سکتا۔ مثلاً "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" کے الفاظ کا کیا مطلب ہے، کیا منشاء ہے۔ صلوٰۃ کسے کہتے ہیں اسے کس طرح قائم کیا جائے، کس وقت اور کس دن قائم کیا جائے تو ظاہر ہے کہ محض "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" کا محفوظ ہونا منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی نہیں ہوتا لہٰذا بالبداہت ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے کلام کا منشاء بھی محفوظ ہونا ضروری ہے اور الحمد اللہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا منشاء یعنی قرآن مجید کی عملی تشریح بھی بالکل محفوظ ہے۔

آیت زیرِ تفسیر میں قرآن مجید کے بجائے "ذکر" کا لفظ استعمال کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف قرآن مجید کی حفاظت مطلوب نہیں ہے بلکہ پورے دین کی حفاظت مطلوب ہے جو قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بیان کیا گیا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین بالکل محفوظ ہے لہذا اس محفوظ و مکمل دین پر بے کھٹکے عمل کر کے نجات کا اہتمام کیجئے اور اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ محفوظ دین میں مشکوک چیزیں شامل نہیں ہو سکتیں اور نہ مکمل دین میں لوگوں کے قیاسات، فتوے اور اجتہادات شامل ہو سکتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ
شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٠﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ
مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١١﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ
فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٢﴾
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا
فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ⑮

ترجمہ اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی ہم گذشتہ امتوں میں رسول بھیجتے رہے ⑩ پھر ہوا یہی کہ جب کبھی بھی انکے پاس رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے ⑪ اسی طرح ہم اِن گنہگاروں کے دلوں میں بھی تمسخر (اور ہٹ دھرمی) داخل کر رہے ہیں ⑫ تو یہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگلے لوگوں کا طریقہ بھی یہی رہا ہے (کہ وہ ایمان نہیں لاتے تھے بلکہ مذاق اڑاتے تھے، آپ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہوتا آیا ہے، یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے) ⑬ اور (اے رسول) اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور یہ اس دروازے سے (آسمان پر) چڑھ جائیں (تب بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے) ⑭ کہیں گے کہ ہماری آنکھیں مخمور ہو گئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں) ⑮

معانی و مصادر (شِيَعٌ، شَاعَ، يَشِيعُ، شِيَاعٌ (ض) پیروی کرنا (شِيَعٌ = شِيْعَةٌ کی جمع: اتباع وانصار۔ پیروی کرنے والے اور مدد کرنے والے۔ فرقے۔

(نَسْلُكُ) سَلَكَ، يَسْلُكُ، سَلْكٌ وسُلُوكٌ (ن) داخل ہونا، داخل کرنا۔

(ظَلُّوا) ظَلَّ، يَظَلُّ، ظَلٌّ وظُلُولٌ (ف) ہمیشہ رہنا۔

(سُكِّرَتْ) سَكَّرَ، يُسَكِّرُ، تَسْكِيرٌ (باب تفعیل) گھونٹنا، بند کرنا، متحیر ہونا اور نظر نہ آنا۔

تفسیر آیاتِ زیرِ تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا معجزہ دکھانے کا مطالبہ بدستور جاری تھا، مطالبہ مسترد کیا جا رہا تھا اور عذاب میں برابر تاخیر ہو رہی تھی۔ یہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آزردگی کا باعث ہو سکتی تھیں لہٰذا اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ) اور اے رسول، آپ سے پہلے بھی ہم نے اگلی امتوں میں بہت سے رسول بھیجے

(وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لوگوں کے پاس رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔ ہر رسول کا مذاق اڑایا گیا، آپ کا بھی مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ آپ کے ساتھ یہ کوئی نئی اور انوکھی چیز نہیں ہے (كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ) جس طرح ہم نے گذشتہ لوگوں کے دلوں میں تمسخر داخل کر دیا تھا اسی طرح اِن مجرمین کے دلوں میں بھی داخل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں تمسخر ڈالنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا حالانکہ حقیقت وہی ہے جو اس سے پہلے کئی جگہ بیان کی جا چکی ہے کہ ہر فعل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ ہٹ دھرمی اور ضد کا نتیجہ تمسخر ہے اور کیونکہ ہٹ دھرمی اور ضد کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے لہٰذا جس شخص کے دل میں ہٹ دھرمی اور ضد ہوگی تو لازمی طور پر اس کے دل میں تمسخر بھی ہوگا۔ اگر لوگ ہٹ دھرمی اور ضد سے کام نہ لیتے تو کبھی یہ نتیجہ برآمد نہ ہوتا لہٰذا اس تمسخر کی اصل ذمہ داری ان کی ہٹ دھرمی اور ضد ہے اور ان کی یہ ہٹ دھرمی اور ضد ہی ہے جو ان کو ایمان لانے سے باز رکھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ (لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ) قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے اور نہ آئندہ لائیں گے (وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ) اور اے رسول، اگلے لوگوں کا طریقہ بھی یہی رہا ہے۔ آپ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہوتا آیا ہے۔ وہ لوگ بھی ہٹ دھرمی کرتے تھے اور اپنے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے، یہ لوگ بھی انہی کی طرح ہٹ دھرمی کر رہے ہیں اور آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ (یٰسٓ ۔ ۳۰)

بندوں پر افسوس ہے کہ جب (کبھی) ان کے پاس رسول آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

لہٰذا اے رسول، ان لوگوں کے تمسخر سے آپ ملول نہ ہوں بلکہ گذشتہ انبیاء کی طرح آپ صبر و استقامت سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ (الاحقاف ۔ ۳۵)

(اے رسول) جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے آپ بھی صبر کرتے رہیں۔

رہی یہ بات کہ ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ کیوں نہیں دکھایا جاتا تاکہ یہ لوگ اس کو دیکھ کر ایمان لے آئیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر پہلے کون ایمان لایا تھا جو یہ ایمان لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ

اور (اے رسول) (مطلوبہ) معجزہ بھیجنے سے

اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (بنی اسرآءیل۔ ۵۹)

ہمیں کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ اگلوں نے معجزوں کو جھٹلایا تھا (معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے)۔

(وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ) اور اے رسول، اگر ہم ان پر بطور معجزہ کے آسمان کا دروازہ بھی کھول دیں اور یہ اس دروازے سے آسمان پر چڑھتے بھی رہیں تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں بلکہ (لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ) یہ اس وقت بھی کہیں گے ہماری آنکھیں مخمور ہو گئی ہیں ہمیں ٹھیک طرح سے نظر نہیں آ رہا بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ کچھ نہیں بس جادو کا کرشمہ ہے اور پھر درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ جب انہیں شق القمر کا معجزہ دکھایا گیا تو انہوں نے اسے جادو ہی کا نتیجہ بتایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۱ تا ۲)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا (جو رسول کی صداقت اور قیامت کی ایک کھلی نشانی ہے) لیکن کافروں نے اسے نشانی تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے جادو قرار دیا) اور (اے رسول) اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھیں تو یہی کہیں گے یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

الغرض کفار کے تمسخر اور مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ملال ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کو رفع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے کر اشارۃً صبر و استقامت کی تلقین بھی کر دی۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ ہٹ دھرمی اور ضد سے آپ کا انکار نہ کیجئے قرآن مجید اور اس کا محفوظ ہونا یہ ایسے معجزے ہیں کہ اب کسی اور معجزہ کی ضرورت ہی نہیں۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا
وَّزَيَّنَّهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنٰهَا
مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿١٧﴾ اِلَّا
مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَالْاَرْضَ
مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا
مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ

بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ
اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا
نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾
وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ
فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ، وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ
بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ
وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور (اے لوگو، ہماری توحید اور قدرت کے اثبات کے لئے معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے، کائنات میں ہماری توحید اور قدرت کی بے شمار نشانیاں موجود ہیں) ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اسے مزیّن کر دیا (۱۶) ہم ہی نے ہر مردود شیطان سے اسے محفوظ کر دیا (کوئی شیطان آسمانی باتیں سن نہیں سکتا) (۱۷) اگر کوئی شیطان چوری چھپے کچھ سننا چاہے تو چمکتی ہوئی چنگاری اس کا پیچھا کرتی ہے (۱۸) ہم ہی نے زمین کو پھیلا دیا، ہم ہی نے اس میں پہاڑوں کو گاڑ دیا اور ہم ہی نے اس میں موزوں (و مناسب) چیزوں کو اگایا (۱۹) ہم ہی نے زمین میں تمہارے لئے اور نہ صرف تمہارے لئے بلکہ ان جانداروں کے لئے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے سامانِ معیشت پیدا کیا (۲۰) اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں لیکن ہم اس کو مقررہ مقدار میں اتارتے ہیں (۲۱) ہم بوجھل ہواؤں کو چلاتے ہیں، ہم ہی بادل سے پانی برساتے ہیں، پھر ہم ہی تم کو وہ پانی پلاتے ہیں حالانکہ تم اس کو جمع کر کے نہیں رکھتے (۲۲) ہم ہی زندہ کرتے ہیں، ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (تم سب کے) وارث ہیں (۲۳) جو لوگ تم سے پہلے آ چکے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں اور جو (تمہارے بعد) آنے والے ہیں ان کو بھی جانتے ہیں (۲۴) اور (اے رسول) آپ کا رب (قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا، بے شک وہ حکمت والا اور جاننے والا ہے (۲۵)

معانی و مصادر

(رَجِيْمٌ) رَجَمَ، يَرْجُمُ، رَجْمٌ (ن) پتھر مارنا، لعنت کرنا۔
(اِسْتَرَقَ) اِسْتَرَقَ، يَسْتَرِقُ، اِسْتِرَاقٌ (باب افتعال) چرا لینا، چپکے سے سن لینا۔
(مَوْزُوْنٌ) وَزَنَ، يَزِنُ، وَزْنٌ وَزِنَةٌ (ض) تولنا۔

(لَوَاقِحَ) لَقِحَ، یَلْقَحُ، لَقْحٌ ولَقَحٌ ولَقَاحٌ (س) اٹھانا (لَوَاقِحُ ۔ لَاقِحٌ کی جمع، بوجھل ہوائیں)۔

تفسیر کافروں کا شرک پر اصرار برابر جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کرتے ہوئے توحید کے دلائل بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا) اور اے لوگو، ہم نے آسمان میں برج بنائے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ○ (الفرقان - ۶۱)

بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں ایک چراغ اور ایک روشن چاند بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ○ (والسماء ذات البروج - ۱)

برجوں والے آسمان کی قسم۔

توحید پر استدلال کی نوعیت یہ ہے کہ کفار کے شرکاء یہ کام نہیں کر سکتے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں ہو سکتے اور نہ وہ الٰہ ہو سکتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ) اور ہم نے دیکھنے والوں کے لئے آسمان کو مزیّن کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○ (قٓ - ۶)

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان پر نظر نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور (کس طرح) اس کو زینت دی ہے۔ اس میں کہیں درز تک نہیں۔

(وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ) اور ہم نے آسمان کو ہر ملعون و مردود شیطان سے محفوظ کر دیا، کوئی شیطان آسمانی باتیں نہیں سن سکتا (اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ) ہاں اگر کوئی شیطان چھپ کر کوئی بات سن لے تو چمکتی ہوئی چنگاری اس کا پیچھا کرتی ہے اور اس کو مزید کچھ سننے سے باز رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا، ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ (حٰمٓ السجدۃ - ۱۲)

(اے رسول) ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت بخشی اور (ان کو ذریعہ) حفاظت (بھی بنایا)، یہ (اللہ) غالب اور علم والے کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں (جن کے

مطابق کائنات کا نظام چل رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ○

(الملك ۔ ۵)

اور (اے رسول) ہم ہی نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور ہم ہی نے ان چراغوں کو شیطانوں کے مارنے کی چیز بنایا اور ہم نے ان کے لئے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ایک بات جو شیطان چھپ کر سن لیتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ ایمان والوں کی آزمائش بھی کی جائے کہ وہ کاہنوں کی پیشین گوئیوں کی تردید کرتے ہیں یا ان پر ایمان لے آتے ہیں۔ اگر وہ کسی کاہن کی ایک پیشین گوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اس کی ہر پیشین گوئی کو صحیح مان لیتے ہیں تو یہ گمراہی کی علامت ہے اور عموماً جہلاء کا یہی شیوہ ہے کہ وہ کاہن کی ایک پیشین گوئی کے صحیح نکلنے پر اس کی ہر پیشین گوئی پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ اگر شیطانوں کو ایک بات بھی سننے نہیں دی جاتی تو لوگوں کی آزمائش نہیں ہوتی۔ جب کاہنوں کی ہر بات غلط نکلتی تو کوئی ان کی پیشین گوئیوں پر یقین نہ کرتا اور آزمائش کا جو ایک ذریعہ تھا وہ مفقود ہو جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَّ قَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَ مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَصَفَ سُفْيٰنُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَّرْمِيَ بِهَا اِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقُهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا اِلَى الَّذِيْ يَلِيْهِ اِلَى الَّذِيْ هُوَ

جب اللہ تعالیٰ آسمان پر فرشتوں کو کوئی حکم دیتا ہے تو اس حکم کو سنکر وہ عاجزی کے ساتھ اپنے پر مارنے لگتے ہیں (اور غور سے سنتے ہیں) ان کے پر مارنے سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسی آواز کہ پتھر پر زنجیر کھینچنے سے نکلتی ہے جب فرشتوں کے دل سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے، تو وہ کہتے ہیں جو کچھ حکم دیا ہے وہ حق ہے اور اللہ تعالےٰ بڑا بلند و برتر ہے۔ علی کہتے ہیں کہ سفیان نے کہا کہ فرشتوں کی باتیں شیطان چوری سے سنتے ہیں اور یہ شیطان اس طرح اوپر تلے ہوتے ہیں جیسے یہ انگلیاں پھر کبھی چنگاری باتیں سننے والوں کو قبل اس سے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بتائے جلا

اَسْفَلُ مِنْهُ حَتّٰی یُلْقُوْهَا اِلَی الْاَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلَی الْاَرْضِ فَتُلْقٰی عَلٰی فَمِ السَّاحِرِ فَیَکْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ کَذْبَةٍ فَیَصْدُقُ فَیَقُوْلُوْنَ اَلَمْ یُخْبِرْنَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا یَکُوْنُ کَذَا وَکَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْکَلِمَةِ الَّتِیْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الحجر جزء ۶ ص ۱۰۱ و ۱۰۲ عن ابی ھریرۃ)

ڈالتی ہے اور کبھی اس چنگاری کے اس تک پہنچنے سے پہلے وہ اپنے ساتھی کو بتا دیتا ہے اور اس طرح یہ باتیں وہ زمین تک پہنچا دیتے ہیں پھر ان باتوں کو جادوگر کے منہ میں ڈالا جاتا ہے اور وہ اس ایک میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے کبھی کوئی بات اس جادوگر کی سچ نکل آتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو فلاں دن اس جادوگر نے ہم سے یہ کہا تھا لہذا اس کی بات سچ نکلی حالانکہ یہ وہی بات ہے جو آسمان سے اڑائی گئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَلٰٓئِکَةُ تَتَحَدَّثُ فِی الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْاَمْرِ یَکُوْنُ فِی الْاَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّیَاطِیْنُ الْکَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِیْ اُذُنِ الْکَاهِنِ کَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ فَیَزِیْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ کَذْبَةٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ وباب ذکر الملئکۃ جزء ۴ ص ۱۵۲ و ص ۱۳۵)

فرشتے ابر میں آکر ان کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں جو دنیا میں ہوں گے تو شیاطین ان میں سے کوئی ایک آدھ بات سن لیتے ہیں اور اسے کاہنوں کے کان میں اس طرح ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی میں (پانی وغیرہ) ڈالا جاتا ہے۔ وہ کاہن اس میں سو جھوٹ کا اضافہ کر کے بیان کرتے ہیں۔

توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ) اور اے لوگو، ہم نے زمین کو پھیلا دیا، ہم نے اس میں پہاڑوں کو گاڑ دیا اور ہم نے اس میں موزوں و مناسب چیزوں کو اگایا (وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ) اور اے لوگو، ہم نے زمین میں تمہارے لئے بھی اور ان جانداروں کے لئے بھی جن کو تم کھلاتے پلاتے نہیں سامان معیشت پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ (الذّٰریات ۔ ۴۸)

اور ہم ہی نے زمین کو بچھایا اور ہم کتنے اچھے بچھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ○

اس کے بعد زمین کو بچھایا۔ (پھر) زمین سے

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ○ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ○ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○ (والنّٰزعات۔ ۳۰ تا ۳۳)

اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا۔ (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے جانوروں کے لئے (کیا)۔

(وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ) اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں لیکن ہم ہر چیز کو مقررہ مقداروں میں اتارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ○ (الرعد۔ ۸)

اس کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے۔

مقررہ مقداروں میں اتارنے میں ایک مصلحت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ، اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ○ (الشوریٰ۔ ۲۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ اپنے (تمام) بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں (بڑی) سرکشی کرتے لیکن اللہ (مقررہ) اندازے کے مطابق جس کی جتنی روزی چاہتا ہے نازل کرتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے (اور انہیں) دیکھ رہا ہے۔

آگے فرمایا (وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً) ہم ہی بوجھل ہواؤں کو چلاتے ہیں پھر ہم ہی بادل سے پانی برساتے ہیں (پھر ہم ہی وہ پانی تم کو پلاتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ○ لِّنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ○ (الفرقان۔ ۴۸ و ۴۹)

وہی ہے جو (بارانِ) رحمت سے پہلے (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور (اے لوگو، پھر) ہم ہی بادل سے پاکیزہ پانی برساتے ہیں تاکہ اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں پھر ہم ہی بہت سے جانوروں اور انسانوں کو جن کو ہم نے پیدا کیا ہے وہ پانی پلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو جس طرح چاہتا

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ○ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم - ۴۸ تا ۵۰)

ہے بالائی فضاؤں میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے، پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہو وہ (بڑے) مایوس تھے تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ) پھر ہم ہی بارش کا یہ پانی تم کو پلاتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہم اس پانی کو تمہارے لئے محفوظ کر دیتے ہیں یعنی دریاؤں میں، پہاڑوں میں، تالابوں میں اور زمین کی سوتوں میں ہم اس کو جمع کر دیتے ہیں پھر تم اس پانی کو استعمال کرتے ہو۔ تم اس کو جمع کر کے نہیں رکھتے۔ یہ سب کام ہم کر رہے ہیں نہ کہ وہ لوگ جن کو مشرکین نے ہمارا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے (وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ) ہم ہی زندہ کرتے ہیں، ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ سب یہاں اپنا مال و اسباب چھوڑ کر چلے جائیں گے اس مال و اسباب کا کون وارث ہو گا سوائے اس کے جو باقی رہنے والا ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ) تم میں سے جو لوگ پہلے آ چکے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کو بھی جانتے ہیں۔ یہ سب ہمارے علم میں ہیں (وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ، اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ) اور اے رسول آپ کا رب ان کو ایک دن ضرور جمع کرے گا، وہ حکمت والا ہے جاننے والا ہے، حکمتوں اور مصلحتوں کو وہ خوب جانتا ہے۔ قیامت کے دن کے آنے میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہے مزید برآں قیامت کا ایک وقت مقرر ہے، وہ اس وقت مقررہ پر ہی آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اس کے آنے کا کونسا وقت ہے۔

اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو سب کو جمع کرے گا۔ کوئی باقی نہیں بچے گا جو محشر میں حاضر نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

(مریم۔ ۹۳ و ۹۴)

آسمانوں میں اور زمین جتنے بھی ہیں سب ہی رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اللہ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور ان سب کو گن بھی رکھا ہے۔

آیات زیرِ تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان و زمین، نباتات و جمادات غرض یہ کہ کل کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر وہی کائنات کا نظام چلا رہا ہے تو جو ہستی یہ کام کر سکتی ہے وہ ہی الٰہ ہو سکتی ہے۔ کافروں کے معبودانِ باطل و شرکاء ان میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے پھر وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں اور جب وہ الٰہ نہیں ہو سکتے تو پھر ان کی پرستش بیکار ہے، ان سے مدد مانگنا بے سود ہے اور ان کو مشکل کشا سمجھنا سراسر جہالت ہے۔ الٰہ ہونے کے لئے خالق ہونا ضروری ہے، جو خالق نہیں وہ الٰہ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(لقمٰن۔ ۱۰ و ۱۱)

(اے کافرو) اللہ ہی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے معبود) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(الروم۔ ۴۰)

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے، جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور

بلند و بالا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل دینے کے بعد کفار کو تنبیہ کی کہ اگر وہ شرک سے باز نہ آئے تو ایک دن وہ ضرور اس کے پاس جمع ہوں گے اور پھر وہ اس دن ان کو ان کے شرک کی سزا دے گا۔

عمل

اے لوگو، کائنات کو اللہ تعالیٰ نے بنایا، وہی اس کا نظام چلا رہا ہے تو بس پھر اسی کی عبادت کیجئے۔ دوسرے لوگوں کی پرستش چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ وہ خالق نہیں لہذا پرستش کے قابل نہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾
وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ
مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا
مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ
رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ، اَبٰٓى
اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾
قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ
مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ
اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ
مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ
الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ
فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ
يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ
رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ
لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ
أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ
عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي
لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾
وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾
لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، لِكُلِّ
بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

ترجمہ ہم ہی نے انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (۲۶) اور اس سے پہلے ہم ہی نے جنات کو لُو کی آگ سے پیدا کیا (۲۷) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنانے والا ہوں (۲۸) تو جب میں اس کو مناسب شکل دے دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا (۲۹) پھر (ایسا ہی ہوا) تمام فرشتوں نے تو (حسب ارشاد الٰہی) سجدہ کیا (۳۰) مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا (۳۱) (اللہ نے) فرمایا اے ابلیس، تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا (۳۲) (ابلیس نے) کہا میں ایسے انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا جس کو تو نے کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا (۳۳) (اللہ نے) فرمایا (یہاں سے) نکل جا (آج سے) تو راندۂ درگاہ ہے (۳۴) تجھ پر روز جزا تک لعنت (اور پھٹکار برستی) رہے گی (۳۵) (ابلیس نے) کہا اے میرے رب، مجھے اس دن تک مہلت دیدے جس دن تمام لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے (۳۶) (اللہ نے) فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے (۳۷) (یہ مہلت) مقررہ میعاد کے دن تک (رہے گی) (۳۸) (ابلیس نے) کہا اے میرے رب، تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی اسی طرح زمین میں لوگوں کے لئے (دنیا اور گناہ کو) مزین کروں گا اور ان سب کو گمراہ کر دونگا (۳۹) مگر ہاں ان میں سے جو تیرے پسندیدہ بندے ہیں (وہ میرے چنگل سے بچ جائیں گے) (۴۰) (اللہ نے

فرمایا یہ (میرا) سیدھا راستہ (ہی) مجھ تک پہنچتا ہے (۴۱) میرے بندے (جو اس راستہ پر خلوص کے ساتھ چلیں گے) ان پر تو قابو نہیں پا سکے گا البتہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کریں گے (انہی پر تیرا قابو چلے گا) (۴۲) اور (جن لوگوں پر تیرا قابو چلے گا تو ایسے) تمام لوگوں کے لئے جس جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دوزخ ہے (۴۳) اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لئے ان لوگوں میں سے ایک حصہ مقرر ہے (۴۴)

معانی و مصادر (صَلْصَالٌ) صَلْصَلَ، یُصَلْصِلُ، صَلْصَلَةٌ (باب فعللة۔ رباعی مجرد) گونجنا، بجنا، آواز کرنا۔

(حَمَاٍ حَمِئٍ، یَحْمَئُ، حَمْأٌ وَحَمَأٌ (س) پانی کا کیچڑ بن جانا (حَمَأٌ = بدبودار کالی مٹی)۔

(مَسْنُوْنٌ) سَنَّ، یَسُنُّ، سَنٌّ (ن) جاری کرنا، تیز کرنا، کھن کھن کرتی ہوئی بنانا، سڑنا۔

(جَآنَّ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ، جُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا (جَآنٌّ = اسم فاعل ہے اور جن کا اسم جمع بھی ہے)۔

(سَمُوْمٌ) سَمَّ، یَسُمُّ، سُمُوْمٌ (ن) جلانا (سَمُوْمٌ = گرم ہوا)۔

(قَعُوْا) وَقَعَ، یَقَعُ، وُقُوْعٌ (ف) گر پڑنا۔ (قَعُوْا = جمع کے لئے امر کا صیغہ ہے، گر پڑو)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کو توحید کے اثبات میں بیان فرمایا۔ آیات زیر تفسیر میں انسان اور جنات کی پیدائش کا حال بیان کرنے سے جو مقصد ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان اور جنات کا خالق بھی وہی ہے جو خالق کائنات ہے تو پھر انسان اور جنات کا فرض ہے کہ اپنے خالق کو پہچانیں، اسی کی عبادت کریں اسی کو الٰہ مانیں، اسی کو مشکل کشا سمجھیں اور اسی کی اطاعت کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ) اور اے لوگو، ہم ہی نے انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ○ (المؤمنون - ۱۲)

اور (اے رسول) ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ○ (الصّٰفّٰت - ۱۱)

ان کو ہم نے چپکنے والی مٹی سے بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ۔
(الحج ۔ ۵)

(اے انسانو) ہم نے تم کو (ابتداءً) مٹی سے پیدا کیا۔

(وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ) اور اے لوگو، انسانوں سے پہلے ہم ہی نے جنات کو گرم ہوا کی آگ سے پیدا کیا تھا۔ ابلیس جن ہے اور اس نے اپنی نافرمانی کی وجہ بتاتے ہوئے یہی کہا تھا کہ اے اللہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے لہذا میں انسان سے افضل ہوں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ، كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۔
(الکھف ۔ ۵۰)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا آدم کو سجدہ کرو، تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، وہ جنات میں سے تھا لہذا اس نے اپنے رب کی حکم کی نافرمانی کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ، لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ، خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○
(الاعراف ۔ ۱۱ و ۱۲)

اور (اے لوگو) تم کو ہم ہی نے پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ (تمہارے باپ) آدم کو سجدہ کریں تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا۔ (اللہ نے اس سے) فرمایا جب میں نے تجھے (سجدہ کرنے کا) حکم دیا تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا میں اُس سے بہتر ہوں (اس لئے کہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کی پیدائش کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد پھر انسان کی پیدائش کا تفصیلی ذکر کیا۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر انسان کی فضیلت و برتری کا بھی ذکر فرما کر انسان کو اپنا احسان جتایا تاکہ وہ اس احسان کا شکر ادا کرے اور صرف

اسی کو الہٰ مانے جس نے اس کو پیدا کیا۔ اور پھر اس کو فرشتوں پر برتری بھی عطاء فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں ایک انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنا رہا ہوں (فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ) تو جب میں اس کو مناسب شکل دے دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ الغرض جب اللہ تعالےٰ نے اس انسان یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مناسب شکل دے دی اور اس میں اپنی روح پھونک دی (فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ) تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا (اِلَّآ اِبْلِيْسَ) مگر ابلیس نے نہیں کیا (اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ) اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۳۴)

اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اس نے تکبّر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

(قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے ابلیس، تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا (قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ) ابلیس نے کہا: میں انسان کو سجدہ نہیں کرتا جس کو تو نے کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ، اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ○ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○

(صٓ ۔ ۷۴ تا ۷۶)

اس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔ (اللہ نے) فرمایا اے ابلیس جس (انسان) کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے کونسی چیز تجھے مانع ہوئی، کیا تو نے تکبر کیا یا تو سرکش لوگوں میں سے ہے۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔

(قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں سے نکل جا، تو راندۂ درگاہ اور ملعون ہے (وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ) اور اب قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت اور پھٹکار برستی رہے گی (قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ) ابلیس نے کہا: اے میرے رب مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دیدے جس دن سب لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے (قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے مہلت دی جاتی ہے (اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ) اور یہ مہلت مقررہ میعاد یعنی قیامت کے دن تک رہے گی (قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لِاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ) ابلیس نے کہا: اے میرے ربّ، تو نے مجھے گمراہ کیا ہے تو اب میں یہ کرونگا کہ زمین میں لوگوں کے لئے بداعمالی کو مزین کرونگا اور سب کو گمراہ کر ڈالوں گا (اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ) مگر ہاں ان میں سے جو تیرے پسندیدہ بندے ہیں بس وہ میرے چنگل سے بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝

(الاعراف - ۱۶ و ۱۷)

(ابلیس نے) کہا جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے بھی، ان کے پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا (اور انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دوں گا) پھر تو ان میں سے اکثر کو شکرگزار نہیں پائے گا۔

(قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا سیدھا راستہ ہی مجھ تک پہنچتا ہے (اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ) اور جو میرے بندے خلوص کے ساتھ اس راستہ پر چلیں گے تو ان پر قابو نہیں پا سکے گا البتہ گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کریں گے انہی پر تیرا قابو چلے گا (وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ) اور جو لوگ تیری پیروی کریں گے تو ان سب کے لئے جس جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ جہنم ہے (لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ) جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لئے ان لوگوں میں سے ایک حصہ مقرر ہے۔ سات گروہوں میں یہ لوگ تقسیم کر دئے جائیں گے اور ہر دروازے سے ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
(الاعراف۔ ۱۸)

جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے میں (تجھ کو اور ان کو اکٹھا کر کے) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

عمل

اے لوگو تکبر نہ کیجئے۔ تکبر نے ابلیس کو ذلیل و رسوا کیا، یہ آپ کو بھی ذلیل اور رسوا کرے گا۔
اے لوگو، اپنی پیدائش پر غور کیجئے۔ کس چیز سے آپ کو پیدا کیا گیا ہے، کیا ایسی حقیر چیز سے پیدا ہونے کے باوجود آپ کو تکبر زیبا ہے۔
اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں قیاس نہ کیا کیجئے بلکہ فوراً عمل کیا کیجئے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مفصّل حالات

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ (آل عمران۔۳۴)

جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں اور ابلیس سے کہا: میں کھنکھناتے ہوئے سیاہ اور سڑے ہوئے گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔ جب میں اُسے ٹھیک طرح سے بنا کر مناسب شکل دے دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ (الحجر۔ ۲۸و۲۹) (الاعراف۔ ۱۱و۱۲)

الغرض اللہ تعالیٰ نے تمام زمین سے ایک مٹھی مٹی لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ (رواہ الترمذی و صححہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ جزء۲ صـ۳۲۲)

اللہ نے آدم کو پوری زمین کی ایک مٹھی (مٹی) سے پیدا کیا۔

پھر اس مٹی کے خلاصے سے گارا تیار کیا۔ (المؤمنون۔ ۱۲)

جب گارا سیاہ اور بدبودار ہو گیا اور اس میں سے کھن کھن کی آواز آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے آدم علیہ الصلوٰۃ کا پتلا بنایا۔ (صٓ۔ ۷۵۔ الحجر۔ ۲۸)

پھر اللہ تعالےٰ نے پتلے کو کچھ عرصہ کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیا۔ جب ابلیس نے اسے دیکھا تو اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا اور اس کو بغور دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ پتلا اندر سے خالی ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ اَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ (صحیح مسلم کتاب البر باب خلق الانسان خلقا لا یتمالک ۲/۴۴۰)

جب اللہ نے جنت میں آدم کو بنایا تو ان کو چھوڑ دیا جب تک چھوڑنا چاہا ابلیس نے اسے دیکھا تو اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا اور اس کو بغور دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ پتلا اندر سے خالی ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ اپنے اوپر

قابو نہ رکھ سکے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پتلے کو زندہ انسان بن جانے کا حکم دیا۔ حکم سنتے ہی وہ پتلا زندہ انسان بن گیا۔ (آل عمران ۔ ۵۹)

الغرض آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن انسانی وجود میں آئے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل الجمعۃ جزء اول ص۳۳۹)

سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ ہی کے دن آدم پیدا کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خُلِقَ اٰدَمُ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب خلق اٰدم صلوٰت اللہ علیہ ۔ جزء ۴ ص۱۶۱ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب یدخل اقوام افئدتہم مثل افئدۃ الطیر جزء ۲ ص۵۳۵)

آدم پیدا کئے گئے (تو) ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: جاؤ ان فرشتوں کو سلام کرو اور سنو وہ کیا کہتے ہیں، جو کچھ وہ کہیں اسی مفہوم کا تمہارا اور تمہاری ذریت کا سلام ہوگا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: "السّلام علیکم" فرشتوں نے جواب دیا علیك السلام ورحمۃ اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب بدء السلام جزء ۸ ص۶۲)

جب اللہ (تعالیٰ) نے آدم کو پیدا کیا تو ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان سے فرمایا: جاؤ (سامنے) بیٹھے ہوئے فرشتوں کی جماعت کو سلام کرو اور سنو وہ تمہیں کیا دعاء دیتے ہیں، وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا السلام علیکم: فرشتوں نے کہا علیك السّلام ورحمۃ اللہ۔ انہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَىْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اَىْ رَبِّ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ اَىْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اٰخِرِ الْاُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهٗ دَاوٗدُ قَالَ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمُرَهٗ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَىْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِىْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً (رواہ الترمذی وصححہ فی تفسیر سورۃ الاعراف جزء۲ صـ۳۶۲)

نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو اُن کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرتے ہی ہر روح جو انکی اولاد میں قیامت تک پیدا ہونے والی تھی نکل پڑی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا کیا۔ پھر ان روحوں کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے رب، یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں ایک شخص کو دیکھا۔ ان کو اس کی آنکھوں کے درمیان جو نور تھا وہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے کہا: اے میرے رب، یہ کون ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد کی آخری جماعتوں میں سے ایک شخص ہے جس کا نام داؤد ہے۔ انہوں نے پوچھا: اے میرے رب، تو نے اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ۶۰ سال۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اے میرے رب، میری عمر میں سے اس کے ۴۰ سال بڑھا دے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام فرشتے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے لیکن ابلیس نے تکبر کیا اور سجدہ نہ کیا۔ بلکہ سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا۔ اے ابلیس میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تجھے سجدہ کرنے سے کونسی چیز مانع ہوئی؟ کہنے لگا:۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔

(الاعراف۔ ۱۱و۱۲)

کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟ (بنی اسرائیل۔۶۱)

میں ایسے شخص کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے تو نے کھنکھناتے ہوئے سیاہ بدبودار گارے سے بنایا

ہے۔ (الحجر۔ ۳۳)

الغرض ابلیس نے جو کہ جنات میں سے تھا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور سجدہ نہیں کیا (الکہف۔ ۵۰)

اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا: تو یہاں سے نکل جا، تو ملعون ہے۔ تجھے یہاں تکبر نہیں کرنا چاہئے تھا تو نے تکبر کیا تو ذلیل ہوا۔ اب قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت برستی رہے گی۔

(الاعراف۔ ۱۳) (صٓ۔ ۷۷ و ۷۸)

ابلیس نے کہا: ایسے حقیر شخص کو تو نے مجھ پر برتری دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک کے لئے مہلت دیدے تو میں چند لوگوں کے علاوہ اس کی پوری ذریت پر غلبہ حاصل کرلوں گا۔

(بنی اسرائیل۔ ۶۲)

پھر ابلیس نے کہا: اے میرے رب، مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دیدے اللہ تعالےٰ نے فرمایا تجھے قیامت تک کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ ابلیس نے کہا: اے میرے رب، تیری عزت کی قسم، تو نے مجھے گمراہ کیا ہے تو اب میں بھی اس کی اولاد میں سے سوائے تیرے مخلص بندوں کے سب کو گمراہ کر کے رہوں گا۔

میں ان کے لئے دنیا کی زندگی کو مزین کروں گا تو وہ سب میری پیروی کریں گے۔ میں تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا۔ میں ان کے آگے سے بھی آؤں گا اُن کے پیچھے سے بھی آؤں گا، اُن کی داہنی طرف سے بھی آؤں گا اور ان کی بائیں طرف سے بھی آؤں گا، تو پھر تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا۔ (الحجر۔ ۳۶ تا ۴۰۔ الاعراف۔ ۱۶ و ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو سچی بات یہ ہے اور میں سچی بات ہی کہتا ہوں کہ میں تجھ سے اور ان سب سے جو ان میں تیری پیروی کریں گے جہنم کو بھر دوں گا۔ (صٓ۔ ۸۴ و ۸۵)

جا اور ان میں سے جن کو تو اپنی آواز سے بہکا سکتا ہے بہکا، اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کو بھی جمع کرلے اور ان پر حملہ کر اور ان سے ولفریب وعدے کرتا رہ لیکن جو میرے خالص بندے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں چلے گا۔ تیرا قابو تو بس انہی پر چلے گا جو پہلے سے گمراہ ہوں اور تیری پیروی کرنے لگ جائیں۔ میں ان کو جہنم میں داخل کروں گا جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے سے تیرے متبعین کے مختلف گروہ داخل ہوں گے۔ (بنی اسرائیل۔ ۶۳ و ۶۴۔ الحجر۔ ۴۲ تا ۴۴)

ابلیس کو راندۂ درگاہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے انکی بیوی کو پیدا کیا تاکہ وہ ان سے تسکین حاصل کریں۔ (الاعراف۔ ۱۸۹)

بیوی کو پسلی سے پیدا کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الْمَرْاَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ (صحیح بخاری) — عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔

کتاب بدء الخلق باب خلق آدم جزء ۴ ص ۱۶۱)

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ (الاعراف - ۱۹)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن جنت میں داخل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل یوم الجمعۃ جزء اول ص ۳۳۹) آدم جمعہ کے دن جنت میں داخل کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تم مع اپنی بیوی کے اس جنت میں رہو پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے پاس بھی نہ جانا ورنہ تم گناہگار ہو جاؤ گے اور نقصان اٹھاؤ گے اور اے آدم، یہ ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے اس سے ہوشیار رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ، اس جنت میں نہ تم بھوکے رہو گے اور نہ ننگے، نہ یہاں تم پیاسے ہو گے اور نہ یہاں تمہیں دھوپ سے تکلیف پہنچے گی۔ الغرض تمہیں یہاں ہر قسم کا عیش و آرام ہوگا۔ (الاعراف - ۱۹) (البقرۃ - ۳۵) (طٰہٰ - ۱۱۷ تا ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ نے ایک دن فرشتوں سے کہا میں زمین میں (آدم کو) خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا تو ایسی ہستی کو خلیفہ بنا رہا ہے جو زمین میں فساد مچائے اور خونریزی کرے ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

(ہم اس منصب کے زیادہ حق دار ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ (البقرۃ - ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء کے نام سکھا دئے۔ (البقرۃ - ۳۱)

(صحیح بخاری تفسیر سورۃ البقرۃ ۶/۳۱)

پھر ان اشیاء کو فرشتوں کے سامنے رکھ کر اُن سے کہا (کہ تم خلافت کے زیادہ حق دار ہو تو) ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا ہمیں تو ان ناموں کا کوئی علم نہیں۔ ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے، تو جاننے والا اور حکمت والا ہے (تو ہی جانتا ہے کہ اس میں تیری کیا حکمت ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:۔

اے آدم ان فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتا دو۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے

ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ (البقرۃ۔ ۳۱ تا ۳۴)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ مطہرہ جنت میں بڑے آرام سے رہ رہے تھے، لیکن ابلیس ان کے پیچھے لگا ہوا تھا اس نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان کی زوجہ مطہرہ کو بہکانا شروع کیا۔ کہنے لگا اے آدم میں تمہیں ایسا درخت نہ بتاؤں کہ جسکو کھا کر تم زندۂ جاوید ہو جاؤ اور تمہیں ایسی سلطنت مل جائے جس میں کبھی ضعف نہ آنے پائے۔ (طٰہٰ۔ ۱۲۰)

ابلیس تو یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح ان کی شرم گاہیں جو چھپی ہوئی تھیں انہیں برہنہ کر کے دکھا دے۔ ایک دن ان سے کہنا لگا تمہارے رب نے جو تمہیں اس درخت سے منع کیا ہے تو صرف اس لئے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ، یا ہمیشہ زندہ نہ رہو۔ پھر ابلیس نے قسم کھا کر کہا میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں اس لئے یہ باتیں تمہیں بتا رہا ہوں تم اس درخت کو کھا لو تو تمہارا ہی بھلا ہے۔

(الاعراف۔ ۲۰ و ۲۱)

الغرض اللہ تعالیٰ نے جو عہد اس درخت کے پاس نہ جانے کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا تھا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بھول گئے۔ (طٰہٰ۔ ۱۱۵)

ابلیس نے بالآخر دونوں کو ورغلا ہی دیا۔ (الاعراف۔ ۲۲)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ حضرت حوّاء نے بھی اس درخت کو کھانے کا مشورہ دیا اور ان دونوں نے اس درخت میں سے کچھ کھا ہی لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واذ قال ربك للملٰئکۃ جزء ۴ ص ۱۶۱)

اگر حوّاء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی ہرگز خیانت نہ کرتی۔

درخت کا کھانا ہی تھا کہ ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے ظاہر ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر انہوں نے جنت کے پتّے اپنے اوپر چپکانے شروع کر دئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکار کر فرمایا۔ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان (یعنی ابلیس) تم دونوں کا کھلا دشمن ہے (اس سے ہوشیار رہنا) (الاعراف۔ ۲۲)

الغرض اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جمعہ کے دن جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل الجمعۃ جزء ۱ ص ۳۳۹)

جمعہ کے دن آدم کو جنت سے باہر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں سے اتر کر نیچے چلے جاؤ اس لئے کہ تم میں بعض بعض کے دشمن

ہیں دشمنی کا یہاں کیا کام)، اب تمہیں کچھ عرصے کے لئے زمین پر رہنا ہے اور وہیں فائدہ اٹھانا ہے۔ (البقرۃ - ۳۶)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اپنی زوجہ مطہرہ کے زمین پر آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ کو مندرجہ ذیل دعائیہ کلمات سکھائے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف - ۲۳)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

ان دونوں نے ان دعائیہ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برگزیدہ کیا اور ان کو ہدایت پر گامزن کر کے منزل مقصود پر پہنچایا۔ (طٰہٰ - ۱۲۲)

توبہ قبول فرمانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اب تم نیچے ہی رہو۔ تمہیں اب کچھ دن زمین ہی میں رہنا ہے اور اسی میں فائدہ اٹھانا ہے۔ اسی میں تمہیں زندہ رہنا ہے اسی میں تمہیں مرنا ہے اور اسی سے تم کو زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ (الاعراف - ۲۴ و ۲۵)

اسی زمین کی زندگی میں جب کبھی میری طرف سے ہدایت آئے تو اس پر عمل کرنا۔ جو شخص اس پر عمل کرے گا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبختی کا شکار ہوگا۔ اسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم یعنی وہ دوبارہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ (البقرۃ - ۳۸ و ۳۹)

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر رہنے لگے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عمدہ لباس کا انتظام فرمایا (الاعراف - ۲۶)

ان کی اولاد بھی خوب ہوئی۔ (النسآء - ۱)

اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو عزت و کرامت سے سرفراز فرمایا۔ بحر و بر میں ان کی نقل و حرکت کے لئے سواریاں مہیا کیں، ان کے لئے پاکیزہ کھانوں کا انتظام فرمایا اور ان کو اپنی مخلوقات میں سے بہت سی مخلوقات پر برتری عطاء فرمائی۔ (بنی اسرآءیل - ۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد سے فرمایا اے بنی آدم میں نے تمہارے لئے لباس اُتار دیا ہے تاکہ وہ تمہارے ستر کو بھی چھپائے اور تمہارے لئے باعث زینت بھی ہو، تقویٰ اختیار کرنا، تقویٰ سے بہتر کوئی چیز نہیں (الاعراف - ۲۶)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا کہ شیطان کی عبادت یعنی اس کی اطاعت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا (اطاعت کرنا) یہی صراط مستقیم ہے (یٰسٓ - ۶۰ و ۶۱)

اے بنی آدم. شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے جس طرح اُس نے تمہارے والدین کو فتنہ میں ڈال کر جنت سے نکلوا دیا، ان کا لباس اتروا دیا اور ان کو ایک دوسرے کے سامنے برہنہ کر دیا۔ دیکھو وہ اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتے رہتے ہیں، تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ (الاعراف۔ ۲۷)

اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو، کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف۔ ۳۱)

اے بنی آدم جب تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں جو میری آیات تم کو پڑھ کر سنائیں تو ان کی بات سننا اور پرہیزگاری اختیار کرنا) جو لوگ پرہیزگاری اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کریں گے تو انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کو ماننے اور ان کے مطابق عمل کرنے سے سرکشی کی تو وہ دوزخ میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(الاعراف۔ ۳۵ و ۳۶)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دو بیٹوں کا واقعہ

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کثرت سے ہوئی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ان میں سے دو بیٹوں نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کی۔ اللہ تعالےٰ نے ایک کی قربانی قبول فرمائی دوسرے کی قبول نہیں فرمائی۔ اس کو اپنے بھائی سے جس کی قربانی قبول ہوئی تھی حسد پیدا ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی سے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ اس نے کہا کہ اس میں حسد کی کیا بات ہے) اللہ تو متقی لوگوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔

(تم متقی نہیں ہو اس لئے تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی، اس میں میرا کیا قصور ہے)

اور اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور میں تو چاہتا ہوں کہ تم میرا اور اپنا دونوں کا گناہ سمیٹو اور دوزخی بن جاؤ۔ اتنی نصیحت کے باوجود بھی وہ اپنے بھائی کے قتل کرنے سے باز نہیں آیا اور آخر اُسے قتل کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد وہ بہت نقصان میں رہا قتل تو کر دیا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ مقتول بھائی کی لاش کا کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین پر اُتر کر زمین کریدنے لگا قاتل بھائی نے اس کوّے سے سیکھا کہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔

کوّے سے یہ بات سیکھنے کے بعد وہ کہنے لگا ہائے افسوس میں تو اس کوّے سے بھی گیا گذرا ہو گیا کہ مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ بھائی کی لاش کو کس طرح چھپایا جائے۔

کوّے سے یہ بات سیکھنے کے بعد وہ کہنے لگا ہائے افسوس! الغرض وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور پچھتاتا رہا۔ (المآئدۃ۔ ۲۷ تا ۳۱)

یہ قاتل بھائی ہی پہلا شخص ہے جس نے بنی آدم میں قتل کو جاری کیا اور جو قتل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ان کا عذاب اس کے حصّے میں بھی آتا رہتا ہے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واذقال ربک جزو ۴ ص ۱۶۲)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا آخری وقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا قَضٰی عُمُرُ اٰدَمَ جَآءَ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا لِابْنِكَ دَاوٗدَ قَالَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِیَ اٰدَمُ فَنُسِّيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَخَطِئَ اٰدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهٗ (رواہ الترمذی وصححہ فی تفسیر سورۃ الاعراف جزو ۲ ص ۳۶۵)

جب آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی عمر پوری ہوگئی تو ان کے پاس موت کا فرشتہ آیا۔ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: کیا میری عمر میں ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں۔ فرشتہ نے کہا: کیا آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو چالیس سال نہیں دئے تھے۔ آدم نے انکار کیا، ان کی اولاد بھی انکار کرتی ہے، آدم بھلادئے گئے ان کی اولاد بھی بھلادی جاتی ہے۔ آدم نے خطا کی ان کی اولاد بھی خطا کرتی ہے۔

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوگئی تو فرشتوں نے انہیں طاق مرتبہ غسل دیا پھر ان کو لحد میں دفن کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمَّا تُوُفِّیَ اٰدَمُ غَسَلَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالْمَآءِ وِتْرًا وَاَلْحَدُوْا لَهٗ (رواہ الحاکم فی کتاب التاریخ باب ذکر آدم علیہ السلام۔ سندہٗ صحیح۔ المستدرک جزو ۲ ص ۵۴۵)

جب آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے انہیں پانی سے طاق مرتبہ غسل دیا پھر ان کو لحد میں دفن کر دیا۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل!

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب فرمایا (آل عمران ۔ ۳۳)
ان کو تمام انسانوں کا باپ بنایا اور اپنے ہاتھ سے ان کی تخلیق کی۔ فرشتوں سے انہیں سجدہ کرایا اور انہیں تمام چیزوں کے ناموں کی تعلیم دی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَجْتَمِعُوْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ ۶/۲۱)

قیامت کے دن مؤمنین جمع ہوں گے، پھر وہ کہیں گے کاش ہم کسی سے اپنے رب کے پاس سفارش کرائیں۔ الغرض وہ آدم کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: آپ تمام لوگوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّ
عُيُونٍ ﴿۴۵﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ
آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي
صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا
عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا
يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ
مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ
عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ

الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

ترجمہ متقین باغوں اور چشموں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (۴۵) (قیامت کے دن ان سے کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوجاؤ (۴۶) ہم ان کے دلوں سے بغض وکینہ کو نکال دیں گے (پھر) وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ وہ بھائی بھائی ہیں (۴۷) نہ انہیں وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے (کبھی) نکالے جائیں گے (۴۸) (اور اے رسول) میرے بندوں کو بتادیجئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں (۴۹) اور یہ کہ میرا عذاب بڑا دردناک عذاب ہے (۵۰)

معانی ومصادر (نَزَعْنَا) نَزَعَ ، یَنْزِعُ ، نَزْعٌ (ض) کھینچ لینا۔ معزول کرنا۔ (غِلٌّ) غَلَّ ، یَغِلُّ ، غِلٌّ وغَلِیْلٌ (ض) کینہ ور ہونا۔ (غِلٌّ = کدورت ، کینہ)۔ (نَصَبٌ) نَصَبَ ، یَنْصُبُ ، نَصْبٌ (ض،ن) تکلیف دینا، گاڑنا (نَصَبٌ = تکلیف)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کی پیروی کرنے والوں کا انجام بتایا تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کا انجام بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ) بے شک متقین باغوں اور چشموں میں شاداں وفرحاں ہوں گے۔ (اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ) قیامت کے دن اُن سے کہا جائے گا: ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔ وہ باغ کیا ہیں، سلامتی کا گھر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○
(الانعام۔ ۱۲۷)

ان (نصیحت حاصل کرنے والوں) کے لئے ان اعمال کے صلہ میں جو یہ کر رہے ہیں ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور ان کا رب ان کا دوست ہے۔

آگے فرمایا (وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ) ہم ان کے دلوں سے بغض اور کینہ کو نکال دیں گے پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پہ اس طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ وہ بھائی بھائی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص ۱۴۳ و ص ۱۴۵)

ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے نہ ان میں اختلاف ہوگا، نہ بغض ہوگا اور نہ حسد۔

آگے فرمایا (لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ) متقیوں کو جنت میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذَالِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب فی دوام نعیم اهل الجنة ۲/۵۳۴)

ایک منادی ندا دے گا (اے اہل جنت) تمہارے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہوؤ گے زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہوؤ گے، راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہ آئے گی، یہی مطلب ہے اللہ کے اس فرمان کا کہ جنتیوں سے پکار کر کہا جائے گا یہ تمہاری جنت ہے جس کے تم اس وجہ سے وارث ہوئے ہو کہ تم اعمال صالحہ کرتے تھے۔

(وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ) اور وہ کبھی بھی جنت سے نکالے نہیں جائیں گے۔ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ ص ۱۲۲ و صحیح مسلم کتاب الجنة

جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت لائی جائے گی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کے درمیان رکھی جائے گی، پھر ذبح کی جائے گی، پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، اے جنت والو، (اب) موت نہیں اور اے دوزخ والو، (اب) موت نہیں، جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔

وصفة نعيمها يا ب النار يد خلها
الجبارون جزء ۲ صـ۵۳۸)

آگے فرمایا (نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ) اے رسول میرے بندوں کو بتا دیجئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں (وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ) اور یہ کہ میرا عذاب بہت دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے ناامید نہ ہوں اور نہ اس کی سزا سے نڈر و بیخوف ہو جائیں۔ رحمت کی امید بھی رکھیں اور عذاب سے ڈرتے بھی رہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(الزمر۔ ۵۳ و ۵۴)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے): اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور (اے میرے بندو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے لئے اسلام لے آؤ ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر تمہیں (کہیں سے) مدد نہیں ملے گی۔

عمل

اے ایمان والو، متقی بننے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئیے اور نہ اس کے عذاب سے بے خوف ہو جائیے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى
اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ
مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ
يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا

الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ
اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ
اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾
اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۭ قَدَّرْنَآ
اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنائیے ﴿۵۱﴾ جب مہمان انکے پاس پہنچے تو انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے کہا ہمیں آپ سے ڈر معلوم ہوتا ہے ﴿۵۲﴾ مہمانوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں، ہم آپ کو ایک ذی علم لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری سناتے ہیں ﴿۵۳﴾ ابراہیم نے کہا کیا تم مجھے ایسی حالت میں خوشخبری سنا رہے ہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اب کیسی خوشخبری! (اب کیسے لڑکا ہوگا) ﴿۵۴﴾ مہمانوں نے کہا ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنا رہے ہیں لہذا آپ مایوس نہ ہوں ﴿۵۵﴾ ابراہیم نے کہا سوائے گمراہوں کے اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہو سکتا ہے ﴿۵۶﴾ پھر ابراہیم نے کہا: اے فرشتو (اچھا یہ بتاؤ کہ) تمہارے آنے کا (اور) کیا مقصد ہے ﴿۵۷﴾ فرشتوں نے کہا ہم مجرم لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں (تاکہ ان سب کو ہلاک کر دیں) ﴿۵۸﴾ سوائے لوط کے گھر والوں کے،

ان سب کو ہم (مجرموں کی بستی سے نکال کر ہلاکت سے) بچالیں گے (۵۹) البتہ لوط کی بیوی (ہلاکت سے نہیں بچے گی) ہمارا فیصلہ ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی (اور ہلاک ہوجائے گی) (۶۰)

معانی ومصادر

(ضَیْفٌ) ضَافَ، یَضِیْفُ، ضَیْفٌ، ضِیَافَۃٌ (ض) مہمان ہونا۔ مہمانی چاہنا (ضَیْفٌ = مہمان، مفرد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے)۔
(یَقْنَطُ) قَنِطَ، یَقْنَطُ، قَنَطٌ (س) قَنَطَ، یَقْنُطُ وقَنَطَ، یَقْنِطُ، قُنُوْطٌ (ض ون) وقَنُطَ، یَقْنُطُ قَنَاطَۃٌ (ک) ناامید ہونا۔
(خَطْبٌ) خَطْبٌ = حالت۔ خَطْبُکُمْ = تم کیسے آئے؟۔
(قَدَّرْنَا) قَدَّرَ، یُقَدِّرُ، تَقْدِیْرٌ (باب تفعیل) اندازہ کرنا، فیصلہ کرنا، حکم لگانا، تنگی کرنا۔
(غٰبِرِیْنَ) غَبَرَ، یَغْبُرُ، غُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، رہ جانا (غَابِرٌ = باقی)۔

تفسیر

گذشتہ آیت نَبِّیٔ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم اور مغفرت بے پایاں کی طرف اشارہ کرکے امید دلائی کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے۔ اس کی رحمت سے کبھی بھی ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ ہر بندہ بھی جس وقت چاہے اپنے رب سے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالےٰ کو رحیم اور مغفرت کرنے والا پائے گا۔ وہ اس کے دربار سے مایوس ہوکر نہیں لوٹے گا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت بیٹا عنایت فرمایا جس وقت بظاہر بیٹا ہونے کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی۔
اللہ تعالیٰ کے دربار سے مایوس ہوکر وہی شخص لوٹ سکتا ہے جو گمراہی اور سرکشی پر اصرار کرے۔ ایسے ہی شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (وَاَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ) بیشک میرا عذاب بہت دردناک ہے۔ مثال کے طور پر لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم باوجود سمجھانے کے نہ مانی، اپنی سرکشی پر اصرار کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دردناک عذاب بھیج کر ان کو نیست و نابود کردیا۔
مندرجہ بالا مثالوں کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَنَبِّئْھُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ) اور (اے رسول) ان کفار کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنائیے (اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا) جب وہ مہمان ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ — اور (اے رسول) جب ابراہیم کے پاس

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ○ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً۔

(ھود۔ ۶۹ و ۷۰)

ہمارے فرشتے (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے (ابراہیم کو) سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا اور ابھی کچھ زیادہ وقت گذرنے نہیں پایا تھا کہ (ان کے لئے) بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ (فرشتوں نے اُسے نہ کھایا) ابراہیم نے جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں اجنبی خیال کیا اور ان سے (ایک قسم کا) خوف محسوس کیا۔

الغرض جب مہمانوں نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضیافت قبول نہیں کی تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے ڈر محسوس ہوا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال کیا کہ یہ کسی بُرے ارادے سے آئے ہیں اسی لئے ضیافت قبول نہیں کرتے یہ سمجھ کر (قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے صاف کہہ دیا کہ ہمیں آپ لوگوں سے ڈر محسوس ہوتا ہے (قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ) مہمانوں نے کہا: آپ ڈریئے نہیں (ہم فرشتے ہیں) ہم آپ کو ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری سنانے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ○

(ھود۔ ۷۰)

فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں (ہم فرشتے ہیں، ہم کھانا نہیں کھاتے)۔

(قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم مجھے ایسی حالت میں خوشخبری سُنا رہے ہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب کیسی خوشخبری! قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ) فرشتوں نے کہا ہم آپ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنا رہے ہیں لہٰذا آپ مایوس نہ ہوں (قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں مایوس نہیں ہوں اور اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہو سکتا ہے سوائے گمراہوں کے (قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ) پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے فرشتو، اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے آنے کا اور کیا مقصد ہے (قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ) فرشتوں نے کہا: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان سب کو ہلاک کر دیں (اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ، اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ) سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم ان

سب کو مجرموں کی بستی سے نکال کر ہلاکت سے بچالیں گے (اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ) مگر لوط کے گھر والوں میں سے ان کی بیوی کو ہلاکت سے نہیں بچائیں گے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے متعلق) ہمارا نوشتہ تقدیر یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ پیچھے رہ جائے گی۔ وہ اپنی قوم کے ساتھ ملی ہوئی ہے لہذا اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کی اسی خیانت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

(التحریم ۔ ۱۰)

کافروں کے لئے اللہ نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے۔ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ ان دونوں نے ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی، (کافروں سے سازباز اور ان کے لئے جاسوسی کرتی رہیں) تو وہ نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آسکے، ان عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ (دوزخ میں) داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہوا کیجئے۔ اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھیئے۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾
قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا
فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ اَتَيْنٰكَ
بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ
مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ
تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ

اَلْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ
مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ
الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾
قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا
تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
لَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ
نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ
هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ
فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ

سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا
عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿۷۵﴾
وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿۷۶﴾ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ الغرض جب وہ فرشتے لوط کے گھر والوں کے پاس پہنچے (۶۱) (تو) لوط نے (ان سے) کہا تم اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو (۶۲) انہوں نے کہا نہیں (ہم اجنبی یا دشمن نہیں ہیں) بلکہ (ہم تو فرشتے ہیں) ہم تو وہ (عذاب) لے کر آئے ہیں جس کے متعلق (تمہاری قوم کے) لوگ شک کرتے تھے (۶۳) ہم آپ کے پاس حق کے ساتھ آئے ہیں اور ہم (اس بیان میں بالکل) سچے ہیں (۶۴) (عذاب آنے والا ہے) لہٰذا آپ کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے، آپ ان (سب) کے پیچھے رہئے، آپ لوگوں میں سے کوئی شخص

اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں جانے کا آپ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہاں (سیدھے) چلے جائیے (۶۵) اور (اے رسول) ہم نے لوط کو یہ بات بتا دی تھی کہ صبح ہوتے ہوتے ان تمام لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی (۶۶) اور (اے رسول، جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو) شہر والے (ان کو دیکھ کر) خوشی خوشی (لوط کے پاس) آئے (۶۷) لوط نے کہا (اے لوگو) یہ میرے مہمان ہیں لہٰذا (ان کے ساتھ بُرا ارادہ کر کے) مجھے رسوا نہ کرو (۶۸) اے لوگو، اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو (۶۹) انہوں نے کہا کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا کہ آپ دنیا جہان کے لوگوں کو ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کریں (۷۰) لوط نے کہا اگر تمہیں (کچھ) کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) لڑکیاں موجود ہیں (ان سے نکاح کر لو) (۷۱) (لیکن اے رسول، وہ کب ماننے والے تھے) وہ تو آپ کی جان کی قسم، اپنی مستی میں بدحواس ہو رہے تھے (۷۲) الغرض صبح ہوتے ہوتے ایک چنگھاڑ نے انہیں آ دبوچا (۷۳) پھر ہم نے اس (بستی کو الٹ کر) زیر و زبر کر دیا اور ان پر سنگِ گل کے پتھر برسائے (۷۴) بے شک اس قصہ میں عقل مندوں کے لئے (بڑی) نشانی ہے (۷۵) اور (اے رسول) وہ بستی تو ابھی تک سیدھے راستہ پر موجود ہے (اور عبرت کا ایک عجیب منظر پیش کرتی ہے) (۷۶) بے شک اس (بستی کے مناظر) میں ایمان والوں کے لئے (بڑی) نشانی ہے (۷۷)

معانی و مصادر

(اَسْرِ) اَسْرٰی، یُسْرِیْ، اِسْرَاءٌ (باب افعال) رات کو لے جانا۔
(تَفْضَحُوْا) فَضَحَ، یَفْضَحُ، فَضْحٌ (ف) رسوا کرنا۔
(سَکْرَتٌ) سَکَرَ، یَسْکُرُ، سَکْرٌ وسُکْرٌ (ن) نشہ میں ہونا۔
(مُتَوَسِّمِیْنَ) تَوَسَّمَ، یَتَوَسَّمُ، تَوَسُّمٌ (باب تفعل) غور سے دیکھنا۔
(مُشْرِقِیْنَ) اَشْرَقَ، یُشْرِقُ، اِشْرَاقٌ (باب افعال) طلوعِ آفتاب میں داخل ہونا، چمکنا۔

تفسیر

(فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ) الغرض جب فرشتے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں کے پاس پہنچے (قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ) تو لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا: تم اجنبی انسان معلوم ہوتے ہو (قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ) فرشتوں نے کہا: ہم انسان نہیں ہیں بلکہ ہم تو فرشتے ہیں اور ہم وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس عذاب کے متعلق تمہاری قوم کے لوگ شک میں مبتلا ہیں (وَ اَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ) ہم آپ کے پاس سچائی کے ساتھ آئے ہیں جس عذاب کے یہ مستحق ہیں ہم وہ عذاب لے کر آئے ہیں اور ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔ عذاب آنے والا ہے (فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ) لہٰذا آپ کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیے (وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ) آپ ان سب کے پیچھے رہیئے (وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ) آپ لوگوں میں سے کوئی شخص اِدھر اُدھر مڑ کر نہ دیکھے (وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ) بس جہاں جانے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہاں سیدھے چلے

جائیے (وَقَضَيْنَآ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ) اور اے رسول ہم نے لوط کو یہ بات بتا دی تھی کہ صبح ہوتے ہوتے ان تمام لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی یعنی ان لوگوں کا استیصال کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ۔

(ھود۔ ۸۱)

(اے لوط) ان سے جس (عذاب) کا وعدہ کیا جا رہا ہے اس (کے پورا ہونے) کا وقت صبح کا وقت ہے۔

آگے فرمایا (وَجَآءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ) فرشتوں کی خبر سنکر شہر والے شاداں و فرحاں لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آئے۔ وہ لوگ خلاف وضع فطری کے عادی تھے۔ فرشتوں سے بھی انہوں نے اسی کام کا ارادہ کیا تو (قَالَ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: یہ میرے مہمان ہیں، اِن کے معاملہ میں مجھے ذلیل نہ کرو (وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ) اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو (قَالُوٓا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِينَ) شہر کے لوگوں نے کہا: کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا کہ آپ دنیا جہاں کے لوگوں کو ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کریں، ہمارے کام میں رکاوٹ نہ ڈالا کریں (قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيٓ إِن كُنتُمْ فٰعِلِينَ) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو یہ میری (قوم کی) بیٹیاں موجود ہیں، ان سے نکاح کر لو لیکن اے رسول، وہ کب ماننے والے تھے (لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ) آپ کی جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں بدحواس ہو رہے تھے۔ الغرض جب وہ نہیں مانے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نابینا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِۦ فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ۔

(اقتربت الساعۃ۔ ۳۶)

انہوں نے لوط کے مہمانوں کو لوط سے اغوا کرنا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا۔

(فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ) پھر صبح ہوتے ہوتے ایک چنگھاڑ نے انہیں آ دبوچا۔ (فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ) پھر ہم نے اس بستی کو الٹ کر زیر و زبر کر دیا اور ان پر سنگِ گل کے پتھر برسائے (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ) اس واقعہ میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ عقلمندوں کو چاہئے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں (وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ) اور اے رسول، وہ عذاب زدہ بستی اب بھی سیدھے راستہ پر موجود ہے یہ کفار وہاں سے ہو کر گذرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ○
وَبِالَّيْلِ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
(الصّٰفّٰت - ۱۳۷ و ۱۳۸)

اور (اے کافرو، تم ملک شام کو آتے جاتے کبھی) صبح کو ان (کی تباہ شدہ بستیوں) پر سے گذرتے ہو (اور کبھی) رات کو. تو کیا تم میں عقل نہیں (کہ عبرت حاصل کرو)۔

(اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) بے شک اس بستی کے مناظر میں ایمان والوں کے لئے بڑی نشانی ہے، ایمان والے ہی عبرت حاصل کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کی نافرمانی کرنے سے بچ سکتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، شرک اور بداعمالی سے بچئے۔ عذاب زدہ بستیاں جو اتفاق سے آپ کے راستہ پر واقع ہوں ان کو لاپرواہی سے یا تفریح کی نیّت سے نہ دیکھئے بلکہ ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے والوں کا انجام ایسا ہوتا ہے۔

عذاب زدہ بستیوں کے جملہ مسائل

① عذاب زدہ بستی کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے (آیات زیر تفسیر)

② اگر کسی ایسی بستی کے پاس سے گذرے جو عذاب الٰہی سے برباد ہو گئی ہو تو اس میں داخل نہ ہو، اگر داخل ہونا ضروری ہو تو روتا ہوا داخل ہو۔ اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَّآ اَصَابَهُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف والعذاب جزء اول ص۱۱۸ و صحیح مسلم کتاب الزھد باب لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم جزء ۲ ص۵۹۱)

ان معذّب لوگوں کے (مقامات) میں داخل نہ ہو مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو اور اگر رونا نہ آئے تو ان (کے مقامات) میں داخل نہ ہو (کہیں ایسا) نہ (ہو کہ) تمہیں (بھی) وہی (عذاب) پہنچ جائے جو انہیں پہنچا تھا۔

③ عذاب زدہ علاقہ سے جب گذرے تو سر ڈھانک لے اور تیزی سے گذر جائے۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِيَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر جزء ۶ صـ۹) ثُمَّ زَجَرَ فَاَسْرَعَ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم ۲/۵۹۱)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (تبوک کو جاتے ہوئے) مقام حجر سے گذرے، تو فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ان کے گھروں میں داخل نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر آیا تھا تم پر بھی آجائے۔ اگر داخل ہو تو اس حال میں کہ تم رو رہے ہو۔ پھر آپ نے سر کو ڈھانک لیا اور تیزی کے ساتھ اس جگہ سے نکل گئے۔

(۴) عذاب زدہ بستی کے کنویں کا پانی نہ خود پیئے، نہ کسی کو پلائے اور نہ اُس سے آٹا گوندھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنْ لَا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَنْقَيْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهْرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ، والیٰ ثمود اخاھم صالحا کذب اصحاب الحجر جزء ۴ صـ۱۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک (کیلئے جاتے ہوئے) مقام حجر میں اترے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ پئیں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا، اسے بھر کر بھی رکھ لیا ہے۔ آپ نے انہیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) قوم لوط کی طرح بَن والے بھی بڑے ظالم تھے (۷۸) ہم نے ان سے بھی انتقام لیا (اور ان کی بستی کو تباہ کر دیا، ان کی بستی اور قوم لوط کی بستی) یہ دونوں بستیاں (ابھی تک) شارع عام پر موجود ہیں (اور عبرت کا عجیب سماں پیش کرتی ہیں) (۷۹)

معانی ومصادر (اَلْاَيْكَةُ) اَيِكَ، يَاْيَكُ، اَيُكُ (س) پتے آنا اور سائبان بن جانا (اَيْكَةٌ = پتے دار درخت)۔
(اِمَامٌ) اَمَّ، يَؤُمُّ، اَمٌّ واِمَامَةٌ واِمَامٌ (ن) امامت کرنا، آگے بڑھ کر پیشوا بننا۔ (اِمَامٌ = پیشوا، وہ ڈور جس سے دیوار سیدھی کی جاتی ہے، واضح راستہ)۔

تفسیر حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی و بربادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی و بربادی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ) اور اے رسول، بَن والے بھی بڑے ظالم تھے، اللہ کی نافرمانی اور سرکشی میں حد سے بڑھ چکے تھے۔ اس قوم کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بنا کر بھیجے گئے تھے لیکن قوم کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ (الشعرآء۔ ۱۷۶ تا ۱۷۹)

(اور اے رسول،) بَن کے رہنے والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، جب ان سے شعیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں۔ میں (اللہ کی

طرف سے) تمہارے لئے امانت دار رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں، لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ○ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ○ وَاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ، كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ○

(قٓ ۔ ۱۲ تا ۱۴)

ان (کافروں) سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے اور ثمود نے بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا اور عاد، فرعون اور لوط کے بھائیوں نے بھی جھٹلایا تھا اور بن کے رہنے والوں اور قوم تبع نے بھی (جھٹلایا تھا) غرض یہ کہ سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان سب پر ہمارا عذاب ثابت ہوگیا۔

جب قوم کے لوگ کسی طرح سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ) ہم نے ان سے انتقام لیا: عذاب بھیج کر ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

(الشعرآء ۔ ۱۸۹)

الغرض انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا، بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا۔

(وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ) اور یہ دونوں تباہ شدہ بستیاں ابھی تک شارع عام پر موجود ہیں اور عبرت کا عجیب سماں پیش کرتی ہیں۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی کے متعلق پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا۔

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○

(الحجر ۔ ۷۶)

اور (اے رسول) وہ بستی تو ابھی تک سیدھے راستہ پر موجود ہے (اور عبرت کا ایک عجیب منظر پیش کرتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں اس بستی کو اور اصحاب ایکہ کی بستی کا اکٹھا ذکر فرما کر کفار کو تنبیہ کی کہ وہ ان دونوں تباہ شدہ بستیوں کا منظر دیکھیں۔ یہ دونوں تباہ شدہ بستیاں شارع عام پر واقع ہیں۔ ان بستیوں پر سے کفار کا گذر ہوتا ہے، وہ کیوں ان دونوں بستیوں کی حالت دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے اور اگر وہ عبرت حاصل نہیں کریں گے تو ہوشیار رہیں ایک دن

ان کا بھی یہی حشر ہونا ہے۔ ان پر بھی اسی طرح عذاب الٰہی نازل ہوگا، ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائیگا، اب بھی وقت ہے انہیں چاہئے کہ اپنے رسول پر ایمان لے آئیں اور عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔

(نوٹ:۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفصل حال کے لئے سورۂ اعراف کی آیات نمبر ۸۵ تا ۹۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے لوگو، عذاب زدہ بستیوں کو دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کیجئے۔ ان کو تفریح کے طور پر نہ دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈریئے اور عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لے آیئے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا
فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ
كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا
اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول، انہی قوموں کی طرح) اصحاب حجر نے بھی (اپنے) رسولوں کو جھٹلایا ﴿۸۰﴾ ہم نے ان کو اپنی آیات بھی دیں لیکن انہوں نے اُن سے بھی منہ پھیر لیا ﴿۸۱﴾ وہ بڑے اطمینان سے پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہے ﴿۸۲﴾ (بالآخر جب وہ نہیں مانے) تو صبح ہوتے ہوتے ان کو سخت آواز نے آدبوچا ﴿۸۳﴾ تو جو کچھ عمل وہ کرتے رہے تھے ان کے کچھ کام نہ آیا ﴿۸۴﴾

معانی ومصادر (یَنْحِتُوْنَ) نَحَتَ، یَنْحِتُ، نَحْتٌ (ض، ن وس) پتھر تراشنا۔

تفسیر لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوموں کی تباہی کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی تباہی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ) اور اے رسول، حجر کے رہنے والوں یعنی قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ (وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ) حالانکہ ہم نے ان کو اپنی آیات بھی دی تھیں لیکن انہوں نے ان سے منہ پھیر لیا۔ ان پر ایمان نہیں لائے بلکہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا انکار کرتے رہے (وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ) اور بڑے اطمینان کے ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر مکانات تعمیر کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

(الشعرآء۔ ۱۴۱ تا ۱۵۰)

(اور اے رسول) ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانت دار رسول ہوں لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کر) جن نعمتوں میں تم یہاں ہو ان میں تمہیں بے خوف وخطر (ہمیشہ کے لئے) چھوڑ دیا جائیگا۔ (یعنی) باغوں میں اور چشموں میں۔ کھیتوں میں اور کھجور کے درختوں میں جن کے خوشے بڑے نرود ہضم ہوتے ہیں اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر خوشی خوشی (اپنے لئے) گھر بناتے ہو (گویا تمہیں ہمیشہ یہاں رہنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوگا) تو پھر اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ

اور (اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ جب اس نے

عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

(الاعراف - ۷۴)

(قوم) عاد کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا اور تمہیں زمین پر آباد کیا، تم میدانوں میں محل تعمیر کرتے ہو اور (پہاڑوں پر) پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو، لہذا اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو (اس کا شکر ادا کرو) اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

الغرض جب وہ سرکشی سے باز نہیں آئے اور صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسلسل جھٹلاتے رہے (فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ) تو صبح ہوتے ہوئے ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا اور وہ جہاں تھے وہاں سے کہیں بھاگ نہ سکے۔ اپنے گھروں ہی میں ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ○

(هود - ۶۷ و ۶۸)

اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر ایسی حالت میں ان کی صبح ہوئی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے، (پھر وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے) گویا وہ کبھی ان (گھروں) میں رہے ہی نہ تھے۔ خبردار ہو جاؤ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا۔

(فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) الغرض عذاب الٰہی نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور جو عمل اور تدبیریں وہ کرتے رہے تھے ان کے کچھ کام نہ آئیں۔ عذاب الٰہی نے ان کا کچومر نکال دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ○

(اقتربت الساعۃ - ۳۱)

ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ۔

الغرض لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام، شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوموں کی تباہی کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو تنبیہ کی کہ اگر وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور اپنے رسول کی تکذیب کرتے رہے تو ان کو بھی اسی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ ان قوموں کا انجام کفار مکہ کے لئے باعث عبرت ہے۔ انہیں ان قوموں کے عبرت ناک انجام پر غور

کر کے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی بھی ہے کہ آپ گھبرائیں نہیں، کچھ دن صبر کریں، انجام کار آپ ہی غالب ہوں گے اور کفار مغلوب، نیست و نابود کر دئے جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، گذشتہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کیجئے۔

حضرت صالح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حالات

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم ثمود کی طرف رسول بناکر بھیجے گئے تھے (الاعراف ۷۳)
قوم ثمود مقام حجر میں آباد تھی (الحجر۔ ۸۰)
حجر کی بستی اس راستہ پر واقع تھی جو راستہ مدینہ منورہ سے تبوک کو جاتا ہے۔
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَمَرَھُمْ اَنْ لَّا یَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِھَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحا جزء ۴ ص۸۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کو جاتے ہوئے حجر کے مقام پر اترے تو آپ نے اس کے کنویں کا پانی پینے سے منع فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے بعد قوم ثمود کو زمین میں خلیفہ بنایا تھا یہ لوگ میدانوں میں محل بناتے تھے (الاعراف۔۷۴) اور وادی میں پہاڑوں کو تراش تراش کر مضبوط مکان بناتے تھے تاکہ خطرہ کے وقت وہ ان میں امن سے رہ سکیں (الحجر۔ ۸۲)
یہ لوگ باغوں اور چشموں کے مالک تھے۔ ان کی کھیتیاں سرسبز و شاداب تھیں اور کھجور کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے (والفجر۔ ۹)
حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں، اسی نے تم کو پیدا کیا، اسی نے زمین میں تم کو آباد کیا، اس سے معافی مانگو، وہ بہت قریب ہے اور دعاء قبول کرنے والا ہے۔ قوم نے کہا: اے صالح، تم سے تو ہمیں بڑی امیدیں وابستہ تھیں، تم تو پہلے بڑے ہونہار تھے، اب تمہیں کیا ہوگیا کہ ان ہستیوں کی عبادت سے ہمیں روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کیا کرتے تھے۔ ہمیں تو تمہاری دعوت کے سچّا ہونے میں شک ہے۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہوں، اس نے مجھے اپنی رحمت خاص سے نوازا ہے، اس کے باوجود اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اس کے عذاب سے کون بچائے گا، بتاؤ کون میری مدد کریگا؟ تم لوگ تو مجھے نقصان میں ڈالنا چاہتے ہو۔ (ہود۔ ۶۱ تا ۶۳)
(پھر کسی موقع پر) صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول بناکر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، میری اجرت تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سوچو کیا تم باغات چشموں اور کھیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیشہ زندہ رہو گے۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ قوم نے کہا: تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو، تم رسول کیسے ہو سکتے ہو۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو (الشعرآء ۱۴۲ تا ۱۵۴)

الغرض قوم کے لوگوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا۔ کہنے لگے: کیا ہم اپنے جیسے آدمی کی پیروی کریں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم گمراہ ہو جائیں گے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ آپس میں گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ان صاحب پر اللہ کی طرف سے نصیحت نازل ہوئی ہے، یہ سب دھوکا اور فریب ہے، یہ جھوٹے اور شیخی خور ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: (آپ گھبرائیں نہیں) چند ہی روز میں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون شیخی خورا ہے۔ میں ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والا ہوں لہذا آپ ان کے انجام کا انتظار کریں اور صبر سے کام لیں۔ (اقتربت الساعۃ۔ ۲۳ تا ۲۷)

الغرض اللہ تعالیٰ نے بطور نشانی کے ایک اونٹنی بھیج دی۔ یہ اونٹنی معجزانہ طریقہ پر نمودار ہوئی اور قوم کے لئے ایک آزمائش بن گئی۔ اونٹنی کا ظہور ایک معجزہ تھا اور یہ معجزہ اس قوم کے لئے ایک قسم کا انتباہ اور تخویف تھا۔

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو اس تخویف سے آگاہ کر دیا۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم یہ اللہ کی بھیجی ہوئی اونٹنی ہے جو میری صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ اللہ کی زمین میں جہاں سے چاہے کھائے۔ اس کے اور تمہارے درمیان پانی پینے کی باری مقرر کر دی گئی ہے۔ ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن تمہارے جانور پانی پئیں گے۔ اس کی باری کے دن تم اپنے جانوروں کو پانی نہ پلانا۔ (ہود۔ ۶۴) (اقتربت الساعۃ۔ ۲۸) (الشعرآء۔ ۱۵۵)

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا: اے میری قوم، اس اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ (الشعرآء۔ ۱۵۶)

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ سے کچھ غریب اور کمزور لوگوں نے ایمان قبول کیا۔ قوم کے سرداروں نے ان سے کہا: (یہ تم نے کیا کیا) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صالح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) واقعی اپنے رب کی طرف سے سچے رسول ہیں؟ مؤمنین نے جواب دیا: (ہاں) جو پیغام دے کر انہیں بھیجا گیا ہے ہمیں اس پر پورا ایمان ہے، وہ بالکل حق ہے۔ سرداروں نے کہا: جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں، ہم اس پر ایمان نہیں لاتے۔ (الاعراف۔ ۷۵ و ۷۶)

الغرض قوم صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلاتی رہی۔ (والشمس وضحٰھا۔ ۱۱)

ایمان والوں اور کافروں میں بحث مباحثہ بھی ہوتا رہا۔ ایمان والوں نے کافروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ کافروں نے کہا: جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اُسے جلدی لے آؤ۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اس مطالبہ پر انہیں سمجھایا۔ انہوں نے ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے فرمایا :۔ اے میری قوم، بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی کرتے ہو۔ بھلائی کے لئے جلدی کرو۔ عذاب کے بجائے بھلائی کیوں طلب نہیں کرتے۔ کیوں اللہ سے مغفرت طلب نہیں کرتے کہ عذاب ٹل جائے اور اللہ تم پر اپنے رحم وکرم کی بارش کرے (یہ مصیبتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں یہ سب ختم ہو جائیں) قوم نے کہا: ہم تو یہ سمجھتے ہیں یہ ساری نحوست آپ کی اور آپ پر ایمان لانے والوں کی وجہ سے ہے۔ آپ ہی لوگوں کی نحوست ہے کہ ہم مصائب سے دوچار ہیں۔ صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: تمہاری نحوست تو اللہ کی طرف سے ہے۔ تم اس کی آزمائش میں مبتلا ہو اور یہ سب کچھ تمہارے کفر کا نتیجہ ہے۔ اگر کفر چھوڑ دو تو مصیبتیں ٹل سکتی ہیں (النمل۔ ۴۵ تا ۴۷)

شہر میں نو آدمی بڑے شریر تھے۔ وہ کسی قسم کی بھلائی اور اصلاح کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ان کا مشغلہ تو بس زمین میں فساد برپا کرنا تھا۔ یہ نو آدمی ایک دن اکٹھے ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: اللہ کی قسم کھا کر ہم عہد کریں کہ ہم راتوں رات جا کر صالح کو اور ان کے اہل (وعیال) کو قتل کر ڈالیں گے اور ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ صالح کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت ہم موجود نہیں تھے۔ معلوم نہیں انہیں کون قتل کر گیا۔ ہم بالکل سچے ہیں، ہمیں بالکل علم نہیں کہ یہ سانحہ کیسے واقع ہوا۔ الغرض انہوں نے صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نقصان پہنچانے کی بڑی بڑی تدبیریں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیروں کو ناکام کر دیا اور انہیں خبر بھی نہیں ہوئی کہ ان کی تدبیریں کس طرح خاک میں مل گئیں۔ (النمل۔ ۴۸ تا ۵۰)

قوم کی سرکشی میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی اونٹنی ان کے لئے ایک مصیبت بن گئی لہذا قوم کے لوگوں نے اپنے ایک ساتھی کو جو بڑا ہی بدبخت تھا اس اونٹنی کے قتل پر ابھارا۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ اونٹنی کو قتل نہ کرو اور نہ اس کی باری کے دن کسی اور جانور کو پانی پلاؤ لیکن وہ کب ماننے والے تھے۔ عذاب ان کے سر پر منڈلا رہا تھا بالآخر اس بدبخت نے جس کو ان لوگوں نے ابھارا تھا اونٹنی پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ قوم کے لوگ بھی اس کام میں اس کے شریک تھے۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے فرمایا: اب تم تین دن اپنے گھروں میں اور رہ لو۔ تین دن کے بعد عذاب نازل ہوگا۔ یہ وعدہ سچا ہے۔ (اقتربت الساعۃ۔ ۲۹) (والشمس وضحٰھا ۱۲ و ۱۳) (ہود۔ ۶۵)

اللہ تعالیٰ نے عذاب کے آنے سے پہلے ہی صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان مومنین کو جو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے رہتے تھے اس عذاب سے بھی نجات دی اور اس کافر قوم

سے بھی نجات دی۔ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ ان کو عذاب سے بچالیا۔(ہود۔ ۶۶)

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو اپنی قوم کو ایک مرتبہ پھر مخاطب کیا۔ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میری قوم، میں نے تو اپنے رب کے احکام تمہیں پہنچا دئے۔ میں نے تمہاری خیر خواہی میں بھی کوئی کسر نہیں رکھی لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اب عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے والے ہو۔ (الاعراف۔ ۷۹)

الغرض تین دن کے بعد عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہوا۔ (اقتربت الساعۃ۔ ۳۰)

اب وہ اپنی حرکت پر نادم ہوئے لیکن اب کیا ہو سکتا تھا عذاب نے انہیں گھیر لیا۔

(الشعراء۔ ۱۵۷ و ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک زوردار چیخ کا عذاب نازل فرمایا (الحاقۃ۔ ۵) (اقتربت الساعۃ۔ ۳۱) بجلی بڑے زور سے کڑکی۔ کڑک کی آواز سنتے ہی وہ کھڑے نہ رہ سکے آناً فاناً میں زمین پر گر گئے اور ذلت کے عذاب میں گرفتار ہو گئے (الذّٰریٰت۔ ۴۴ و ۴۵) (ہود۔ ۶۷) (حٰمٓ السجدۃ۔ ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو مع ان نو مفسدوں کے ہلاک کر دیا۔ (النمل۔ ۵۱)

عذاب الٰہی نے ان سب کو نیست و نابود کر دیا (والشمس وضحٰہا۔ ۱۴)

ان کے محل اور قلعے سب ویران ہو گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی وہ ان محلوں اور قلعوں میں رہے ہی نہ تھے، قوم ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا لہذا وہ ہمیشہ کے لئے لعنت میں گرفتار ہو گئے۔

(النمل۔ ۵۲) (ہود۔ ۶۸)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاِنَّ
السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ
الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ
الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا
مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾
لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا
النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا
عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ
جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾ فَوَ
رَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۲﴾
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ
بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾
إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿۹۵﴾
الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ

إِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ
صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ
السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو حق کے ساتھ بنایا ہے (بے مقصد نہیں بنایا) بے شک قیامت (ایک دن) ضرور آنے والی ہے (ہم ضرور اس دن ان کافروں سے بدلہ لیں گے) لہٰذا (اس دنیا کی زندگی میں) آپ ان کو خوبصورتی کے ساتھ درگذر کرتے رہیئے ﴿۸۵﴾ بے شک آپ کا رب ہی پیدا کرنے والا اور علم والا ہے ﴿۸۶﴾ بے شک ہم نے آپ کو دوہرائی جانے والی سات آیتیں اور قرآن عظیم عطاء کیا ہے (یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جو ہم نے آپ کو عطاء کی ہے) ﴿۸۷﴾ (لہٰذا) اس مال کی طرف جس مال سے کافروں کی بعض جماعتوں کو ہم نے بہرہ اندوز کیا ہے آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور نہ ان (کی حالت) پر افسوس کریں اور (اے رسول) مؤمنین کے لئے (خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہوں) اپنا بازو جھکا دیں (ان سے خاطر، مدارات کے ساتھ پیش آئیں) ﴿۸۸﴾ اور

(اے رسول) کہہ دیجئے کہ میں تو علی الاعلان (تم سب کو) ڈرانے والا ہوں (۸۹) اور (اے لوگو، یہ کتاب ہم نے تم پر اسی طرح نازل کی ہے) جس طرح (تم سے پہلے) تقسیم کرنے والوں پر نازل کی تھی (۹۰) جنہوں نے (اپنی) کتاب کے ٹکڑے کر ڈالے تھے (بعض پر عمل کرتے تھے اور بعض پر عمل نہیں کرتے تھے) (۹۱) (اے رسول) آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے باز پرس کریں گے (۹۲) اُن (تمام) کاموں کے متعلق جو وہ کرتے رہے ہیں (۹۳) (اے رسول) جو حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اس کو (علی الاعلان) بیان کر دیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے (۹۴) ہم ان مذاق اڑانے والوں کے مقابلہ میں آپ کے لئے کافی ہیں (آپ ان کی پرواہ نہ کریں) (۹۵) جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ بناتے ہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے) (۹۶) اور (اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے (آپ آزردہ ہوتے ہیں) (۹۷) (لیکن آپ کو آزردہ ہونے کی ضرورت نہیں) آپ تو (دلجمعی کے ساتھ) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہا کیجئے، سجدہ کرنے والوں میں شامل رہیئے (۹۸) اور اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے جب تک آپ کو موت نہ آئے (۹۹)

معانی و مصادر (اَلصَّفْحُ) صَفَحَ، یَصْفَحُ، صَفْحٌ (ف) معاف کرنا، درگذر کرنا۔
(اَلْمَثَانِیْ) ثَنٰی، یَثْنِیْ، ثَنْیٌ (ض) دوہرا کرنا۔
(مَثَانِیْ = مَثْنٰی کی جمع = دو دو، دوہرے)۔
(عِضِیْنَ) عَضَا، یَعْضُوْ، عَضْوٌ (ن) تفریق کرنا، ٹکڑے کرنا (عِضِیْنَ، عِضُوْنَ) = عِضَۃٌ کی جمع = ٹکڑے)۔
(اِصْدَعْ) صَدَعَ، یَصْدَعُ، صَدْعٌ (ف) بیان کرنا، ظاہر کرنا۔
(یَقِیْنٌ) یَقِنَ، یَیْقَنُ، یَقْنٌ و یَقَنٌ (س) ثابت ہونا (یَقِیْنٌ = ثابت شدہ، موت)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی تھی اور کفار کو تنبیہ کی گئی تھی۔ تنبیہ یہ تھی کہ جس طرح گذشتہ امتیں اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلانے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئیں اور صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں اسی طرح کفار مکہ اور دوسرے کافر اگر ایمان نہ لائے اور اپنے رسول کو جھٹلاتے رہے تو ان کو بھی عذاب بھیج کر تباہ و برباد کر دیا جائیگا۔

تسلی یہ تھی کہ اے رسول، آپ گھبرائیں نہیں جس طرح پہلے زمانہ کے کفار ناکام و نامراد ہوئے اسی طرح آپ کا انکار کرنے والے کفار بھی ناکام و نامراد ہوں گے، پھر یہی نہیں کہ دنیا میں عذاب میں مبتلا ہوں گے، آخرت میں بھی عذاب میں مبتلا ہوں گے (وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو بے فائدہ اور بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اس پوری کائنات کی پیدائش کا ایک خاص

مقصد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء انسانوں کے لئے کام کرتی رہیں۔ انسانوں کو ان سے فائدہ پہنچے اور انسان اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا شکر ادا کرتا رہے۔ جس مالک نے یہ نعمتیں انسان کو دی ہیں اسی مالک کی اطاعت کرتا رہے۔ کائنات اس کے لئے ہو اور وہ خالقِ کائنات کے لئے۔ اگر انسان نے اس مقصد کو نہ سمجھا اور اس کے تقاضوں کو پورا نہ کیا تو پھر اس کے لئے تباہی ہی تباہی ہے۔ اس مقصد، مقصد کے تقاضے اور تقاضوں کے پورا کرنے کے نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○
الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا
وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا
إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ،
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ○

(آل عمران - ۱۹۰ تا ۱۹۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے، اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔

نتائج کے ظاہر ہونے کا دن قیامت کا دن ہے (وَإِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ) اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اور جب قیامت آئے گی تو کفار کو ان کی بداعمالی کی سزا ملے گی اور اللہ تعالیٰ کے

فرمانبرداروں اور اس کی راہ میں صبر و شکر کرنے والوں کو جزا ملے گی (فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ) لہٰذا اے رسول آپ ان کفار کو خوبصورتی کے ساتھ معاف کرتے رہئے۔ یہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کو ان کی سرکشی کی سزا دیں گے اور آپ کو آپ کے صبر و شکر کی جزا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ، وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران - ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

الغرض نہ کائنات بے مقصد ہے اور نہ انسان بے مقصد ہے اور نہ انسان آزاد ہے کہ جو چاہے کرتا پھرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○

(المؤمنون - ۱۱۵)

(اے لوگو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ) اے رسول بے شک آپ کا رب پیدا کرنے والا، علم والا ہے۔ اس نے کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس کے مقصد کو وہ اچھی طرح جانتا ہے اسے یہ بھی علم ہے کہ کون کیا کر رہا ہے لہٰذا سزا و جزا کا فیصلہ کرنا اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ) اور اے رسول، ہم نے آپ کو سات دوہرائی جانے والی آیتیں اور قرآن عظیم عطاء کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو ہم نے آپ کو عطاء کی ہے۔

سبع مثانی یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں اور قرآن عظیم سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت ابو سعید بن المعلیٰ رضؓ سے فرمایا:۔

لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ۔

میں ضرور تمہیں ایک ایسی سورت کی تعلیم دونگا جو قرآن کی سب سے زیادہ عظمت والی سورت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ اُوْتِیْتُہٗ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ما جاء فی فاتحۃ الکتاب وباب تفسیر سورۃ الحجر وباب فاتحۃ الکتاب۔ جزء ۶ ص ۲ و ص ۱۰۲ و ص ۲۳۰)

(وہ سورت) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (ہے)۔ یہ سورت سبع مثانی (یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل) ہے اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطاء کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمُّ الْقُرْاٰنِ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الحجر جزء ۶ ص ۱۰۲)

ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

الغرض السبع المثانی اور قرآن عظیم سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا:۔

اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَمْ تُنْزَلْ فِی التَّوْرَاۃِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الْفُرْقَانِ مِثْلُھَا۔

کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں کہ اس جیسی سورت نہ توریت میں نازل ہوئی، نہ زبور میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں نازل ہوئی اور نہ فرقان میں نازل ہوئی۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، ہاں (میں پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی سورت کی تعلیم دیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا تَخْرُجَ مِنْ ھٰذَا الْبَابِ حَتّٰی تَعَلَّمَھَا

میں امید کرتا ہوں کہ تم اس دروازے سے نہ نکلنے پاؤ گے کہ تم اُسے سیکھ جاؤ گے۔

حضرت ابیؓ کہتے ہیں:۔

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُنِیْ وَاَنَا اَتَبَطَّاُ مَخَافَۃَ اَنْ یَّبْلُغَ قَبْلَ اَنْ یَّقْضِیَ الْحَدِیْثَ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْبَابِ قُلْتُ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بات کرنے لگے۔ میں چلنے میں دیر لگا رہا تھا اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرنے سے پہلے (دروازہ پر) نہ پہنچ جائیں

مَا السُّوْرَةُ الَّتِیْ وَعَدْتَّنِیْ۔

پھر جب ہم دروازہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا" اے اللہ کے رسول، وہ کون سی سورت ہے جس کی تعلیم کے متعلق آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ۔

تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟

حضرت ابیؓ کہتے ہیں:۔

فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ أُمَّ الْقُرْاٰنِ۔

میں نے آپ کو فاتحہ پڑھ کر سُنائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرٰةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلَهَا وَإِنَّهَا لَلسَّبْعُ مِنَ الْمَثَانِيْ (رواہ احمد والترمذی ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل فاتحۃ الکتاب جزء ۲ صـ۸ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۸ صـ۶۶)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ نے اس سورت کے مثل نہ توریت میں کوئی سورت اتاری، نہ انجیل میں اتاری، نہ زبور میں اتاری، نہ فرقان (یعنی قرآن مجید) میں اتاری اور بے شک یہ سبع مثانی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کو سبع مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نماز میں بار بار دوہرائی جاتی ہے اور قرآن عظیم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت والی سورت ہے۔ دوسری کوئی سورت فضیلت میں اس کے مثل نہیں ہے۔

آگے فرمایا (لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ) اے رسول سورۂ فاتحہ جیسی نعمت آپ کو دی گئی ہے تو اب کافروں کی بعض جماعتوں کو مال و دولت کی صورت میں جو نعمت دی گئی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ کافروں کو جو نعمت دی گئی ہے وہ چند روزہ ہے اور ختم ہونے والی ہے، برخلاف اس کے جو نعمت آپ کو دی گئی ہے اس کی برکتیں سرمدی ہیں، کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں (وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ) اور اے رسول، کافروں کی تکذیب اور دین سے غفلت دیکھ کر آپ ان کے معاملہ میں رنجیدہ نہ ہوں اور نہ اپنی جان کو گھلائیں۔ اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفًا ○ (الکھف ۔ ۶)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کر کے اپنی

جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے (اے رسول،
آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے ایمان نہ لانے کا غم رہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کا غم نہ کریں، البتہ جو لوگ مؤمن ہو گئے ہیں ان کا خیال رکھیں (وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ) ان کے لئے اپنا بازو جھکا دیں، ان کے ساتھ تواضع اور خاطر مدارات سے پیش آئیں (وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ) اور اے رسول لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں سب کو کھلا ڈرانے والا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۹ ص۱۱۵)

میری اور اس کی مثال جو اللہ نے مجھ کو دے کر بھیجا ہے اس شخص کی مثال ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے اے میری قوم میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے (ایک) لشکر کو دیکھا ہے اور میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، اس لئے نجات کی جگہ تلاش کرو۔ اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات اپنی پناہ کی جگہ چلے گئے اور نجات پائی۔ ایک گروہ نے اُسے جھوٹ سمجھا اور وہ اپنی جگہ پر ہی رہے۔ صبح کو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لیکر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔

اس حدیث میں اَلنَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ گویا اَلنَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ کی تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ) اور اے لوگو ہم نے یہ کتاب تم پر بالکل اسی طرح نازل کی ہے جس طرح تم سے پہلے تقسیم کرنے والوں پر اپنی کتاب نازل کی تھی (اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ) یعنی ان لوگوں پر نازل کی تھی جنہوں نے اس کتاب کے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ بعض پر عمل کرتے تھے اور بعض پر عمل نہیں کرتے تھے۔ ان لوگوں سے مراد یہودی ہیں جو اپنی کتاب توریت کے بعض احکام پر عمل کرتے تھے اور بعض کو بالکل متروک العمل کر رکھا تھا۔ ان کے اس فعل کی نشان دہی کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ، وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۸۴ و ۸۵)

اور (اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو اس کے ملک سے نکالنا تو تم نے (ان باتوں کا) اقرار کیا تھا اور تم بھی اس بات پر گواہ ہو۔ (اور اے بنی اسرائیل) پھر تم ہی ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو، اپنے میں سے بہت سے لوگوں کو ان کے وطن سے نکال دیتے ہو، ان کے خلاف گناہ اور ظلم کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو (تم سمجھتے ہو کہ فدیہ دے کر نہ چھڑانا حرام ہے) حالانکہ ان کو (ان کے ملک سے) نکالنا بھی تو تم پر حرام ہے (ایک حرام کام سے پرہیز کرتے ہو اور دوسرے حرام کو بے دھڑک کر گذرتے ہو) تو کیا تم کتاب (الٰہی) کے بعض (احکام) پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ (خبردار ہو جاؤ) جو لوگ تم میں سے ایسا کام کر رہے ہیں یا کریں گے ان کیلئے اور کوئی بدلہ نہیں سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی نصیب ہوگی اور قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے (اور اے بنی اسرائیل خبردار ہو جاؤ) جو عمل تم کر رہے ہو اللہ ان سے غافل نہیں ہے۔

الغرض قرآن مجید اسی طرح اس امت کے لئے نازل ہوا ہے جس طرح یہودیوں کے لئے توریت نازل ہوئی تھی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی قبیح حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسلمین کو متنبہ کر رہا ہے کہ وہ ان جیسے نہ ہو جائیں کہ بعض احکام پر عمل کریں اور بعض پر عمل نہ کریں۔ مسلمین کو چاہئے کہ

تمام احکام پر عمل کریں۔ اسی چیز پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(البقرۃ - ۲۰۸)

اے ایمان والو، اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آگے فرمایا (فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ) تو اے رسول، آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے قیامت کے دن ضرور باز پرس کریں گے (عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) یعنی ان تمام کاموں کے متعلق باز پرس کریں گے جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔ ہم نے اپنی کتاب اس لئے نازل نہیں کی کہ اس کے بعض حصے پر عمل کیا جائے اور بعض حصے پر عمل نہ کیا جائے لہذا جو لوگ ہماری کتاب کے بعض حصہ پر عمل نہیں کریں گے بلکہ اس کے خلاف کریں گے تو ہم انہیں چھوڑیں گے نہیں۔ ان سے انکے اُن اعمال کے متعلق باز پرس کریں گے جو انہوں نے ہماری کتاب کے خلاف کئے تھے اور پھر انہیں اس خلاف ورزی کی سزا دیں گے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۰۹)

پھر اگر کھلے دلائل پہنچ جانے کے بعد تم (راہ حق سے) پھسل جاؤ تو (اچھی طرح) سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے (تم اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے)۔

آگے فرمایا (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ) اور اے رسول، جو حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اسے علی الاعلان بیان کر دیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔ ان کی مخالفت اور استہزاء کی مطلق پرواہ نہ کیجئے۔ ہم آپ کے لئے ان استہزاء کرنے والوں کے مقابلہ میں کافی ہیں۔ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے (اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ) (اور اے رسول) جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ بناتے ہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے (وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ) اور اے رسول ہمیں معلوم ہے کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے، آپ رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن آپ رنجیدہ نہ ہوں (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ) بلکہ دل جمعی کے ساتھ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہا کیجئے اور سجدہ کرتے رہا کیجئے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○

تو (اے رسول) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور سورج کے طلوع اور غروب ہونے

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ○
(قٓ - ۳۹-۴۰)

سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے اور رات میں بھی کچھ دیر اس کی تسبیح پڑھا کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ، فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○
(قٓ - ۴۵)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں لیکن آپ ان پر جبر کرنے والے تو (بنا کر) نہیں (بھیجے گئے، آپ کی ذمہ داری) تو (بس اتنی ہے کہ) آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعے نصیحت کرتے رہیئے جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ○
(الانعام-۳۳و۳۴)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے (لیکن آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ) یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ تو درحقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (انہیں جھٹلاتے ہیں)۔ (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے (اور انہیں اذیت پہنچائی گئی ہے) لیکن وہ تکذیب اور اذیت پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (آپ بھی ہماری مدد آنے تک صبر کرتے رہیئے، مدد ضرور آئے گی) اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ ہے اور (اے رسول) آپ کے پاس نبیوں کے حالات (بھی) پہنچ چکے ہیں (جن میں آپ کے لئے کافی تسلی کا سامان ہے لہذا آپ اطمینان سے فرائض تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کریں)۔

آگے فرمایا (وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ) اور اے رسول، جب تک موت نہ آئے اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے۔ یقین سے مراد موت ہے اس لئے کہ موت سے زیادہ یقینی چیز کوئی نہیں۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ○ اِلَّا اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ○ فِيْ جَنّٰتٍ، يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ○

(یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّر۔ ۳۸ تا ۴۷)

(قیامت کے دن) ہر شخص اپنے اعمال (کی سزا میں) گرفتار ہوگا، مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ گرفتار نہیں ہوں گے) وہ تو جنتوں میں (عیش و راحت سے ہوں گے اور لوگوں سے) سوال کر رہے ہوں گے۔ (یعنی) مجرمین سے (سوال کر رہے ہوں گے) (بتاؤ) تمہیں دوزخ میں کس چیز نے داخل کیا۔ وہ جواب دیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، (دین کی مخالفت میں) بال کی کھال نکالنے والوں کے ساتھ بال کی کھال نکالا کرتے تھے اور سزا اور جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے (اور ہماری یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔

حضرت ام العلاءؓ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ اَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ ؟ قَالَ اَمَّا

جب انصار نے مہاجرین کی سکونت کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعون ان کے حصہ میں آئے۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر عثمان ہمارے ہاں بیمار ہو گئے۔ میں نے ان کی بیماری میں دیکھ بھال کی حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں ان کے (کفن کے) کپڑے پہنا دئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو میں نے عثمان کی طرف مخاطب ہو کر کہا: اے ابو السائب، تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ یقیناً اللہ نے تمہیں عزت دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هُوَ فَقَدْ جَآءَهٗ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَلَهُ الْخَيْرَ وَمَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ اَحَدًا بَعْدَهٗ قَالَتْ فَاَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَاُرِيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ جزء ۵ ص۸۵)

نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت دی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نہیں جانتی (لیکن اگر ان کو عزت نہیں دی گئی) تو کون سے (کس کو عزت دی جائے گی) آپ نے فرمایا، دیکھو عثمان کا تو واللہ انتقال ہو گیا اور میں ان کے بارے میں اچھی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں میرے ساتھ اللہ کے یہاں کیا معاملہ ہوگا۔ ام العلاء کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا آج کے بعد میں کسی کی تقدیس نہیں کروں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اس بات سے کافی رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو مجھے خواب میں عثمان بن مظعون کی ایک نہر نظر آئی جو بہ رہی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خواب سنایا۔ آپ نے فرمایا: یہ ان کا عمل (نیک) ہے۔

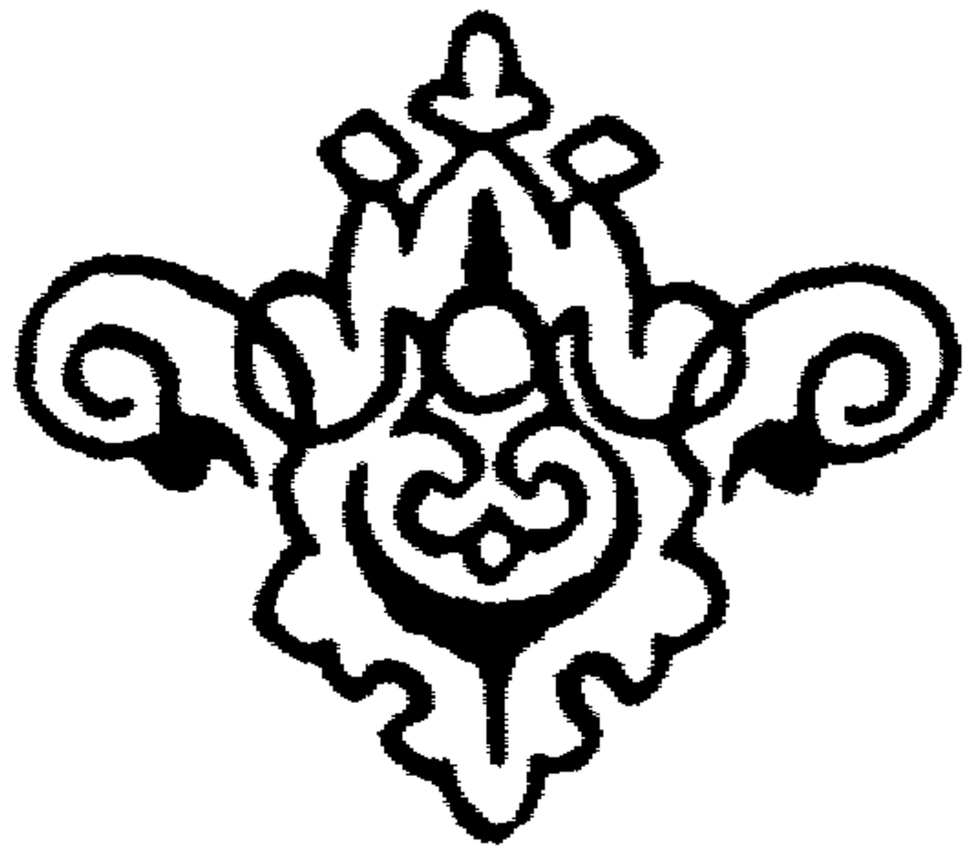
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ "یقین" سے مراد موت ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۂ فاتحہ دی، یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔ اس کی قدر کیجئے اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ ایسی بڑی نعمت کے ہوتے ہوئے مال و دولت کی خواہش نہ کیجئے۔ کافروں کے مال کو للچاتی ہوئی نظروں سے نہ دیکھئے۔ مؤمنین کے ساتھ خاطر و تواضع کے ساتھ پیش آئیے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی شریعت پر پوری طرح عمل کیجئے۔ شریعت کی بعض باتوں پر عمل کرنا اور بعض باتوں پر عمل نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، اس سے بچئے۔

اے ایمان والو، حق کو واضح طور پر بیان کیجئے اور موت کے وقت تک اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہیئے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ نحل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ①

ترجمہ (اے کافرو) اللہ کا حکم (عذاب بس یہ سمجھو کہ) آ ہی پہنچا اس کے لئے جلدی نہ کرو (اور اے رسول) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے ①

معانی و مصادر (تَسۡتَعۡجِلُوۡ) اِسۡتَعۡجَلَ، یَسۡتَعۡجِلُ، اِسۡتِعۡجَالٌ (باب استفعال) جلدی طلب کرنا۔

تفسیر آیت زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے قیامت یا عذاب کے لئے جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ) اے کافرو عذاب یا قیامت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم آنے ہی والا ہے اور وہ اتنا قریب ہے کہ بس یوں سمجھو کہ آ ہی پہنچا لہٰذا اس کے لئے جلدی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ، وَلَوۡلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَہُمُ الۡعَذَابُ ، وَلَیَاۡتِیَنَّہُمۡ بَغۡتَۃً وَّہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ○ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ، وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمُحِیۡطَۃٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ○ یَوۡمَ یَغۡشٰىہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِہِمۡ وَ یَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

اور (اے رسول یہ لوگ آپ سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آ گیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (تو کیا یہ عذاب سے بچ کر کہیں چلے جائیں گے

کہیں نہیں جاسکتے) دوزخ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے، (ایک دن آنے والا ہے) جس دن عذاب ان کو اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور نیچے سے بھی ڈھانک لے گا اور (اللہ تعالیٰ ان سے) فرمائے گا جو عمل تم کرتے تھے ان کا مزا چکھو۔

شیطان نے کفار کے لئے شرک کو مزیّن کر دیا تھا لہذا وہ اپنے شرکیہ اعمال کو بُرا نہیں سمجھتے تھے اور اسی لئے عذاب کا مطالبہ بھی کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں لہذا ان پر عذاب آ ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم باطل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا (سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی ذات، اپنی صفات اور اپنے حقوق میں یکتا اور اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا شرک پسند نہیں لہذا ان پر عذاب آکر رہے گا خواہ تاخیر ہی سے کیوں نہ آئے۔

عمل

اے لوگو عذاب کے لئے جلدی نہ کیا کیجئے۔ عذاب کی تاخیر آپ کے حق میں بہتر ہے۔ تاخیر کی وجہ سے جو مہلت آپ کو مل رہی ہے اس مہلت میں شرک سے توبہ کر لیجئے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ
اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ
اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاتَّقُوْنِ ۝٢ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ، تَعٰلٰى عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝٣ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝٤
وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ
وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝٥

وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ
تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝٦
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ
لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ
اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٧
وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ، وَيَخْلُقُ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨ وَعَلَى اللّٰهِ
قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹

ترجمہ وہی اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو متنبہ کر دیں کہ میرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہٰذا مجھ ہی سے ڈریں (۲) اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور وہ اس شرک سے جو کافر کر رہے ہیں بلند و بالا ہے (۳) اسی نے انسان کو نطفے سے بنایا پھر وہی انسان (جو اتنی حقیر چیز سے پیدا ہوا اپنے رب کے معاملہ میں) کھلّم کھلا جھگڑا کرنے لگا (۴) اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا جن (کی کھالوں اور اون) میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے (اس کے علاوہ) ان چوپایوں میں (اور بھی) بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے (بھی) ہو (۵) (اور شام کے وقت) جب تم ان کو چرا کر (واپس) لاتے ہو اور (صبح کے وقت) جب ان کو چرانے لے جاتے ہو تو ان کا لانا اور لے جانا بھی تمہارے لئے کتنا حسین و جمیل منظر پیش کرتا ہے (۶) اور (ان میں سے بعض) چوپائے تمہارے بوجھ اٹھا کر ایک (شہر سے دوسرے) شہر تک لے جاتے ہیں حالانکہ تم (اگر) اس شہر تک (پہنچنا چاہو تو) اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے (یہ سب کچھ تمہارے رب کا رحم و کرم ہے) بے شک تمہارا رب (بڑا) شفیق اور (بڑا) رحیم ہے (۷) اور (اے لوگو) اسی نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اکرو اور وہ تمہارے لئے باعث زیب و زینت بھی ہوں (ان کے علاوہ) وہ (اور بھی بہت سی چیزیں) پیدا کرتا رہتا ہے جن کو تم جانتے بھی نہیں (۸) اور (اے لوگو) اللہ تک تو بس سیدھا راستہ پہنچتا ہے اور اس (سیدھے راستے) سے (لوگوں نے کچھ) ٹیڑھے راستے (نکال لئے) ہیں (وہ اللہ تک نہیں پہنچتے) اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (لیکن وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا) (۹)

معانی و مصادر

(نُطْفَةٌ) نَطَفَ، يَنْطِفُ، نَطْفٌ وتَنْطَافٌ ونَطَفَانٌ ونَطَافَةٌ (ن وض) تھوڑا تھوڑا بہنا، بہانا۔

(خَصِيْمٌ) خَصَمَ، يَخْصِمُ، خَصْمٌ (ض) دشمنی میں دوسرے پر غالب آنا (خَصِيْمٌ = دشمن، جھگڑنے والا)۔

(دِفْءٌ) دَفِئَ، يَدْفَأُ، دَفَأٌ ودُفُوْءٌ (س) گرمی حاصل کرنا۔ گرمی پانا (دِفْءٌ = وہ سامان جس سے موسم سرما میں گرمی حاصل کی جائے)۔

(جَمَالٌ) جَمُلَ، يَجْمُلُ، جَمَالٌ (ك) خَلق اور خُلق میں اچھا ہونا۔

(تُرِیْحُوْنَ) اَرَاحَ، یُرِیْحُ، اِرَاحَۃً (باب افعال) راحت میں داخل کرنا، راحت کا واپس لانا۔
(تَسْرَحُوْنَ) سَرَحَ، یَسْرَحُ، سَرْحٌ وسُرُوْحٌ (ف) چرنے چھوڑنا، چرانے لے جانا۔
(شِقِّ) شَقَّ، یَشُقُّ، شَقٌّ و مَشَقَّۃٌ (ن) تکلیف دہ ہونا، مشقت میں ڈالنا (شِقٌّ = مشقت)
(رَءُوْفٌ) رَأَفَ، یَرْأَفُ، رَأْفَۃٌ (ف) بہت رحم کرنا۔
(خَیْلٌ) خَیْلٌ = گھوڑوں کی جماعت۔
(بِغَالٌ) بَغَلَ، یَبْغَلُ، بَغْلٌ (ف) باپ کی طرف سے عیب دار کرنا۔ (بِغَال = بَغْلٌ کی جمع، خچر)
(حَمِیْرٌ) حَمِیْرٌ = حِمَارٌ کی جمع، گدھے۔
(زِیْنَۃٌ) زَانَ، یَزِیْنُ، زَیْنٌ (ض) زینت دینا۔
(قَصْدٌ) قَصَدَ، یَقْصِدُ، قَصْدٌ (ض) میانہ روی کرنا۔ (قَصْدٌ = سیدھا راستہ)۔
(جَائِرٌ) جَارَ، یَجُوْرُ، جَوْرًا (ن) دوسری طرف مائل ہونا، ظلم کرنا (جَآئِرٌ = ظالم، ٹیڑھا)۔

تفسیر گذشتہ آیت میں شرک کی مذمت تھی۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل دیئے، شرک کی تردید کی اور فرمایا کہ شرک کی تردید کوئی انوکھی چیز نہیں ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے (یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ) اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جن بندوں پر چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ بندے جن پر وحی اتری ہے لوگوں کو متنبہ کردیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا مجھ ہی سے ڈرو (خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ) اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق (وحکمت) کے ساتھ پیدا کیا اور وہ ان کفار کے شرک سے جو یہ کر رہے ہیں بلند و بالا ہے جب آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کوئی اس کا شریک نہیں تو پھر عبادت، اطاعت، حاجت روائی، مشکل کشائی، نذر و نیاز، استعانت وغیرہ میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں جو لوگ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ کس طرح عبادت، اطاعت، نذر و نیاز کے مستحق ہو سکتے ہیں، وہ کس طرح کسی کی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ جو لوگ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے ان کو معبود، مطاع اور مشکل کشا سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَہَا	اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو
وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ	بے ستون کے پیدا کیا، اُسی نے زمین میں
بِکُمْ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ،	پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(لقمٰن - ۱۰ و ۱۱)

جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر ہم ہی نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں تو (اے کافرو) یہ تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○

(الفرقان - ۳)

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑے ہونا۔

آگے فرمایا (خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ) اسی نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہی انسان جو اتنی حقیر چیز سے پیدا ہوا تھا اپنے خالق کے معاملہ میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس خالق نے اُسے پیدا کیا تھا وہ اسی کا ہو جاتا، ہر معاملہ میں اسی سے رجوع کرتا، اسی کے آگے سر تسلیم خم کرتا، اسی کے سامنے عقیدت کے نذرانے پیش کرتا، اس کے سامنے سرنگوں اور سجدہ ریز ہوتا لیکن افسوس ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی ان حقوق میں شریک کر لیا اور پھر ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے اس شرک پر بحث و مباحثہ بھی کرنے لگا۔ اسے چاہئے تھا کہ اپنی اصلیت پر غور کرتا اور اپنے عالیشان رب کے معاملے میں نہ جھگڑتا (وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ) اور اے انسانوں اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا جن کی کھالوں میں اور اُون میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے۔ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں اور بھی بہت سے فوائد ہیں مثلاً دودھ، باربرداری وغیرہ اور ان میں سے بعض کے جسموں سے بعض اشیا مثلاً گوشت، سری، پائے وغیرہ کو تم کھاتے بھی ہو (وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ) اور شام کے وقت جب تم ان کو چرا کر واپس لاتے ہو اور صبح کے وقت جب ان کو چرانے لے جاتے ہو تو ان کا لانا، لے جانا بھی تمہارے لئے حسین و جمیل منظر پیش کرتا ہے (وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ) اور ان کے فوائد میں سے ایک یہ

بھی ہے کہ ان میں سے بعض چوپائے مثلاً اونٹ، بیل، گھوڑے، گدھے وغیرہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہیں حالانکہ تم اگر اس شہر تک پہنچنا چاہو تو بغیر بوجھ کے بھی اپنی جان مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب کچھ تمہارے رب کا رحم و کرم ہے کہ اس نے تمہارے آرام کے لئے یہ چوپائے پیدا کئے (اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) بے شک تمہارا رب بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً) اور اے انسانو، اسی نے گھوڑے، خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہوا کرو اور وہ تمہارے لئے باعث زیب و زینت اور موجبِ شان و شوکت ہوں (وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) اور ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ بہت سی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے (وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ) اور اے لوگو، اللہ تک تو بس سیدھا راستہ پہنچتا ہے (وَمِنْهَا جَآئِرٌ) اور اس سیدھے راستے سے (لوگوں نے کچھ) ٹیڑھے راستے (نکال لئے) ہیں، وہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے (وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ) اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا لیکن وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا اس کا کام تو بس اتنا ہے کہ ہدایت کا راستہ بتا دے، اس پر چلنا نہ چلنا یہ انسان کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○

(ھل اتیٰ۔ ۳)

پھر ہم نے اسے (سیدھا) راستہ بتا دیا (پھر اسے اختیار دیا کہ وہ) چاہے تو شکر گزار بن جائے چاہے ناشکر گزار بن جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔

(الکھف۔ ۲۹)

اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم پر چل کر ہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(ھود۔ ۵۶)

ہود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔

(الانعام۔ ۱۵۴)

اور (اے انسانو) بے شک میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے بس اسی کی پیروی کرو۔

اس صراط مستقیم کے دائیں یا بائیں لوگ کچھ اور راستے نکال لیتے ہیں۔ یہ راستے شیطانی راستے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے ان سے بچنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ وَقَرَأَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (رواہ احمد و الحاکم وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جزء ۱ ص ۲۶۵ والمستدرک ۲/۲۳۹ واللفظ لاحمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (سمجھانے کے) لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا "یہ اللہ کا راستہ ہے"۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا (یہ شیطان کے) راستے ہیں ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام۔۱۵۳) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے بس اسی کی پیروی کرو اور ان راستوں پر نہ چلنا ورنہ تم اللہ تعالےٰ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ اللہ ان باتوں کا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِى الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (رواہ ابن ماجۃ فی باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص ۸ وسندہ صحیح)۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے ایک خط کھینچا پھر اس کے داہنی طرف دو خط کھینچے اور بائیں طرف دو خط کھینچے پھر آپ نے اپنا ہاتھ بیچ والے خط پر رکھ کر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ تم اللہ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستہ پر چلنے میں ہی نجات ہے اور ٹیڑھے راستوں پر چلنے میں ہلاکت ہے۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا اور آپ کے لئے زمین و آسمان اور چوپائے پیدا کئے لہٰذا اپنے خالق اور محسن ہی کے ہو جائیے، اسی کی عبادت اور اسی کی نذر و نیاز کیجئے، اسی کو پکاریئے اور اسی کی اطاعت کیجئے یا اس کی اطاعت کیجئے جس کی اطاعت کا وہ حکم دے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے پر چلیئے۔ لوگوں کے نکالے ہوئے ٹیڑھے راستوں پر نہ چلیئے ورنہ آپ گمراہ ہو جائیں گے فرقہ وارانہ راستے اسلام نہیں ہیں ان سے بچیئے۔

مویشیوں کے مسائل

(۱) کسی دوسرے آدمی کی بکری وغیرہ کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِیَۃَ امْرِیءٍ بِغَیْرِ اِذْنِہٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تُؤْتٰی مَشْرُبَتُہٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُہٗ فَیُنْتَقَلَ طَعَامُہٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَھُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْھِمْ اَطْعِمَاتِھِمْ فَلَا یَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِیَۃَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

(صحیح بخاری کتاب اللقطۃ باب لا تحتلب ماشیۃ احد بغیر اذن جزء ۳ ص۱۶۵ و صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب تحریم حلب الماشیۃ بغیر اذن مالکھا جزء ۲ ص۶۷)

کوئی شخص دوسرے کے جانور کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اس کے گودام میں آکر اس کے خرمن کو توڑے اور غلہ لے کر چل دے۔ ایسے ہی جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں لہذا تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دوہے۔

(۲) اگر کوئی شخص بھوک سے سخت پریشان ہو، دودھ پیئے بغیر چارہ نہ ہو اور مویشی کا مالک موجود نہ ہو تو تین دفعہ آواز دے۔ اگر مویشی کا مالک مل جائے تو اس سے اجازت لے ورنہ دودھ دوہ کر پی لے لیکن لے کر نہ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ عَلٰی مَاشِیَۃٍ فَاِنْ کَانَ فِیْھَا صَاحِبُھَا فَلْیَسْتَاْذِنْہُ فَاِنْ اَذِنَ لَہٗ فَلْیَحْتَلِبْ وَلْیَشْرَبْ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا اَحَدٌ فَلْیُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَاِنْ اَجَابَہٗ اَحَدٌ فَلْیَسْتَاْذِنْہُ فَاِنْ لَّمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ فَلْیَحْتَلِبْ وَلْیَشْرَبْ وَلَا یَحْمِلْ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البیوع باب ماجاء فی احتلاب المواشی بغیر اذن الارباب جزء اول ص۲۰۲)

جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی کے جانور کے پاس آئے تو اگر اس کا مالک ہو تو اس سے اجازت لے اگر وہ اجازت دے تو دودھ دوہ لے اور پی لے اور اگر کوئی نہ ہو تو تین آوازیں دے۔ اگر کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو دودھ دوہ کر پی لے مگر ساتھ لے کر نہ جائے۔

(۳) اگر مویشی کسی کو زخمی کر دے تو مالک پر کوئی تاوان نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب فی الرکاز الخمس جزء۲ ص۱۶۰)
اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار جزء۲ ص۵۲)

جانور کا زخمی کر دینا معاف ہے۔

④ دن کے وقت باغ وغیرہ کے مالک کو چاہئے کہ مویشی سے اپنے باغ وغیرہ کی حفاظت کرے۔ اگر رات کو مویشی کسی کے باغ وغیرہ کو نقصان پہنچائے تو مویشی کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَّ عَلٰی اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَ اَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِیْ بِاللَّیْلِ، ضَامِنٌ عَلٰی اَهْلِهَا (موطا امام مالک کتاب القضاء فی الضواری والحریسۃ ص۳۱۲ و ابوداؤد کتاب البیوع باب المواشی تفسد زرع قوم جزء۲ ص۱۴۶ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء۳ ص۷۹ تا ص۸۱)

دن کے وقت باغ کی حفاظت باغ والے کے ذمہ ہے۔ اگر رات کے وقت کسی کا جانور باغ میں جاکر نقصان کرے تو مویشی کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

⑤ اگر کسی کے پاس مویشی ہو تو اس کا حق ادا کرے یعنی نر کو عاریۃً دے، اس کا ڈول عاریۃً دے، دودھ پینے کے لئے کسی کو گائے، بکری وغیرہ عاریۃً دے، پانی پلانے لے جائے تو وہاں دودھ دوہ کر مساکین کو پلائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں سواری کے لئے دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَّا یُؤَدِّیْ حَقَّهَا اِلَّا اُقْعِدَ لَهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهٗ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهٗ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا

جو اونٹ والا یا گائے والا یا بکری والا اپنے جانور کا حق ادا نہیں کرتا وہ قیامت کے دن ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا جانور اسے اپنے سینگوں سے مارے گا۔

صحابہ اکرام نے پوچھا
وَمَا حَقُّهَا

ان کا حق کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَ
حَلْبُهَا عَلَى الْمَآءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب
اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول ص۳۹۶)

اس کے نر کو (مادہ کے) گیابھن کرنے کے لئے دینا، اس کے ڈول کو عاریۃً دینا، اس کو دودھ پینے کے لئے عاریۃً دینا، جب پانی پلانے لے جائے تو اس کو دوہنا (اور دودھ مساکین کو پلانا) اور اللہ کے راستے میں سواری (اور بوجھ لانے کے لئے) دینا۔

(۶) نر کو جست کرانے کے لئے عاریۃً دے تو اس کی اجرت نہ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
عَسْبِ الْفَحْلِ۔ (صحیح بخاری کتاب
الاجارۃ باب عسب الفحل جزء ۳ ص۱۲۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کے جست کرانے کی اجرت لینے سے منع فرمایا۔

(۷) اگر دودھ کا جانور رہن ہو تو اس کو کھلانے پلانے کے عوض اس کا دودھ پی سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا
وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ
مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ
النَّفَقَةُ (صحیح بخاری کتاب الرھن
باب الرھن مرکوب ومحلوب جزء ۳ ص۱۸۷)

گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدلے سواری کی جائے۔ اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروہو تو خرچ کے بدلے اس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیئے وہی اس کا خرچ اٹھائے۔

(۸) جب سورج غروب ہو تو مویشی کو باندھ دے، کھلا نہ چھوڑے جب تک رات کی تاریکی نہ چلی جائے اس لئے کہ مغرب کے وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا
غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ
الْعِشَآءِ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْبَعِثُ اِذَا
غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ
الْعِشَآءِ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب
الامر بتغطیۃ الاناء ... بعد المغرب جزء ۲ ص۲۰۵)

جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے جانوروں کو اور بچوں کو نہ چھوڑو (یعنی باہر نہ جانے دو) جب تک شام کی تاریکی نہ چلی جائے کیونکہ سورج غروب ہوتے ہی شام کی تاریکی باقی رہنے تک شیاطین پھرتے رہتے ہیں۔

(۹) اونٹ پالے، اونٹ کا پالنا عزت کا سبب ہے، بکری پالے، بکری کا پالنا برکت کا سبب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْاِبِلُ عِزٌّ لِاَهْلِهَا وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ

(ابن ماجۃ ابواب التجارۃ باب اتخاذ الماشیۃ جزء ۲ ص۴۷ وسندہ صحیح)

اونٹ مالک کے لئے عزت (کا سبب) ہے اور بکری برکت (کا سبب) ہے۔

(۱۰) اونٹوں کی دوڑ کرائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا سَبَقَ اِلَّا خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ اَوْ نَصْلٍ۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی السبق جزء اول ص۳۵۵ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص۶۵)

مقابلہ نہیں مگر اونٹوں کی دوڑ میں یا گھوڑوں کی دوڑ میں یا تیر اندازی میں (یعنی جہاد کے لئے اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑ کرائے اور تیر اندازی کی مشق کرے۔

(۱۱) فتنوں کے زمانے میں بکریاں پالے، اپنے دین کو بچانے کے لئے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرے اور جنگل میں پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات کی طرف نکل جائے اور بکریوں میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اُسے ادا کرتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الدین الفرار من الفتن جزء اول ص۱۱)

قریب ہے کہ مسلم کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات کی طرف چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يُقْتَلَ وَاُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَلِيْهِ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین آدمی کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا ہاں، کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا وہ آدمی جو گھوڑے کا سر پکڑے اللہ عزوجل کے راستہ میں (جہاد کر رہا) ہو یہاں تک کہ مر جائے یا قتل ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا

فِی شِعْبٍ یُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَیَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ (نسائی کتاب الزکوۃ باب من یسأل باللہ عزوجل ولا یعطی بہ جزء اول ص۲۷۶ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۱ ص۶۰۵)

کیا میں ایسے آدمی کی خبر دوں جو (مرتبہ میں) اس کے قریب ہے ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص جو کسی گھاٹی میں (لوگوں سے) کنارہ کش ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور لوگوں کی برائیوں سے علیحدہ رہتا ہو۔

(۱۲) جب وہ تندرست ہوں تو اُس وقت ان پر سواری کرے اور ان کا گوشت کھائے۔

حضرت سہیل کہتے ہیں:۔

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعِیْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَہْرُہٗ بِبَطْنِہٖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَہَائِمِ الْمُعْجَمَۃِ فَارْکَبُوْھَا صَالِحَۃً وَکُلُوْھَا صَالِحَۃً (ابوداؤد کتاب الجہاد باب ما یؤمر بہ من القیام علی الدواب ۱/۳۵۲ سندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی حدیث ۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے۔ اس کی پیٹھ پیٹ سے جا لگی تھی آپ نے فرمایا ان بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ ان پر سوار ہو جب وہ تندرست ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ جب وہ تندرست ہوں۔

گھوڑوں کے مسائل

(۱) گھوڑا پالنا بہت اچھا کام ہے اس لئے کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجہاد ماض مع البر والفاجر جزء ۴ ص۳۲ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الخیل فی نواصیہا الخیر ۲/۱۴۴)

گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے خیر کو باندھ دیا گیا ہے یعنی اجر اور مال غنیمت (ملتا رہتا ہے)۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے راستے میں یعنی جہاد کے لئے گھوڑا وقف کرنا بہت اچھا کام ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے گھوڑا وقف کرے تو قیامت کے دن اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب سب ترازو میں تولا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

جس نے اللہ کے راستے میں ایمان کے

اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شِبَعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من احتبس فرسا جزء ۴ ص۳۲)

ساتھ اور اللہ کے وعدہ کو سچا سمجھتے ہوئے گھوڑے کو وقف کیا تو اس کا کھانا، اس کا پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس کی ترازو میں رکھا جائے گا۔

③ گھوڑوں کی دوڑ کرائے، ان کے بدن کو ہلکا کرے اور رفتار کو تیز کرنے کی تدابیر اختیار کرے جن گھوڑوں کو بدن ہلکا کر کے تیز رفتاری کے لئے تیار کیا گیا ہو ان کی دوڑ کا فاصلہ عام گھوڑوں کی دوڑ کے فاصلے سے زیادہ رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

سَابَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ قَدْ اُضْمِرَتْ فَاَرْسَلَہَا مِنَ الْحَفْیَاءِ وَکَانَ اَمَدُہَا ثَنِیَّۃَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ لَمْ تُضْمَرْ فَاَرْسَلَہَا مِنْ ثَنِیَّۃِ الْوَدَاعِ وَکَانَ اَمَدُہَا مَسْجِدَ بَنِیْ زُرَیْقٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب غایۃ السبق للخیل المضمرۃ جزء ۴ ص۳۸ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المسابقۃ بین الخیل وتضمیرہا جزء ۲ ص۱۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کرائی۔ انہیں حفیاء سے چھوڑا تھا اور ان کی آخری حد ثنیۃ الوداع تھی اور آپ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی جو تیار نہیں کئے گئے تھے ان کو ثنیۃ الوداع سے چھوڑا، ان کی آخری حد مسجد بنی زریق تھی۔

نوٹ:۔ حفیاء سے ثنیۃ الوداع کا فاصلہ چھ سات میل کے قریب ہے اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کا فاصلہ ایک میل یا اس کے لگ بھگ ہے (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

④ کوئی شخص اپنے گھوڑے کو انعامی دوڑ میں ایسی حالت میں شامل نہ کرے کہ اس کا آگے نکل جانا یقینی ہو۔ اگر یقینی نہ ہو تو شامل کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ یَعْنِیْ وَہُوَ لَا یُؤْمَنُ اَنْ یَسْبِقَ فَلَیْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ وَقَدْ اَمِنَ اَنْ یَسْبِقَ فَہُوَ قِمَارٌ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المحلل جزء اول ص۳۵۵ وسندہٗ صحیح نیل الاوطار جزء ۸ ص۶۷)

جس نے (اپنے) گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا اور اسے یقین نہیں کہ وہ آگے نکل جائے گا تو یہ جُوا نہیں اور جس نے (اپنے) گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا اور اسے یقین ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو یہ جُوا ہے۔

⑤ گھوڑے کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتا رہے۔ اس کی گردن میں کچھ ڈال دے لیکن تانت نہ ڈالے۔

گھوڑے کے لئے برکت کی دعاء کرتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَادْعُوْا لَهَا بِالْبَرَكَةِ وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْاَوْتَارَ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی ۱۴/۱۳۲)

ان کی پیشانیوں پر ہاتھ پھیرو، ان کے لئے برکت کی دعاء کرو، ان کے گلے میں کچھ ڈال دو لیکن تانت نہ ڈالو۔

(۶) ایسا گھوڑا نہ رکھے جس کے تین پاؤں سفید ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب مایکرہ من صفات الخیل جزء ۲ صـ۱۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں میں تین پیر کا سفید ہونا ناپسند فرماتے تھے۔

سواری اور باربرداری کے جانوروں کے مسائل

(۱) سرسبزی کے زمانے میں دوران سفر اونٹ (وغیرہ) کو چرنے کا موقع دے۔ قحط کے زمانے میں سفر کو جلدی طے کرے (تاکہ جانور کو بھوک کی تکلیف نہ ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر جزء ۲ صـ۱۴۳)

جب تم سرسبزی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین (کی گھاس وغیرہ) سے اس کا حصہ دو اور جب تم قحط سالی کے زمانے میں سفر کرو تو اس پر سفر کو جلدی طے کرو۔

(۲) سواری کے جانور کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں عاریۃً سواری کے لئے دے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهٗ ذَاتُ الظِّلْفِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹ والا، گائے والا اور بکری والا اس کا حق نہیں دیتا وہ قیامت کے دن ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور کھروں والا جانور اس کو اپنے

بِظِلْفِهَا وَتَنْطِحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ فَقُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَحَلْبُهَا عَلَى الْمَآءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول ص۳۹۶)

کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا جانور اپنے سینگوں سے اسے مارے گا۔ اس دن کوئی جانور بغیر سینگ کا نہ ہوگا نہ کوئی سینگ ٹوٹا ہوا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان کا کیا حق ہے؟ فرمایا اس کے نر کو جفت کرانے کیلئے اور اس کے ڈول کو عاریۃً دینا، دودھ پینے کے لئے کسی کو عاریۃً دینا، جب پانی پلانے لے جائے تو اس کا دودھ دوہ کر مساکین کو) پلانا اور اللہ کے راستہ میں سواری اور بوجھ لادنے کے لئے دینا۔

(۳) اگر سواری کا جانور رہن ہو تو اس کو کھلانے کے عوض اس پر سوار ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الرهن باب الرهن مرکوب و محلوب جزء ۳ ص۱۷۶)

وہ جانور جو رہن ہو اس پر اس کے اخراجات کے عوض سواری کی جا سکتی ہے۔

(۴) سواری پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ کہے، سوار ہونے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے، پھر یہ دعاء پڑھے:۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔

ترجمہ:۔ اللہ تمام برائیوں سے پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دیا

حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، سب تعریف اللہ کے لئے ہے، سب تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، (اے اللہ) تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، تو مجھے معاف کردے کیونکہ گناہوں کو معاف کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔

علی بن ربیعہ کہتے ہیں:۔

شَهِدْتُ عَلِيًّا أُوتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا اللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ (ترمذی ابواب الدعوات باب مایقول اذا رکب دابۃ جزء ۲ صـ۱۹۹ ۔ صححہ الترمذی)

میں نے دیکھا حضرت علی کے پاس ان کی سواری لائی گئی تاکہ وہ سوار ہوں تو جب انہوں نے پیر رکاب میں رکھا تو بِسْمِ اللّٰهِ کہا پھر جب اس کی پیٹھ پر سوار ہو گئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا پھر سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ پڑھا یعنی پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کردیا ورنہ ہم اس کو قابو میں نہ لاسکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تین بار کہا اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ تین بار کہا پھر کہا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ یعنی پاک ہے تو اے اللہ، بے شک میں نے ظلم کیا اپنی جان پر، مجھے معاف کردے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ پھر حضرت علی ہنسے میں نے کہا آپ کیوں ہنسے اے امیر المؤمنین؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا جیسے میں نے کیا پھر آپ ہنسے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، آپ کیوں ہنسے؟ آپ نے فرمایا بے شک تمہارا رب پسند کرتا ہے جب بندہ یہ کہتا ہے: اے

میرے رب میرے گناہ بخش دے، بے شک
تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔

⑤ بے ضرورت سواری کے جانور پر نہ بیٹھا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِیَّاکُمْ اِنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّکُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا سَخَّرَهَا لَکُمْ لِتُبَلِّغَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ وَجَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فَعَلَیْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِکُمْ (ابوداود کتاب الجهاد باب فی الوقوف علی الدابة جزء اول ص۳۵۲ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحة للالبانی جلد اول ص۳)

اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ اس لئے کہ اللہ نے ان کو تمہارے لئے اس لئے مسخر کیا ہے کہ وہ تم کو کسی (دوسرے) شہر پہنچائیں جہاں تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے اور اسی نے تمہارے لئے زمین بنائی تو اس پر تم اپنی ضروریات کو پورا کیا کرو۔

⑥ سفر میں مقررہ منازل سے آگے جاکر قیام نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَعْدُوا الْمَنَازِلَ (ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی سرعة السیر جزء اول ص۳۵۲۔ رجاله ثقات وسنده صحیح)

(مقررہ) منازل سے آگے نہ بڑھ جایا کرو۔

⑦ راستے میں جب کہیں اترے تو نوافل پڑھنے سے پہلے سواری کی کاٹھی وغیرہ کھول دے، دیر نہ لگائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

کُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰی نَحُلَّ الرِّحَالَ (ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی نزول المنازل جزء اوّل ص۳۵۲۔ سنده صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰة جزء ۲ ص۱۱۴۶)

ہم جب کسی منزل میں اترتے تو اس وقت تک نفل نہ پڑھتے جب تک کاٹھیاں وغیرہ نہ کھول دیتے۔

⑧ سواری پر آگے بیٹھنے کا حق دار سواری کا مالک ہے اگر وہ اجازت دے تو پھر دوسرا آدمی بیٹھ سکتا ہے۔

حضرت ابوبریدہؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهٗ حِمَارٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِرْكَبْ وَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَنْتَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَآبَّتِكَ مِنِّيْ اِلَّا اَنْ تَجْعَلَهٗ لِيْ قَالَ فَاِنِّيْ جَعَلْتُهٗ لَكَ فَرَكِبَ (ابوداؤد کتاب الجهاد باب رب الدابة احق بصدرها جزء اول ص۳۵۲ وسندہٗ صحیح۔ فتح الباری جزء ۱۲ ص۵۲۱)

اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلے جا رہے تھے ایک شخص آیا۔ اس کے پاس ایک گدھا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ سوار ہو جائیے۔ یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو سوائے اس صورت کے کہ تم اپنا حق مجھے دے دو۔ اس نے کہا میں نے اپنا حق آپ کو دیا۔ پھر آپ سوار ہو گئے۔

⑨ سواری کے جانور پر اس وقت بیٹھے جب وہ تندرست ہو اور اس پر سے اس وقت اتر جائے جب وہ تندرست ہو اس پر اتنی دیر تک سواری نہ کرے کہ وہ بیمار ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِرْكَبُوْا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً وَابْتَدِعُوْهَا سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَ (حاکم کتاب المناسك باب آداب الركوب جزء اول ص۴۴۳ وسندہٗ صحیح۔ الاحادیث الصحیحة للالبانی حدیث ۲۱)

ان جانوروں پر اس وقت بیٹھو جب وہ تندرست ہوں اور اس حال میں انہیں چھوڑ دو کہ وہ تندرست ہوں اور انہیں کرسی نہ بناؤ (یعنی بے ضرورت نہ بیٹھے رہو)۔

عام جانوروں کے مسائل

① کسی جانور کے بچے کو پکڑ کر اس جانور کو رنج نہ پہنچائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعَرِّشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا (ابوداؤد کتاب الادب باب

ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے گئے۔ ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ چڑیا آئی اور (اپنے پر پھیلا کر) (زمین کے قریب) منڈلانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے

قتل الذر جزء ۲ ص۳۶۸ وسندہٗ صحیح
بلوغ الامانی جزء ۱۹ ص۸۷)

آئے۔ آپ نے فرمایا کس نے اس چڑیا کو اس کے بچوں کے معاملے میں رنج پہنچایا ہے اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔

(۲) جب کوئی نیا جانور خرید کر لائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اور اگر اونٹ ہو تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑ کر یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس خیر کو طلب کرتا ہوں جس خیر پر تو نے (اسے) پیدا کیا ہے اور میں اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تو نے (اسے) پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَفَادَ اَحَدُکُمُ الْجَارِیَۃَ اَوِ الْمَرْأَۃَ اَوِ الدَّآبَّۃَ فَلْیَاْخُذْ بِنَاصِیَتِھَا وَلْیَدْعُ بِالْبَرَکَۃِ وَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ وَاِنْ کَانَ بَعِیْرًا فَلْیَاْخُذْ بِذِرْوَۃِ سَنَامِہٖ (حاکم کتاب النکاح باب الدعاء لمن افاد جاریۃ سندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص۱۸۵)

جب تم میں سے کوئی شخص لونڈی لائے یا کوئی عورت (نکاح کر کے لائے) یا کوئی جانور (خرید کر لائے) تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر برکت کی دعاء کرے اور اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَ عَلَیْہِ اگر اونٹ ہو تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑے۔

(۳) کسی جانور کو تکلیف نہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَرَاَیْتُ فِیْھَا اِمْرَأَۃً مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ تُعَذَّبُ فِیْ ھِرَّۃٍ لَّھَا رَبَطَتْھَا فَلَمْ تُطْعِمْھَا وَلَمْ تَدَعْھَا تَاْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی

میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی تو میں نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس پر دوزخ میں اس کی بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا جس کو اس نے باندھ رکھا تھا، نہ اسے خود کھانے

مَاتَتْ جُوْعًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ ابواب الکسوف باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف جزء اول ص۳۶۰ و ص۳۶۱)

کو دیتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

④ کسی ذی روح کو باندھ کر نشانہ نہ بنائے اور نہ زرجانور کو خصّی بنائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَہَائِمُ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ما یکرہ من المثلۃ جزء ۷ ص۱۲۱ و صحیح مسلم کتاب الصید باب النہی عن صبر البہائم جزء ۲ ص۱۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ صَبْرِ ذِی الرُّوْحِ وَعَنْ اِخْصَاءِ الْبَہَائِمِ نَہْیًا شَدِیْدًا (رواہ البزار۔ مجمع الزوائد جزء ۵ ص۲۶۵۔ سندہٗ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۸ ص۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح کو باندھ کر نشانہ بازی کرنے اور جانوروں کو خصّی بنانے سے سختی سے منع فرمایا۔

⑤ کسی جانور کو بے ضرورت نہ مارے اور نہ ذبح کرے۔ اگر ذبح کرے تو کھانے کے لئے ذبح کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً فَلَمَّا قَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْہَا طَلَّقَہَا وَذَہَبَ بِمَہْرِہَا وَرَجُلٌ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا فَذَہَبَ بِاُجْرَتِہٖ وَاٰخَرُ یَقْتُلُ دَآبَّۃً عَبَثًا (رواہ الحاکم وسندہٗ صحیح المستدرک جزء ۲ ص۱۸۲)

اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ (گار) یہ (لوگ) ہیں: (۱) وہ مرد جو کسی عورت سے نکاح کرے پھر اس سے اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے اور مہر ادا نہ کرے (۲) وہ آدمی جو کسی شخص کو مزدور رکھے پھر اس کی اجرت (اس کو) نہ دے۔ (۳) وہ شخص جو کسی جانور کو بے فائدہ قتل کرے۔

⑥ جب کسی جانور کو قتل کرے یا ذبح کرے تو اچھی طرح قتل کرے، تکلیف پہنچا کر قتل نہ کرے۔ ذبح کرتے وقت چھری کو تیز کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ (صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح جزء ۲ ص۱۷۷)

جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو (ہر شخص کو) چاہئے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

⑦ چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ اس کو لٹانے کے بعد تیز کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَضْجَعَ شَاةً يُرِيْدُ اَنْ يَذْبَحَهَا وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ هَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ اَنْ تَضْجَعَهَا (رواہ الحاکم وسندہٗ صحیح المستدرک کتاب الاضاحی باب لتحد الشفرۃ قبل اضجاع الاضحیۃ جزء ۴ ص۲۳۱)

ایک شخص نے ایک بکری کو لٹایا۔ وہ اس کو ذبح کرنا چاہتا تھا۔ لٹانے کے بعد وہ چھری تیز کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس کو کئی موتیں مارنا چاہتا ہے۔ تو نے اس کو لٹانے سے پہلے کیوں نہ تیز کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَةِ شَاةٍ وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهٗ وَهِيَ تَلْحَظُ اِلَيْهِ بِبَصَرِهَا فَقَالَ اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا اَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ (رواہ البیہقی، کتاب الضحایا باب الزکوٰۃ بالحدید جزء ۹ ص۲۸۰ وسندہٗ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء اول ص۳۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس آکر کھڑے ہوئے جو ایک بکری کے پہلو پر پیر رکھے ہوئے اپنی چھری کو تیز کر رہا تھا اور وہ بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے پہلے کیوں (تیز) نہیں (کیا) کیا تو اس کو کئی موتیں مارنا چاہتا ہے۔

⑧ جانور کے منہ پر نہ مارے اور نہ جانور کا منہ داغے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْہِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْہِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ ۲/۲۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پہ مارنے اور چہرے پہ داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَیْہِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْہِہٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الَّذِیْ وَسَمَہٗ۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان جزء ۲ ص۲۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک گدھا گذرا جسکے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اس کو داغا ہے۔

⑨ <u>جانور کے کان، ناک وغیرہ نہ کاٹے۔</u>

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَّاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ○ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَاُضِلَّنَّہُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّہُمْ وَلَاٰمُرَنَّہُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّہُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ، وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ○

(سورۃ النسآء۔ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

بے شک یہ لوگ اللہ کے علاوہ عورتوں کو پکارتے ہیں اور عورتوں کو کیا پکارتے ہیں (حقیقت میں تو) سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اس پر لعنت کر دی ہے، اس نے اللہ سے کہا تھا کہ (اے اللہ) میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ تعداد کو (اپنے بندے) بنالوں گا۔ میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا، انہیں امیدیں دلاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور انہیں حکم دوں گا تو وہ یقیناً اللہ کی بنائی ہوئی (صورتوں) کو بدلتے رہیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑے گا۔

حضرت عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں:۔

نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّہْبَۃِ وَالْمُثْلَۃِ (صحیح بخاری کتاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے اور اعضاء کاٹنے سے منع فرمایا۔

الاطعمة باب مایکرہ من المثلۃ جزء ۷، صـ۱۲۲)

(۱۰) جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ ثُمَّ أَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم جزء ۸ صـ۱۱)

ایک شخص راستے میں جارہا تھا اس کو سخت پیاس لگی۔ اسے ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اترا پانی پیا جب باہر نکلا تو دیکھا ایک کتّا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہوگی جیسی کہ مجھے ہوئی۔ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو دبا کر اوپر چڑھا۔ کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالےٰ نے اس فعل کی قدردانی کی اور اُسے بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہم کو جانوروں پر بھی رحم کرنے میں اجر ہے؟ آپ نے فرمایا ہر تر جگر والے کے ساتھ (نیکی کرنے کا) اجر ملے گا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ
شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿١٠﴾ يُنْۢبِتُ
لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَ
النَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ
لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ

بِأَمْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ
فِى ٱلْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥٓ ۚ
إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لِّقَوْمٍ
يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ ٱلَّذِى سَخَّرَ
ٱلْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا۟ مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا
وَتَسْتَخْرِجُوا۟ مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ
وَتَرَى ٱلْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ
وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ
رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ
اَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾
وَعَلٰمٰتٍ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ وہی ہے جس نے بادل سے تمہارے لئے پانی برسایا، اس میں کچھ تو تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور کچھ سے درخت سیراب ہوتے ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو (۱۰) اسی پانی سے اللہ تمہارے لئے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے، غور کرنے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی توحید کی بڑی زبردست) نشانی موجود ہے (۱۱) اسی نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا اور اسی کے حکم سے تارے بھی مسخر ہیں، عقل والوں کے لئے اس میں (توحید الٰہی کی بڑی) نشانیاں ہیں (۱۲) اور (بھی بہت سی چیزیں ہیں) جو اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں جن کے مختلف رنگ ہیں، اس میں بھی نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانی ہے (۱۳) وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لیئے) مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور اے لوگو (اس نے سمندر کو اس لئے بھی مسخر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعے) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو) (۱۴) اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے۔ اسی نے نہریں (جاری کر دیں) اور اسی نے راستے (بنا دئے) تاکہ تم ان پر چل

کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ ⑮ اور (ان راستوں پر ایسی علامتیں (بھی) بنا دیں جن سے راستہ معلوم کرنے میں آسانی ہو) اور (اے رسول ہم ہی نے) تارے (بھی بنائے جن) سے یہ لوگ راستے معلوم کرتے ہیں ⑯

معانی ومصادر (تُسِیْمُوْنَ) اَسَامَ، یُسِیْمُ، اِسَامَۃٌ (باب افعال) چَرانا۔
(نَخِیْلٌ) نَخِیْلٌ = کھجور کا درخت۔
(ذَرَأَ) ذَرَأَ، یَذْرَأُ، ذَرْءٌ (ف) زیادہ کرنا، پیدا کرنا۔
(طَرِیٌّ) طَرُوَ، یَطْرُوُ، وطَرِیَ، یَطْرَیُ، طَرَاوَۃٌ وطَرَاءَۃٌ وطَرَاءٌ (ک وس) تروتازہ ہونا۔ (طَرِیٌّ = تازہ ونرم)۔
(حِلْیَۃٌ) حَلِیَ، یَحْلٰی، حَلْیٌ (س) زیور پہننا۔
(مَوَاخِرَ) مَخَرَ، یَمْخَرُ، مَخْرٌ ومَخُوْرٌ (ف و ن) آواز کے ساتھ پانی کو چیرتے ہوئے جانا (مَوَاخِرُ = مَاخِرَۃٌ کی جمع کشتیاں)۔
(تَمِیْدُ) مَادَ، یَمِیْدُ، مَیْدٌ (ض) ہل کر ٹیڑھا ہو جانا۔

تفسیر توحید کے دلائل جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ھُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْہُ شَرَابٌ وَّمِنْہُ شَجَرٌ فِیْہِ تُسِیْمُوْنَ) وہی ہے جس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا۔ اس پانی میں سے کچھ تو تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور کچھ سے درخت سیراب ہوتے ہیں جن میں تم اپنے مویشی کو چراتے ہو، (یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِہِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ) اسی پانی سے اللہ تمہارے لئے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور ان کے علاوہ ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے (اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ) غور کرنے والوں کے لئے اس میں اللہ کی توحید کی بڑی زبردست نشانی ہے (وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِہٖ) اس نے تمہارے لئے رات اور دن، سورج اور چاند کو مسخر کیا اور اسی کے حکم سے تارے بھی مسخر ہیں، یہ سب تمہاری خدمت انجام دے رہے ہیں (اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ) عقل والوں کے لئے اس میں توحید کی بہت سی نشانیاں ہیں (وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ) ان کے علاوہ زمین میں جو چیزیں اس نے تمہارے لئے پیدا کیں جن کے مختلف رنگ ہیں (اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ) ان میں بھی نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے بڑی نشانی ہے (وَھُوَالَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْہُ لَحْمًا طَرِیًّا) اور وہی ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے مچھلیاں پکڑ کر ان کا تروتازہ گوشت کھاؤ (وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْہُ حِلْیَۃً تَلْبَسُوْنَھَا) اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو (وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ) اور سطح سمندر پر کشتیاں چلاؤ

اور اے رسول آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں کس طرح پانی کو چیرتی ہوئی چلتی رہتی ہیں یہ سب اسی ذات واحد کے قدرت کے کرشمے ہیں۔ اے لوگو سمندر کو اس نے اسی لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم کشتیوں میں سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ اللہ کا فضل تلاش کرو (وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں تاکہ تم اس کا احسان مانو، اس کا شکر ادا کرو اور اسی کو اپنا معبود، حاکم، مشکل کشا، حاجت روا تسلیم کرو (وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) اسی نے زمین میں پہاڑوں کو نصب کر دیا تاکہ زمین کا توازن نہ بگڑنے پائے اور وہ تمہیں لے کر کہیں کسی طرح جھک نہ جائے، اسی نے دریا جاری کئے، اسی نے راستے بنائے تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ سکو۔ غرض یہ کہ تری اور خشکی کے راستے اسی نے بنائے، پہاڑوں میں درّے اسی نے بنائے تاکہ تم ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ سکو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

(طٰہٰ ۔ ۵۳ و ۵۴)

(وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، تمہارے لئے زمین میں (چلنے کے لئے) راستے بنائے اور بادل سے پانی برسایا، پھر اس سے انواع و اقسام کی مختلف نباتات اگائیں۔ (اے لوگو ان نباتات کو خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان (چیزوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○

(الانبیآء ۔ ۳۱ تا ۳۳)

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ زمین لوگوں کو لے کر ڈگمگا نہ جائے اور ہم نے ان پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستے بنائے تاکہ یہ لوگ منزل مقصود پر پہنچ سکیں اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا لیکن (ان مناظر کو دیکھنے کے بعد بھی) وہ ہماری نشانیوں سے روگردانی کر رہے ہیں اور وہی ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا، سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا، كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○

(الزخرف۔ ۹ تا ۱۴)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان (سب) کو (اللہ) غالب اور علم والے نے پیدا کیا۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنائے تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ سکو اور جس نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح (اے لوگو) تم سب (اپنی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور جس نے ہر قسم کی اشیاء پیدا کیں اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاؤ پھر جب تم ان پر اطمینان سے) بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور اس طرح کہو: پاک ہے (وہ ذات) جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم تو ان کو مسخر نہیں کر سکتے تھے۔ اور بے شک ہم (ایک دن) ضرور اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ○ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ○ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ○ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ اور ان کے اندر چاند کو ایک نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا۔ اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تمہیں اسی میں لوٹائے گا اور (پھر) تم کو (اسی میں سے) نکالے گا۔ اللہ ہی نے تمہارے

فِجَاجًا○ لئے زمین کو بچھونا بنا دیا تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں میں چلو (پھرو)۔
(نوح۔ ۱۵تا۲۰)

(وَعَلٰمٰتٍ) اور اے لوگو، اللہ نے ان راستوں پر ایسی علامتیں اور نشانیاں بھی بنا دی ہیں جن کے ذریعے تم راستے معلوم کر سکو اور بھٹک نہ جاؤ (وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ) اور اے رسول، اسی نے تارے بھی بنائے جن کے ذریعے یہ کفار راستہ معلوم کر کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں لیکن پھر بھی اس معبود حقیقی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ نعمتیں وہ دیتا ہے اور یہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور نہ انہوں نے کسی چیز کو پیدا کیا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے آپ کے استعمال اور آپ کی خدمت کے لئے بیشمار نعمتیں پیدا کیں مثلاً نباتات، سورج، چاند اور تارے، سمندر اور اس کے اندر جواہرات اور مچھلیاں وغیرہ تو پھر آپ کا فرض یہ ہے اسی منعم حقیقی کا شکر ادا کیجئے، اسی کی عبادت اور اطاعت کیجئے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے۔ ان شریکوں نے آپ کے لئے کچھ پیدا نہیں کیا تو پھر کس طرح وہ آپ کی عبادت، نذر و نیاز کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

مچھلی کے متعلق احکامِ شریعت

(۱) آیت نمبر ۱۴ میں گزر چکا ہے کہ تازہ مچھلی کھائی جائے (یعنی باسی مچھلی نہ کھائے)

(۲) مچھلی کا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○

(المآئدۃ - ۹۶)

(اے ایمان والو) تمہارے لئے بحری شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے، اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور مسافروں کا بھی فائدہ ہے البتہ جب تک تم حالت احرام میں ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم (قیامت کے دن) جمع کئے جاؤ گے۔

(۳) مچھلی مردار بھی حلال ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ (رواہ الترمذی و صححہ فی کتاب الطہارۃ باب کراھیۃ البول فی الماء الراکد جزء اول صـ۲۳)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول، ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں ہم اپنے ساتھ قلیل پانی لے کر چلتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہیں تو کیا ہم سمندر (کے پانی) سے وضو کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

(۴) اگر سمندر مُردہ مچھلی کو ساحل پر پھینک دے تو اس مچھلی کو کھانا حلال ہے۔

حضرت جابر رضؓ کہتے ہیں:۔

غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ

ہم پتّوں کی فوج میں شریک تھے (یعنی اس فوج میں شریک تھے جو پتّے کھا کر پیٹ بھرتی تھی)

حُوْتًا مَّيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوالزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَاَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَاَكَلَهٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر جزء ۵ ص۲۱)

پھر ایسا ہوا کہ سمندر نے ایک مردہ مچھلی کنارے پر پھینکی۔ ایسی مچھلی ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی، اس کو عنبر کہتے تھے۔ ہم نصف مہینے تک اس میں سے کھاتے رہے۔ پھر ابوعبیدہ نے اس کی ایک ہڈی لی اور اس کو کھڑا کرایا تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے نکل گیا۔ ابوالزبیر نے کہا انہوں نے حضرت جابر سے سنا وہ کہتے تھے ابوعبیدہ نے لشکر والوں سے کہا اس کا گوشت کھاؤ۔ جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے جو روزی تمہارے لئے نکالی اس کو کھاؤ، اگر کچھ تمہارے پاس ہو تو مجھے بھی کھلاؤ۔ یہ سُنکر بعض لوگ اس کا بچا ہوا گوشت لے کر آئے، آپ نے بھی کھایا۔

زیورات کے مسائل

(۱) مرد سونا نہ پہنے، حتی کہ سونے کی انگوٹھی بھی نہ پہنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاُنَاثِهِمْ (رواہ الترمذی فی کتاب اللباس باب ماجاء فی الحریر والذھب للرجال وصحہ جزء اول ص۵۳۸)

ریشمی کپڑا اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔

حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ (رواہ الترمذی فی کتاب اللباس باب ماجاء فی کراھیۃ خاتم الذھب وصحہ جزء اول ص۵۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) سونے کی انگوٹھی (بھی) پہننے سے منع فرمایا۔

(۲) عورت سونا پہن سکتی ہے بشرطیکہ اُسے کاٹ چھانٹ کر زیور بنا لیا گیا ہو۔

حضرت معاویہؓ نے صحابہ کرام سے پوچھا:۔

لَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ لُبْسِ الذَّھَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوْا نَعَمْ (نسائی کتاب الزینۃ باب تحریم الذھب علی الرجال جزء ۲ ص۲۴۲ وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۱۲۵۵)

کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے سوائے اس سونے کے جسے کاٹا چھانٹا گیا ہو۔ صحابہ کرام نے کہا ہاں۔

(۳) عورت ایسا زیور نہ پہنے جس سے گھنٹی کی آواز نکلتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراھۃ الکلب والجرس فی السفر جزء ۲ ص۲۵)

گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔

(۴) عورت اپنے زیورات کو کسی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کرے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ (النور۔ ۳۱)

عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

(۵) عورت اس طرح پیر مار کر نہ چلے کہ اس کے پوشیدہ زیور کا علم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ۔ (النور۔ ۳۱)

اور (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں ایسے زور سے نہ رکھیں کہ (لوگوں کو) ان کے اندرونی زیور کی خبر ہو جائے۔

(۶) انگوٹھی یا مہر انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی میں نہ پہنے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِیْ اِصْبَعِیْ ھٰذِہٖ اَوْ ھٰذِہٖ قَالَ فَاَوْمَأَ اِلَی الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْھَا (صحیح مسلم کتاب اللباس باب فی النھی عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انگلی یا اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے پھر انہوں نے بیچ کی انگلی اور اس کے قریب والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ مصنف ابن ابی

تختم فی الوسطی والتی تلیہا جزء ۲ صـ۲۴۲
وفی روایۃ فی ھذہ وھذہ یعنی السبابۃ
والوسطی (مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب
العقیقۃ باب فی الخاتم فی السبابۃ والوسطی
جزء ۸ صـ۳۱۶ وسندہ صحیح)۔

شیبہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اس انگلی اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی میں۔

⑦ انگوٹھی یا مہر خواہ سیدھے ہاتھ میں پہنے یا الٹے ہاتھ میں بہتر یہ ہے کہ مہر چھوٹی انگلی میں پہنے۔ نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ فِیْہِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب فی خاتم الورق فصہ حبشی جزء ۲ صـ۲۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس میں حبشی نگینہ تھا۔ آپ نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہٖ وَاَشَارَ اِلَی الْخِنْصَرِ مِنْ یَدِہِ الْیُسْرٰی (صحیح مسلم کتاب اللباس باب فی لبس الخاتم فی الخنصر جزء ۲ صـ۲۴۲)

ایک روایت میں یہ ہے کہ انگوٹھی اس ہاتھ میں تھی۔ حضرت انسؓ نے اپنے الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

⑧ مہر کے نگینہ میں محمد رسول اللہ نہ کھدوائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَلَا یَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰی نَقْشِہٖ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینقش علی نقش خاتمہ جزء ۷ صـ۲۰۳ وصحیح مسلم کتاب اللباس باب لبس النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق جزء ۲ صـ۲۴۱ واللفظ للبخاری)

میں نے چاندی کی مہر پہنی ہے۔ میں نے اس میں محمد رسول اللہ نقش کرایا ہے لہذا کوئی شخص یہ الفاظ نقش نہ کرائے۔

أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۚ
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تَعُدُّوا
نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ
اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ
اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ
يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ
وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾

ترجمہ تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو) ⑰ (الغرض اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے ⑱ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ⑲ اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں ⑳ وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی کی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں) ㉑

معانی و مصادر (اَمْوَاتٌ) مَاتَ، یَمُوْتُ، مَوْتٌ (ن) مرنا۔ اَمْوَاتٌ = مَیِّتٌ کی جمع = مَوْتٰی = مردے

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جن کو اس نے انسانوں کے لئے پیدا کیا۔ انسانوں نے اس خالق حقیقی اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر ان لوگوں کو معبود، کارساز اور حاجت روا بنا لیا جنہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ کفار سے پوچھتا ہے (اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ) بتاؤ جو پیدا کرتا ہے وہ ان لوگوں کے برابر ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پیدا کرنے والے کا درجہ یقیناً زیادہ ہے اور بے حد و حساب زیادہ ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باطل معبود کو اللہ تعالیٰ کے برابر درجہ دے دیا جائے، اس کی بھی عبادت ہو اور باطل معبودوں کی پوجا بھی، اس سے بھی مانگا جائے اور باطل معبودوں سے بھی، اس کو بھی مددگار، کارساز اور مشکل کشا سمجھا جائے اور باطل معبودوں کو بھی، اس کی بھی نذر و نیاز کی جائے اور باطل معبودوں کی بھی، اس کو بھی عالم الغیب سمجھا جائے اور باطل معبودوں کو بھی۔ یہ سب چیزیں اور صفات تو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔ ان چیزوں اور ان صفات میں بزرگوں کو شریک کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے برابر لا کھڑا کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ خالق میں اور مخلوق میں کیا فرق رہا؟ اے کفار کیا خالق اور مخلوق برابر ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں (اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ) تو پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ، یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

(اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ وہی دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۵۴ تا ۵۵)

اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا) ہے (اور) اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے (اے لوگو) اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعاء مانگا کرو (اور حد سے نہ بڑھ جایا کرو) اللہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، قُلِ اللّٰهُ ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ، اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد ۔ ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے؟ (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں، جو تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے، وہ تو (اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں، (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟ کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے (کہ کونسی چیز کس کی بنائی ہوئی ہے)؟ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے

مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(لقمان ۔ ۱۰ و ۱۱)

اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا) اور اے لوگو، اگر تم اللہ تعالےٰ کی نعمتیں گننا چاہو تو گن نہیں سکتے تو پھر تم کیسے ایسے منعم کے برابر ان لوگوں کو بنا لیتے ہو جنہوں نے تمہارے لئے کچھ بھی پیدا نہیں کیا، جو حقوق خالص اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہیں ان حقوق میں بے بس و بے اختیار لوگوں کو کیسے شریک کر لیتے ہیں، کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ اب بھی سنبھل جاؤ تو تمہارے حق میں اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا، تم پر رحم فرمائے گا اس لئے کہ (اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور اے کافرو، دل سے ایمان لاؤ، ایسا نہ کرو کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ تم اللہ سے اپنے کفر کو چھپا نہیں سکو گے (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ) اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اسے تمہارے دل کے کفر کا بھی علم ہو جائے گا (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ) اور اے کافرو، پھر سن لو کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنی پیدائش میں اللہ کے محتاج ہیں تو پھر وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں، الٰہ تو خالق ہی ہو سکتا ہے، الٰہ تو وہی ہو سکتا ہے جس کی نہ کوئی ابتدا ہو اور نہ کوئی انتہا، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اسے کبھی فنا نہیں، رہے وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو، جن کو تم مشکل کشا سمجھتے ہو (اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ) وہ تو مر چکے ہیں، زندہ نہیں ہیں، دنیا کی زندگی میں تو وہ کچھ کر بھی سکتے تھے، انہیں فطرت انسانی کے مطابق کچھ اختیارات تھے، مرنے کے بعد وہ اختیارات بھی ان کے پاس نہیں رہے تو اب وہ کیا دیں گے۔ دنیاوی زندگی اور اُس زندگی کے عارضی و محدود اختیارات سے بھی اب وہ محروم ہیں (وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ) انہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے، اتنے بے خبر انسانوں کو پکارنا بے سود ہے۔ اسے پکارو جو زندۂ جاوید ہے اور جسے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا علم ہے۔

عمل

اے لوگو، خالق اور مخلوق کو یکساں حقوق نہ دیجئے۔ خالق کائنات کے حقوق میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیجئے۔ خالق کائنات مختار ہے وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے لہذا اسی کو پکاریئے۔ دوسروں کو پکارنا چھوڑ دیجئے۔

اے لوگو، خالق کائنات نے بے شمار نعمتیں آپ کے لئے پیدا کیں تو ایسے منعم کو چھوڑ کر دوسروں کو نہ پوجیئے، نہ ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیئے۔ انہوں نے آپ کے لئے ایک بھی نعمت پیدا نہیں کی تو پھر ان سے لَو نہ لگائیے۔

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ، فَالَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ
مُّنكِرَةٌ وَّهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾
لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ
وَمَا يُعْلِنُونَ، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَإِذَا قِيلَ
لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ، قَالُوا
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا
أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ، أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾
قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ
فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ
وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ
الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ،

قَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (وہی فریاد رسی کر سکتا ہے) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبر (و سرکشی) کرتے ہیں ﴿۲۲﴾ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اور وہ سرکشی کرنے والوں کو

پسند نہیں کرتا (۲۳) اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ (دیکھو) تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ (کوئی خاص چیز نہیں) یہ تو اگلوں کے قصے کہانیاں ہیں (۲۴) ان کے اس کہنے کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکلے گا) کہ یہ قیامت کے دن اپنے تو پورے بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے ہی ان لوگوں کے بھی بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے جنکو یہ بغیر علم کے گمراہ کر رہے ہیں، خبردار جو بوجھ یہ اٹھائیں گے وہ (بہت) بُرا (بوجھ) ہوگا (۲۵) ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی (اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کی تھیں، پھر (کیا ہوا) اللہ (کا عذاب) ان کے مکانوں پر ان کی بنیادوں سے آیا، پھر ان کے اوپر سے (مکانوں کی) چھت ان پر گر پڑی اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا کہ جہاں سے (عذاب آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا (۲۶) مزید برآں قیامت کے دن اللہ انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان سے پوچھے گا بتاؤ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے معاملے میں تم (مؤمنین کی) مخالفت کیا کرتے تھے (وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے البتہ) وہ لوگ جن کو علم دیا گیا تھا کہیں گے آج کے دن کی ذلت اور تباہی (سب) کافروں کے لئے ہے (۲۷) (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو (دنیا میں) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جب فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں تو وہ صلح کی پیش کش کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (فرشتے کہتے ہیں) کیوں نہیں (تم یقیناً برے کام کرتے تھے اور) اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کرتے تھے (۲۸) تو (اب میدان محشر میں ان سے کہا جائے گا) دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اب تم) دوزخ میں ہمیشہ رہو گے، بے شک تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ (بہت) برا ہے (۲۹)

معانی و مصادر

(مُنْكِرَةٌ) اَنْكَرَ، يُنْكِرُ، اِنْكَارٌ (باب افعال) انکار کرنا۔
(لَاجَرَمَ) جَرَمَ، يَجْرِمُ، جَرِيْمَةٌ (ض) گناہ کرنا۔
(جَرَمٌ = جُرْمٌ = گناہ۔ لَاجَرَمَ = ضرور)۔
(اَسَاطِيْرُ) سَطَرَ، يَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔ (اَسَاطِيْرُ = اُسْطُوْرَةٌ کی جمع ہے۔ بے اصل کہانیاں)۔
(تُشَآقُّوْنَ) شَآقَّ، يُشَآقُّ، مُشَآقَّةٌ (باب مفاعلۃ) مخالفت کرنا۔
(مَثْوٰى) ثَوٰى، يَثْوِىْ، ثَوَاءٌ وثُوِيٌّ (ض) رہنا (مَثْوٰى = رہنے کی جگہ)۔
(خِزْيٌ) خَزِىَ، يَخْزٰى، خِزْيٌ (س) رسوا ہونا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے مختلف نمونوں کا ذکر فرما کر مشرکین کے معبودان باطل کی بے بسی کا نقشہ کھینچا۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ توحید کا اثبات ہو اور شرک کی جڑ کٹ جائے۔ جو لوگ نہ کچھ پیدا کر سکتے ہوں بلکہ خود پیدا کئے گئے ہوں، جو مر چکے ہوں اور دنیوی زندگی کے لحاظ سے بے جان ہوں، جنہیں یہ بھی علم نہ ہو کہ کب قیامت ہوگی اور

وہ کب اٹھائے جائیں گے بھلا ایسے لوگ کب الٰہ ہو سکتے ہیں۔ الٰہ تو وہ ہو سکتے ہیں جو زندہ ہوں، پیدا کرنے کی قدرت رکھتے ہوں، غیب داں ہوں اور ایسا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے تو پھر مشرکین کو چاہئے کہ الٰہ، معبود، کارساز اور مشکل کشا صرف اللہ اکیلے کو مانیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مدلل طریقہ سے مشرکین کے شرکاء اور ان کے شرک کا ابطال کرنے کے بعد فرمایا (اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) اے مشرکین، تمہارا الٰہ (تو بس) ایک الٰہ ہے (اور وہ اللہ تعالےٰ ہے۔ اسی میں قدرت ہے کہ جو چاہے پیدا کرے، وہی زندہ ہے، اسی کو علم ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی)۔ (فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم نہیں کرتے وہ مسلسل) انکار کئے چلے جا رہے ہیں (اور صرف انکار ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ) تکبر بھی کر رہے ہیں (اگر انہیں قیامت اور قیامت کے دن کی باز پرس کا خوف ہوتا تو کبھی ایسا نہیں کرتے، قیامت سے تو ایمان والے ہی ڈرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ، اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ○
(الشوریٰ - ۱۸)

جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے وہ اسکے لئے جلدی کر رہے ہیں اور جو لوگ ایمان لے آتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ وہ (بالکل) حق ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

آگے فرمایا (لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ) بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ (کافر) پوشیدہ طور پر کرتے ہیں اور جو کچھ یہ علانیہ کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کو ان کی خفیہ سازشوں کا بھی علم ہے اور علانیہ مخالفتوں کا بھی علم ہے، یہ اس سے بچکر کہاں جائیں گے) (اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ) وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (لہٰذا ضرور ان کو سزا دے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ۔

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ایک شخص نے عرض کیا:۔

اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً

بے شک (ہر) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی تکبر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۱)
بے شک اللہ خوبصورت ہے (اور) خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (لہذا خوبصورتی کو پسند کرنا تکبر نہیں ہے) تکبر تو یہ ہے کہ حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

کفار مکہ حق کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور یہی ان کا تکبر تھا اور آگے فرمایا (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَّاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ) جب ان سے پوچھا جاتا ہے بتاؤ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو (متکبرانہ انداز میں) کہتے ہیں (کیا نازل کیا ہے بس) اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں (یعنی اس طرح وہ قرآن مجید کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے اس مذاق کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکلے گا) لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ) کہ یہ لوگ قیامت کے دن اپنے (گناہوں کے) بوجھ تو پوری طرح اٹھائے ہی ہوں گے اس کے ساتھ ان لوگوں کے (گناہوں کے) بوجھ بھی اٹھائے ہوں گے جن کو یہ بغیر علم اور بغیر سمجھے بوجھے گمراہ کر رہے ہیں۔ خبردار، بہت برا ہے وہ بوجھ جو یہ اٹھائے ہوں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دوسروں کو بہکا کر راہِ راست سے روکتے ہیں انہیں اس بہکانے کی بھی سزا ملے گی اور وہ سزا یہ ہو گی کہ جن لوگوں کو انہوں نے بہکایا تھا ان کے گناہوں کا بوجھ ان بہکانے والوں پر بھی لادا جائے گا۔ بہکائے جانے والے بھی سزا سے نہ بچ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ، قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ○ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ○
(الاعراف - ۳۸ و ۳۹)
اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سے پہلے جن و انس کی جو امتیں گذر چکی ہیں ان کے ساتھ ہی تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (اس طرح) جب کبھی کوئی امت دوزخ میں داخل ہو گی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب امتیں اس میں پہنچ جائیں گی تو پچھلی امت پہلی امت کے متعلق (اللہ سے اس طرح بددعاء کرے گی کہ اے ہمارے رب یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا (تم) سب کے لئے دوگنا عذاب

ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ (پھر) پہلی امت پچھلی امت سے کہے گی کہ تم کو ہمارے مقابلے میں کسی قسم کا فضل حاصل نہیں ہو سکا تو (اب) جو عمل تم کرتے تھے اس کی سزا میں عذاب کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ○ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ○ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○

(الصّٰفّٰت۔ ۲۷ تا ۳۴)

پھر وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں سوال کریں گے۔ (پیروی کرنے والے اپنے بزرگوں اور عالموں سے کہیں گے) تم ہمارے پاس دائیں (بائیں) سے آتے تھے (تم ہی نے ہمیں ایمان لانے سے باز رکھا تھا)۔ وہ جواب دیں گے نہیں (ہم نے تمہیں ایمان لانے سے باز نہیں رکھا) بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے۔ ہمیں تم پر کوئی قدرت حاصل نہیں تھی (کہ زبردستی تم کو غلط راستہ پر لے جاتے) بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے ہمارے بارے میں اللہ کا وعدہ سچ ثابت ہوا اب ہم (اس وعدہ کے مطابق عذاب کا) مزا چکھیں گے۔ ہم نے تم کو بہکایا (ضرور) تھا (تو بات یہ ہے کہ) ہم خود بہکے ہوئے تھے تو (اے رسول) اس دن وہ لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے اور (اے رسول) ہم گناہ گاروں کے ساتھ یقیناً ایسا ہی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ○ جَهَنَّمَ، يَصْلَوْنَهَا، فَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ○ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ

اور مشرکوں کے لئے بری جگہ ہے، یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ یہ گرم پانی اور پیپ ہے اب وہ اس

اَزْوَاجٌ ○ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ
لَا مَرْحَبًا بِهِمْ، اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ○
قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ، اَنْتُمْ
قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا، فَبِئْسَ الْقَرَارُ ○ قَالُوْا
رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا
ضِعْفًا فِي النَّارِ ○ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى
رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ○
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا، اَمْ زَاغَتْ
عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ○ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ
تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ○
(صٓ - ۵۵ تا ۶۴)

کا مزا چکھیں اور اس قسم کی اور بہت سی چیزیں ہوں گی (جو انہیں پینے کو دی جائیں گی)۔ (جب سرداران قوم دوزخ میں جانے لگیں گے تو ان سے کہا جائے گا) یہ (تمہاری پیروی کرنے والوں کی) ایک جماعت ہے جو تمہارے ساتھ ہی (دوزخ میں) داخل ہوگی، (وہ کہیں گے) انہیں خوشی نصیب نہ ہو، یہ بھی دوزخ میں داخل ہو رہے ہیں۔ (پیروی کرنے والے) کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نصیب نہ ہو، یہ (مصیبت) تم ہی تو ہمارے سامنے لائے، یہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (پھر) وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو لوگ یہ مصیبت ہمارے سامنے لائے انہیں دوزخ میں دوگنا عذاب دے۔ (پھر) وہ کہیں گے کیا بات ہے کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ کیا ہم نے ان کا (ناحق) مذاق اڑایا تھا (اس وجہ سے وہ دوزخ میں نہیں ہیں یا دوزخ میں تو ہیں لیکن ہماری) آنکھیں ان سے پھر گئی ہیں۔ دوزخیوں کا یہ آپس میں جھگڑنا بالکل حق ہے (اور ایسا ہو کر رہے گا)۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی بُرے کام کو جاری کر دیا تو اس کو اپنے عذاب کے علاوہ ان لوگوں کے عذاب کے برابر بھی عذاب ہوگا جو اس بُرے کام کو کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى
ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ
سَنَّ الْقَتْلَ اَوَّلًا (صحیح بخاری کتاب
الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ۱ ثم
من دعا الی ضلالۃ جزء ۹ ص ۱۲۷)

جو کوئی آدمی ظلم سے ناحق مارا جاتا ہے اس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے پر بھی ڈالا جاتا ہے اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کو (دنیا میں) جاری کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَّمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ (صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنة حسنة جزء ۲ ص ۳۶۵)

جو شخص اسلام میں اچھی بات نکالے پھر لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں تو اس کو بھی اتنا اجر ملے گا جتنا سب عمل کرنے والوں کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہو گی اور جو اسلام میں بُری بات نکالے (مثلاً بدعت یا گناہ کی بات) اور لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں تو تمام عمل کرنے والوں کے برابر گناہ اس پر بھی لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہو گا۔

آخرت کے عذاب سے ڈرانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار کو گذشتہ قوموں کے برے انجام کی طرف توجہ دلائی تاکہ وہ گذشتہ اقوام کے برے انجام سے عبرت حاصل کریں اور سرکشی سے باز آجائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں (فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ) پھر (کیا ہوا) اللہ (کا عذاب) ان کے مکانوں پر ان کی بنیادوں سے آیا (فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ) پھر ان کے اوپر سے (ان کے مکانوں) کی چھت ان پر گر پڑی (وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ) اور ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا کہ جہاں سے (عذاب آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا یہ تو دنیا کا عذاب ہوا (ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ) پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و خوار بھی کرے گا (وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ) اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ (تم نے جو) میرے شریک (بنا رکھے تھے) جن کے معاملے میں تم (مؤمنین سے) جھگڑتے رہتے تھے وہ کہاں ہیں (وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے، اس وقت) (قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ) وہ لوگ جن کو علم دیا گیا تھا (اور جو دین حق سے واقف تھے) کہیں گے آج کے دن کی ذلت اور خرابی کافروں کے لئے ہے) (الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ) یہ کافر وہ ہوں گے جو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو جب فرشتے ان کی جانیں نکالتے ہیں (فَاَلْقَوُا السَّلَمَ) تو وہ صلح کی پیش کش کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) (مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (ہمیں کس بات کی سزا میں پکڑا جا رہا ہے فرشتے کہتے ہیں) (بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) کیوں نہیں، (تم یقیناً برے عمل کرتے تھے، تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے)

اللہ تعالیٰ کو جو کچھ تم کرتے تھے اس کا بخوبی علم ہے۔ (فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) تو (ایسے لوگوں سے میدان محشر میں کہا جائے گا اب تم ان عملوں کی سزا میں) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اب تمہیں جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے (فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ) بے شک تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ (بہت) برا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ان کا تکبر سخت ناپسند تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس تکبر کی یہ سزا دے گا کہ انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں جھونک دے گا۔ جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے کسی ایک دروازے سے گذر کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ، لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ○

(الحجر۔ ۴۳-۴۴)

اور (اے ابلیس، جن لوگوں پر تیرا قابو چلے گا تو ایسے) تمام لوگوں کے لئے جس جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دوزخ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کا ان لوگوں میں سے ایک حصہ مقرر ہے۔

عمل

اے لوگو، ایک الٰہ کو مانئے۔ کئی الٰہ تسلیم نہ کیجئے وہ ایک الٰہ اللہ تعالےٰ ہے جو خالق کائنات ہے بس اسی کے سامنے جھکیئے۔ اسی کو سجدہ کیجئے، اسی کی عبادت و اطاعت کیجئے۔ اسی کو مشکل کشا، حاجت روا اور کارساز سمجھیئے۔

اے لوگو، تکبر اور عناد سے حق کا انکار نہ کیجئے، دوسروں کو سیدھے راستے سے نہ روکیئے۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ
رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ
دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ
يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب متقی لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا تو کہتے ہیں (بہت) اچھی چیز (نازل کی ہے) (اور اے رسول) جن لوگوں نے نیکی کی، ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے (اور آخرت میں بھی) اور آخرت کا گھر تو (بہت) بہتر ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ متقیوں کا گھر بہت عمدہ ہے ﴿۳۰﴾ وہ بہشتہائے جاودانی میں داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان کے لئے ان بہشتوں میں جو کچھ وہ چاہیں گے موجود ہوگا، متقیوں کو اللہ ایسی ہی جزا دیا کرتا ہے ﴿۳۱﴾ (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جن کی روحیں فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (کفر کی) گندگی سے پاک ہوتے ہیں، فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ ﴿۳۲﴾

معانی ومصادر (طَيِّبِيْنَ) طَابَ، يَطِيْبُ، طِيْبٌ وَطَابٌ وَطِيْبَةٌ وَتَطْيَابٌ (ض) اچھا ہونا (طَيِّبِيْنَ = طَيِّبٌ کی جمع، پاک)۔

تفسیر گذشتہ آیت (۲۴) میں گذر چکا ہے کہ جب کافروں سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے تھے کہ قصے کہانیاں ہیں (اور کچھ نہیں گویا وہ قرآن مجید کی تحقیر کرتے تھے) ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کے قول کا ذکر فرمایا (وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ) جب متقی لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا (قَالُوْا خَيْرًا) تو وہ جواب دیتے ہیں کہ (ایسی چیز نازل کی ہے جو سراسر) خیر (وبرکت) ہے تو اے رسول (لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ) جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے اس دنیا (کی زندگی) میں بھی بھلائی ہے (اور آخرت کی زندگی میں بھی بھلائی ہے) (وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ) اور آخرت کا گھر (تو بہت ہی) بہتر ہے (وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ) اور یہ حقیقت ہے کہ

آخرت میں متقیوں کا گھر بہت ہی عمدہ ہوگا (جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا) (وہ گھر کیا ہوگا) ہمیشہ رہنے والے باغات ہوں گے جن میں وہ داخل ہوں گے (تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) ان باغات کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ) ان باغات میں ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے موجود ہوگا (كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ) متقیوں کو اللہ ایسی ہی جزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ○

(الذّٰریٰت۔ ۱۵ و ۱۶)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔ اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اسے لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۵۴ و ۵۵)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے، با اقتدار بادشاہ کے ہاں ایک سچے (اور باعزّت) مقام میں۔

(نوٹ:۔ جنت کی نہریں، پھل اور میووں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ جنت اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۳۰ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

جن متقیوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا ان کی جانیں قبض کئے جانے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) جب فرشتے متقی لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ (کفر و معصیت کی گندگی سے) پاک ہوتے ہیں تو فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور متقین کی روحیں قبض کئے جانے کی کیفیت بتا کر شرک کے انجام سے ڈرایا ہے اور تقویٰ کے حصول کی ترغیب دی ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو سراسر خیر و برکت سمجھیئے اور ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی بھلائی حاصل کیجئے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے (ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آجائیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب ان کے پاس) آجائے (جس طرح کی باتیں یہ کر رہے ہیں) اسی طرح کی باتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (بالآخر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا) اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿۳۳﴾ جو عمل وہ کر رہے تھے اس کی سزا ان کو مل کر رہی اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس (عذاب) نے ان کو (ہر طرف سے) گھیر لیا ﴿۳۴﴾

معانی ومصادر

(حَاقَ) حَاقَ ، يَحِيقُ، حَيْقٌ، حُيُوقٌ و حَيْقَانٌ ، (ض) احاطہ کرنا، واجب کرنا۔

تفسیر

مشرکین اور متقین کے انجام کا نقشہ کھینچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا یہ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے (هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ) اے رسول، کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے (ان کی روح قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آجائیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب) نازل ہو جائے (اور ان کو نیست و نابود کر دے) (كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) اسی قسم کی باتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (تو پھر دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا) (وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور تکذیبِ رسل کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا) الغرض جو عمل وہ کر رہے تھے اس کی سزا ان کو مل کر رہی (وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ) اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس عذاب نے ان کو (ہر طرف سے) گھیر لیا۔ اگر کفار مکہ تکذیب کرتے رہیں گے اور عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے رہیں گے تو ایک دن ان کو بھی اسی طرح عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا جس طرح ان سے پہلے کے لوگوں کو ہلاک کیا گیا تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار مکہ کو ایک قسم کی تخویف ہے۔

عمل

اے لوگو، عذاب الٰہی کا مذاق نہ اڑائیے، موت کا یا عذاب الٰہی کا انتظار نہ کیجئے بلکہ ان کے آنے سے پہلے ایمان لے آئیے۔ موت یا عذاب کے آجانے کے بعد نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ ایمان لانا کام آئے گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ
اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ
شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا
حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ
فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ
اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ

مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ
حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ، فَسِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٦﴾
اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ
اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَ
اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ،

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ
لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ
وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ
كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا
لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے آباء واجداد (کسی کی عبادت کرتے) اور نہ ہم بغیر اس کے (حکم کے) کسی چیز کو حرام کرتے (اے رسول، جس طرح کی حرکتیں یہ کر رہے ہیں) اسی طرح کی حرکتیں ان لوگوں نے بھی کی تھیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں کافروں کی ان باتوں کی ذمہ داری رسولوں پر نہیں ہوتی) رسولوں کی ذمہ داری تو بس اتنی ہوتی ہے کہ وہ (احکامِ الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دیں (۳۵) اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول

مبعوث فرمایا (جس نے اپنی امت سے یہی کہا) کہ اللہ (اکیلے) کی عبادت کرو اور طاغوت (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔ پھر ہم نے ان میں سے بعض کو ہدایت دی اور بعض گمراہی پر جمے رہے تو (اے لوگو) ذرا) زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ (نبیوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا (۳۶) (اور اے رسول) اگر آپ کو ان کی ہدایت کی خواہش ہے تو (آپ اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ) اللہ جس شخص کو (اپنے قوانین ہدایت کے مطابق) گمراہ کر دیتا ہے تو اسے ہدایت پر نہیں چلاتا اور نہ ایسے لوگوں کا کوئی مددگار ہوتا ہے (۳۷) اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے اللہ اسے (کبھی) زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں (اللہ اسے ضرور زندہ کریگا) یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس پر (ضروری) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۸) دوبارہ زندہ کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اللہ ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کر دے اور کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہی غلطی پر تھے (۳۹) (اور قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں) ہم تو جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (کام) کو (صرف اتنا) کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ (فوراً) ہو جاتا ہے (۴۰)

معانی و مصادر

(طَاغُوْتٌ) طَغٰی، یَطْغُوْ، طُغْوٌ، طُغُوٌّ و طُغْوَانٌ (ن) حد سے نکل جانا (طَاغُوْتٌ = سرکش، شیطان)

(حَقَّتْ) حَقَّ، یَحُقُّ، حَقٌّ (ن) ثابت ہونا، ثابت کرنا۔

(جَهْدٌ) جَهَدَ، یَجْهَدُ، جَهْدٌ (ف) کوشش کرنا (جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ = مضبوط قسمیں)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنے عذاب سے ڈرایا لیکن اس ترہیب و تخویف کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا (وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ) جو لوگ شرک میں مبتلا تھے انہوں نے (معذرت خواہانہ انداز میں) کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے آباء و اجداد (کسی کی عبادت کرتے) اور نہ ہم بغیر اس (کے حکم) کے کسی چیز کو (اپنی طرف سے حرام ٹھہراتے) ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس میں اس کی مشیت یا رضا شامل ہے۔ اگر وہ چاہتا کہ ہم دوسرے کی عبادت نہ کریں تو وہ ہمیں روک دیتا۔ اس کا نہ روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہمارے ان افعال سے راضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بچکانہ جواب کے سلسلہ میں فرمایا (كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) (اے رسول، جس طرح کے عذر یہ لوگ پیش کر رہے) اسی طرح (کے عذر) ان لوگوں نے بھی پیش کئے تھے جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں (کیا وہ ان عذروں کو پیش کر کے عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ ہرگز نہیں۔ نہ وہ بچ سکے، نہ یہ بچ سکیں گے اور اے رسول، آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ان کو ہدایت پر لے آنا آپ کی ذمہ داری نہیں) (فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ) رسولوں کی ذمہ داری تو بس اتنی ہوتی ہے کہ وہ (احکام الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دیں (آپ نے صاف صاف پہنچا دیا۔ آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی) (وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ

رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ) اور اے رسول، ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (تاکہ وہ اپنی امت سے کہہ دے) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے بچو (یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی شخص یا چیز کی عبادت نہ کرو) (فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ) تو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض گمراہی پر جما رہا (فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ) (تو اے کافرو) ذرا زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ (نبیوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کی جائے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ صرف اللہ تعالیٰ کو شارع، حاکم، قادر مطلق، حیّ وقیوم، نذر ونیاز کا مستحق، حاجت روا، مشکل کشا، کارساز، پریشان حال کی فریاد کو سننے والا، بگڑی کا بنانے والا سمجھے۔ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی ان صفات اور حقوق میں شریک نہ سمجھے۔ رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے یہی تعلیم دی تھی۔ جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی تعلیم پر عمل نہیں کیا وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

آگے فرمایا (اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ) اور اے رسول) اگر آپ کو اس بات کی حرص ہے کہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں (فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ) تو (یہ بات آپ ذہن نشین کرلیں کہ) اللہ جس شخص کو (اپنے قوانین ہدایت کے مطابق) گمراہ کر دیتا ہے تو پھر اس کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (اللہ تعالیٰ تو صرف اس شخص کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے جو ہدایت پر آنے اور اس پر چلنے کی کوشش کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعے وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

الغرض ہدایت یاب وہ ہوتا ہے جس کو ہدایت پر آنے کی سچی طلب ہو اور وہ اس کے لئے جدوجہد بھی کرے۔

آگے فرمایا (وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ) (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے پھر) ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا (کہ ان کی مصیبت میں کام آئے اور

ان کو اس دن کے عذاب سے بچا سکے جس دن تمام لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا) (وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ) اور وہ اللہ کی مضبوط قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص مر گیا تو پھر اللہ اسے (کبھی) زندہ نہیں کریگا (بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) (اے رسول، کہہ دیجئے) کیوں نہیں (اللہ ضرور اسے زندہ کرے گا) یہ (اللہ کا) سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس پر (ضروری) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ایسا ہو کر رہے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ، كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ، وَعْدًا عَلَيْنَا، اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○

(الانبیآء۔ ۱۰۴)

اور (اے رسول) جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹ لیا جاتا ہے (پھر) ہم نے جس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ پیدا کریں گے، یہ وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا ہم پر (لازم ہے) (اور) ہم (ایسا ضرور) کرنے والے ہیں۔

الغرض قیامت کا آنا اور لوگوں کا دوبارہ زندہ ہونا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا یا جزا مل سکے اور اس لئے بھی ضروری ہے (لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ) تاکہ اللہ لوگوں پر ان تمام چیزوں (کی حقیقت) کو ظاہر کر دے جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے۔ آگے فرمایا (اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) (قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں) ہم تو جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (کام) کو (صرف اتنا) کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ (فوراً) ہو جاتا ہے (اسی طرح مُردوں کو بھی جب ہم زندہ کرنا چاہیں گے تو ان سے بس اتنا کہہ دیں گے کہ زندہ ہو جاؤ وہ زندہ ہو جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الروم۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اسکے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

عمل

اے لوگو اپنے برے اعمال کے متعلق یہ نہ کہا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم یہ اعمال نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ برے اعمال نہیں کراتا بلکہ وہ تو برے اعمال سے روکتا ہے اور اسی مقصد کے لئے اس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت دے کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہ کیجئے۔ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کا انجام دیکھنا ہے تو ذرا زمین کی سیر کیجئے۔

اے لوگو قیامت پر ایمان لائیے۔ قیامت ضرور آئے گی تاکہ اللہ تعالیٰ جزا اور سزا اور فرقہ پرستوں کے فرقہ وارانہ اختلافات کا فیصلہ فرمائے اور کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ
مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَلَاَجْرُ
الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ، لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جن لوگوں نے (کافروں کا) ظلم سہنے کے بعد، ہجرت کی تو ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے (اور آخرت میں بھی اس کا اجر دیں گے) اور آخرت کا اجر (تو بہت ہی) بڑا ہے، کاش انہیں معلوم ہوجاتا (کہ وہ کتنا بڑا اجر ہے) (۴۱) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (تمام مصائب پر) صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کرتے رہے (۴۲)

معانی ومصادر (نُبَوِّئَنَّ) بَوَّأَ، يُبَوِّئُ، تَبْوِئَةٌ (باب تفعیل) ٹھکانہ دینا، نازل ہونا۔

تفسیر ہجرت کی فضیلت بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً) اور (اے رسول) جن لوگوں نے (کافروں کا) ظلم سہنے کے بعد اللہ (کے راستہ) میں ہجرت کی تو ہم ضرور ان کو دنیا میں

اچھا ٹھکانہ دیں گے (اور آخرت میں اس تکلیف اور قربانی کا اجر دیں گے) (وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ) اور آخرت کا اجر (تو بہت) بڑا ہے کاش لوگوں کو معلوم ہو جاتا (اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ ہجرت کا اجر کتنا بڑا ہے تو ضرور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرتے اور کبھی اس سے پہلو تہی نہ کرتے)۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ) (ہجرت کرنے والے وہ لوگ ہیں) جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیا (اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے ہجرت کے لئے نکل پڑے اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ ان کے صبر اور توکل ہی کا یہ صلہ ہے کہ انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانہ ملے گا اور آخرت میں اجر عظیم دیا جائے گا)۔

اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ہجرت کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۸)

جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، (ان سے اگر کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے تو اللہ معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ○

(اٰل عمران - ۱۹۵)

جو لوگ (میرے راستہ میں) ہجرت کریں، اپنے گھروں سے نکالے جائیں، میرے راستہ میں تکلیف دئے جائیں، (میرے راستہ میں) لڑیں اور قتل کئے جائیں تو میں ان کے تمام گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں یہ بدلا اللہ کی طرف سے انہیں (ان کے نیک اعمال کے صلہ میں) ملے گا اور اللہ کے ہاں (نیک اعمال کا) بہت اچھا صلہ ہے۔

(نوٹ:۔ ہجرت کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ حجرات کی آیت ۱۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستے میں جب ہجرت کی ضرورت پیش آئے تو ضرور ہجرت کیجئے اور اس کو بہت بڑی نیکی سمجھئے۔ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے ان تمام تکالیف کو برداشت کیجئے جو اس راستے میں آئیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا
رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ، فَسْـَٔلُوْٓا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ
وَالزُّبُرِ، وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا
نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب انسان ہی تھے، انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، (اے لوگو) اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہل کتاب سے پوچھ لو (وہ بھی تصدیق کریں گے کہ رسول سب انسان ہی ہوا کرتے رہے ہیں) ﴿۴۳﴾ (انہی کو ہم) دلائل اور کتابیں (دے کر بھیجتے تھے) اور (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (اس لئے) نازل کیا ہے تاکہ اس ذکر کی جو (ان لوگوں کی ہدایت کے لئے) ان کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ ان کے لئے تشریح و توضیح کر دیں تاکہ یہ لوگ (اپنے انجام کے متعلق) غور و فکر کریں (اور سرکشی سے باز

آجائیں (۴۴)

معانی ومصادر

(زُبُرٌ) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ن وض) لکھنا، منع کرنا، جھڑکنا، پتھر مارنا، پتھر سے تعمیر کرنا۔

تفسیر

آیات زیر تفسیر کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار اس بات کو بعید از امکان سمجھتے تھے کہ کوئی انسان انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا جائے، اسی بنیاد پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت پر اعتراض کیا اور آپ کی تکذیب کرتے رہے ان کے اس اعتراض کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۹۴)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے اور کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کسی انسان کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ○

(قٓ ۔ ۲)

(اے رسول، یہ لوگ کسی اور وجہ سے آپکی رسالت کا انکار نہیں کرتے) بلکہ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آگیا۔ کافر کہنے لگے یہ بات تو (بڑی) عجیب ہے۔

آیات زیر تفسیر میں کفار کے اسی اعتراض کا جواب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ) اور (اے رسول آپ پہلے انسان نہیں کہ جس کو رسالت کے منصب پر سرفراز کیا گیا ہو بلکہ آپ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب انسان ہی تھے، اور ان ہی کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے (فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) (آپ ان کافروں سے کہئے کہ) اگر تمہیں یہ بات نہیں معلوم تو اہل کتاب سے پوچھ لو (وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ رسول انسان ہی ہوا کرتے ہیں، فرشتے نہیں ہوتے۔ انسانوں ہی کو ہم رسول بنا کر) (بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ) کھلے دلائل، معجزات اور کتابوں کے ساتھ (بھیجتے رہے) (وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ) اور (اے رسول، جس طرح ہم گذشتہ نبیوں پر جو کہ انسان ہی ہوا کرتے تھے کتابیں بھیجتے رہے اسی طرح) ہم نے یہ ذکر یعنی قرآن مجید اب یہ

نازل کیا ہے (اور آپ پر اس لئے نازل کیا ہے) تاکہ جو کچھ ان لوگوں کی (ہدایت کے لئے) ان کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ اس کی تشریح و توضیح کر دیں (وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) تاکہ پھر یہ خود اپنے انجام کے متعلق سوچ سکیں (اور سرکشی اور تکذیب سے باز آجائیں)۔

دونوں آیتوں میں "ذکر" سے مراد کتاب الٰہی ہے۔ "ذکر" نصیحت کو کہتے ہیں اور کیونکہ ہر آسمانی کتاب نصیحت سے پُر ہوتی ہے لہٰذا ہر آسمانی کتاب کو "ذکر" کہا گیا ہے۔

قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صٓ، وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ○
(صٓ - ۱)

صٓ، نصیحت والے قرآن کی قسم (بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
(صٓ - ۸۷)

یہ (کتاب) تو بس تمام اقوام عالم کے لئے (ایک) نصیحت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○
(یٰسٓ - ۶۹)

اور (اے لوگو) ہم نے (اپنے) رسول کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور وہ اس کے شایانِ شان بھی نہیں، (جو کلام وہ پیش کرتا ہے) وہ تو بس نصیحت ہے اور (ایک) واضح کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○
(اٰل عمران - ۵۸)

(اے رسول) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سُنا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ، اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○
(الانبیآء - ۵۰)

اور (اے لوگو) یہ (قرآن مجید) بڑی برکت والی نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟

اللہ تعالیٰ "ذکر" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراضِ قلوب کے لئے شفا، (تم

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (یونس ۔ ۵۷)

سب کے لئے) ہدایت اور مؤمنین کے لئے رحمت آچکی ہے۔

(لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ) سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تشریح و توضیح کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تعلیم دینے والے ہیں اور جس طرح ایک معلّم کسی کتاب کو پڑھاتے وقت تلامذہ کو سمجھاتا ہے اور تشریح و توضیح کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف کتاب کو سناتے ہیں بلکہ اس کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور قولاً و فعلاً اس کی تشریح کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ، وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (الجمعۃ ۔ ۲)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح کے قرآن مجید سمجھنا مشکل ہے۔ آیت زیر تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی جو تشریح و توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے وہ حجّت شرعیّہ ہے۔ اس سے صرف نظر کر کے نہ کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھ سکتا ہے اور نہ صحیح معنوں میں قرآن مجید پر عمل کر سکتا ہے اور نہ قرآن مجید کی تشریح و توضیح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس کو چھوڑ کر کوئی شخص ہدایت یاب ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح کا انکار اس آیت کا انکار ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح یعنی حدیث شریف کا انکار کفر ہے۔

قرآن مجید کی تشریح و توضیح کیونکہ عموماً قرآن مجید میں نہیں ہوتی لہذا اس تشریح و توضیح کو اصطلاحی اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ تشریح و توضیح بھی من جانب اللہ ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظور شدہ ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیت کی تشریح و توضیح ایسی کریں جو منشائے الٰہی کے خلاف ہو اور اس پر اللہ تعالےٰ خاموش رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ (لا اقسم بیوم القیٰمۃ ۔ ۱۹)

پھر اس کی تشریح کر دینا بھی ہمارے ذمّہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تشریح و توضیح اللہ تعالےٰ کے ذمّہ ہے اور اس کا

صدور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ہوتا ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تشریح و توضیح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور منجانب اللہ وحی ہوتی ہے الغرض احادیث کا انکار گویا وحی الٰہی کا انکار ہے۔ ایسی صورت میں جو شخص احادیث صحیحہ کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ یہ کہہ کر انکار نہ کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے لہٰذا رسول نہیں ہو سکتے۔ نہیں، تمام رسول انسان ہی ہوتے ہیں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہوتے ہوئے بھی رسول ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں۔

اے ایمان والو، قرآن مجید کی جو تشریح و توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں اسے قبول کیجئے اس سے انحراف کر کے کافر نہ بن جائیے۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ
أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ
أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ
فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾
أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ
فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ
رَحِيمٌ ﴿۴۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا جو لوگ مخالفانہ تدبیریں کر رہے ہیں اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھسا دے یا ان پر ایسی جگہ سے عذاب آجائے کہ جہاں سے عذاب آنے کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو ﴿۴۵﴾ یا عذاب انہیں ایسی حالت میں پکڑ لے کہ وہ

(اپنے بستروں پر) کروٹیں بدل رہے ہوں۔ (اور جب اللہ ان پر عذاب بھیجے گا) تو وہ (اللہ کو) عاجز بھی نہ کرسکیں گے (۴۶) یا عذاب انہیں ایسی حالت میں پکڑ لے کہ انہیں (عذاب کا) کھٹکا لگا ہوا ہو، (اے لوگو) بے شک تمہارا رب بڑا شفیق اور (بڑا) رحیم ہے (کہ عذاب کے مستحقین کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ ڈھیل دیتا رہتا ہے) (۴۷)

معانی ومصادر

(تَخَوُّفٌ) تَخَوَّفَ، یَتَخَوَّفُ، تَخَوُّفٌ (باب تفعّل) ڈرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیت میں یہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح وتوضیح بیان فرمادی تو اب اس کا سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی روشنی میں غور وفکر کرکے اپنا انجام معلوم کرلینا آسان ہوگیا۔ قرآن مجید نے صاف صاف بتادیا کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب کی ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ صفحۂ ہستی سے مٹادئے گئے، ان کی تدبیریں جو وہ رسولوں کے خلاف کرتے تھے ناکام ہوگئیں، ان کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ رسولوں کی تباہی وبربادی کی تدبیریں کرنے والے خود تباہ وبرباد ہوگئے۔ گذشتہ آیت کے الفاظ (وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) میں اسی چیز پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ کفار کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کررہے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے۔ کیا جو تدبیریں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کررہے ہیں ان کی اپنی تباہی کا باعث تو نہیں بن جائینگی (اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ) کیا جو لوگ مخالفانہ تدبیریں کررہے ہیں اس بات سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھسادے (اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ) یا ان پر ایسی جگہ سے عذاب آجائے کہ جہاں سے عذاب آنے کا انہیں وہم وگمان بھی نہ ہو (اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ) یا عذاب انہیں ایسی حالت میں پکڑلے کہ وہ (اپنے بستروں پر) کروٹیں بدل رہے ہوں (اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ) یا عذاب انہیں ایسی حالت میں پکڑلے کہ انہیں (عذاب کا) کھٹکا لگا ہوا ہو۔ (فِيْ تَقَلُّبِهِمْ) سے مراد یہ ہے کہ وہ سو رہے ہوں اور ان پر بے خبری میں عذاب آجائے (عَلٰى تَخَوُّفٍ) سے مراد یہ ہے کہ انہیں عذاب کا کھٹکا لگا ہوا ہو انہیں علم ہو کہ عذاب آنے والا ہے پھر بھی وہ اپنے بچاؤ کا سامان نہ کرسکیں۔ الغرض انہیں عذاب کے آنے کا علم ہو یا نہ ہو ان کو کسی صورت میں بھی عذاب کو ٹالنے کی قوت نہیں ہوگی۔ (فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) (اے لوگو) بے شک تمہارا رب بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے (کہ تم سرکشی کرتے رہتے ہو لیکن وہ عذاب فوراً نہیں بھیجتا بلکہ ڈھیل دیتا رہتا ہے تاکہ اس ڈھیل کے زمانہ میں تم سنبھل جاؤ اور توبہ کرکے عذاب الٰہی سے بچ جاؤ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰہِ یَدَّعُوْنَ لَہُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْھِمْ وَ یَرْزُقُھُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ انا الرزاق ذو القوۃ المتین جزء ۹ ص ۱۳۱ وصحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب لا احد اصبر علی اذیً من اللہ عزوجل جزء ۲ ص ۵۲۲ واللفظ للبخاری)

اللہ سے زیادہ تکلیف کی بات سن کر صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے (مشرکین کہتے ہیں) اللہ اولاد رکھتا ہے اس کے باوجود کہ وہ ان کو تندرست رکھتا ہے ان کو روزی دیتا ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لے آئیے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک عذاب الٰہی آجائے اور آپ دین و دنیا دونوں میں تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ
مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ
الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا
لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿۴۸﴾ وَلِلَّهِ
يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُونَ
رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ
مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللَّهُ

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ
اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ
وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ
تَجْــَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ، فَتَمَتَّعُوا، فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کیا انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو نہیں دیکھا کہ اس کے سائے کبھی داہنی طرف پھرتے ہیں اور کبھی بائیں طرف گویا کہ وہ عاجزانہ حالت میں اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں ﴿۴۸﴾ اور اللہ کو (تو) آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں اور وہ اپنے (عجز و انکسار کے اظہار میں ذرا بھی) تکبر نہیں کرتے ﴿۴۹﴾ وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم انہیں ملتا ہے بس اس کی تعمیل کرتے رہتے ہیں ﴿۵۰﴾ اور (اے رسول کہہ دیجئے) اللہ فرماتا ہے کہ دو الٰہ نہ بناؤ، وہی ایک الٰہ ہے (اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ) بس مجھ ہی سے ڈرتے رہو ﴿۵۱﴾ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اسی کا دین دائم و قائم ہے تو کیا تم اللہ کے علاوہ اوروں سے ڈرتے ہو ﴿۵۲﴾ اور (اے لوگو) جو نعمتیں تمہیں حاصل ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو ﴿۵۳﴾ پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ﴿۵۴﴾ تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں (عملاً) اسکی ناشکری کریں، تو خیر (اے مشرکین، دنیا کا) چند روزہ فائدہ اٹھا لو، پھر تو عنقریب تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا (کہ مشرک کا انجام کیا ہوتا ہے) ﴿۵۵﴾

معانی و مصادر

(يَتَفَيَّؤُا) تَفَيُّأً، يَتَفَيَّؤُا، تَفَيُّؤٌ (باب تفعل) سایہ کا پھرنا، سایہ حاصل کرنا۔

(دَاخِرُوْنَ) دَخَرَ، يَدْخَرُ، دَخْرٌ و دُخُوْرٌ (ف و س) ذلیل ہونا۔

(اَلشَّمَآئِلُ) اَلشَّمَآئِلُ = اَلشِّمَالُ کی جمع، بائیں طرف۔

(اِرْهَبُوْنِ) رَهِبَ، یَرْهَبُ، رَهْبَۃٌ وَرُهْبٌ وَرَهَبٌ وَرُهْبَانٌ وَرَهَبَانٌ (س) ڈرنا۔
(وَاصِبًا) وَصَبَ، یَصِبُ، وُصُوْبٌ (ض) ہمیشہ رہنا، ثابت ہونا۔
(تَجْئَرُوْنَ) جَاَرَ، یَجْئَرُ، جَاْرٌ وَجُؤَارٌ (ف) دعاء میں آواز بلند کرنا، تضرع وزاری کرنا۔

تفسیر

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ) اور (اے رسول) کیا کفار نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو نہیں دیکھا کہ اس کے سائے کبھی داہنی طرف پھرتے ہیں اور کبھی بائیں طرف، کبھی ان کا رُخ مغرب کی طرف ہوتا ہے اور کبھی مشرق کی طرف اس حالت میں کہ وہ اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں (وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ) اور (اے رسول، سایوں پر ہی کیا منحصر ہے) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی جاندار ہیں سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں اور (اپنی ذلت اور عاجزی کے اظہار میں ذرا بھی) تکبر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○
(الرعد۔ ۱۵)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں (اور نہ صرف وہ بلکہ) ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ
(سورۃ الحج ۔ ۱۸)

(اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ کو سجدہ کرتی ہے وہ تمام مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند، تارے اور پہاڑ، درخت اور چارپائے اور انسانوں میں بھی بہت سے لوگ (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ
(النور ۔ ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۴۴)

ساتوں آسمان ، زمین اور جو مخلوق ان دونوں میں ہے سب اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے ، بے شک اللہ تعالےٰ بردبار اور معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا) .

الغرض کائنات کی ہر چیز اللہ کو سجدہ کر رہی ہے لیکن ہم اس کے سجدہ کرنے کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتے ۔ ہمیں اس بات پر ایمان لانا چاہیئے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور سجدہ کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دینا چاہیئے ۔

آگے فرمایا (يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ) (فرشتوں کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم انہیں ملتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں (وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ) اور اے رسول ، کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو الٰہ نہ بناؤ (اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ) الٰہ تو بس ایک ہے (اور وہ میں ہوں) لہٰذا مجھ ہی سے ڈرو (کسی دوسرے سے نہ ڈرو ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا) (وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کائنات کی ہر چیز کا صرف اللہ تعالیٰ مالک ہے ، دوسرا کوئی مالک نہیں) .

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ، قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ، قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۸۴ تا ۸۹)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھیئے کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ سب) کس کا ہے؟ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) ۔ یہ لوگ جواب دیں گے کہ یہ سب اللہ کا ہے تو آپ ان سے پوچھیئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (اور اے رسول ، آپ ان سے یہ بھی) پوچھیئے کہ بتاؤ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے ۔ یہ جواب دیں گے کہ اللہ ، تو آپ ان سے کہیئے کہ پھر (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اس کے ساتھ

شرک کرتے ہو) (اور اے رسول آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو)۔

(وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا) اسی کا دین، اسی کا قانون، اسی کی اطاعت، اسی کی عبادت، اسی کا قہر، اسی کا غلبہ، اسی کی بادشاہت ثابت اور دائمی ہے۔ (دوسرا کوئی ان صفات و حقوق میں اس کا شریک نہیں) (اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ) تو کیا تم (پھر بھی) اللہ کے علاوہ دوسروں سے ڈرتے ہو (ان کی نہ اطاعت دائمی ہے اور نہ غلبہ و بادشاہت دائمی ہے) (وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ) اور (اے لوگو) جو نعمتیں تمہیں مل رہی ہیں (یہ سب) اللہ کی طرف سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○

(ابراھیم ۔ ۳۴)

اور جن جن چیزوں کا تم نے اس سے سوال کیا ہر ایک میں سے تم کو عطاء کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اے انسانو، تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے لیکن) حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ) پھر (ان نعمتوں کے علاوہ یہ بھی ہے کہ) جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو تم اسی سے تضرع اور زاری کے ساتھ دعائیں مانگتے ہو (ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ) پھر جب وہ تم سے اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً،

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات

لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام۔ ۶۳و۶۴)

دیتا ہے جبکہ تم گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے اسے پکارتے ہو (اور اس طرح دعاء کرتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت سے) نجات دے دی تو ہم ضرور اس کے شکر گذار (بندے) بن جائیں گے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس (مصیبت) سے بھی نجات دیتا ہے اور (دوسری) تمام تکلیفوں سے بھی نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○

(الروم۔ ۳۳)

اور (اے رسول) جب لوگوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک بڑی جماعت کے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ، قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا، اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○

(الزمر۔ ۸)

اور (اے رسول جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف (پوری طرح سے) رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب (اللہ) اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دے دیتا ہے تو جس مقصد کے لئے پہلے اسے پکارا تھا اس مقصد کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (اپنے ساتھ دوسروں کو بھی) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے۔ (اے رسول ایسے شخص سے آپ) کہہ دیجئے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے پھر تو تو دوزخیوں میں سے ہوگا۔

الغرض کفار مکہ مصیبت میں صرف اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے تھے، معبودانِ باطل کو بھول جایا کرتے تھے لیکن جب وہ مصیبت دور ہو جاتی تھی تو پھر دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنے لگتے تھے، پھر انہی کی نذر و نیاز کرنے لگتے تھے (لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ) تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی تھیں (عملاً) ان کی ناشکری کریں (فَتَمَتَّعُوْا) تو (اے مشرکین دنیا کا) چند روزہ فائدہ اٹھالو (فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) پھر تمہیں عنقریب (اپنی ان حرکتوں کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى، وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○

(النسآء۔ ۷۷)

(اے رسول) کہہ دیجئے کہ دنیا کا مال و متاع بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو بہت (زیادہ اور بہت) بہتر ہے اور (وہاں) کسی پہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزا ملے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ، ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ، وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

(اٰل عمران۔ ۱۹۷)

یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے، پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب فناء الدنیا جزء ۲ صـ ۵۴)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی یہ انگلی (یعنی کلمہ کی انگلی) سمندر میں ڈالے پھر وہ دیکھے کہ وہ (پانی کی) کتنی مقدار لے کر لوٹتی ہے (گویا انگلی کی تری دنیا ہے اور سمندر آخرت ہے)۔

الغرض دنیا کا مال و متاع بہت قلیل اور عارضی ہے۔ اس کی خاطر حق کو تسلیم نہ کرنا بہت بڑی بدبختی ہے۔

عمل

اے لوگو! اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہی ایک الٰہ ہے اسی سے مانگئے اور اسی سے ڈریئے، وہی مصائب کو دور کرتا ہے اور وہی نعمتیں دیتا ہے تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ
نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ
لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾
وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ
وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا بُشِّرَ
اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ
مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوٰرٰى
مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ
اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ

فِي التُّرَابِ، أَلَا سَآءَ مَا
يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ
السَّوْءِ، وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ،
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ
بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ
دَآبَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ
إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى، فَإِذَا جَآءَ

أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ
سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾
وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ
وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ
أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى، لَا جَرَمَ
أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ
مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ
أَرْسَلْنَا إِلٰى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے یہ ان لوگوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کی حقیقت تک سے یہ واقف نہیں (تو اے کافرو) اللہ کی قسم جو افتراء پردازیاں تم کر رہے ہو ضرور تم سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا ﴿۵۶﴾ اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں حالانکہ وہ (اولاد سے) مبرّا و منزّہ ہے اور اپنے لئے وہ (بیٹے) پسند کرتے ہیں جن (کی پیدائش) کا انہیں بڑا ارمان ہوتا ہے ﴿۵۷﴾ (بیٹیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج و غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے (غم و غصہ سے وہ اندر ہی اندر) گھٹ کر رہ جاتا ہے ﴿۵۸﴾ جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس برائی کی وجہ سے وہ اپنی (قوم) سے منہ چھپاتا پھرتا ہے، (دل میں سوچتا ہے کہ) آیا وہ اس ذلت کو برداشت کر کے اس کو زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) گاڑ دے، خبردار (اس لحاظ سے تو اللہ کے لئے لڑکیاں اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ بہت برا فیصلہ ہے ﴿۵۹﴾ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے بُری مثال (ہی مناسب) ہے لیکن اللہ کے شایانِ شان تو بلند و بالا مثال (ہی ہو سکتی) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے ﴿۶۰﴾ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے (فوراً) پکڑتا تو ایک بھی متنفس کو زمین پر نہ چھوڑتا، لیکن اللہ ان کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے مہلت دیتا ہے (تاکہ وہ اس عرصہ میں سنبھل جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں) لیکن جب (وہ نہیں سنبھلتے اور) ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ (اس وقت سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکتے ہیں ﴿۶۱﴾ اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو (اپنے لئے) پسند نہیں کرتے اور اپنی زبانوں سے غلط دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے لئے (آخرت میں بھی) بھلائی ہے، ہرگز نہیں، ان کے لئے تو (آخرت میں) دوزخ ہے اور یہ (دوزخ میں) بڑی عجلت سے داخل کر دئے جائیں گے ﴿۶۲﴾ (اور اے رسول) اللہ کی قسم، ہم نے آپ سے پہلے بھی (مختلف) امتوں کی طرف جو رسول بھیجے تو (ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ) شیطان نے ان (امتوں) کے عملوں کو (ان کی آنکھوں میں) مزیّن کر کے

دکھایا، آج بھی ان لوگوں کا وہی دوست ہے (اور وہ حسب سابق ان کے اعمالِ بد کو مزیّن کر کے ان کو دکھا رہا ہے، خبردار ہو جاؤ شیطان کے) ان (دوستوں) کے لئے دردناک عذاب ہے (۶۳)

معانی و مصادر (کَظِیْمٌ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ و کُظُوْمٌ (ض) غصہ کو پی جانا۔
(یَتَوَارٰی) تَوَارٰی، یَتَوَارٰی، تَوَارِیْ (باب تفاعل) چھپ جانا۔
(ھُوْنٌ) ھَانَ، یَھُوْنُ، ھَوْنٌ و ھَوَانٌ و مُھَانَۃٌ (ن) ذلیل ہونا۔ (ھُوْنٌ = رسوائی)۔
(یَدُسُّ) دَسَّ، یَدُسُّ، دَسٌّ (ن) مٹی میں چھپا دینا۔
(تَصِفُ) وَصَفَ، یَصِفُ، وَصْفٌ و صِفَۃٌ (ض) کسی کا حال بیان کرنا، تعریف کرنا۔
(مُفْرَطُوْنَ) اَفْرَطَ، یُفْرِطُ، اِفْرَاطٌ (باب افعال) حد سے زیادہ گذرنا۔ بھیجنا، عجلت سے کرنا۔

تفسیر کفار کی بھی عجیب حالت تھی۔ مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے، اسی کے سامنے گڑگڑاتے تھے لیکن جب مصیبت دور ہو جاتی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے بعض حقوق میں دوسروں کو شریک کر لیا کرتے تھے مثلاً (وَ یَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰھُمْ) جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ ان لوگوں کا بھی حصہ مقرر کر لیتے ہیں جن کی حقیقت سے بھی وہ واقف نہیں۔ (چند سُنے سُنائے نام ہیں جن کی اصلیت کا بھی انہیں علم نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَھْوَی الْاَنْفُسُ، وَلَقَدْ جَآءَھُمْ مِّنْ رَّبِّھِمُ الْھُدٰی ○

(النجم۔ ۲۳)

یہ کچھ نہیں بس نام (ہی نام) ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری، یہ لوگ محض ظن (و گمان) اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔

یہ نام بھی فرضی تھے ان کی نذر و نیاز بھی فرضی تھی۔ ان کا ان باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اے کافرو (تَاللّٰہِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ) اللہ کی قسم جو افتراء پردازیاں تم کر رہے ہو تم سے ضرور ان کے متعلق باز پرس ہوگی (وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنَاتِ سُبْحٰنَہٗ) اور (ان افتراء پردازیوں میں سے ایک افتراء پردازی یہ ہے کہ) یہ کافر اللہ کی بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (حالانکہ) اللہ (اولاد سے) پاک و منزّہ ہے۔ (وَلَھُمْ مَّا یَشْتَھُوْنَ) (اس کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں) اور اپنے لئے وہ (چیز چاہتے ہیں) جس کو وہ پسند کرتے ہیں (یعنی اپنے

لئے بیٹوں کو پسند کرتے ہیں، بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے) (وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (بیٹیوں کے سلسلے میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج وغم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور غم وغصہ سے وہ اندر ہی اندر گھٹ کر رہ جاتا ہے (يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ) (اور) جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس (برائی) کی وجہ سے وہ (اپنی) قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے (بیٹی کا پیدا ہونا گویا وہ اپنے لئے باعث عار سمجھتا ہے، دل ہی دل میں سوچتا ہے کہ) (اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ) وہ اس ذلت کو برداشت کر کے اُسے زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) دفن کر دے (اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ) خبردار ہو جاؤ کہ (اللہ تعالیٰ کے لئے لڑکیاں اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ (بہت) بُرا فیصلہ ہے۔

کفارِ مکہ کا عقیدہ یہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِى الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِى الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ، اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ، سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۱۵ تا ۱۹)

اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے بعض کو اللہ کی اولاد قرار دے رکھا ہے، بے شک انسان صریح ناشکرا ہے۔ (اے مشرکین) کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں لیں اور بیٹوں کے لئے تم کو مختص کر دیا اور (اے رسول ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کی نسبت وہ رحمٰن کی طرف کرتے ہیں تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (غم وغصہ میں) گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ کیا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت اپنے مطلب کو واضح نہ کر سکے (اللہ کی بیٹی ہو سکتی ہے) اور (اے رسول) انہوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورت بنا دیا، کیا یہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے (اگر ایسا ہے تو) ان کی گواہی کو لکھ لیا جائے گا اور (پھر قیامت کے دن) ان سے سوال ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کفار مکہ کی اس نازیبا حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ، اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

فرشتوں کے علاوہ انہوں نے لات، عُزّٰی اور منات کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا۔ الغرض جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے تھے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے پسند کرتے تھے۔ ان کا یہ فیصلہ کتنا ناانصافی پر مبنی تھا۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○

(والنجم - ۱۹ تا ۲۲)

(اے کافرو) تم نے لات اور عزّٰی کو دیکھا اور ان کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں) کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنٰتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَى الْبَنٰتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ○ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الصّٰفّٰت - ۱۴۹ تا ۱۵۷)

(اے رسول، یہ جو کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں تو ذرا) آپ ان سے پوچھئے کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے۔ کیا (جب) ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا یہ (اس وقت) موجود تھے۔ خبردار! یہ خود ساختہ جھوٹ بات کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے، بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں کو پسند کیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی صاف صریح دلیل ہے۔ اگر تم سچے ہو تو (دلیل میں) اپنی کتاب پیش کرو۔

آگے فرمایا (لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے بُری مثال مناسب ہے (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) لیکن اللہ کے لئے بلند و

بالا مثال مناسب ہے۔ ذلت، حقارت، عار اور برائی کی جتنی باتیں ہیں وہ کافروں ہی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بلند و بالا ہے، اس کی ہر صفت اور ہر شان اعلیٰ سے اعلیٰ ہے اس کے لئے اولاد تسلیم کرنا ہی اس کی شان کی تنقیص کرنا ہے چہ جائیکہ اس کے لئے وہ چیز تجویز کرنا جس کو وہ اپنے لئے باعث عار سمجھتے ہیں (وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) وہ تو عزت والا ہے (غالب اور) حکمت والا ہے (یہ اس کی حکمت کے منافی ہے کہ وہ اپنے لئے وہ چیز پسند کرے جس میں اس کی غیرت اور اسکے غلبہ کو ٹھیس پہنچے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے "وہ پاک ہے" کہہ کر اپنی ذات کو ان تمام نقائص سے منزّہ ثابت کر دیا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ عزت و غلبہ کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ چاہتا تو کفار کو ان کی گستاخیوں پر فوراً سزا دے سکتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور یہ مہلت دینا سراسر حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ مہلت کے زمانے میں بہت سے لوگ کفر سے تائب ہو کر عذاب سے بچ جاتے ہیں اور جو لوگ کفر سے توبہ نہیں کرتے ان کے گناہ اور بڑھ جاتے ہیں اور پھر وہ بدرجۂ اولیٰ سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں)۔ (وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ) اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم اور زیادتی کی وجہ سے (فوراً) پکڑتا تو پھر ایک بھی متنفس کو زمین پر نہ چھوڑتا (وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ) لیکن اللہ ان کو ایک وقت مقرر تک کے لئے مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو وہ (اس وقت سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکتے ہیں (مقررہ وقت پر ہی ہلاک ہوتے ہیں) (وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى، لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ) (اے رسول) یہ تو اللہ کے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور اپنی زبانوں سے غلط دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے لئے (آخرت میں بھی) بھلائی ہے، ہرگز نہیں، ان کے لئے آخرت میں دوزخ ہے اور یہ عجلت سے اس میں داخل کر دئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز کرنا اور شرکیہ افعال کرنا ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے۔ (تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلے بھی (مختلف) امتوں کی طرف جو رسول بھیجے تو (ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ) شیطان نے ان کے عملوں کو مزیّن کر دیا اور آج بھی وہ ان (کفار) کا دوست ہے (اور وہ ان کفار کو ان کے اعمال مزیّن کر کے دکھا رہا ہے)

بہرحال ان (کفار) کے لئے دردناک عذاب ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں میں غیر اللہ کا حصہ مقرر نہ کیجئے۔ غیر اللہ کے نام پر کوئی چیز نہ دیجئے، نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر افتراء نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز نہ کیجئے۔ وہ اولاد سے پاک و منزہ ہے۔ اس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے جو یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے تو اس لئے کہ جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اس بات کی آپ وضاحت کر دیں (اور ان کا اختلاف دور کر دیں) اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے لئے (موجب) ہدایت اور سراسر رحمت ہے ﴿٦٤﴾

تفسیر گذشتہ آیات میں کفار مکہ کی افتراء پردازیوں کا بیان تھا۔ اسی قسم کی افتراء پردازیوں میں اہل کتاب بھی مبتلا تھے۔ ان افتراء پردازیوں کی وجہ سے ہر گروہ عقائد و اعمال میں ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ) اور (اے رسول) ہم نے جو یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے تو اس لئے (نازل کی ہے) کہ جس بات میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اس بات کی آپ وضاحت کر دیں (اور ان کا اختلاف دور کر دیں) (وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اور (اے رسول، یہ کتاب) ایمان والوں کے لئے (موجب) ہدایت بھی ہے اور سراسر رحمت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (یونس - ٥٧)

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراض قلوب کے لئے شفا اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کے نزول کے بعد اپنے اختلاف کو دور کر دیجئے۔ جو کچھ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے بس اس کو مانئے، باقی چیزوں کو مسترد کر دیجئے۔ اب ہدایت ملے گی تو قرآن مجید سے ملے گی اور ان تشریحات میں ملے گی جو قرآن مجید کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں (لِتُبَيِّنَ لَهُمُ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي
الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا
فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ
لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

حَسَنًا، إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى
رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ
وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ
رَبِّكِ ذُلُلًا، يَخْرُجُ مِنْ
بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ،

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ اللہ ہی نے بادل سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کر دیا، اس میں یقیناً ان لوگوں کے لئے (توحید کی بڑی) نشانی ہے جو (متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ کی آیات کو) سنتے ہیں ﴿۶۵﴾ اور (اے لوگو) تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت (کا سامان موجود) ہے، (کیا تم نہیں دیکھتے کہ) ہم ان کے پیٹوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ (نکال کر) تمہیں پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے (بڑا) خوشگوار ہوتا ہے ﴿۶۶﴾ اور (اے لوگو) کھجور اور انگور کے پھلوں سے (بھی ہم تمہیں عرق پلاتے ہیں) جس سے تم (ہماری مرضی کے خلاف) شراب (جیسی خراب چیز) بھی بناتے ہو اور (دوسری) عمدہ عمدہ (اور پاکیزہ) کھانے کی چیزیں بھی بناتے ہو، بے شک ان چیزوں میں بھی عقل والوں کے لئے (اللہ کی توحید کی کھلی) نشانی ہے ﴿۶۷﴾ اور (اے رسول) آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور (اونچی اونچی) عمارتوں میں جن کو لوگ تعمیر کرتے ہیں چھتے بنا ﴿۶۸﴾ پھر ہر قسم کے پھل کھا اور اپنے رب کے راستوں پر اطاعت گذار بن کر چلتی رہ، (پھر اے رسول) (آپ دیکھتے ہیں کہ) ان کے پیٹوں میں سے پینے کی (ایک ایسی) چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور جس میں لوگوں (کی بیماریوں) کے لئے شفاء ہے، غور کرنے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی توحید کی بڑی) نشانی ہے ﴿۶۹﴾

معانی ومصادر (عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ وعُبُوْرٌ (ن) عبور کرنا، گزر جانا، پار کرنا، ایک حالت سے دوسری حالت تک پہنچ جانا، (عِبْرَةٌ = وہ حالت جس کے ذریعہ کسی دکھائی دینے والی چیز کی وساطت سے ان نتائج تک پہنچ جانا جو دکھائی نہ دیتے ہوں، گذشتہ واقعات سے نصیحت حاصل کرنا)۔

(فَرْثٌ) فَرْثٌ = گوبر، اوجھڑی کے اندر کی چیز۔

(سَائِغًا) سَاغَ، یَسُوْغُ، سَوْغٌ وسَوَاغٌ (ن) آسانی سے گلے میں اترنا یا اتارنا، خوشگوار ہونا۔

(سَكَرًا) سَكِرَ، یَسْكَرُ، سَكَرٌ وسُكْرٌ وسَكَرَانٌ (س) نشہ میں ہونا (سَكَرٌ = شراب)۔

(اَسْلُکِیْ) سَلَکَ، یَسْلُکُ، سَلْکٌ وسُلُوْکٌ (ن) داخل ہونا، راستہ پر جانا۔
(ذُلُلًا) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذَلٌّ (ض) آسانی سے قابو میں لے آنا، آسانی سے مطیع ہو جانا (ذُلُلٌ = ذَلُوْلٌ کی جمع = آسانی سے قابو میں آنے والی سواریاں)

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل کو جو درمیان میں منقطع ہو گئے تھے پھر جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا) اور (اے لوگو سنو) اللہ ہی بادل سے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے (زمین سوکھی پڑی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بارش کے ذریعہ سرسبز و شاداب کر دیتا ہے اور یہی اس کا زندہ کرنا ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ○
(یٰسٓ۔ ۳۳)

اور (اے رسول، اگر ان کو دوبارہ زندہ ہونا ممکن نظر نہ آئے تو) مردہ زمین (میں) ان کے لئے نشانی ہے، ہم اس کو زندہ کرتے ہیں پھر اس سے غلّہ اگاتے ہیں پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○
(الروم۔ ۵۰)

تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ○ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ○ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا، كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ○
(قٓ۔ ۹ تا ۱۱)

اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں، پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلّہ اگاتے ہیں اور لمبی لمبی کھجوریں بھی (اگاتے ہیں) جن کا خوشہ تہ بہ تہ ہوتا ہے۔ (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم ہی اس پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح درخت اور پودے پانی برستے

ہی زمین سے نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے روز مُردے) نکل پڑیں گے۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ) اس میں ان لوگوں کے لئے (جو اللہ کی آیات کو) غور سے سنتے ہیں (اللہ کی توحید کی زبردست) نشانی ہے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی پانی برسا سکتا ہے اور نہ کوئی درخت، پھول اور پھل پیدا کر سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ○

(النمل۔ ۶۰)

(اور اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا (اے کافرو، یہ کام کسی نے نہیں کئے، ہم نے کئے ہیں) پھر ہم ہی نے اس پانی سے خوشنما باغ اگائے، یہ تمہارے بس کی بات نہیں تھی کہ باغوں کے درخت اگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ○

(اچھا) بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا بادل سے اُسے تم نازل کرتے ہو یا ہم نازل کرتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں تو پھر تم شکر کیوں نہیں ادا کرتے۔

(اذا وقعت الواقعۃ۔ ۶۸ تا ۷۰)

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ کام کوئی نہیں کر سکتا لہذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتا۔ الا ایک ہے اور وہ اللہ ہے (وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً) اور (اے لوگو) تمہارے لئے چوپایوں میں بھی عبرت (کا سامان موجود) ہے (نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ) (کیا تم نہیں دیکھتے کہ) ہم ان کے پیٹوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ (نکال کر) تمہیں پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے (بڑا) خوشگوار ہوتا ہے (وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا) اور (اے لوگو) کھجور اور انگور کے پھلوں سے

(بھی ہم تمہیں ان کا عرق پلاتے ہیں) جس سے تم شراب (جیسی خراب چیز) بھی بناتے ہو اور کھانے کی دوسری عمدہ (اور پاکیزہ) چیزیں بھی بناتے ہو (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ) بے شک ان چیزوں میں بھی عقل والوں کے لئے (توحید کی کھلی) نشانی ہے۔

توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ) اور (اے رسول) آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو وحی بھیجی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان (اونچی اونچی عمارتوں) میں جن کو (لوگ) تعمیر کرتے ہیں چھتے بنا۔

"وحی" ایک تو وہ ہوتی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتی ہے وہ ایک خاص قسم کی وحی ہوتی ہے اور دوسری تمام وحیوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کلام کرتا ہے یا کسی فرشتے کو بھیج کر اپنا پیغام اور اپنے احکام ان تک پہنچاتا ہے۔ دوسری "وحی" وہ ہوتی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور کی طرف آتی ہے۔ اس میں نہ کلام ہوتا ہے اور نہ پیغام ہوتا ہے۔ یہ وحی صرف دل میں ڈال دینے کا نام ہے یا کسی جنس میں کوئی خاص خصوصیت کو بطور فطرت کے ودیعت کرنے کا نام ہے۔ شہد کی مکھی کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ودیعت کر دی ہے کہ وہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور اونچی اونچی عمارتوں میں اپنے چھتے بناتی رہے، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے وحی سے موسوم کیا ہے۔ الغرض شہد کی مکھی اپنی فطرت کے مطابق چھتے بناتی ہے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا) پھر (اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو حکم دیا) ہر قسم کے پھل کھا اور اپنے رب کے راستوں پر اطاعت گذار بن کر چلتی رہ (یعنی اپنی فطرت کے مطابق وہ طریقے اختیار کر جن سے شہد بنتا ہے) (یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ) (پھر اے لوگو، تم دیکھتے ہو کہ) شہد کی مکھیوں کے پیٹوں میں سے پینے کی (ایک ایسی) چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور جس میں لوگوں (کی بیماریوں) کے لئے شفاء ہے (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ) غور کرنے والوں کے لئے اس میں بھی (اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست) نشانی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلشِّفَآءُ فِیْ ثَلٰثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَیَّةِ نَارٍ وَّاَنْهٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْكَیِّ۔
(صحیح بخاری کتاب الطب باب الشفاء فی ثلاثة جزء ۷، ص ۱۵۹)

شفاء تین چیزوں میں ہے: شہد پینے میں، پچھنے لگانے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں:۔
اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِیْ یَشْتَکِیْ بَطْنَہٗ فَقَالَ اسْقِہٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَی الثَّانِیَۃَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِنِّیْ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ) فَقَالَ اسْقِہٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاہُ فَقَالَ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَسَقَاہُ فَبَرَأَ (صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل جزء ۷ صـ۱۵۹ وباب دواء المبطون جزء ۷ صـ۱۶۶ وصحیح مسلم کتاب السلام باب التداوی بسقی العسل جزء ۲ صـ۲۸۲)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے بھائی کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو شہد پلا وہ پھر آیا اور کہنے لگا (اے اللہ کے رسول) شہد پلانے سے تو پیٹ اور زیادہ خراب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے سچ کہا ہے، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔ شہد پلا۔ پھر (تیسری بار) آیا اور کہنے لگا میں نے شہد پلایا (لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا) دست اور زیادہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر فرمایا شہد پلا۔ اس نے پھر پلایا اور وہ اچھا ہو گیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے مندرجہ ذیل دلائل دیئے۔

(۱) بارش اور اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دینا۔
(۲) مادہ چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص اور خوشگوار دودھ نکالنا۔
(۳) کھجور اور انگور جیسے پھل پیدا کرنا۔
(۴) شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد جیسی میٹھی اور شفاء دینے والی چیز پیدا کرنا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کاریگریاں ہیں۔ یہ کام اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں تو پھر عبادت، اطاعت، استعانت، مشکل کشائی، نذر و نیاز وغیرہ میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ اکیلا ہی بندوں کی عبادت اور اطاعت کا مستحق ہے۔ صرف اسی کو مدد کے لئے پکارا جائے، صرف وہی مشکل کشائی کر سکتا ہے، صرف وہی بگڑی بنا سکتا ہے، نذر و نیاز اور قربانی کا وہی مستحق ہے۔ کفار مکہ تخلیق اور تنظیم کائنات میں کسی کو اس کا شریک نہیں مانتے تو اللہ تعالےٰ نے اسی بنیاد پر ان سے مطالبہ کیا کہ اس کے حقوق اور صفات میں بھی کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور خالص توحید کو اختیار کریں۔

عمل

اے لوگو، کائنات کی تخلیق اور تنظیم میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں تو پھر اللہ تعالےٰ کے حقوق اور صفات میں بھی کسی کو اس کا شریک نہ بنائیے۔ عبادت صرف اسی کی کیجئے، اطاعت صرف اس کی یا اس کے حکم سے اس کے رسول کی کیجئے۔ مشکل کشا و حاجت روا صرف اسے سمجھیے، نذر و نیاز اور قربانی صرف اسی کے نام پر کیجئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۷۰

ترجمہ (اے لوگو) اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا، پھر وہی تمہیں وفات دیتا ہے، وہی تم میں سے بعض کو خراب عمر کی طرف لوٹا دیتا ہے تاکہ وہ (بہت کچھ) جاننے کے بعد کچھ نہ جانے (اور بچپن کی طرح پھر بے علم ہو جائے) بے شک اللہ ہی علم والا اور قدرت والا ہے (جس کا نہ علم زائل ہوتا ہے اور نہ جس کی قدرت میں کسی قسم کی کمی آتی ہے) ۷۰

معانی ومصادر (اَرْذَلَ) رَذُلَ، يَرْذُلُ، رَذَالَةٌ ورُذُوْلَةٌ (ك) حقارت کا مستحق ہونا، بُرا ہونا (اَرْذَلُ اسم تفضیل ہے اس کے معنی زیادہ ردّی کے ہیں)۔

تفسیر توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ) اور (اے لوگو) اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر وہی تمہیں وفات دے گا (وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا) تم میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ردّی عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ (بہت کچھ) جاننے کے بعد کچھ نہ جانیں (سب کچھ بھول جائیں، ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور بچپن کی طرح پھر بے علم ہو جائیں) (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ) بے شک اللہ ہی علم والا اور قدرت والا ہے (جس کا نہ علم زائل ہوتا ہے اور نہ جس کی قدرت وطاقت میں کسی قسم کی کمی آتی ہے)

ردّی عمر کا ہو جانا ایک عیب ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ الْکَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ نحل جزء ۶ ص۱۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے، یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور سستی سے، نکمّی یا خراب عمر اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

حضرت مصعبؓ کہتے ہیں:۔

کَانَ سَعْدٌ یَاْمُرُ بِخَمْسٍ وَّیَذْکُرُھُنَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَاْمُرُ بِھِنَّ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا یَعْنِیْ فِتْنَۃَ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من عذاب القبر جزء ۸ ص۹۷)

سعد بن ابی وقاصؓ پانچ باتوں کی دعا کا حکم دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا کرتے تھے: اے اللہ میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں نامردی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں خراب عمر کی طرف لوٹائے جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے تین دلائل دئے۔

(۱) انسان کی تخلیق۔
(۲) انسان کی روح قبض کرنا خواہ نیند میں ہو یا بوقت موت۔
(۳) بڑھاپے میں انسان کو بدحواس کر دینا۔

یہ کام کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لہٰذا صرف وہی مالک ہے، وہی کارساز ہے، وہی معبود ہے، وہی حاکم ہے، وہی نذر و نیاز اور قربانیوں کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ھَلْ مِنْ

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو رزق دیا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
(الروم ۔ ۴۰)

کرے گا ، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے ، جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے ۔

عمل

اے لوگو ، جو پیدا کرتا ہے ، جو موت دیتا ہے اور جو بڑھاپے میں بدحواس کرتا ہے بس اسی کو الٰہ مانیئے ۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى
بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ، فَمَا الَّذِيْنَ
فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ
سَوَآءٌ، اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ،

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ
اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُونَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾
فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ،
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اللہ ہی نے رزق میں تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو (اس طرح) نہیں دیتے کہ پھر وہ اور ان کے غلام اس (رزق) میں برابر ہو جائیں (تو اے رسول جب یہ لوگ اپنے غلاموں کے ساتھ مشارکت پسند نہیں کرتے تو اللہ اپنے بندوں کے ساتھ مشارکت کیسے پسند کر سکتا ہے پھر یہ کیوں اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں) کیا یہ اللہ کی نعمت کے منکر ہیں ﴿۷۱﴾ اور (اے لوگو) اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور (پھر) تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور

پوتے پیدا کئے اور تم کو (کھانے کے لئے) پاکیزہ چیزیں دیں تو (اے رسول) کیا یہ لوگ پھر بھی باطل (معبودوں) پر ایمان رکھتے ہیں (حالانکہ انہوں نے ان کے لئے کچھ بھی پیدا نہیں کیا) اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں (حالانکہ سب نعمتیں اسی کی پیدا کی ہوئی اور اسی کی دی ہوئی ہیں) (۷۲) اور (یہ لوگ) اللہ کے علاوہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے ان کے لئے رزق پہنچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ آئندہ ایسا کر سکیں گے (۷۳) لہٰذا (اے لوگو) اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کیا کرو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ کونسی مثال اس کے شایانِ شان ہے) (۷۴)

معانی و مصادر

(رَادِّیْ) رَدَّ، یَرُدُّ، رَدٌّ (ن) لوٹانا (رَادِّیْ = دراصل رَادِّیْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے "ن" ساقط ہو گیا)۔

(حَفَدَۃٌ) حَفَدَۃٌ = حَافِدٌ کی جمع، پوتے۔

تفسیر

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ) (اور (اے لوگو) اللہ ہی نے رزق میں تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے (کسی کو دولتمند بنایا اور کسی کو مفلس بنایا) (فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ) تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق (یعنی مال و دولت) اپنے غلاموں کو (اس طرح) نہیں دیتے کہ وہ اور ان کے غلام اس رزق (یعنی مال و دولت) میں برابر ہو جائیں تو (سوچنے کی بات ہے کہ جب مالدار لوگ اپنے غلاموں کے ساتھ مساوات پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ مساوات کیسے پسند کر سکتا ہے۔ پھر یہ کیوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں) کیا یہ اللہ کی نعمت کے منکر ہیں (کہ انہیں اس نعمت کو غلاموں کے حوالہ کرنے میں کوئی پس و پیش نہ ہو) جس طرح آقا نہیں چاہتا کہ مال و دولت میں وہ اپنے غلام کے برابر ہو جائے، نہ وہ اپنا مال اپنے اور غلام کے مابین آدھا آدھا تقسیم کرنا گوارا کرتا ہے اور نہ اپنے اختیار اس کے سپرد کر کے اس کو اپنے برابر دیکھنا پسند کرتا ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ جو سب کا مالک و آقا ہے نہ اپنے بندوں کو اپنی بادشاہت میں شریک کرنا پسند کرتا ہے اور نہ ان کو اپنی طرح مختار کل بنانا پسند کرتا ہے۔

الغرض جب بندے بندے ہیں، نہ وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اور نہ ان کو وہ اختیارات حاصل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عبادت، اطاعت، کارسازی، نذر و نیاز وغیرہ میں کوئی بندہ اس کا شریک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ اپنے بندوں کو اپنی بادشاہت میں شریک کیا اور نہ اپنے اختیارات ان کے سپرد کئے تو پھر ان کو مالک و کارساز وغیرہ سمجھنا سراسر ظلم اور جہالت ہے۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ) اور (اے لوگو) اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں

اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے (اگر بیوی نہ ہوتی تو بیٹا پیدا نہ ہوتا اور جب بیٹا نہ ہوتا تو پوتا بھی پیدا نہ ہوتا) اور تم کو کھانے کے لئے پاکیزہ چیزیں عطاء فرمائیں (الغرض یہ ساری نعمتیں اسی کی دی ہوئی ہیں) (اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَكْفُرُوْنَ) تو (اے رسول) کیا یہ پھر بھی باطل (معبودوں) پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس نے یہ سب نعمتیں دی ہیں اسی کے ہو جاتے، اس کی اطاعت و عبادت کرتے اور اس کے ساتھ اس کی ذات و صفات و حقوق میں کسی کو شریک نہ کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا (وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ) بلکہ اللہ کے علاوہ یہ ایسے لوگوں کی عبادت کر رہے ہیں جو آسمانوں سے اور زمین سے انہیں رزق پہنچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ (آئندہ ایسا کبھی) کر سکیں گے (فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ، اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) تو (اے لوگو) اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کیا کرو، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ کونسی مثال اس کے شایانِ شان ہے)۔

کفار ایسے لوگوں کی عبادت کرتے تھے جو نہ ان کو نفع پہنچا سکتے تھے اور نہ نقصان اور وہ اسے جانتے بھی تھے لیکن معذرت خواہانہ طور پر اپنی عبادت کی تاویل کرتے تھے کہ ہم ان کو معبود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ معبود حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی کارساز ہے، وہی مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، ہاں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش سے ہمارا کام ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○

(یونس۔ ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اُسے تو کوئی علم نہیں، وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس سے (بہت) بلند و بالا ہے۔

کبھی اپنی عبادت کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ

کے قریب کردیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ تک ہمیں پہنچانے کا ذریعہ ہیں خود معبود حقیقی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ، وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى، اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○

(الزمر۔ ۳)

خبردار ہوجاؤ، اللہ کا تو دین خالص ہے (وہی اس کا واحد شارع ہے) اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا لئے ہیں (وہ ان کارسازوں کی عبادت کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت تو صرف اللہ کے لئے ہے تو اس طرح جواب دیتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں، بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں کا فیصلہ اللہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کرے گا، بے شک اللہ اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

الغرض کفار نے اپنے معبودان باطل کو کبھی معبود حقیقی نہیں سمجھا۔ وہ اس کی عبادت، نذر و نیاز کرتے تھے تو ان کو محض اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھ کر لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت کو قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو شرک سے تعبیر کیا جیسا کہ سورۂ یونس کی آیت مندرجہ صـ۹۲۷ میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

کفار مکہ نے اپنے معبودان باطل کی عبادت کے لئے جو معذرتیں وضع کر رکھی تھیں ایسی ہی معذرتیں آجکل بھی عموماً پیش کی جاتی ہیں مثلاً:۔

لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح بادشاہ تک پہنچنے کے لئے پہلے چپراسی، پھر اس سے اوپر، پھر اس سے اوپر اس طرح سیڑھی در سیڑھی چڑھتے ہوئے وزیر تک پہنچ کر بادشاہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اولیاء اللہ وغیرہ کو وسیلہ بنایا جاتا ہے اور اس طرح سیڑھی در سیڑھی ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔ ہم جو اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ اولیاء اللہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ بن جائیں۔ اولیاء اللہ کی یہ نذر و نیاز بالکل کفار مکہ کی عبادت کے مشابہ ہے جو وہ تقرب الی اللہ کی نیت سے کرتے تھے۔ بادشاہ تک پہنچنے کی جو مثال اوپر دی گئی ہے وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ بادشاہ تک پہنچنا مشکل ہوتا ہے ہم اس کو غائبانہ دور بیٹھے اپنی فریاد نہیں سنا سکتے، برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا کچھ بھی مشکل نہیں،

وہ ہر وقت ہمارے قریب ہے اور ہماری سنتا ہے۔ اس کو سُنانے یا اس تک پہنچنے کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۸۶)

(اور اے رسول) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں (کہ میں دور ہوں یا نزدیک) تو کہہ دیجئے کہ میں نزدیک ہوں، جب دعاء کرنے والا مجھ سے دعاء کرتا ہے تو میں اس کی دعاء کو قبول کرتا ہوں، لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ (جس طرح میں ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں) وہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ انہیں (دعاء کی قبولیت کے ساتھ) ہدایت بھی مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○

(قٓ ۔ ۱۶)

اور (اے رسول) ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ہی جانتے ہیں جو وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے اور بادشاہ تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی مماثلت نہیں لہٰذا یہ مثال غلط اور لغو ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کونسی مثال صحیح ہے اور کونسی غلط لہٰذا اپنے کسی کام کے سلسلے میں وہی مثال بیان کر سکتا ہے، بندوں کو اپنی طرف سے وضع کردہ مثال بیان نہیں کرنی چاہئے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیجئے۔ یہ نہ سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو کلی اختیارات دے کر ان کو بھی ہمارے لئے مشکل کشا بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں لہٰذا کسی بھی بہانے سے غیر اللہ کی عبادت اور نذر و نیاز نہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مثالیں وضع نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کونسی مثال صحیح ہے اور کونسی غلط۔ بندے اس بات کو نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا
مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ
وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ،
هَلْ يَسْتَوٗنَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ،
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ
اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ
عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ

أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ،
هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ
يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَمَآ أَمْرُ
السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ
هُوَ أَقْرَبُ، إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ
مِّنْ بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ

شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ
الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى
الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ،
مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ
سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ

ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ
أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا
أَثَاثًا وَّمَتَاعًا إِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ
ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ
سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ، كَذٰلِكَ
يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

تُسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُونَ
نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَ
أَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُونَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ (اور اے لوگو) اللہ (ایک ایسے) غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو (کسی دوسرے کے) قبضے میں ہو اور اسے کسی چیز کا بھی اختیار نہ ہو اور (ایک) ایسے شخص کی (مثال بیان فرماتا ہے) جس کو ہم نے اپنے (فضل) سے عمدہ مال عطاء کیا ہو پھر وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی (جس طرح چاہتا ہو) خرچ کرتا ہو، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ مختار ہے اور اس کے بندے غلام کی طرح بے بس و بے اختیار ہیں، ان سے طلب کرنا بالکل بے سود ہے) (۷۵) اور (اے لوگو) اللہ دو آدمیوں کی ایک (اور) مثال بیان فرماتا ہے، ان میں سے ایک (غلام ہے جو) گونگا ہے کسی چیز پر اسے (ذرا سا بھی) اختیار نہیں ہے، مزید برآں وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے (اس کا آقا) جہاں کہیں اسے بھیجتا ہے تو وہ (آقا کے پاس) خیر لے کر نہیں لوٹتا، کیا ایسا شخص اور وہ شخص جو (قادر الکلام ہے) عدل کا حکم دیتا ہے اور صراط مستقیم پر (گامزن) ہے برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) (۷۶) آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور (قیامت کا علم بھی اسی کو ہے)۔ (قیامت کے واقع ہونے) کا حکم (جب اللہ صادر فرمائے گا تو اس کا واقع ہونا) مثل پلک جھپکنے کے ہوگا بلکہ اس سے بھی کم وقت میں، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۷۷) اللہ ہی ہے جس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے باہر نکالا (اس وقت) تمہیں کسی چیز کا علم نہیں تھا، اور اسی نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو (۷۸) (اے

رسول) کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ (کس طرح) بالائی فضاؤں میں مسخّر کر دئے گئے ہیں، انہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں تھامتا۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اس کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۷۹) اللہ ہی نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا، اسی نے چارپایوں کی کھالوں سے تمہارے لئے خیمے بنائے جو سفر و حضر کے دنوں میں تمہیں بڑے ہلکے پھلکے محسوس ہوتے ہیں، اسی نے ان کے اون، ان کے رُویں اور ان کے بالوں سے (تمہارے لئے) ایک وقت مقررہ تک کے لئے سامان و اسباب (بنائے) (۸۰) اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے (تاکہ تم ان میں آرام کر سکو) اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں، اسی نے تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچا سکیں اور ایسے کرتے بھی بنائے جو تمہاری آپس کی لڑائی میں تمہیں (ہتھیاروں کی زد سے) بچا سکیں۔ (الغرض اللہ نے تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا ہے، بالکل) اسی طرح (اب) اللہ تم پر اپنی نعمت (یعنی دین اسلام) کو بھی پورا کر رہا ہے تاکہ تم اسلام لے آؤ (اور ان تمام نعمتوں کا عملاً شکر ادا کر سکو) (۸۱) (اے رسول) اگر یہ (لوگ) اب بھی (اللہ سے) منہ موڑیں تو آپ کے ذمّہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں) (۸۲) یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، پھر بھی ان کا انکار کرتے ہیں، بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں (۸۳)

معانی و مصادر

(کَلٌّ) کَلَّ، یَکِلُّ، کَلٌّ و کَلَّۃٌ و کَلَالٌ (ض) مصیبت اٹھانا (کَلٌّ۔ بوجھ جس میں کوئی خیر نہ ہو، مصیبت)

(یُوَجِّہُ) وَجَّہَ، یُوَجِّہُ، تَوْجِیْہٌ (باب تفعیل) باعزت بنانا، کسی کی طرف جانا، کسی کی طرف بھیجنا، قبلہ رُو کرنا۔

(لَمْحٌ) لَمَحَ، یَلْمَحُ، لَمْحٌ (ف) چمکنا، نظر دوڑانا، پل بھر دیکھنا۔

(جَوٌّ) جَوٌّ = آسمان اور زمین کا درمیانی خلا۔

(تَسْتَخِفُّوْنَ) اِسْتَخَفَّ، یَسْتَخِفُّ، اِسْتِخْفَافٌ (باب استفعال) ہلکا سمجھنا۔

(ظَعْنٌ) ظَعَنَ، یَظْعَنُ، ظَعْنٌ و ظُعُوْنٌ و مَظْعَنٌ (ف) سفر کرنا۔

(اَصْوَافٌ) صَافَ، یَصُوْفُ، صَوْفٌ (ن) اون کا زیادہ ہونا۔ اَصْوَافٌ = صُوْفٌ کی جمع، بکری کے بال)

(اَوْبَارٌ) وَبِرَ، یَوْبَرُ، وَبَرٌ (س) زیادہ بال والا ہونا، (اَوْبَارٌ = وَبَرٌ کی جمع، اونٹ کے بال)

(اَثَاثٌ) اَثَّ، یَؤُثُّ، اَثَاثٌ و اُثُوْثٌ و اَثَاثَۃٌ (ف ض) پتوں کا زیادہ ہونا (اَثَاثٌ = گھر کا سامان)۔

(اَکْنَانٌ) کَنَّ ، یَکُنُّ، کَنٌّ وکُنُوْنٌ (ن) چھپانا (اَکْنَانٌ ۔ اَکِنَّۃٌ = کِنٌّ کی جمع ۔ چھپنے کے مقامات، پردے)۔
(سَرَابِیْلُ) سَرْبَلَ، یُسَرْبِلُ، سَرْبَلَۃٌ (رباعی مجرد باب فَعْلَلَۃٌ) (سَرَابِیْلُ ۔ سِرْبَالٌ کی جمع = قمیص)۔
(تَقِیْ) وَقٰی، یَقِیْ، وَقْیٌ وِقَایَۃٌ (ض) بچانا۔

تفسیر اوپر اللہ تعالےٰ نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا تھا کہ جس طرح تم اپنے مال کو اپنے غلاموں کے حوالہ کر کے خود کو اپنے غلاموں کے برابر کرنا نہیں چاہتے اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اپنے اختیارات دے کر اپنے ساتھ شریک کرنا پسند نہیں کرتا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری مثال دے کر کفار کے شرک پر ایک اور ضرب کاری لگائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰہُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ سِرًّا وَّجَھْرًا، ھَلْ یَسْتَوٗنَ) (اور اے لوگو) اللہ (ایک ایسے) غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو کسی دوسرے کے قبضے میں ہو اور اسے کسی بھی چیز کا اختیار نہ ہو اور (ایک ایسے) شخص کی (مثال بیان فرماتا ہے) جس کو ہم نے اپنے (فضل) سے عمدہ مال عطا کیا ہو پھر وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی (جس طرح چاہتا ہو) خرچ کرتا ہو، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ایک غلام، بے اختیار اور مجبور، دوسرا آزاد، مالدار اور با اختیار، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ غلام کو نہ دینے کا اختیار ہے اور نہ اس کے پاس دینے کے لئے کچھ ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندے جو اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں نہ انہیں دینے کا اختیار ہے اور نہ ان کے پاس دینے کے لئے کچھ ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اس کے پاس دینے کے لئے سب کچھ ہے اور وہ با اختیار بھی ہے جسے چاہے جتنا دے دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ، مَا كَانَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ، سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○

(القصص۔ ۶۸)

اور (اے رسول) آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر قسم کا) اختیار رکھتا ہے، ان لوگوں کو (جنہیں کافر اللہ کا شریک بناتے ہیں) کچھ بھی اختیار نہیں (اور) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَھَا وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ، وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

رحمت کا جو (دروازہ) اللہ کھول دے تو (اس دروازے سے آنے والی) رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو وہ روک دے تو اس کے بعد

(الفاطر ۔ ۲)

اسے کوئی جاری کرنے والا نہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا

(الفتح ۔ ۱۱)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون اس کے سامنے ایسا ہے جو (تمہیں نقصان سے بچانے یا نفع سے محروم کرنے کے لئے) ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(سبا ۔ ۲۲)

(اے رسول آپ مشرکین سے) کہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ، وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ۔

(الفاطر ۔ ۱۳ و ۱۴)

یہ اللہ ہی تو تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کے علاوہ تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (کوئی) اختیار نہیں

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ، اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(العنکبوت ۔ ۱۷)

(رزق دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے) لہٰذا رزق اللہ سے طلب کرو، اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنے بھی ہیں وہ غلام کی طرح محتاج، بے اختیار اور مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک اور با اختیار ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ کسی دوسرے سے مانگنا لغو، لایعنی اور شرک ہے۔

آگے فرمایا (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے (اس لئے کہ وہ مالک اور مختار ہے اور تمام صفات عالیہ سے متصف ہے۔ دوسرے نہ مالک ہیں، نہ مختار اور نہ وہ تمام صفات عالیہ سے متصف ہیں لہٰذا ہر قسم کی تعریف کے وہ مستحق نہیں ہیں) (بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) لیکن ان لوگوں میں سے اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے (کہ اللہ تعالیٰ میں اور معبودان باطل میں کتنا فرق ہے) (وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ) اور (اے لوگو سنو) اللہ دو آدمیوں کی ایک (اور) مثال بیان کرتا ہے (تاکہ تم اللہ تعالیٰ میں اور معبودانِ باطل میں فرق کر سکو) ان دو آدمیوں میں سے ایک (غلام ہے جو) گونگا بھی ہے اور کسی چیز پر اسے اختیار نہیں ہے، وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے۔ آقا جہاں کہیں اسے بھیجتا ہے تو وہ (آقا کے پاس) خیر لے کر نہیں لوٹتا (هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) تو کیا وہ غلام اس آزاد شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو (قادر الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ) عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی صراط مستقیم پر گامزن ہوتا ہے (یقیناً) دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

معبودانِ باطل کی مثال گونگے غلام کی سی ہے۔ معبودانِ باطل دنیا سے جا چکے، اب وہ کسی سے بات نہیں کر سکتے لہٰذا وہ اپنے پکارنے والوں کو کسی قسم کا جواب نہیں دے سکتے۔ جس طرح گونگے آدمی سے کوئی کام نہیں بن سکتا، اسی طرح ان معبودانِ باطل سے بھی کوئی کام نہیں بن سکتا۔ معبودانِ باطل کو پکارنا بے سود اور لایعنی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
(الاعراف ۔ ۱۹۴)

(اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، ان کو بلا (کر دیکھ) لو اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہئے (لیکن

وہ نہیں آسکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

(الرعد۔ ۱۳)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بے کار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ، وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النحل۔ ۲۰و۲۱)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو (یہ کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مُردہ ہیں زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○

(الحج۔ ۶۲)

اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و بالا اور بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ، اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو، بے شک جن لوگوں کو تم

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ، وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ، اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(الحج - ۷۳ و ۷۴)

اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے۔ لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔ بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن جن کو مدد کے لئے پکارا جا رہا ہے وہ اس طرح مجبور اور بے بس ہیں جس طرح گونگا غلام۔ اس سے کسی قسم کے فائدے اور فیض کی امید رکھنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ بر خلاف اس کے اللہ تعالیٰ صفات کاملہ سے متصف ہے۔ عدل و انصاف کا حکم اور صراط مستقیم کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کج روی نہیں کرتا اور نہ اس سے غلطی کا امکان ہے۔ ایسے معبود کو چھوڑ کر کافر کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہیں، کیوں اس کے بندوں کے بندے بن کر شرک کر رہے ہیں اور اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ جن جن کو پکارا جا رہا ہے بے فیض ہونے کے علاوہ وہ کسی بات کا علم نہیں رکھتے۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کون انہیں پکار رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے (وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) لیکن اللہ آسمانوں کی اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتوں اور چیزوں سے واقف ہے (کوئی چیز اور کوئی فریادی اس سے پوشیدہ نہیں) (وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ) رہا قیامت کا معاملہ تو قیامت اتنی جلدی واقع ہو گی جیسے پلک جھپکتی ہے بلکہ اس سے بھی کم وقت میں (بس اللہ تعالیٰ کے حکم کی دیر ہے) جیسے ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا قیامت فوراً واقع ہو جائے گی اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) بے شک اللہ ہر چیز پر اور ہر کام پر قادر ہے (وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور اے لوگو، اللہ ہی ہے جس نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے باہر نکالا، (اس وقت) تمہیں کسی چیز کا (مطلقاً) علم نہیں تھا اور اس نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم (ان کے ذریعہ علم حاصل کرو) اور اس کا شکر ادا کرتے رہو (اور اے رسول) (اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ) کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا

کہ (کس طرح) بالائی فضاؤں میں مسخر کر دئے گئے ہیں۔ انہیں (آسمانوں اور زمین کے درمیان) کوئی نہیں روکتا سوائے اللہ کے (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) ایمان لانے والوں کے لئے تو ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی بہت سی نشانیاں ہیں (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ) اور اللہ ہی (ہے جس) نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا، اسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لئے خیمے بنائے جن کو تم سفر کے اور قیام کے دوران ہلکا پھلکا پاتے ہو (اور آسانی سے مختصر قیام کے لئے گھر بنا لیتے ہو اور آسانی سے اٹھا کر انہیں دوسری جگہ منتقل کر لیتے ہو) (وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ) اور اسی نے چوپایوں کے اون، ان کے رووں اور ان کے بالوں سے (تمہارے واسطے) سامان و اسباب بنائے (تاکہ) ایک وقت مقررہ کے لئے (تم ان سے فائدہ اٹھاؤ) (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا) اور (اے لوگو) اللہ ہی (ہے جس) نے تمہارے لئے ان چیزوں کے جن کو اس نے پیدا کیا سائے بنائے (تاکہ تم ان میں دھوپ سے بچ سکو) (وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا) اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں (تاکہ تم بادوباراں سے بچ سکو اور بمباری کے دوران پناہ لے سکو) (وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ) اور اسی نے تمہارے لئے ایسی قمیصیں بنائی جو تمہیں گرمی سے بچا سکیں اور ایسی قمیصیں بنائیں جو تمہیں تمہاری آپس کی لڑائی میں (ہتھیاروں کی زد سے) بچا سکیں (كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ) اس طرح اللہ تم پر اپنی نعمت (یعنی دین) کو پورا کر رہا ہے تاکہ تم صرف اس کے سامنے جھکو اور کلیتہً اپنے آپ کو اسکے حوالہ کر کے اسلام کو قبول کر لو (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ) (اتنا سمجھانے کے باوجود) اگر یہ لوگ پھر بھی (حق سے) منہ موڑیں تو (اے رسول، ان کی گمراہی کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے) آپ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے (اور اے رسول، یہ بات نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے نہیں، نہیں) (یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ) یہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر بھی ان کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ ناشکرے ہیں (کہ اس منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر پیشانی رکھتے ہیں۔ شکر کا تقاضا تو یہ تھا کہ جو انہیں نعمتیں دے رہا تھا اسی کے ہو جاتے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے لیکن اکثر لوگ اس تقاضے کو پورا نہیں کرتے اور کافر ہی رہتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنی قدرت کاملہ کی بہت سی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے اور اپنی بہت سی نعمتوں کو جتایا ہے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ لوگ یہ جان لیں کہ ان باتوں کا کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی معبود ہے، نہ کوئی حاجت روا اور مشکل کشا ہے اور نہ کوئی نذر و نیاز کا مستحق ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے بڑے مضبوط دلائل دئے ہیں اور شرک کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک

دیا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کو واحد الٰہ مانیئے۔ خالق کائنات وہ ہے، منعم وہ ہے، مالک وہ ہے رازق وہ ہے، لہذا بس اسی کی عبادت کیجئے، اسی کی اطاعت کیجئے، اسی کو پکاریئے اور اسی سے مانگیئے، وہی سب کو دینے والا ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾
وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ
يُنْظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا
هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا
نَدْعُو مِنْ دُونِكَ، فَأَلْقَوْا

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾
وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ نِ السَّلَمَ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ
عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ
فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ
اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا

عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ
هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے تو اس دن کافروں کو نہ تو اجازت ہی ملے گی (کہ وہ اپنے عذر پیش کریں) اور نہ ان کے عذر قبول کئے جائیں گے ﴿۸۴﴾ اور جب یہ لوگ جنہوں نے (دنیا میں) ظلم کیا تھا (اپنے چاروں طرف) عذاب کو دیکھیں گے تو پھر نہ تو ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے ﴿۸۵﴾ اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو (فوراً) کہیں گے اے ہمارے رب، یہ ہیں ہمارے وہ شریک جن کو ہم تیرے علاوہ (اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے تھے۔ (یہ سُنکر وہ شریک) کہیں گے تم جھوٹے ہو (ہمیں تو تمہارے پکارنے کا کوئی علم نہیں) ﴿۸۶﴾ پھر (وہ مشرک) اس دن اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ کیا کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی ﴿۸۷﴾ جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کے لئے عذاب پر عذاب زیادہ کرتے چلے جائیں گے اس لئے وہ (دنیا میں) فساد مچایا کرتے تھے ﴿۸۸﴾ اور (اے رسول وہ دن یاد کیجئے) جس دن ہم ہر امت (کے لوگوں) میں ان (کی بداعمالیوں پر گواہی دینے کے لئے) انہی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور پھر (ان گواہوں کی تائید) کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے (اسی بیان کی بنیاد پر آپ ان گواہوں کی تائید کریں گے) اور (اے رسول، یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں مسلمین کے لئے ہدایت ہے، رحمت ہے اور بشارت ہے ﴿۸۹﴾

معانی ومصادر (یُسْتَعْتَبُوْنَ) اِسْتَعْتَبَ، یَسْتَعْتِبُ، اِسْتِعْتَابٌ (باب استفعال) عذر قبول کرنا۔
(تِبْیَانًا) بَانَ، یَبِیْنُ، بَیَانٌ و تِبْیَانٌ (ض) واضح ہونا۔
(سَلَمٌ) سَلِمَ، یَسْلَمُ، سَلَامٌ وسَلَامَةٌ (س) سلامت رہنا۔ (سَلَمٌ = مطیع ہونا)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں مضبوط دلائل دئے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے شرک کے انجام پر روشنی ڈالی اور مشرکین کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَیَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا) اور (اے لوگو، اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو (گواہی کے لئے) کھڑا کریں گے (ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ) تو پھر اس دن کافروں کو نہ (تو) اجازت ہی ملے گی (کہ وہ اپنے عذر پیش کریں) اور نہ ان کے عذر قبول کر کے ان سے عتاب کو دور کیا جائے گا۔ قیامت کے بہت سے وقفے ہوں گے ایک وقفہ ایسا بھی ہوگا کہ کوئی کافر بات نہ کر سکے گا اور نہ اسے عذر پیش کرنے کی یا معذرت کی اجازت ہو گی جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک وقفہ ایسا بھی ہوگا کہ اس وقفہ میں آدمی اپنے عذر پیش کریگا اور اپنے آپ کو بری ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○
(النحل - ۱۱۱)

اس دن ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے جھگڑنے کے لئے آئے گا اور (اس دن) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قیامت کے دن ہر امت میں سے ایک گواہ گواہی کے لئے طلب کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ○
(النسآء - ۴۱)

(اور اے رسول اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○

اور (اے رسول، اس دن تمام) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی، اعمالنامہ (سامنے) رکھ دیا جائے گا، انبیاء اور گواہ حاضر کئے جائیں

(الزمر-۶۹)

گے اوران لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اوران پرکسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔

گواہی کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ۔ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ صـ۲۶)

قیامت کے دن نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بلایا جائے گا، وہ کہیں گے اے میرے رب میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ فرمائے گا کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہاں (میں نے تبلیغ کی تھی) پھران کی امت سے کہا جائے گا کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فرمائے گا، تمہارا گواہ کون ہے؟ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کی امت پھر (اس امت کے لوگ) گواہی دیں گے کہ بے شک نوح نے تبلیغ کی تھی اور پھر رسول تم پر گواہ ہوگا، یہی مراد ہے اللہ جل ذکرہ کے اس فرمان کی "تم کو امت وسط بنایا گیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

الغرض جب ہر امت اپنے نبی کی تبلیغ کا انکار کردے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نبی کی تبلیغ کی شہادت دیں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے سورۃ نسآء کی آیت ۴۱ اور سورۃ بقرہ کی آیت ۱۴۳ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ) اور اے لوگو جب یہ لوگ جنہوں نے (دنیا میں) ظلم کیا تھا (اپنے چاروں طرف) عذاب کو دیکھیں گے (اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیں گے) تو پھر نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے (کہ کچھ عرصہ کے لئے عذاب کو ان سے موقوف کردیا جائے۔ عذاب مسلسل اور دائمی ہوگا اور اس میں کمی

واقع نہ ہو گی بلکہ زیادتی ہی ہوتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○

(عم یتسآءلون۔ ۳۰)

(تو اس دن ہم ان سے کہیں گے : اپنی بداعمالی کا) مزا چکھو، ہم تم پر کسی چیز کو زیادہ نہیں کریں گے سوائے عذاب کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○

(المآئدۃ۔ ۳۶ و ۳۷)

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس زمین کی تمام دولت اور اتنی ہی دولت اور ہو (اور وہ چاہیں) کہ اس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کر لیں تو وہ دولت ان سے قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو دردناک عذاب ہو گا۔ وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے بلکہ ان کے لئے دائمی عذاب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○

(الاحزاب۔ ۶۴ تا ۶۶)

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دھکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (وہاں) وہ نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

آگے فرمایا (وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ) اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو (فوراً) کہیں گے : اے ہمارے رب یہ ہیں وہ شریک جن کو ہم تیرے علاوہ (اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے تھے (فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ) (یہ سنکر وہ لوگ جن کو کافروں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا) کہیں گے، تم جھوٹے ہو (ہمیں تو تمہارے پکارنے کا کوئی علم نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ، وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ، وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○

(فاطر-۱۳و۱۴)

(اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اے اللہ کے رسول) (اللہ جو خبر آپکو دے رہا ہے اس) جیسی خبر آپکو کوئی نہیں دے سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا، سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○

(مریم-۸۱و۸۲)

اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) معبود (محض اس خیال سے) بنا لئے ہیں کہ وہ (قیامت کے دن) ان کیلئے باعث قوّت ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا، وہ تو ان کی پرستش کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

(الاحقاف-۵و۶)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک ان کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں اور جب (قیامت کے دن) تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ایسے لوگوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

آگے فرمایا (وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ) پھر اس موقع پر وہ لوگ (جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے تھے) سرِ تسلیم خم کر دیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا اور (اس دن) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ

بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○
(القصص۔ ۷۵)

نکالیں گے (جو ان کے خلاف گواہی دے گا) تو ہم (ان لوگوں سے) کہیں گے تم اپنی دلیل پیش کرو (کہ تم سچے ہو، لیکن وہ دلیل کہاں سے لائیں گے) اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچ بات تو اللہ کی ہے اور جو باتیں انہوں نے جھوٹ گھڑ رکھی تھیں وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کے لئے عذاب پہ عذاب زیادہ کرتے چلے جائیں گے (یہ لوگ دوہرے مجرم ہوں گے۔ ایک تو خود اللہ کے راستے سے دور رہے، دوسرے یہ کہ دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے) (وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ) اور (اے رسول، اس دن کو یاد کیجئے) جس دن ہم ہر امت (کے لوگوں) میں سے ان (کی بداعمالیوں کی گواہی دینے کے لئے انہی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے (وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ) پھر ان (گواہوں کی تائید و تصدیق) کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے (وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ) اور (اے رسول) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے (اسی کتاب کی بنیاد پر آپ ان گواہوں کی تصدیق کریں گے) اور (اے رسول، یہ ایسی کتاب ہے جو ہر ایک کو راہِ راست بتاتی ہے)، جو مسلمین کو صحیح راستے پر چلاتی ہے، ان) کے لئے باعث رحمت ہے اور انہیں (جنت کی) خوشخبری سناتی ہے۔

قیامت کے دن ہر نبی گواہی دیگا کہ اس نے اپنی امت کو پیغامِ حق سُنا دیا تھا۔ اس نبی کو تائید اور تصدیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے۔ اس مضمون کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کتاب کے متعلق فرمایا کہ اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید بھی ہو سکتا ہے، کتاب سے مراد شریعت الٰہیہ بھی ہو سکتی ہے۔ شریعت الٰہیہ میں قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں شامل ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپکو اللہ کی قسم دیتا ہوں ہم لوگوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کر دیجئے۔ یہ سن کر اسکا (فریق مقابل) کھڑا ہوا اور وہ زیادہ سمجھدار تھا۔

اللّٰهِ وَاْذَنْ لِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا فِیْ اَهْلِ هٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَیْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّ خَادِمٍ وَّاِنِّیْ سَاَلْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّ تَغْرِیْبَ عَامٍ وَّاَنَّ عَلٰی امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَیَا اُنَیْسُ اغْدُ عَلٰی امْرَاَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر والردۃ باب هل یامر الامام رجلا فیضرب الحدّ غائبا عنه جزء ۸ ص۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الحدود من اعترف علی نفسه بالزنی جزء ۲ ص۵۳)

اس نے کہا یارسول اللہ یہ سچ کہتا ہے بے شک میرا اور اس کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کر دیجئے اور اجازت دیجئے کہ مقدمہ کے واقعات بیان کروں آپ نے فرمایا اچھا بیان کرو۔ وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے گھر میں کام کاج کے لئے نوکر تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا میں نے سو بکریاں اور ایک بردہ دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لئے جلا وطن ہوگا اور اس کی بیوی سنگسار ہوگی یہ سن کر آپ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کروں گا پھر فرمایا تم نے جو سو بکریاں اور غلام ان کو دیا ہے وہ تم کو واپس کیا جائے گا۔ تمہارے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لئے جلا وطن ہوگا اور انیس تم کل صبح اس دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔ انیس اس شخص کی بیوی کے پاس گئے۔ اس نے زنا کا اقرار کیا۔ انیس نے اس کو سنگسار کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَتَتْهَا بَرِیْرَةُ تَسْاَلُهَا فِیْ کِتَابَتِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتِ اَعْطَیْتُ اَهْلَکِ وَیَکُوْنُ الْوَلَآءُ لِیْ وَقَالَ اَهْلُهَا اِنْ شِئْتِ اَعْطَیْتِهَا مَا بَقِیَ وَقَالَ سُفْیٰنُ مَرَّةً اِنْ شِئْتِ اَعْتَقْتِهَا وَیَکُوْنُ الْوَلَآءُ لَنَا فَلَمَّا جَآءَ

بریرہ لونڈی ان کے پاس آئی۔ وہ اپنی کتابت کے روپیہ میں ان سے مدد چاہتی تھی۔ حضرت عائشہ نے کہا اگر تیری مرضی ہو تو میں تیرے مالکوں کو یہ روپیہ دے دیتی ہوں مگر تیرا ترکہ میں لوں گی اس کے مالکوں نے کہا اگر تم چاہو تو جو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ابْتَاعِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَآءَ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ذکر البیع و اشراء علی المنبر فی المسجد جزء اول ص۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق جزء اول ص۶۵۳ واللفظ للبخاری)

کتابت کا روپیہ اس کے ذمہ باقی ہے وہ دیدو (تم چاہو تو اس کو روپیہ دے کر آزاد کردو) لیکن اس کا ترکہ تو ہم ہی لیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضؓ نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم بریرہ کو خرید لو اور آزاد کردو ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، ایسی شرطیں جو کتاب اللہ میں نہ ہوں کوئی سو بار لگائے تو کیا ہوتا ہے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

مندرجہ بالا احادیث میں جو مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ قرآن مجید میں نہیں ہیں پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتاب اللہ میں شمار کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کتاب سے مراد قرآن مجید بھی ہے اور حدیث نبوی بھی اور ان دونوں میں تفصیل کے ساتھ دین کے تمام مسائل آ گئے ہیں۔

اگر کتاب سے مراد صرف قرآن مجید لیا جائے تب بھی اعتراض کی کوئی بات نہیں اس لئے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو بے چون وچرا خندہ پیشانی کے ساتھ تسلیم کرنے کو ایمان کے لئے لازمی قرار دیتا ہے۔

الغرض حدیث کا حجت شرعیہ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے لہٰذا حدیث پر عمل کرنا قرآن مجید ہی پر عمل کرنا ہے ایسی حالت میں کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے اور بنیادی طور پر ہر چیز کا بیان ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، اسلام قبول کیجئے۔ قیامت کے دن ایمان نہ لانے کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔

اے لوگو، جن ہستیوں کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے، جن کی عبادت و اطاعت کی جا رہی ہے

جن کی نذ و نیاز ہو رہی ہے یہ سب قیامت کے دن کسی کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے بلکہ اپنے معتقدین کے دشمن ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آئے گا لہٰذا صرف اسی کو مدد کے لئے پکاریئے، صرف اسی کی عبادت و اطاعت کیجئے اور اسی کی نذ و نیاز کیجئے۔

اے لوگو مسلم بن جائیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی خوشخبری سنئے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾
وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ
تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا، إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا

كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ
بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا، تَتَّخِذُوْنَ
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ
تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ
اُمَّةٍ، اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ،
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ

يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ، وَلَتُسْـَٔلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ
قَدَمٌ بَّعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾
وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا
قَلِيْلًا، اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا

عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
بَاقٍ، وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً
طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والوں) بے شک اللہ انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو (مالی امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بری بات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ (اے ایمان والو) اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم (ان باتوں کا خاص) خیال رکھو ﴿۹۰﴾ اور جب تم اللہ

سے کوئی عہد کیا کرو تو اسے پورا کیا کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد انہیں توڑا نہ کرو اس لئے کہ (اللہ کی قسم کھا کر) تم نے اللہ کو اپنا ضامن بنا لیا ہے، بے شک اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۹۱) اور (اے ایمان والو) تم اس عورت کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنے سوت کو کات کر مضبوط کر لینے کے بعد اسے (پھر) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور اپنی محنت کو ضائع کر دیا، یعنی تم یہ نہ کرنا) کہ اپنی قسموں کو آپس میں (ایک دوسرے کو) دھوکا (دینے کا ذریعہ) بنا لو تاکہ (دنیوی لحاظ سے) ایک گروہ دوسرے گروہ پر برتری حاصل کرے، (اور قسم کھا کر آپس کے جو تعلقات کو مضبوط کیا تھا ان تعلقات کو توڑ ڈالے اور آپس میں لڑ کر اپنی قوت کو خود ہی پامال کر ڈالے) اللہ (برتری حاصل کرنے کی) ایسی (خواہش) کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو ان کی حقیقت کو اللہ قیامت کے دن ظاہر کرے گا (پھر بدعہد اور دھوکا دینے والوں کو سزا دے گا) (۹۲) اور (اے لوگو) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے (اپنے مقررہ قوانین کی بنیاد پر) گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور (قیامت کے دن) تمہارے عملوں کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس کی جائے گی (۹۳) اور (اے ایمان والو) اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو (دھوکہ دینے کا ذریعہ) نہ بناؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ (اسلام پر) قدم جمنے کے بعد پھر پھسل جائیں اور اس وجہ سے کہ (تم نے اسلام کو بدنام کر کے لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا اور انہیں) اللہ کے راستے سے روکا کہیں تم کو عذاب کا مزا نہ چکھنا پڑے (۹۴) اور (اے ایمان والو) اللہ کے عہد کو بیچ کر (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت نہ لو (اگر تم اللہ کے عہد کو پورا کرو گے تو) اللہ کے ہاں (جو اجر تمہیں ملے گا) اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے (بہت) بہتر ہے (۹۵) جو کچھ (مال و دولت) تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جو لوگ صبر کرتے ہیں ان کو ہم ان کے اچھے اعمال کا ضرور بدلہ دیں گے (۹۶) جو شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو تو ہم اس کو (دنیا میں) پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا بدلہ بھی ضرور دیں گے (۹۷)

معانی و مصادر

(تَوْکِیْدٌ) اَکَّدَ، یُؤَکِّدُ، تَوْکِیْدٌ (باب تفعیل) تاکید کرنا، پکا کرنا۔
(کَفِیْلٌ) کَفَلَ، یَکْفُلُ، کَفْلٌ و کَفَالَۃٌ (ن) کفیل بننا، ضامن ہونا۔
(غَزْلٌ) غَزَلَ، یَغْزِلُ، غَزْلٌ (ض) کاتنا۔
(اَنْکَاثًا) نَکَثَ، یَنْکُثُ، نَکْثٌ (ن وض) توڑنا (اَنْکَاثٌ = نِکْثٌ کی جمع، ٹکڑے جن کو دوبارہ کاتا جاتا ہے)۔
(دَخَلًا) دَخِلَ، یَدْخَلُ، دَخَلٌ (س) فساد داخل کرنا۔ (دَخَلٌ = بہانہ، دھوکا)۔
(اَرْبٰی) رَبَا، یَرْبُوْ، رِبَاءٌ وَرُبُوٌّ (ن) زیادہ ہونا، بڑھنا۔

(اَرْبٰی ۔ زیادہ غالب۔ یہ اسم تفضیل ہے)
(تَزِلَّ) زَلَّ، یَزِلُّ، زَلٌّ وزَلَلٌ وزُلُوْلٌ وزَلِیْلٌ ومَزِلَّۃٌ (ف وض) پھسل جانا۔
(یَنْفَدُ) نَفِدَ، یَنْفَدُ، نَفَدٌ و نَفَادٌ (س) ختم ہوجانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ) (اے لوگو) اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے (دشمن ہو یا دوست سب کے ساتھ انصاف کیا جائے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ، اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ، اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○
(النسآء ۔ ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کردیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تم کو نصیحت کر رہا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی، وَاتَّقُوا اللّٰہَ، اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○
(المآئدۃ ۔ ۸)

اے (ایمان والو، (محض) اللہ (کی رضاء) کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوجایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، (نہیں) انصاف ہی کیا کرو، یہی تقوٰے کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی۔
(الانعام ۔ ۱۵۲)

اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ شخص (جس کو انصاف کی بات کہنے سے نقصان پہنچ رہا ہے) تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (ناانصافی کی بات منہ سے نکالنے کو اللہ نے حرام کردیا ہے)۔

آگے فرمایا (وَالْاِحْسَانِ) اللہ تعالیٰ احسان کا حکم دیتا ہے یعنی ہر ایک کے ساتھ نیکی کرو۔ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

احسان وحسن سلوک میں سب سے زیادہ مقدم ماں باپ ہیں، پھر عزیز واقرباء پھر یتامٰی، مساکین پڑوسی، ہم نشین اور مسافر ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تفصیل سورہ نسآء کی آیت ۳۶ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔

اگر کافر دین کے معاملے میں جنگ نہ کریں تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

(الممتحنۃ۔ ۸)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم ۸/۱۱)

ایک شخص راستے میں چلا جا رہا تھا کہ اس کو سخت پیاس لگی اُسے (راستے میں) ایک کنواں ملا تو وہ اس میں اترا اور پانی پیا جب باہر نکلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنے دل میں سوچا اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہوگی جیسی مجھ پر گذر چکی ہے وہ پھر کنوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اس کو بخش دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو جانوروں پر بھی رحم کرنے میں اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہر تازہ کلیجے والے (پر احسان کرنے) میں ثواب ملے گا۔

جانوروں کے ساتھ بدسلوکی موجب عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ اَيْ رَبِّ اَوَاَنَا

دوزخ مجھ سے اتنی قریب ہو گئی تھی کہ میں کہہ اٹھا

مَعَهُمْ فَاِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَآ اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ خَشِيْشِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایقول بعد التکبیر جزء اول ص۱۹ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم تعذیب الھرۃ جزء ۲ ص۴۴۳)

اے میرے رب، کیا میں بھی ان دوزخ والوں میں سے ہوں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ہے اس کو بلی نوچ رہی ہے۔ میں نے پوچھا کیوں اس عورت کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا اس نے دنیا میں بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اس کو کھانا دیتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین سے کچھ کیڑے مکوڑے کھاتی یہاں تک کہ وہ مرگئی۔

آگے فرمایا (وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی) اور (اے لوگو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ) اقرباء کو (اپنے مال میں سے) دیتے رہا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ (بنی اسرآءیل۔ ۲۶)

اور رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرتے رہو۔

(وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ) اور (اے لوگو) اللہ تمہیں بے حیائی، بُری بات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔

بے حیائی سے مراد زنا، زنا کے لوازمات اور دوسرے حیا سوز کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ○ (بنی اسرآءیل۔ ۳۲)

اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بُری روش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُتِبَ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰی وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَیُكَذِّبُهٗ۔ صحیح

انسان کی تقدیر میں زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ لامحالہ کرے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن
أدم حظہ من الزنا جزء ۲ ص۴۵۸)

(اَلْمُنْكَرِ) سے ہر قسم کی برائی مراد ہے۔ تمام گناہوں کے کام اسی میں شامل ہیں۔
(اَلْبَغْیِ) سے ہر قسم کا ظلم وزیادتی مراد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء۲ ص۳۲۹)

اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کیا ہے لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

آگے فرمایا (يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم (ان باتوں کا خاص) خیال رکھو (ان احکامات کی نگہداشت کرو۔ ان کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے) (وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ) اور (اے لوگو) جب تم اللہ سے کوئی عہد کیا کرو تو اسے پورا کیا کرو۔

سب سے پہلا عہد تو اسلام قبول کرتے وقت کیا جاتا ہے۔ اسلام قبول کرنے والا یہ عہد کرتا ہے کہ میرا الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، اب میں اللہ تعالیٰ کا ہو گیا ہوں، اس کی اطاعت اور اس کے قانون کی وفاداری قبول کرتا ہوں۔ غیر اللہ کے قانون سے اب میرا کوئی تعلق نہیں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرتا ہوں۔ اب ان کی رہنمائی میں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کروں گا۔

نذر کے طور پر بھی اللہ تعالیٰ سے بہت سے عہد کئے جا سکتے ہیں، ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

(وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا) اور (اے ایمان والو) قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد انہیں توڑا نہ کرو اس لئے کہ (اللہ کی قسم کھا کر) تم نے اللہ کو (اپنا) ضامن بنا لیا ہے (تم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر ہی دوسرے کو اپنی بات یا اپنے وعدہ کا یقین دلایا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا نام سن کر ہی تم پر بھروسہ کیا ہے تو اب تم اللہ تعالیٰ کے نام کا لحاظ کرو اور جس بات پر قسم کھائی ہے اسے پورا کرو) (اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ) اللہ کو علم ہوتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (اگر تم قسم توڑو گے تو وہ تم سے اس کا حساب لے گا)۔

قسم توڑنا گناہ ہے۔ قسم سے مراد وہ قسم ہے جو دل کے ارادے سے کھائی جائے۔ محض زبان سے بے ارادہ نکل جانے والی قسم مراد نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

(المآئدۃ۔ ۸۹)

(اے ایمان والو) اللہ تمہاری لغو قسموں (کے توڑنے) پر تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں (کے توڑنے) پر (ضرور) تم سے مؤاخذہ کرے گا جن قسموں کو تم نے پختہ کیا ہو۔

(نوٹ:۔ قسم کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۸۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

(وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا) اور (اے ایمان والو) تم اس عورت کی طرح نہ ہو جانا جو اپنا سوت کاتنے کے بعد اسے (پھر) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے (اور اپنی ساری محنت کو ضائع کر دے) (تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ) (یعنی تم یہ نہ کرنا) کہ اپنی قسموں کو آپس میں (ایک دوسرے کو) دھوکا دینے کا ذریعہ بنا لو (ایسا نہ ہو کہ قسم کھا کر عہد و پیمان کرو، فریق ثانی قسم پر بھروسہ کرے اور تم اسے توڑ ڈالو یا کسی مناسب وقت پر توڑ ڈالنے کی نیت رکھو۔ قسم کھا کر تم نے اپنے تعلقات کو مضبوط کیا تھا پھر قسم توڑ کر تعلقات کو پارہ پارہ کر دو کیا یہ دانائی کی بات ہے) (اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ) (ایسا نہ کرنا) کہ (فریق ثانی عہد و پیمان کی وجہ سے تمہاری طرف سے مطمئن ہو اور تم دھوکا دے کر قسم توڑ ڈالو اور) فریق ثانی کو بے خبری میں نقصان پہنچا کر اس پر غلبہ اور برتری حاصل کر لو (اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ) اللہ (برتری کی) اس (خواہش) کے ذریعہ تمہیں آزماتا ہے (وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون دنیا کی برتری کے لئے قسم کو توڑتا ہے اور کون قسم کو برقرار رکھ کر آخرت میں اپنی بھلائی چاہتا ہے) (وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) اور (اے ایمان والو) جن باتوں میں تم اختلاف کرو گے ان کی حقیقت کو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی ظاہر کرے گا (اسی دن معلوم ہو گا کہ کس نے بدنیتی سے بدعہدی کی اور کون نیک نیتی سے اپنی قسم پر جما رہا) (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً) اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک جماعت بنا دیتا (اور یہ اختلافات ہی نہ ہوتے) (وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ) لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے (اپنے مقررہ قوانین کی بنیاد پر غلط راستے پر ڈال دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صحیح راستے پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے (یعنی جو بدعہدی کرتا ہے وہ غلط راستے پر جا پڑتا ہے اور جو عہد کی پاسداری کرتا ہے وہ صحیح راستہ پر گامزن رہتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے) (وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) اور (اے ایمان والو، قیامت کے دن) تم سے تمہارے عملوں کے متعلق ضرور باز پرس ہو گی (وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بناؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ (اسلام پر) قدم جمنے کے بعد پھر پھسل جائیں (اور تم پھر وہی ایام جاہلیت کی باتیں اختیار کر کے گمراہ ہو جاؤ) اور اس وجہ سے کہ تم نے (اسلام کو بدنام کر کے لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا (اور متنفر کیا) کہیں تم کو عذاب کا مزا نہ چکھنا پڑے (وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا)

اور (اے ایمان والو) اللہ سے کئے ہوئے عہد کو بیچ کر (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کرو (اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (اللہ تعالٰے سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرکے) جو اجر تمہیں اللہ کے ہاں ملنے والا ہے اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے، (مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ) (اور اے ایمان والو) جو کچھ (مال و دولت دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے (وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور جو لوگ صبر کرتے ہیں (اور احکام الٰہی پر ثابت قدم رہتے ہیں)، ہم ان کو ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ضرور دیں گے (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) جو شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ان کو ضرور دیں گے۔

خلاصہ:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتوں کا حکم دیا ہے:

(۱) عدل و انصاف کرنا،
(۲) احسان اور حسن سلوک کرنا،
(۳) اقرباء کی مالی اعانت کرنا،
(۴) عہد کو پورا کرنا،
(۵) قسم کو پورا کرنا،
(۶) اعمال صالحہ کرنا،

مندرجہ ذیل باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا:۔

(۷) بے حیائی سے،
(۸) تمام بُری باتوں سے،
(۹) ظلم و زیادتی سے،
(۱۰) قسم توڑنے سے،
(۱۱) قسموں کو فساد کا ذریعہ بنانے سے،
(۱۲) اللہ تعالٰے سے کئے ہوئے عہد کو دنیا کی معمولی رقم کی خاطر بیچنے سے،
(۱۳) اپنی ذاتی اغراض کی خاطر جماعت کی قوت کو پارہ پارہ کرنے سے۔

عمل

اے لوگو، عدل و انصاف کیجئے۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے، اقرباء کی مالی اعانت کرتے

رہیئے، عہد کو پورا کیجئے، اپنی قسموں کو پورا کیجئے اور اعمال صالحہ کیجئے۔

اے لوگو، بے حیائی سے، ظلم و زیادتی سے، قسم توڑنے سے، قسموں کو فساد کا ذریعہ بنانے سے، اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو بیچنے سے، اپنی ذاتی اغراض کی خاطر جماعت کی قوت کو پارہ پارہ کرنے سے، غرض یہ کہ تمام بُرے اعمال سے بچیئے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾
اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ قرآن پڑھا کریں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کیا کریں ﴿۹۸﴾ بے شک جو لوگ ایمان لے آتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ان پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا ﴿۹۹﴾ اس کا تسلط تو انہی لوگوں پر ہوتا ہے جو اسے دوست بناتے ہیں اور اس کو (اللہ کا) شریک بنا لیتے ہیں ﴿۱۰۰﴾

معانی ومصادر (رَجِيْمٌ) رَجَمَ، يَرْجُمُ، رَجْمٌ (ن) پتھر سے مارنا۔ لعنت کرنا۔
(سُلْطَانٌ) سَلِطَ، يَسْلَطُ، وسَلُطَ، يَسْلُطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س وك) سخت ہونا (سُلْطٰنٌ = قدرت، بادشاہ، دلیل)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے نیک کاموں کا حکم دیا اور بہت سے برے کاموں سے منع فرمایا۔ کون سے اچھے کام ہیں اور کون سے برے ان کا ذکر قرآن مجید میں جگہ جگہ کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے ہی ان احکام کا علم ہوتا ہے اور علم کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان پر عمل ہوتا ہے۔ لیکن بہت سے قرآن مجید پڑھنے والے قرآن مجید کے فیوض و برکات سے محروم رہتے ہیں، بہت سے قرآن مجید پڑھنے والے اپنی ذاتی اغراض و نظریات کی خاطر قرآن مجید کی آیات کی تاویل کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں، بہت سے قرآن مجید پڑھنے والے آیاتِ متشابہات کے معانی کی جستجو میں پڑ کے اپنے ایمان کو خراب کر لیتے ہیں۔ یہ تمام خرابیاں شیطان کے وسوسوں سے پیدا ہوتی ہیں (فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) لہٰذا (اے رسول) جب آپ قرآن پڑھا کریں تو شیطان ملعون سے اللہ کی پناہ طلب کر لیا کریں (اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ) ویسے یہ تو ضرور ہے کہ ایمان لانے والوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا (اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ) اس کا تسلط تو ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کو اپنا دوست بناتے ہیں اور اس کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں (تاہم وہ وسوسہ ڈال کر متزلزل کر سکتا ہے لہٰذا ایسے دشمن کو قریب ہی کیوں آنے دیا جائے، کیوں نہ تلاوت سے پہلے ہی اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر لی جائے تاکہ تلاوت کا صحیح فائدہ حاصل ہو سکے)۔

شیطان کو دوست بنانے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے سے مقصود یہ ہے کہ اس کا کہنا مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے، اس کے وعدوں پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز سخت ناپسند ہے۔ اس نے شیطان کی عبادت و اطاعت سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(یٰسٓ۔ ۶۰ و ۶۱)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بار بار ہوشیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار متنبہ کر دیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا اس کو دوست نہ بناؤ بلکہ اس کو اپنا دشمن سمجھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○

(فاطر۔ ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اسے اپنا دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

اے لوگو، شیطان کے وعدے محض دھوکا اور فریب ہیں۔ اس کے وعدوں پر بھروسہ نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ فرمائے اس کے مطابق اپنی زندگی گزارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○

(النسآء۔ ۱۱۹ و ۱۲۰)

اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ صریح نقصان میں جا پڑے گا۔ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے، انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو وعدے بھی ان سے کرتا ہے وہ سب دھوکا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

(فاطر۔ ۶)

اے لوگو، اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آکر رہے گی، لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ) دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں ڈال دے اور نہ (ایسا ہو کہ) دغاباز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں فریب میں مبتلا کر دے۔

الغرض قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت سے پہلے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ ثُمَّ يَقْرَاُ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب من رای الاستفتاح بسبحنك جزء اول ص ۱۲۰ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۱ ص ۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے تھے پھر یہ پڑھتے:۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر کہتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا تین بار پھر کہتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرأت شروع فرماتے۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کریں تو یہ دعاء پڑھا کیجئے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ۔

ترجمہ:۔ میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سننے والا جاننے والا ہے شیطان مردود سے، اس کے خبط سے، اس کے تکبّر سے اور اس کی شعر و شاعری سے۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّ
اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ
اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ
الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ہم کسی آیت (کو بدل کر اس) کی جگہ دوسری آیت نازل کرتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ نازل کرتا ہے تو یہ (کافر آپ سے) کہتے ہیں کہ آپ خود ہی بنا لیتے ہیں (ان کی یہ بات سراسر بہتان ہے) حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں (کہ کسی آیت کو بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت نازل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا مصلحت ہوتی ہے) (۱۰۱) (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ (یہ قرآن) ایمان والوں کو ثابت (قدم) رکھے، مسلمین کو راہ راست پر چلائے اور (جنت کی بشارت سنائے (۱۰۲)

معانی ومصادر (مُفْتَرٍ) اِفْتَرٰی، یَفْتَرِیْ، اِفْتِرَاءٌ (باب افتعال) (مُفْتَرٍ اسم فاعل ہے بمعنی افتراء کرنے والا)۔

تفسیر (وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ) اور (اے رسول) جب ہم کسی آیت کو بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) تو (یہ کافر آپ سے) کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو خود ہی بنالیا ہے (ان کی یہ بات سراسر بہتان ہے) اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ نازل کرتا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

کسی حکم کو منسوخ کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کونسا حکم کس وقت کے لئے اور کس وقت تک کے لئے موزوں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا، اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○
(البقرۃ ۔ ۱۰۶)

(اور اگر) ہم کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آتے ہیں (اور اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ (دنیا کی ترقی اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ قانون جیسا کوئی قانون یا اس سے بہتر قانون نازل کرنے پر قدرت رکھتا ہے کیونکہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی آیت کو منسوخ کرتا ہے تو کافروں کا یہ کہنا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی منسوخ کر دیا بالکل غلط ہے۔ کسی آیت کو منسوخ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا مصلحت ہوتی ہے۔ کافروں میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھتے اور بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں (قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اس (قرآن مجید) کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ (اس میں کسی انسان کے کلام کی آمیزش ہو ہی نہیں سکتی، یہ خالص اللہ تعالیٰ کا کلام ہے) (لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ) تاکہ اللہ (اس کے ذریعہ) ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے مسلمین کو راہ راست پر چلائے اور (جنت کی) خوشخبری سنائے۔

عمل

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی حکمت کو وہی خوب سمجھتا ہے لہٰذا آپ پورے جوش و خروش کے ساتھ ان پر عمل کیجئے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا
يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ، لِسَانُ الَّذِیْ
يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا
لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِی
الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ (اے رسول) ہمیں (بخوبی) علم ہے کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ رسول کو کوئی شخص سکھا جاتا ہے حالانکہ جس شخص کی طرف یہ لوگ کج روی سے نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان (میں) ہے (عجمی شخص ایسی فصیح و بلیغ عربی زبان کیا جانے) ﴿۱۰۳﴾ بے شک جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ ان کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا، ان کے لئے تو دردناک عذاب (تیار) ہے ﴿۱۰۴﴾ (رسول کبھی اللہ کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کرسکتا) اللہ کی طرف تو جھوٹ وہی منسوب کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے یہ لوگ (جو رسول پر افتراء پردازی کا بہتان لگا رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ خود) ہی جھوٹے ہیں ﴿۱۰۵﴾

معانی و مصادر (یُلْحِدُوْنَ) اَلْحَدَ، یُلْحِدُ، اِلْحَادٌ (باب افعال) میت کو لحد میں رکھنا، دین سے پھر جانا، غلط منسوب کرنا۔

(اَعْجَمِیٌّ) اَعْجَمَ، یُعْجِمُ، اِعْجَامٌ (باب افعال) نقطہ لگانا یا مٹانا (اَعْجَمِیٌّ = عَجَمِیٌّ = جو عرب سے تعلق نہ رکھتا ہو، عجم سے منسوب ہو)۔

تفسیر آیات کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے قرآن مجید کی تصنیف کو کسی عجمی آدمی کی طرف منسوب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط، بے بنیاد اور خلاف عقل نسبت کے جواب میں فرمایا (وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ) اور (اے رسول) ہمیں بخوبی علم ہے کہ کفار یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو (یعنی آپ کو) کوئی شخص سکھاتا، پڑھاتا رہتا ہے (اور اس کی تعلیم سے آپ قرآن مجید سناتے ہیں ان کی یہ بات کتنی غلط ہے) جس آدمی کی طرف یہ لوگ قرآن مجید کو منسوب کر رہے ہیں وہ تو عجمی ہے (عربی سے واقف نہیں) اور یہ (قرآن کتنی) فصیح و بلیغ عربی زبان (میں) ہے (بھلا عجمی شخص ایسی فصیح و بلیغ عربی کیا جانے) (اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) بے شک جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے (وہ ایسی ہی لایعنی باتیں کرتے ہیں) اللہ (کبھی) ایسے لوگوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔ ان کے لئے (اللہ کے ہاں) دردناک عذاب (تیار) ہے (اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ) (رسول تو کبھی بھی افتراء نہیں کر سکتے) افتراء تو وہی کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے (یہ ان کی بے ایمانی کی بڑی زبردست دلیل ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو ایک عجمی کی طرف منسوب کر دیا یقیناً) یہی لوگ جھوٹے ہیں (قرآن مجید حق ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے)۔

عمل

اے ایمان والو، کبھی بھی افتراء پردازی نہ کیجئے۔ کسی دوسرے کی طرف کسی غلط بات کو منسوب نہ کیجئے۔ یہ ایمان کی شان نہیں ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّ
بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ
أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۱۰۹﴾
ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا
مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا
وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا
لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابلِ معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑا (زبردست) عذاب ہوگا (۱۰۶) یہ اس لئے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو عزیز سمجھا اور اس لئے بھی کہ اللہ کفر کرنے والوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (۱۰۷) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر، جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۰۸) (اس میں کچھ شک نہیں کہ)

آخرت میں یہ لوگ ضرور نقصان اٹھائیں گے (۱۰۹) اس کے برخلاف جن لوگوں نے آزمائشوں میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے تو بے شک آپ کا رب، ان (آزمائشوں کے) بعد ان کے حق میں بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۱۰)

معانی و مصادر (مُطْمَئِنٌّ) اِطْمَأَنَّ، یَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (رباعی مزید فیہ کا باب اِفْعِلَّال) مطمئن ہونا۔
(لَا جَرَمَ = ضرور)۔

تفسیر اوپر آیت نمبر ۱۰۴ میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہ راست پر نہیں چلاتا جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی راہ راست پر نہیں چلاتا جو ایمان لانے کے بعد کفر کریں۔ آیات پر ایمان نہ لانے والوں کو عذاب الیم کی وعید سنائی تھی تو ایمان لاکر کفر کرنے والوں کو بھی عذاب عظیم کی وعید سنائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) اور جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابل معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ (برضاء و رغبت) کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب اور بڑا (سخت) عذاب ہوگا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ) یہ (عذاب عظیم) اس لئے ہوگا کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو عزیز سمجھا (وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ) اور اس وجہ سے بھی کہ اللہ کافروں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (اور جو شخص منزل مقصود پر یعنی جنت میں نہیں پہنچتا تو ظاہر ہے کہ اس پر عذاب ہی ہوگا اور عذاب بھی بہت سخت ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝	بے شک دوزخ کا عذاب نہایت ہلاکت خیز ہے (اور) بلاشبہ دوزخ ایک بہت برا ٹھکانہ اور (بہت بری) جگہ ہے۔

(الفرقان - ۶۵ و ۶۶)

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر، جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (روحانی طور پر ان کی عقل اور ہوش و حواس سب بیکار ہو چکے ہیں لہٰذا یہ لوگ آخرت اور اپنے انجام سے غافل ہیں۔ ان کے قویٰ پر پردے پڑے ہوئے ہیں لہٰذا یہ اپنے انجام کے متعلق سوچ ہی نہیں سکتے۔ انہوں نے ایمان لاکر کفر اختیار کیا لہٰذا ان کی تمام صلاحیتیں بے کار ہو گئیں۔ کفر، ضد اور ہٹ دھرمی کے زنگ نے ان کے حواس کو بے کار کر دیا لہٰذا اب انہیں ہدایت ملے تو کیسے ملے (لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) (لہٰذا) یقینی طور پر یہ لوگ آخرت میں نقصان اٹھائیں گے (ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)
برخلاف ان کے جن لوگوں نے آزمائشوں میں مبتلا ہونے (اور تکلیفیں اٹھانے) کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (جہاد میں بلکہ تمام مصائب میں) ثابت قدم رہے تو (اے رسول) بے شک آپ کا رب (ان کے) ان (امتحانوں اور آزمائشوں میں پورا اترنے اور کامیاب رہنے) کے بعد بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (وہ ضرور ان کو بخش دے گا اور ان پر رحم و کرم کرے گا)۔

(نوٹ:۔ دل وغیرہ پر مہر لگنے کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دینے والوں کی تباہی و بربادی کا ذکر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ
الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا،
اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝

(ابراھیم۔ ۲، ۳)

کافروں کے لئے شدید عذاب کے باعث بڑی خرابی ہے (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ لوگ پرلے درجہ کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

(والنّٰزعٰت۔ ۳۷ تا ۳۹)

تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

عمل

اے لوگو، جبر و اکراہ کی صورت میں اگر منہ سے کوئی کفر کا کلمہ نکل گیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی گرفت نہیں ہوگی لیکن برضاء و رغبت کفر کا کوئی کلمہ ہرگز منہ سے نہ نکالئے، جو شخص برضاء و رغبت کفر کا کلمہ زبان سے نکالے گا اسے بڑا سخت عذاب ہوگا۔

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ اس دن ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے جھگڑنے کے لئے آئیگا اور (اہل محشر میں سے) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۱۱﴾

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ ایمان لانے کے بعد جو لوگ آزمائشوں میں پورے اتریں گے، ہجرت کریں گے، جہاد کریں گے اور تمام مصائب کو (اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر) برداشت کریں گے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور یہ بخشش اور رحم وکرم اس دن ہوگا (يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا) جس دن ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے جھگڑنے کے لئے آئے گا۔

قیامت کا دن بہت بڑا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جزء اول ص ۳۹۲)

اس (دن) کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

اس طویل دن میں مختلف وقفے ہوں گے۔ بعض وقفے ایسے بھی ہوں گے جن میں کوئی بات نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ (المرسلٰت - ۳۴ تا ۳۶)

اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔ یہ وہ دن ہوگا کہ جس دن لوگ (ایک لفظ) نہیں بول سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت دی جائے

گی کہ عذر پیش کر سکیں۔

بعض وقفے ایسے ہوں گے جن میں انسان اپنی نجات کے لئے جھگڑے گا اور اپنے عذر پیش کریگا جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

پہلے وقفہ میں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی اور نہ کوئی بات کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اپنے عذر پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی تو پھر ہر شخص اپنے عذر پیش کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ، فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ ○

(ھود۔ ۱۰۵)

جب وہ دن آجائے گا تو کوئی شخص بغیر اللہ (تعالیٰ) کی اجازت کے بول بھی نہ سکے گا، اس دن جمع ہونے والوں میں بعض بدبخت ہوں گے اور بعض نیک بخت۔

آگے فرمایا (وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) اور (اہل محشر میں سے) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ نہ نیکی کرنے والے کی جزاء میں کوئی کمی ہوگی اور نہ برائی کرنے والے کو اسکی برائی کی مقررہ سزا سے زیادہ سزا دی جائے گی)۔

عمل

اے لوگو، نیک عمل کیجئے، قیامت کے دن نیک عمل ہی کام آئیں گے۔ بُرے اعمال کے لئے عذر و بہانے پیش کرنے سے اس دن نجات نہیں ہوگی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ
اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا
رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ
بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ
الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ،
فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں کے لوگ امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے، اس بستی میں ہر جگہ سے بافراغت رزق چلا آتا تھا (کسی قسم کی تنگی نہیں تھی) لیکن بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کو ان کی بداعمالی کی سزا

یں بھوک اور خوف کے اختلاط (سے پیدا ہونے والے مجموعی عذاب) کا مزا چکھایا (۱۱۲) ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول آیا تھا لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا تو (اللہ کے) عذاب نے انہیں ایسی حالت میں پکڑ لیا کہ وہ ظلم (و زیادتی) میں (مدہوش) تھے (۱۱۳)

معانی و مصادر

(رَغَدًا) رَغِدَ، یَرْغَدُ، رَغَدٌ (س) بافراغت اور آسودہ ہونا۔
(اَنْعُمٌ) نَعَمَ، یَنْعُمُ، نَعْمَةٌ و مَنْعَمٌ (ن، ف و س) خوشحال ہونا۔
(اَنْعُمٌ = نِعَمٌ = نِعْمَاتٌ = نِعْمَةٌ کی جمع)۔

تفسیر

جب کفار مکہ کسی طرح ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عبرت کے لئے ایک بستی کا قصہ سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ) اور (اے لوگو) اللہ (تمہارے لئے) ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں کے باشندے امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اس بستی میں ہر جگہ سے فراوانی کے ساتھ کھانے کی چیزیں چلی آتی تھیں (کسی قسم کی تنگی نہیں تھی، سب خوشحال اور فارغ البال تھے لیکن بستی والوں نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی، ان کی ناشکری کرتے رہے (فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ) تو اللہ نے ان (کے برے) اعمال کی سزا میں جو وہ کرتے تھے بھوک اور خوف کو ان کا اوڑھنا (بچھونا) بنا کر ان کو (عذاب الٰہی کا خوب) مزا چکھایا (وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ) ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول بھی آیا تھا لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا تو (اللہ کے) عذاب نے انہیں ایسی حالت میں پکڑ لیا کہ وہ ظلم و زیادتی میں مشغول تھے۔

کفار مکہ بھی اس بستی کی طرح خوشحال اور فارغ البال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خوشحالی اور فارغ البالی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا۔ (القصص ۔ ۵۷)

کیا ہم نے ان کو حرم میں استحکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں، (یہ) رزق ہے جو ہماری طرف سے (ان کو مہیا کیا جاتا ہے)۔

الغرض کفار مکہ اس بستی کے باشندوں کی طرح خوشحال و فارغ البال تھے پھر جس طرح رسول کی تکذیب سے ان کی نعمتیں ان سے چھین لی گئیں اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے اسی طرح کفار مکہ کو بھی اپنا انجام سوچ لینا چاہئے۔ اگر وہ بدستور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کرتے رہے تو ایک نہ ایک دن ان کو عذاب آگھیرے گا اور وہ نیست و نابود کر دئے جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، جب اللہ تعالیٰ آپ کو نعمتوں سے نوازے تو اس کا شکر ادا کیجئے۔ اس کے اور اس کے رسول کے احکام پر چلئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کسی ناگہانی عذاب میں گرفتار ہو جائیں۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا
طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ
كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا
حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ
اللّٰهِ بِهٖ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ
وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ
اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ

وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ (اے ایمان والو، تم اس بستی کے لوگوں کی مثل نہ ہو جانا کہ ناشکری کرنے لگو) اللہ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق تم کو دیا ہے اس میں سے کھاتے رہو اور اگر تم اللہ کی عبادت (کا دعویٰ) کرتے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر بھی ادا کرتے رہو ﴿۱۱۴﴾ اللہ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر اس چیز کو حرام کر دیا ہے جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو، البتہ جو شخص (فاقہ سے) مجبور ہو جائے (تو اس پر ان چیزوں کے کھانے کا کوئی گناہ نہ ہوگا بشرطیکہ) نہ تو (حکم الٰہی سے) بغاوت کرنے والا ہو اور نہ (حدِ ضرورت سے) آگے بڑھ جانے والا، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے ﴿۱۱۵﴾ اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیزیں حلال ہیں اور یہ چیزیں حرام ہیں (کہیں ایسا نہ ہو) کہ (اس طرح) تم اللہ پر بہتان باندھنے لگو، بے شک جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے ﴿۱۱۶﴾ (ان افتراء پردازیوں سے انہیں) تھوڑا سا فائدہ (تو ضرور پہنچ جائے گا) لیکن پھر ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۱۷﴾

معانی ومصادر (اِضْطُرَّ) اِضْطَرَّ، یَضْطَرُّ، اِضْطِرَارٌ (باب افتعال) پریشان کرنا۔ (تَصِفُ) وَصَفَ، یَصِفُ، وَصْفٌ، وَصْفَۃٌ (ض) بیان کرنا۔

تفسیر اوپر ایک بستی کا ذکر تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراوانی کے ساتھ اپنی نعمتیں دی تھیں۔ انہوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کا مزا چکھایا۔ اسی طرح کوئی بھی قوم ہو جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہے تو وہ عذاب میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ اس بستی کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو عذاب کی دھمکی دی اور ایمان والوں کو نصیحت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کریں اور اس بستی والوں کے انجام سے نصیحت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ) (اے ایمان والو، تم اس بستی والوں کے مثل نہ ہو جانا کہ ناشکری کرنے لگو) اللہ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق تم کو عطا فرمایا ہے اس میں سے کھاتے رہو اور اگر تم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہو تو (ان نعمتوں کے سلسلہ میں) شکر بھی صرف اسی کا ادا کرو (جو نعمت دیتا ہے شکر کا بھی وہی مستحق ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نعمتیں تو دے وہ اور نذرانے پیش کئے جائیں دوسروں کو، نذر و نیاز شکرانے کے طور پر ہوتی ہے تو پھر نذر و نیاز کا وہی مستحق ہے جو نعمتوں کا دینے والا ہے)۔

کافر نذر و نیاز کے طور پر بہت سے جانور اپنے شرکاء کے نام پر چھوڑتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(المآئدۃ - ۱۰۳)

اللہ نے نہ تو یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس پر بوجھ نہ لادا جائے، نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ جو اونٹنی اوپر تلے دو مادہ بچے جنے اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے، اور نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کی نسل سے چند بچے لے کر پھر اسے بتوں کی نذر کر دیا جائے اور اس پر سواری نہ کی جائے، (ان چیزوں کے متعلق) کافر اللہ پر بہتان لگا رہے ہیں، (بات یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اللہ کی طرف

منسوب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ، مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ، قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ، نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ، قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ، اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الانعام - ۱۴۳ و ۱۴۴)

(اور اے لوگو) یہ چوپائے آٹھ قسم کے ہیں، بھیڑ میں سے دو (نر اور مادہ) بکری میں سے دو (نر اور مادہ)، (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کے رحموں میں جو بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اسے حرام کیا ہے، اگر تم سچے ہو تو سند کے ساتھ بتاؤ اور (اے لوگو) اونٹ میں سے دو (نر اور مادہ) اور گائے میں سے دو (نر اور مادہ)، (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادیوں کے رحموں میں جو بچہ لپٹ رہا ہے اُسے حرام کیا ہے، کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ نے یہ حکم تم کو دیا تھا (اللہ نے یہ حکم تم کو ہرگز نہیں دیا بلکہ تم نے خود افتراء کیا ہے) ایسی صورت میں اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرنے کے لئے اللہ پر جھوٹ افتراء کرے بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ، سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهٖ

اور مشرکین یہ بھی کہتے ہیں یہ چوپائے اور یہ کھیتی (ہر ایک کے لئے) جائز نہیں، وہ اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھا سکتا سوائے اس کے جس کو ہم چاہیں (اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بعض چوپائے ایسے ہیں جن پر

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا، وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ، اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ، قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۳۹ تا ۱۴۱)

سوار ہونا اور سامان لادنا حرام کر دیا گیا ہے اور بعض چوپایوں پر اللہ کا نام نہیں لیتے، یہ سب کچھ اللہ پر افتراء ہے (اللہ نے ان باتوں کا ان کو حکم نہیں دیا) عنقریب اللہ ان کو اس افتراء پردازی کی سزا دے گا اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے، ہماری بیویوں پر حرام ہے اور اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو اس (کے کھانے) میں سب شریک ہو جاتے ہیں، اللہ ان کو ان باتوں کی بہت جلد سزا دیگا، (عذاب میں تاخیر اس کے علم و حکمت پر مبنی ہے) بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے۔ جن لوگوں نے بے وقوفی اور لاعلمی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ کے دئے ہوئے رزق کو اللہ پر بہتان لگا کر حرام کر لیا وہ (بڑے) نقصان میں مبتلا ہو گئے، یقیناً یہ لوگ راہِ راست سے بھٹک گئے اور یقیناً یہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں۔

کفار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو غیر اللہ کی نذر کرتے تھے۔ ان کا یہ فعل شرک تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کی نذر کی جا سکتی ہے۔ کسی دوسرے کی نذر نہیں کی جا سکتی۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ) (اے ایمان والو) اللہ تعالیٰ نے تم پر بس مُردار کو، خون کو، خنزیر کے گوشت کو اور اس چیز کو حرام کر دیا ہے جو غیر اللہ کے لئے نامزد کی گئی ہو (کفار نے جو چیزیں خود حرام کی ہیں وہ حرام نہیں ہیں) پھر اگر کوئی شخص (فاقہ سے) مجبور ہو کر (ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھا لے تو مضائقہ نہیں) بشرطیکہ نہ تو (حکم الٰہی سے) بغاوت کرنے والا ہو اور نہ (حدِّ ضرورت سے) آگے بڑھنے والا (فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا ہے (اس نے اضطراری حالت میں حرام چیز کھا لینے کو معاف کر دیا ہے) اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے (کہ بندوں کو سختی میں مبتلا نہیں کیا اور بقدرِ ضرورت حرام چیز کھانے کی اجازت دے کر بڑا رحم و کرم فرمایا)۔

(نوٹ:۔ ان آیات کی مکمل تفسیر کے لئے سورۂ بقرہ کی آیات ۱۷۲ و ۱۷۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ) اور (اے لوگو، اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے (لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ) (اس لئے کہ (اس طرح تو) تم اللہ پر بہتان باندھو گے) (اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ) بے شک جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

اس آیت نے دوٹوک فیصلہ کر دیا کہ تحلیل و تحریم کا حق و اختیار صرف اللہ تعالےٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کسی چیز کو حلال کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کسی چیز کو حرام کر سکتا ہے۔ انسانوں کو کیا معلوم کہ کونسی چیز ان کے حق میں مفید ہے اور کونسی چیز ان کے حق میں مضر ہے۔ انسان زیادہ سے زیادہ کسی چیز کے طبّی فوائد یا نقصانات سے بحث کر سکتے ہیں۔ مسلسل عمل اور تجربے سے کسی حد تک کسی چیز کے خواص معلوم کر کے اس کے فوائد اور نقصانات کا فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن کلی طور پر نہیں۔ مزید برآں کسی چیز کے روحانی فوائد اور نقصانات سے انسان کوئی بحث نہیں کر سکتے اور نہ انہیں ان چیزوں کے روحانی فوائد اور نقصانات کا کما حقہ علم ہو سکتا ہے لہٰذا کسی چیز کے حلال و حرام ہونے کے سلسلہ میں ہمیں کلیۃً اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہونا پڑے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے کہ وہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کرے۔ بندے اللہ تعالیٰ کے اس حق میں شریک نہیں ہو سکتے اور یقیناً انہیں اس حق میں شریک نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ شرک فی التشریع کے مرتکب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(الشوریٰ - ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (جو مقررہ وقت ہی پر ان کو ملے گا)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کتنی سختی کے ساتھ شریعت سازی سے روکا ہے اور کتنے واضح الفاظ میں اس کو شرک سے تعبیر کیا ہے۔

کسی شخص کو حق نہیں کہ کسی چیز کو حلال کرے یا حرام کرے۔ یہ صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کرتا ہے تو اگرچہ وہ زبان سے نہ کہے سمجھا یہی

جائے گا کہ اس نے یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہی ہے، اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ اسے ایسا کہنے کا حق نہیں ہے۔ جس کا حق ہے اسی کی طرف وہ بات بھی منسوب ہوگی تو مستند ہوگی ورنہ نہیں۔ ایسی بات کو جو اللہ تعالیٰ نے نہ کہی ہو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اللہ تعالیٰ پر صریح بہتان ہے۔ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرنے والے کبھی فلاح و نجات حاصل نہیں کر سکتے۔

جس طرح احکام کونیہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے مجبور ہیں اسی طرح احکام شریعت میں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنے آپ کو مجبور سمجھنا چاہئے۔ احکام کونیہ کے سلسلہ میں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار دیا ہی نہیں کہ ہم کریں یا نہ کریں لیکن احکام شریعت میں ہمیں اختیار دیا ہے کہ انہیں کریں یا نہ کریں لیکن ہمیں اس اختیار کے باوجود کرنا وہی چاہئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اختیار ہوتے ہوئے بھی ہمیں حکمِ الٰہی کے سامنے اپنے اختیار کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

جن لوگوں نے حلال و حرام کے سلسلہ میں اپنی طرف سے فتوے دئے اور بڑی بڑی کتابیں لکھ ڈالیں انہوں نے اس آیت کے منشاء کی خلاف ورزی کی اور جنہوں نے ان فتووں کی روشنی میں حلال و حرام کا فیصلہ مان لیا انہوں نے اچھا نہیں کیا، دونوں شرک کے دائرے میں داخل ہو گئے۔

(نوٹ:۔ تحلیل و تحریم کے سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۸۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے فرمایا (مَتَاعٌ قَلِيلٌ) اس فتویٰ بازی سے دنیا کی (زندگی کا) تھوڑا سا فائدہ (تو حاصل ہو جائے گا لیکن آخرت میں) (وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔

فتویٰ بازی یا تحلیل و تحریم سے فائدہ حاصل کرنے کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً

(۱) مفتی حکومت کا ملازم ہو اور حکومت کو خوش کرنے کے لئے حکومت کی منشاء کے مطابق فتویٰ دے اور اس طرح حکومت کی طرف سے جو تنخواہ، اعزاز و اکرام اسے حاصل ہو اُسے برقرار رکھے جانے کا سبب بنے۔

(۲) مفتی کسی جماعت یا پارٹی کا لیڈر یا کسی جماعت یا پارٹی میں ہر دلعزیز ہو اور وہ یہ سمجھ کر غلط فتوے دے کہ صحیح فتوے دینے سے پارٹی کی حمایت ختم ہو جائے گی، ہر دلعزیزی جاتی رہے گی۔

(۳) مفتی فتوے دے پھر ان کو کتابی شکل میں مرتب کرے تاکہ اس کے علم کی شہرت ہو۔

عمل

اے ایمان والو، حلال و حرام کا فیصلہ خود نہ کیا کیجئے۔ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کر دیا ہے اسے حلال سمجھئے اور جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے اسے حرام سمجھیئے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا
مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ، وَ
مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ
لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ
اَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) (بے ضرر اشیاء میں سے) ہم نے یہودیوں پر بس وہی (چند) چیزیں حرام کی تھیں جن کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿۱۱۸﴾ پھر (اے رسول) جن لوگوں نے نادانی سے بداعمالیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کر کے (اپنی) اصلاح

کرلی تو اس توبہ کے بعد ایسے لوگوں کے لئے آپ کا رب یقیناً بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۱۹)

تفسیر تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور اس سلسلہ میں اس کا فیصلہ ہم تک صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ جو فیصلے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہوتے بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی احادیث میں ہوتے ہیں وہ فیصلے بھی درحقیقت من جانب اللہ ہی ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی طرف سے تحلیل و تحریم نہیں کرتے بلکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں وحی کی روشنی میں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس چیز کو حلال کرتا ہے وہ چیز انسانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے مفید ہوتی ہے یا بے ضرر ہوتی ہے اور جس چیز کو وہ حرام کرتا ہے وہ چیز دنیوی یا دینی لحاظ سے مضر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ جو چیز انسانوں کے لئے مفید یا بے ضرر ہو اسے حرام کر دے البتہ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی چیزوں کو حرام کر دیا تھا جو دینی یا دنیوی لحاظ سے مضر نہیں تھیں تو اس کی توجیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ) اور (اے رسول) بعض چیزیں جن کا ذکر ہم آپ سے پہلے کر چکے ہیں ہم نے یہودیوں پر (بے ضرر ہوتے ہوئے بھی) حرام کر دی تھیں (تو اس کی وجہ ان کی شامت اعمال تھی) (وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (انہوں نے ایسی سرکشیاں کیں کہ اس کی سزا میں ہم نے ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں)۔

(مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ) (جو ہم آپ سے پہلے بیان کر چکے ہیں) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ، وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ، ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۴۷)

اور (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے تمام جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربیاں بھی حرام کر دی تھیں سوائے اس چربی کے جو ان کے پٹھوں یا اوجھڑیوں میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ○

ہم نے یہودیوں پر (بہت سی) پاکیزہ چیزوں کو جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دیا محض اس

وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ، وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(النسآء۔ ۱۶۰و۱۶۱)

لئے کہ وہ ظلم کرتے تھے، بہت زیادہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے، سود کھاتے تھے حالانکہ ان کو اس سے منع کر دیا گیا تھا، لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھا جایا کرتے تھے، الغرض ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (اے رسول) جن لوگوں نے نادانی سے بداعمالیاں کیں پھر اس کے بعد ان بداعمالیوں سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی تو پھر ایسے لوگوں کے لئے آپ کا رب بہت بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد گناہوں کو معاف کر دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(الانعام۔ ۵۴)

اور (اے رسول) تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا ہے (وہ یہ) کہ تم میں سے جو شخص نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور (اپنی) اصلاح کر لے تو اللہ (اسے معاف کر دیگا کیونکہ وہ) بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ، اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(النسآء۔ ۱۷و۱۸)

اللہ کے ذمہ توبہ قبول کرنا تو انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کر لیتے ہیں، اللہ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل) برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) میں اب (ان برے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول بھی نہیں فرماتا جو

کفر کی حالت میں مررہے ہوتے ہیں، ان (سب) لوگوں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ:۔

(۱) محض توبہ کافی نہیں بلکہ اصلاح بھی ضروری ہے یعنی آئندہ پھر وہ کام نہ کرے بلکہ نیک عمل کرتا رہے۔

(۲) توبہ فوراً کرے۔ موت کے وقت توبہ بے کار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ○

(الفرقان۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ، وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا، وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○

(آل عمران۔ ۱۳۵ و ۱۳۶)

اور (متقی) وہ لوگ (ہیں) کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور (نیک) عمل کرنے والوں کا اجر اچھا ہی ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، سچے دل سے توبہ کیجئے۔ جس کام سے آپ توبہ کریں پھر اس کام کو کرنے کی نیت نہ رکھئے اور نہ پھر وہ عمل کیجئے۔

توبہ کے بعد نیک عمل کیجئے۔ توبہ کو مؤخر نہ کیجئے معلوم نہیں موت کس وقت آجائے اور توبہ مفید نہ ہو۔

ترجمہ (اور اے رسول) بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں ایک انجمن اور) ایک جماعت تھے، وہ (خالص طور پر) اللہ کے فرمانبردار اور صرف اسی ایک کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور وہ (ہرگز) مشرک نہیں تھے (۱۲۰) وہ اللہ کی نعمتوں کے (بڑے) شکرگزار تھے، اللہ نے انہیں منتخب کیا تھا اور ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت بھی دی تھی (۱۲۱) اور (اے رسول) ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی سے نوازا تھا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں شامل ہوں گے (۱۲۲) پھر (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ بھی ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ابراہیم کی ملّت کی پیروی کریں، وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے (جیسا کہ مشرکین کا دعویٰ ہے) (۱۲۳)

معانی ومصادر (اُمَّۃٌ) اَمَّ، یَؤُمُّ، اَمٌّ واِمَامَۃٌ واِمَامٌ (ن) پیشوا ہونا۔
(اُمَّۃٌ = جماعت، طریقہ، زمانہ)

تفسیر اوپر مشرکین اور اہل کتاب کی بداعمالیوں اور سرکشیوں کا بیان تھا۔ یہ دونوں گروہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا تعلق قائم کرتے تھے اور ان کو اپنا پیشوا مانتے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان کو ملامت کرنے کے لئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف بیان کئے۔ کیوں کہ ان اوصاف پر نہ مشرکین قائم تھے اور نہ اہل کتاب لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا ان سے تعلق کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔ ان سے تو مسلمین ہی اپنا تعلق قائم کرنے میں حق بجانب ہیں اس لئے کہ وہ انہی کے طریقے پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا، وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ) بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں ایک انجمن اور) ایک جماعت تھے [وہ (مجسم) طریق (حق) تھے] وہ (صرف) اللہ کے فرمانبردار اور صرف اسی کی طرف رجوع کرنے والے تھے (کسی دوسرے کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے اور وہ کرتے بھی کیسے جبکہ) وہ مشرک نہیں تھے۔ (شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ) وہ اللہ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے (یعنی جس نے نعمتیں دی تھیں اسی کا شکر ادا کرتے تھے اسی کے لئے ان نعمتوں کو نذر کرتے تھے) (اِجْتَبٰہُ وَھَدٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) اللہ نے انہیں (لوگوں کی امامت کے لئے) منتخب کیا تھا اور انہیں سیدھے راستے پر قائم کیا تھا (وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ) اور (اے رسول) ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی سے نوازا تھا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں شامل ہوں گے (لہٰذا وہاں بھی بھلائی سے نوازے جائیں گے)۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امّت کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ امّت مسلمہ کے بانی اور بعد میں برپا ہونے والی تمام امّتوں کے پیشوا ہیں۔ اب اگر نجات ہے تو انہی کی ملت کی اتباع میں اور گمراہی اور تباہی و بربادی ہے تو ان کے طریقہ سے اعراض کرنے میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ، وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ، قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۳۰ و ۱۳۱)

اور ابراہیم کی ملت سے کون بے رغبتی کر سکتا ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے آپ کو بے وقوفی میں مبتلا کر دیا ہو۔ (ابراہیم تو وہ ہیں کہ) ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوں گے۔ (ابراہیم کی تو وہ شخصیت ہے کہ) جب ان کے رب نے ان سے کہا اسلام لاؤ تو انہوں نے (فوراً) کہا میں نے رب العٰلمین کے لئے اسلام قبول کیا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت اور پیشوائیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ○

(البقرۃ ۔ ۱۲۴)

(اے ابراہیم) میں تم کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شک بعد والوں کے لئے نمونہ تھے لیکن جبکہ اہل کتاب اور مشرکین ان کے نقش قدم پر نہیں چلتے تو پھر وہ کیسے ان سے اپنا تعلق قائم کر سکتے ہیں ۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے نہ کبھی بت پوجا ، نہ کسی قبر کی پوجا کی اور نہ کسی کو اللہ تعالےٰ کی اولاد تسلیم کیا لیکن یہودی عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا ، عیسائی عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا اور مشرکین فرشتوں کو اور لات ، منات اور عزّٰی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ، قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بیٹے ہیں ، یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں) پہلے (زمانے کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں ، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا) یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ

(اے رسول ، یہ کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں تو ذرا) آپ ان سے پوچھئے کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے

إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ○ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ○ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ○ فَأْتُوا بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ○

(الصّٰفّٰت - ۱۴۹ تا ۱۵۷)

کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا اور (کیا) یہ (اس وقت) موجود تھے۔ خبردار! یہ خود ساختہ جھوٹ بات کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے، بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی صاف و صریح دلیل ہے۔ اگر تم سچے ہو تو (دلیل میں) اپنی کتاب پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ○ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ○ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزٰى ○

(النجم - ۱۹ تا ۲۲)

(اے کافرو!) تم نے لات اور عزّیٰ کو دیکھا اور اس کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں)۔ کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نا مناسب تقسیم ہے۔

اہل کتاب اور مشرکین کے جب یہ مشرکانہ کردار ہوں تو پھر وہ کیسے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ملت ابراہیمی پر قائم ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے نہ انہوں نے کبھی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو پکارا اور نہ وہ مشرک تھے لیکن مشرکین تو شرک کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ، سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

(یونس - ۱۸)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی صفائی میں) کہتے ہیں کہ (ہم ان کو مشکل کشا نہیں سمجھتے بلکہ) یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (سفارشی سمجھ کر ہم ان کی عبادت کرتے ہیں، اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا تم اللہ (تعالیٰ) کو آسمانوں اور زمین میں ایسی چیز کے وجود کی

خبر دیتے ہو جس کے وجود کا اسے کوئی علم نہیں۔
وہ پاک ہے اور جو شرک یہ کر رہے ہیں اس
سے (بہت) بلند و بالا ہے۔

جب مشرکین کا یہ کردار ہو تو پھر وہ کیسے دعوٰی کر سکتے ہیں کہ وہ دین ابراہیمی پر چل رہے ہیں۔ الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے نہ اہل کتاب میں پائے جاتے ہیں اور نہ مشرکین میں۔ ان کے اوصاف تو مسلمین میں پائے جاتے ہیں جو ان کی سختی سے پیروی کرتے ہیں لہذا اب مسلمین ہی صحیح معنوں میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبع اور حقدار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا، وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ○

(آلِ عمران۔ ۶۷ و ۶۸)

ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ بڑے پکے موحد مسلم تھے۔ ابراہیم (سے اپنا تعلق ظاہر کرنے) کے لئے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں یعنی یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لاتے ہیں، (ایسے مؤمنین کے نہ صرف ابراہیم دوست ہیں بلکہ ان) مؤمنین کا (تو) اللہ (بھی) دوست ہے۔

آگے فرمایا (کیونکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد نجات کا دار و مدار ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی میں منحصر ہے لہذا ہم نے پہلے بھی ان کی ملت کی اتباع کا سب کو حکم دیا تھا اور اب (ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا) پھر (اے رسول) آپ کو بھی حکم دیا ہے کہ آپ بھی ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرتے رہیں (وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ) اور مشرک نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں، ہم تم سے (محبت کرنے کا) انکار کرتے ہیں،

بِاللّٰہِ وَحْدَہٗٓ۔
(الممتحنۃ۔۴)

اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے کھلم کھلا دشمنی اور بغض قائم رہے گا۔

عمل

اے لوگو، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلئے، ان کی ملّت کا اتباع کیجئے، ان کی طرح صرف اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیجئے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کے لئے صرف اللہ کا شکر ادا کیجئے۔

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِيهِ، وَإِنَّ رَبَّكَ
لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا
كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۴﴾

ترجمہ ہفتہ کا دن تو انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جنہوں نے اس (کے بارے) میں اختلاف کیا، اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب جن جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں کے سلسلہ میں ان کے درمیان قیامت کے دن ہی فیصلہ فرمائے گا ﴿۱۲۴﴾

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت کی اتباع کرنے اور صحیح معنوں میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا تعلق قائم کرنے میں حق بجانب تھے۔ آیت زیر تفسیر کے سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا ہوگا کہ آپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ہماری طرح ہفتہ کے دن کی تعظیم کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ (اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ) ہفتہ (کے دن) کا احترام تو (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد) انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جنہوں نے (بعد میں) اس (کے بارے) میں اختلاف کیا (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت میں ہفتہ کی تعظیم کا کوئی حکم نہیں تھا لہٰذا مؤمنین پر ہفتہ کی تعظیم نہ کرنے کا اعتراض لغو ہے) (وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ) (اے رسول) بے شک آپ کا رب جن جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں ان کے درمیان قیامت کے روز ہی فیصلہ کرے گا۔

ابتداء میں اہل کتاب پر جمعہ ہی فرض کیا گیا لیکن انہوں نے اس کو قبول کرنے کے معاملہ میں اختلاف کیا تو یہودیوں پر ہفتہ کے دن کا احترام فرض کر دیا گیا اور عیسائیوں پر اتوار کے دن کا احترام

فرض کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ فَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ الْیَھُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ جزء ۲ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ جزء اول ص۳۲ واللفظ للبخاری)

ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے بھی مقرر ہوا تھا لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو پھر اللہ نے ہم کو یہ دن عنایت فرمایا پھر سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے۔ یہودیوں کا دن کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَضَلَّ اللّٰہُ عَنِ الْجُمُعَۃِ مَنْ کَانَ قَبْلَنَا فَکَانَ لِلْیَھُوْدِ یَوْمُ السَّبْتِ وَکَانَ لِلنَّصَارٰی یَوْمُ الْاَحَدِ فَجَآءَ اللّٰہُ بِنَا فَھَدَانَا اللّٰہُ لِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَجَعَلَ الْجُمُعَۃَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَکَذٰلِکَ ھُمْ تَبَعٌ لَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الْمَقْضِیُّ لَھُمْ قَبْلَ الْخَلَآئِقِ۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ جزء اول ص۳۲)

جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو جمعہ کے دن سے محروم کر دیا تو یہود کا دن ہفتہ اور نصاریٰ کا دن اتوار مقرر ہوا۔ پھر اللہ نے ہم کو بھیجا اور جمعہ کے لئے ہم کو ہدایت دی غرض یہ کہ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر ہوئے اور اسی ترتیب کے لحاظ سے (یہودی اور عیسائی) قیامت کے روز ہمارے پیچھے رہیں گے۔ دنیا میں ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے رہیئے اور (جب کبھی بحث کا موقع آئے تو) ان سے بہترین طریقہ سے بحث کیجئے۔ بے شک آپ کا ربّ انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چل رہے ہیں ﴿۱۲۵﴾

تفسیر اہل کتاب اور مشرکین کو اسلام کی دعوت مسلسل دی جارہی تھی، ان کے اشکالات کا مدلل جواب دیا جارہا تھا، توحید کے دلائل بار بار اور نئے نئے انداز میں دئے جارہے تھے آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو دعوت کے طریقہ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا (اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ) (اے رسول) آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے رہئے اور (جب کبھی بحث کا موقع آئے تو) ان سے بہترین طریقہ سے بحث کیجئے، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُوْلَا لَهٗ — تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت

قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○ (طٰہٰ - ۴۳ و ۴۴)

سرکش ہوگیا ہے۔ اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔

الغرض تبلیغ بہت حسن و خوبی سے ہونی چاہئے۔ حکمت کے تمام تقاضوں کو مدّنظر رکھنا چاہئے سختی اور اشتعال انگیزی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ) بے شک آپ کا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر گامزن ہیں (اس کے احاطہ علم سے کوئی باہر نہیں ہے۔ وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء یا سزا دے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے۔ بحث کا اگر موقع آئے تو پسندیدہ طریقہ سے بحث کیجئے۔

تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے آداب

تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے مندرجہ ذیل آداب اوپر گذر چکے ہیں:۔

۱ تبلیغ حکمت سے کرے یعنی پہلے ایسی باتیں کہے جن کو وہ شخص جس کو تبلیغ کی جارہی ہے بآسانی قبول کرے، جلد بازی سے ہر وہ بات نہ کہہ دے جس کو اس کا ذہن قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو، اس سلسلہ میں ذہن کو آہستہ آہستہ تیار کرے۔

۲ عمدہ الفاظ میں نصیحت کرے۔

۳ تبلیغ یا نصیحت نرمی سے کرے۔

۴ بحث کا اگر موقع آجائے تو بہت ہی خوبصورتی سے پسندیدہ انداز میں بحث کرے۔

اب ہم تبلیغ و نصیحت کے بقیہ آداب لکھتے ہیں:۔

۵ دوسروں کے بزرگوں اور معبودانِ باطل کو برا نہ کہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (الانعام۔ ۱۰۹)

اور (اے ایمان والو) جن ہستیوں کو یہ مشرک اللہ کے علاوہ (مدد وغیرہ کے لئے) پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ زیادتی اور لاعلمی میں اللہ کو برا کہہ بیٹھیں۔

۶ جو کہے اس پر خود بھی عمل کرے۔ قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف۔ ۳)

اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

۷ بالجبر مسلم نہ بنائیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ (البقرۃ۔ ۲۵۶)

دین (اسلام کو منوانے) میں (کسی پر) جبر نہیں (کیا جائے)۔

۸ اعمال صالحہ سے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور علی الاعلان کہے کہ میں مسلم ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ

اور (اے رسول) بات کے لحاظ سے اس

وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○
(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۳)

سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے، نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلم ہوں۔

(۹) وعظ و نصیحت روزانہ نہ کرے بلکہ بیچ میں وقفہ دے۔

حضرت ابووائل کہتے ہیں:۔

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَّا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا (صحیح بخاری کتاب العلم باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ جزء اول ص۲۵ و صحیح مسلم کتاب صفۃ یوم القیمۃ باب الاقتصاد فی الموعظۃ جزء ۲ ص۵۲۹)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن، میری آرزو یہ ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ و نصیحت کیا کریں۔ انہوں نے کہا کوئی چیز مجھے اس بات سے نہیں روکتی مگر یہ کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تم اکتا جاؤ۔ میں اسی طرح وقفہ کے ساتھ تم کو نصیحت کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وقفہ کے ساتھ نصیحت کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

(۱۰) حقائق کو نہ چھپائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهٗ فَكَتَمَهٗ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ (ابوداؤد کتاب العلم باب کراھیۃ منع العلم جزء ۲ ص۱۵۹ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۱ ص۳۷)

جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہے پھر وہ اسے چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کے (منہ میں) آگ کی لگام لگائے گا۔

(۱۱) اہم باتوں کو تین دفعہ بیان کرے تاکہ لوگوں کی سمجھ میں آجائے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا (صحیح بخاری کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثا جزء اول ص۳۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی (اہم) بات کہتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے۔

(۱۲) لوگوں کو سختی میں نہ ڈالے، آسانی پیدا کرے، خوشخبری سُنائے، نفرت نہ دلالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ جزء اول ص۲۷)

آسانی پیدا کرو، سختی میں نہ ڈالو، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔

(۱۳) تبلیغ میں صبر و استقامت سے کام لے، ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ دلخراش باتیں سُنے لیکن خاموش رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (العصر۔ ۳)

(جو لوگ ایمان لاکر، عمل صالح کرتے رہے) اور ایک دوسرے کو حق کی وصیّت اور صبر کی تلقین کرتے رہے (وہ نقصان میں نہیں ہوں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ، وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ○ (آل عمران۔ ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

(۱۴) تبلیغ کرے خواہ ایک ہی آیت کی تبلیغ کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماذکر عن بنی اسرائیل جزء ۴ ص۲۰۷)

میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۵) اگر کافر سختی کرے تو اسے نظر انداز کرے۔

حضرت ضمام بن ثعلبہ کو جب اسلام کی دعوت پہنچی تو انہوں نے مدینہ منورہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:۔

اِنِّیْ سَاَسْئَلُكَ فَسُتَشَدِّدُ عَلَیْكَ فِی الْمَسْئَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَیَّ فِیْ نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَالَكَ (صحیح بخاری کتاب العلم باب ماجاء فی العلم جزء اول ص۲۵)

میں آپ سے سوال کروں گا اور سوال میں آپ پر سختی کروں گا تو آپ اپنے دل میں مجھ پر ناراض نہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمہارا جی چاہے پوچھو۔

(۱۶) مبلغین آپس میں اتفاق رکھیں، اختلاف نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ سے فرمایا:۔

تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع جزء ۴ ص۷۹)

اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

(۱۷) کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے بدنامی ہو خواہ وہ کام جائز ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِیَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَیْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِیْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَ جَعَلْتُ لَهُ بَابَیْنِ بَابًا شَرْقِیًّا وَ بَابًا غَرْبِیًّا (صحیح بخاری کتاب المناسك باب فضل مکة و بنیانها جزء ۲ ص۱۸)

اگر تمہاری قوم پر جاہلیت کا زمانہ ابھی تازہ نہ گذرا ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور جتنا حصہ اس میں سے نکال دیا گیا ہے وہ شریک کر دیتا۔ اس کی کرسی زمین کے برابر کر دیتا اور اس میں دو دروازے رکھتا ایک مشرقی اور ایک مغربی۔

(۱۸) جذبۂ خیر خواہی سے تبلیغ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ○ (الکھف ۔ ۶)

اے رسول، اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے۔

(۱۹) جذبۂ انتقام نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰی عَلَیْكَ یَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِیْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِیْتُ مِنْهُمْ یَوْمَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن آپ پر سخت گذرا ہے آپ نے فرمایا (عائشہ) میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے

الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ
ابْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا
أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى
وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ
الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ
قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ
فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ
قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ
بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا
شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ
وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ
اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَ
أَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ
إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ فَمَا شِئْتَ، إِنْ
شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ
أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا
يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب
بدء الخلق اذقال احدکم اٰمین جزء ۴
ص۱۳۹ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب
مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۱۰۳)

تکلیفیں سہی ہیں جو سہی ہیں۔ سب سے زیادہ
سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گذرا ہے جس دن
میں نے عبد یالیل بن عبد کلال کو تبلیغ کی
(جو طائف کا رئیس تھا) اس نے میرا کہنا نہ مانا
(یعنی اسلام قبول نہیں کیا) میں رنجیدہ ہو کر وہاں
سے لوٹا جب قرن ثعالب میں (جو ایک مقام کا نام
ہے) پہنچا تو ذرا ہوش آیا میں نے اوپر سر اٹھایا
کیا دیکھتا ہوں کہ ابر کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے
ہے اور اس میں جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
موجود ہیں انہوں نے مجھ کو پکارا کہنے لگے اللہ
نے وہ باتیں سن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کہیں اور
جو جواب آپ کو دیا اب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے
فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ ان (لوگوں
کے سلسلہ) میں آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ اسی
اثناء میں پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام
کیا۔ اس نے کہا: اے محمد، اللہ نے وہ باتیں سن
لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کہیں میں پہاڑوں
کا فرشتہ ہوں۔ آپ کے ربّ نے مجھے آپ کے پاس
بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے کام کا مجھے حکم دیں جو
آپ چاہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں اَخشبین
(پہاڑوں) کو ملا کر ان کو پیس دوں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) مجھ کو امید
ہے (اگر یہ لوگ راہ راست پر نہ آئے تو کوئی
بات نہیں) ان کی اولاد میں سے اللہ ایسے لوگ
پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

(۲۰) بے باکی کے ساتھ حق کو بیان کرے۔

حضرت طارق کہتے ہیں :-

اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ اَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ قَالَ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (نسائی کتاب البیعۃ باب من تکلم بالحق عند الامام جزء ۲ صـ۱۲۲ وسندہٗ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۹ صـ۱۷۱)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں کہ آپ کا پاؤں رکاب میں تھا سوال کیا: افضل جہاد کون سا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا
عُوْقِبْتُمْ بِهٖ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ
لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اگر تم (کسی کو) تکلیف پہنچانی چاہو تو بس ویسی ہی تکلیف پہنچاؤ جیسی تکلیف تم کو (اس سے) پہنچی ہو اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے ﴿۱۲۶﴾

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ) اور (اے ایمان والو) اگر تم کسی کو انتقاماً تکلیف پہنچاؤ تو بس اتنی ہی تکلیف پہنچاؤ جتنی تکلیف تم کو اس سے پہنچی ہو (یعنی انتقام میں زیادتی نہ کرو)۔

یہ حکم عام ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ جہاد میں کافروں پر اتنی ہی سختی کرنی چاہیئے جتنی سختی انہوں نے مسلمین پر کی ہو اور اسلامی حکومت میں قصاص لیتے وقت بھی اتنی ہی تکلیف پہنچانی چاہیئے جتنی تکلیف اس شخص نے جس سے قصاص لیا جا رہا ہے پہنچائی ہو۔ زیادتی کرنے کی اجازت نہیں۔ (وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ) اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے (جو شخص صبر کرے گا تو اس کو اس کا ثواب آخرت میں ملے گا اور وہ انتقام لینے سے بہت بہتر ہے)۔

(نوٹ) قصاص کے متعلق جملہ مسائل سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۸، سورۂ نساء کی آیت ۹۲ اور سورہ مائدہ کی آیت ۴۵ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي
ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ
اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ
هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آپ (تو) صبر ہی کرتے رہیں، آپ کا صبر کرنا تو بس اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا (بغیر اس کی توفیق کے تو صبر ہو ہی نہیں سکتا) اور (اے رسول) ان (کافروں کے حال) پر آپ رنج وغم نہ کریں اور جو تدبیریں یہ لوگ کر رہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں (۱۲۷) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے رہتے ہیں (۱۲۸)

تفسیر کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی حالت پر افسوس ہوتا تھا آپ ان کی اصلاح کے لئے بے چین بھی رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ) اور (اے رسول) آپ صبر کیجئے، آپ کا صبر کرنا تو اللہ کی توفیق سے ہی ہوگا بغیر اس کی توفیق کے کوئی صبر کر ہی نہیں سکتا اور (اے رسول) آپ ان (کافروں کے حال) پر غمگین نہ ہوں (آپ نے ان کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن یہ آپ کی مخالفت سے باز نہیں آتے تو (وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ) آپ ان کی تدبیروں اور سازشوں سے تنگ دل نہ ہوں (یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے) (إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا

ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور نیکیاں کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (التوبۃ۔ ۳۶)

اور (اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

(وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ) سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے غم میں گھلے جا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ (الکھف۔ ۶)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے (اے رسول آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ (الفاطر۔ ۸)

تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب واقف ہے۔

(نوٹ :۔ تقویٰ کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے ایمان والو، کافروں کی ایذاء رسانیوں پر صبر کیا کیجئے، ان کی سازشوں سے پریشان نہ ہوا کیجئے، تقویٰ اختیار کیجئے، نیکیاں کرتے رہیئے، اگر آپ تقویٰ اختیار کریں گے اور نیکیاں کرتے رہیں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی معیّت نصیب ہوگی اور جس کو اللہ تعالیٰ کی معیّت نصیب ہو جائے تو پھر اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین